

MLA LIBRARY, A.M.U.



U2882

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

[illegible]

کتاب الف لیله نو منظوم متحی طبع شاعر نازک خیال
کا شکرین مقال بلبل گلزار بندستان منشی طوکار ام شایان

دہ لای رنگ چرخ ابھوسی	کہ دل کو نظم رنگین کا ہی شیک	انگلابی ہپول سی ساقی ہو گلوگلو
لب ساغر ہون ہرنگ گل تر	بھید باہر خلوت شیشہ سی آئے	دولہن کا حسن دخت نزدکما
بطی ہی ننگار ناوک شوق	ہے لقمہ گردن میانین بائے	پڑی جو رنگ کا پھر ہاتھ سائے
پلا ساقی دو سالہ بادۂ ناب	گلستان سی ہون گترین مٹانے	طبیعت کو ہی غم نظم نکر
سراج خورشید انگر بنجای	بہرین ہل کا دم لپٹا تال	پلا وہ ہپول مہکی ساغر گل
قلم شاخ گل تر کا ہرے دم	فدا ہون حسن پر نقیون کچرین	رقم ہون نوز کی روشن منڈار
غدا شاہد گل ہر درق ہو	بلا میں شوق سی رنگ حلا	وہ سرخی شوق عجب نہضہ چپا
نیکون کر ہو گل خورشید نور	بیامں مہرے پر نور و شفا	زرگی سی زرافشان کا قد
کشتار تیرہ زمین سی آسمان کا	مقابل میں ہوا دشتک بختو	ہراک نقطہ ہو رشک خال محو
اکوین السطیر او کی نظر آ	دکھائی ہو شنائی عالم نور	بنے اوراق رشک شعلہ کو
عند افق فانی کی شیریں پائے	بیامں میں حسن ملک ایک	دیار نہم میں سکھہ روان
سندس بخشش ہو نظم شیریں	نہ بات آئی بیان کج	تیرے بوجھے نظم کو قہ کوکر
سندس بخشش ہو نظم شیریں	زبان تو کلام کوک بیان	کرے پید زبان شیرینی
سندس بخشش ہو نظم شیریں	کہی امنہ اہم ہر شمشیر	نیمہ خوش قلم پر کاشمشیر
سندس بخشش ہو نظم شیریں	زور تاعوش سے رفت کج	عجب کہ
سندس بخشش ہو نظم شیریں	سقتن سرکون این گل تا	نکھ کہ
سندس بخشش ہو نظم شیریں	تو شامہ ہے رویری کا	نہم
سندس بخشش ہو نظم شیریں	کازم کہ	

یہ خضر راہ ملک علم و فن ہر	یہی علم کے ہیں جو کہ اس	کے ہیں وہ کہ جو دنیا میں
سیان سے مجمع ال کمال ہے	دعاشایان کی ہی ہر صیغہ	ہے ترست کے چشم نور
سندوب صاحب بلیغ کی ہوتا	یہ اسم پاک اب یہ بلم ہے	نول اول کشتواؤ
سر اپا علم صاحب عقل ہی	سجارت میں شان زینت	کے دست ابر نیان
مروت کی ہیں پھر کیا مروج	شکستہ پر کا ہر رنگ گل تر	سر اپا حسن میں دوست ہر
رقم جو وصف ہوں بہ ہر	بدل میں قدردان ہر سخور	ہر اک فوج کے مہیا اہل جو
وہ دی ہے آرو باغ غور	نئے شی کی ہے مائل بلیغ	کہ ہو کچھ اختراع تازہ جو
بید ہنری الف لیلہ نظم ہوا	پہنائیں اسکو شاعر زیور نظم	و کما ہی آپداری گم ہر نظم
بید یوسف حسن کا بازار چکا	عزیز دل ہو یہ ہر قدردان کا	زبان میں لطف ہواں باک
ہو یا اس حکم سی گاہ محکوم	مطیع حکم تے شاعر تعجب	ہاں میں کم عالی جلد میں
نسیم دہلوی اصغر جلیان	انہوں نے ربع اول نظم کی ہے	سخن کے چاہیے جو ادوی
کے ہیں شاعری کی صنایع	کے ہیں ربع دوم شایان	نہاں ہے سات اور پچھین
عروس نظم فی زہری کی	عذار حور سی ہیں نبین	معانی صوت آئینہ شفا
فزون ہے نشر سے یہ نظم گوش	قلم انداز اک نقطہ سنیں	کہ دخل اختصار اسلا میں
بدل میں ایک سی الف زینت	جد اس کی ہیں مضمون ہر	الگ ہے ہر خط ساغر کا مطلب
نئے ہر شام تازہ ہر سحر ہے	چون نے ربع چار صبح گونیا	دولسن کو نظم کار نور نیایا
بدل ہے رنگ ہر باغ سخن کا	زبان میں تین میں اور سیتا	مضامین ایک ہیں لطف بیان
ہوئی ابع ب سی سکی بیا	پہر انگریزی میں اسکا تر جا	بدل بلیغ ہر صاحب ہوا
ہوئی ہر نشر میں اردو کی تجویز	پسند خاطر عالم ہوئی یہ	در آئی نظم میں روح شای
ہو میں علی اسلم سی نشر میں	سر اپا حسن سے معبود ہے	بھیہ شائع جلد ہو منظور ہے
خود اراکے ہوں گے ہر	ہوئے جنوری سی طبع فنا	کے گا اس
عذار سے کا خاندان کا ہی	خطا میں مدد نستعلیق	ورق ہر ایک نقش و نشان

نورانی از این کتاب در این کتاب



بسم الله الرحمن الرحيم

خبردار او خیال طبع پاک	که ہی وقت شنائی نیر پاک	او شہا پر وہ دیکھا سن تو کم	مبارک با مضمون ہی قلم
طبیعت خود شکار بدعا	تبا اس ظاہر و باطن میں کیا ہو	بہم بین عاشق و مشوق کیا	یہ کیسا ہی طلسم حیرت افرا
نہ نہ پیشوق اگر عاشق خاک	نہ گویا فی نہ دنیا فی نہ اور اک	عجب یہ اتفاق جسم جان	کہ ظاہر ہی کوئی کوئی نہا
نہان میں رنج دوی ہن	پس پردہ ہی کوئی اور دلدا	بری ہو شہتاقی این لک	کوئی دم دیکھ چشم متجان
محاف نگاہ میں ہن	تبا و کس طرح کیا ہوں کہ ہن	غرض کہتا نہیں اس سخن	سمجھ لی کہ مری طرز سخن
اب سے اقلیم تک بہریم	بیاں کر وصف محبوب خدا	محمد لکھ کہ چشم شوق و ہوا	مری لہا خط میں نہا یاں شہیم
زبان ہو نور علی علی	محمد کئی کہتی دم کل جا	دم بر خیز جب بہر جان	تقاضای تمنا ہر پاس
محبت کی راہ و نین فرق	سبب تالیف آستان اور طرح جناب شہ	فزار کہتا نہیں کی کیفیت چنا	تو آل پاک پر فرمان جاو
ہماں اور طلب زبان	رہن بیوش پہرہ دور کیا	کہا شک ہوس کی کثرت	سبب تالیف کا ریت بیان
شہل ساقی کہ وقت کیا	مری دہشت می چن چنکی	جناب نشی غنہ زما	تمنا ہی کہ بر سے ابرینا
ہر اک قطرہ لب و لب کی	خبر دیتی ہی کیا میری کہانی	یہ عالم جوش طوفان کروم کا	طبیعت میں بہر لہی زہنی
فولسن غور ہی لفظ و معا	زمین مٹیں قدم ہی سناں	دو برابر مثل ماہ خوشیہ	بشکل مہر عالم میں بیکانہ
مسیحا کی طرح عالی مکان	فرسا سریت دور تان	انہیں زخم جگر دہی تو دیا	سدا ز داوی کی منہ دہیم
جبین مانند لوح نور تانا	وہ مکران جنگی نوکین نشتر	وہ عارض جہوہ صبح طرخیز	نقص و مہر ہوئی نہ دہیم
وہ کہیں کیفیت فوج ہن	بلی جب کہ پزیر کشتہ چنی	زما زخمیہ اوہ شہ نہا ہن	حیا نہک نظر دیکھی نہ دہیم
نشان جن قدرت خطی	وہ کہانہ کہ اندازہ		فروع حسن جنکا حیرت امیر
کہانہ کہ اندازہ			کہ سامع کہ دانا و دہم

<p>وزیر باخود میدان شکر کہا اچھا ہوا دستور ہے سنا جب خبر چین نے دیا ترخ پر سحاب اشک آیا ہجوم آرزو بل پر جو آیا پس ز نیکین دل یوں حکم بجا کیا یوں شوق فی سلطان چین پاسانی شراب ارغوانے لپٹ جا آگلی سے پھر سفر ہے کہ رشک حور بتی الکیا نوشاہ غضب آنکھوں میں مثل کینہ یکایک شوق فی کی مہرا قریب چنگی پستان کو پایا ہوئی مائل طبیعت جبار لبخ ش قریب روز آیا کمال جوش میں تنہا سمجھ کے کہ آنے چنیک کی آواز آگا یہ کہتے تھے کہ آئی اک صدا نہ غافل ہ جل کنکھ جارت مبارکباد ماتم ہے ہر آواز چلو بیلا میں دل سیرم آواز آئی جو بن پرچہ سر حیا چھپنے لگی آنکھوں میں</p>	<p>ہوا آمادہ حسن مکر پوچھ کر حلقہ قرب ملک شاہی گیا پاؤں کو اور سر جھکا یا مزار یا کا دامن نے دکھایا لبخ زلف جانان بچ کھایا کہ ہی دستور تہہ مہمان سرا کہ کل ہوگا سفر اس سرزمین سے روانہ ہونا سلطان چین نہیں معلوم کیا ہو کیا خبر ہے پری پیکر سمن بر غیرت ماہ سنان ہر قرہ دل کی پی تیز ہوا برجم مزاج نوجوان ہوس نے اور ہے مطلب جہا پکارا وٹھے تنہا ہاے دل وہ سمجھے عاشق و لہو ز آیا وہ لپٹا سانپ شاخ منہ سی پری نے دل سے اپی کینہ کی آہ سنا بانو سی سلطان جو باغ</p>	<p>کہ منجھو حکم والا ہو تو جانوں برای عرس ہیجا اک خبردار دیا خط اور کہا گدرا جوتھال تن سوزان جو بیگا چشم تر رشک کر موت سیما ب نور میا ہون سب عورت کے سامن چو بانو کے پاس اپنے کوئی دم خنجران الفاظ و مسک نظرمین تیزان تیغ اہل کے مزاج ایامی دل سی لگ بکتا کچھ پوچھنی جو بوسہ سی سنیت لگے دوادٹھے شمع ساق پا نقار اکمل نشان سید گنا ہون میں لباب کیست نہ پائی تھے فراغت دعا کھا بیٹھے شگون بد مقرر کچھ الفاظ غل تھی خیال</p>
<p>عزل</p>		
<p>زمانہ جای آسائش کہاں کہ اس گلشن کو تکلیف خزان ڈھلا سر بہر آس دیدہ تر نداشت کو بانیب سر جاکر</p>	<p>محد کو آرزو میں سخاں نہیں گلن سے یہ ربط باہم لگا ہنرک گیتن چاکریوں مرون نیما ہے رخت از</p>	<p>یہ سامان چند ساخت بیجا بر سر ہر مشتاق آستان نسیم اکہن فراق جو جہا اس کو تنگ گئے میا کیوں زبان شربانی طرغ فکری</p>

کون چھ حال اور کوئی آواز
 کہا کہنا کہ حاضر ہے نکھار
 پر ہے الفاظ کا آواز سنا
 دھوان چیلان
 ہو واحد نظری سبکی نہبان
 زمین عیش و طرب نہت گرا
 کہ شب توڑی سے نہت کم
 کہ مہمان ہے ہمار زنگار
 بیان کرتے ہیں یوں بھی کہنا
 لب شیرین میں شریعی گل
 سخن تاب حیا سی آنکھ
 نظر آیا کچھ ابرا نور شفا
 گہر آیا ابر سے جا بجا
 نہایت نشت پیکر مرد بخ
 اشاروں سے عیان شہوت پر
 نہ وی تھے مخلصہ حرم ہوا
 بلا آئے لگی پیشک کوئی ہم
 او سے گاتا تھا کوئی نکھار
 یہ سامان چند ساخت بیجا
 بر سر ہر مشتاق آستان
 نسیم اکہن فراق جو جہا
 اس کو تنگ گئے میا کیوں
 زبان شربانی طرغ فکری

ہوس پڑی ہوئی گری کھکھک	بھرتے حوصلے خاطر میں جلتے	طبیعت سے جو بجایا انداز	لوہنگری ہدیہ کا نیا جسم سارا
آمارا بانو سلطان فی زور	کہا راضی ہیں جو حکم مقرر	بھرتا اس تو نے دل ج کبک	کھا جو بن سوا نیا راز خیر
طاہر کھنہ ساتھ رہنا تم بہار	کہ تا کر لیں فرشتے ہی نگار	اسی صورت سی کچھ کچھ کیجی	کہ غفلت آگئی خواب میں کی
یہ انکی کہیں سلاطین کو تھیر	ہوئی اوس چہنیک کی ظاہر تاثیر	کہ پونہی جب نظر شاہان کی	نظر آئی عجب صورت و مان کی
کہ جو خواب یار شدہ خوبے	رہا ان کو شہ میں نور و تاب	انسان ہوسوں کے بنائیں سچ	مزالب میں نہیں جو ساجی
نہیں ترشک ہی سبب نہ خدائے	نکاح سے ہیں ہوس نے خوار کیا	کہا سلطان فی خولہ یوں کہ	نظر آتا ہی کہا اسی سر و خفا
غرض دنیا ہوئی آنکھوں میں تار	کہا مال غنیمت میں پونہا جو فریک	کہا سب کچھ کر تیج دو پیکر	کیا دونوں کو دو جیسے برابر
ہر اخطار و دلیں چرخ مگر	کہ پونہا ہی سبب کس کو تار	پہرا سلطان بڑا ہوسوی فرقد	ہوا دستور سابق دلیں سر
برادر جب برادر پاس آیا	نکاحوں نے فرمایا ہم لایا	سحر کو جب دستور زمانہ	ہوا سامان حشیش خندانہ
بہا نشاہ لہر قند کاہ اسٹلی شکار کی اور دیکھنا خاقان چیر گیا اک ساتھ عجیب عین اور دونوں پہاڑ کا کھار			
کھکھک ناہی مجھے یہ پیشانی	رہی پردی تری قربان ساقی	طبیعت جوش میں لاتی تھی	دھلا سفیدی سے نیند آئی ہی
دکھاتا ہی حکم سراسرانا	سناؤں کر بانی کا نامنا	کئی ان بعد سلطان ترند	گیا پیش برادر شاہ و سند
کہا دلیں اراد اسبر کا ہے	کہو بہانی مہار قصد کیا	وہ بلا میں ابھی ہوں دل کا	نہیں خاطر مری شان اقرار
بجائنا میں ارشاد منہ	گر غم بہت نہیں خالی کو سنی	کہا ملک اس گہری خبر	کہا بہتر بشر فیض غفار
ہوا عازم شہر والا کھینکر	رہا پابند وعدے کا بڑا	مگر جیتی نہ تھی خاطر کسی	کہ تھے پیش نظر افعال باغ
کہا قسمت نے یہ کیا ساکھ	دکھاؤں وہ جو اس سے پہا	کیا نرم جگر حب شب فی بہا	ہوئی نور سحر یہ خلق شیدا
بٹین کچھ کچھ کہ اک کی گھائیں	نظر آئے لکین آنکھوں کو رہا	اٹھانا خان چین بہر بہا	رہا مسرت طاعت سب
غرض بعد از فراغ دور قرآن	ہوا سند نشین خاقان ایشا	طبیعت جو سامان جان سچ	وہ سب کچھ تھی تخی خندان
یہ دیوار قصر اک باغ پایا	نظر نے جب قدم لایا جایا	ہوا ثابت کہ خاتون برادر	خدا حسین چند اسنہ لکھ
قریب جو عن آبی ہی نہاے	بوس لائی ہی بیباکی کہا	کہا تو میں تین ہر جو پیکر	فرغ حسن میں ہا نہو
ہو میں علمیں دس تن آوار	کیے سستی میں باہم کو پشاور	وسل و سین مرد تھی لٹی ہوس	گئے ایچہر تھیں ہوس
یہ سامان دیکھ کر خاتون سلطان	بجاری آگیاں تھی مری	یہ سنکر اک ہمیشہ کا دیوتا	بشکل میل نظر و بر آفات
فرار نکل سے کو دوز میں	ایمان ابڑکا اوس سیر	یہ دیکھنا شاد و چین کھجند	کہ لا دل پرستہ ہوئی کیم

دہی ہو یا ساجدہ پائشیا
 ہونے جب دنوں بہائی شکوہ
 سنا جب شہنشاہ شہنشاہ
 کسی دن بعد و نون شاہ بہم
 کہ وہ خاتون سلطان تخت
 اوٹے گھبراہٹ و نون شاہ علی
 مناسب ہی کہ دنیا ترک کر
 تو بعد از دیدار اپنے گھر کو
 بڑے دوچار نزل ہل گیا
 وہ تھا اکشت ہشت خیر
 مسیت از الشکل حیران
 وہاں تقدیر نے آرام چاہا
 عجب سے سبز تو ہوئی
 فراغت پائی جہنم حیران
 کران و زستانوں شاہ
 کمال خور سے جب غیب
 یہ سندوق آہن آہن
 پڑی تھے ساتھ فعل و
 ہوا قربان او کے
 ایشانی آنکھ سوئی
 کہا اسنے ہمارے
 جب ہستی کے
 فریاد کو ہوی آخر کو

مگر جز ضبط لب پر کچھ نہ آیا
 کہ با سلطان چین چن حال اس
 کہا بھیہ کیا کہا بہائی بھیہ
 ہوئی اک بجای تنہا میں ہم
 اوس صومے سی لیش دوسرا
 چے با ہم ہر ذرہ باغ خالی
 زبان سے اب نہ سکا نام ہی نہ
 فلک کے مار بجا پڑ پڑا
 تیکے مثل امید عاشق داز
 ہزاروں حسین قہر آئینہ مار
 زیارہ قلب منظر سے پر
 فلک نے اور ہی کچھ کونجہ انام نہایا
 کھلون کو اس پر اور ہر ہر جی ہا
 طیش و وزخ کشتی بیدار میں
 کہ اک غل مجھے دے کے الی خوب نڈی
 تو او تو دلس غل کا سبب کیو تو
 انداز ہی کو سن سے برابر
 او نہیں کہو لا تو چنی ال گھر
 لبائیں سو نکا ای سیر دلدار
 نظر آئے اوسے بھیہ نو گرفتار
 سبب آئیکا اسنے کچھ تباؤ
 کیا انکار لیکن تھانہ قابو
 بجلائی تباہ مرضی تھانہ تکرار

ری سلطان فرما
 بہیکو حکم دلا ہوتا
 یہ بھی پیش آیا
 ری عرض ہو گا یہ کیا جابجا
 یا خطا ہو
 بیٹے ہوئی تھی دونوں
 ن سو
 امین لیکھی اپنی ساتھ لائے
 پیکر
 مینہ شہرت ٹھہری کہ ہیت
 سیام
 ایسا ہی دیکھیں اور اگر حال
 یہ شہر میں ہی کئی دنوں سلطان
 گرے مانند اشک تیز میں
 درازی دسکی سرحد تک
 تیرے راحت سی مثل بخت مجبور
 یعنی وہ اسیر و ام قلعہ پر
 اتنے میں جہاں شہر غم کا
 دن کی موس گرمی آئی
 یہ خوف سی تھا دل جو
 ی مانند کوہ و سخت خو خوار
 یہ اک نخل کے وہ آکی ٹھہرا
 کل ہر تانبہ پر یرو
 کہکراو کے زانو پر وہ ہوا
 تم کون ہو حیران ہوئی بھی
 بولے ہم خوب بی بی ہا
 بولی کچھ توقف کر کر
 منت پائی جہکونسی موس کے

نظر آگیا اوستے سا بانہ کھنکھاتی
 تہناری گہرین ایسا حال
 وہ ایسے فعل کی کہوں کیا
 امید سیر سابق میں بسد
 فلک نی پڑی صورت دکھا
 سہنیں منی کہی بکری ہوئی بات
 زیادہ اسے ہو کوئی ایسا فعل
 بیکل گیسو برہم پریشان
 نہ اٹھا پھر قدم ٹھہری مین
 ٹھہری تیس کا حسین قدم
 میڈر لیت اوسین نزلوں دور
 نا جکی ہتی شایان تغذیہ
 کل خبت دشمن ہر چکا
 دی دلیں تناسکی دہائی
 ہے اک نخل پر دونوں بڑ
 تیرہ دل بدستگار
 ن پر بوجھ کو ٹھہر کے ٹھہرا
 ت حشوہ گرد خواہ دل
 سمجھی کہ نقد پوش کویا
 کل سید ترزان ہوئی بھیہ
 بیت میں سرستہ
 وون گی اسی تم جاوے
 باز ہی ہر اک نیانی کس

ہر اک کھوپس ہی ایک کینہ
 گنیں اٹاوی نہیں ہر خاتم
 کہا میں ہوں عروس پاک ہوں
 حفاظت کی یہاں تک نقل دلا
 کیا بیوہ میں اس کے کام اپنا
 کہا بہانی سے بہانی نہ بڑا
 کئی دن بعد پہرے گہرائے
 مجھے اک بات کرنی ہی کرنا
 رہی شب بھر نفل میں ماحیانی
 بلایا پھر وزیر با وفا کو
 عروس نفل میں وہی شنبہ
 کیا سب کو برابر قتل کیا
 پلاساقی وہی پہر ارغوانی
 نئی اک دہستان ملکوں کا
 وہ تین شہزادوں دنیا زاد شہزادوں
 سنا شہزادوں جب حکم سلطان
 کہا دل سے یہ کیوں ہی خطہ
 سنا تھا جو سنایا اور پھر پوچھا
 کہا دستور فی وقتے خاشاک
 کہا بیٹی فی پیر شاہ کیا ہی
 کہافر زندہ کہہ صدیقی میں تیر
 کہیں گی سب کا لایہ جو تیر
 بڑی ہذا سیاں ہونگی جہان

پری بولی لار لیکے ہر دم
 کہا یہ کیا میں سمجھے کہیں ہم
 اوٹا لایا مجھے یہ دیو بدن
 رہے انسان کے یوانی کی لاک
 یہ ہی آغاز اور انجام اپنا
 یہ ہے ہی زیادہ طرح پر
 نہایت بے قرار و مضطرب آئے
 جواب اس نفل کا خوب گنگا
 سحر کو ہو دواع زندگانی
 کہا ہرات حاضر اک حسین
 سحر کو موت کا چکھتے ہی غ
 سزا کو اپنے پونچے ہر گنگار

پہر اپنے پاس سی شیلی نکالی
 اوہ ہون فی عرس کی ہر شینا
 چہر لایا قربا ہے پس رکھا
 گر کیا کر کو عورت کے جانے
 یہی دو کم تے تو میں سوئی تم
 چلو اب گھر کو پوچھو چکاں
 کہا بہانی سے شنی اسے بڑا
 کہا وہ کیا ہی بولا اسے بڑا
 نکرنا چاہیے کچھ رحم اصلا
 بجا لایا بے حکم دستور
 پہر کے بعد گھر میں شاہ آیا
 طبیعت میں جو تھی لی عتباری

وزیر کی بیٹیوں کا یہ حال سنا تو بدستور عہد میں

طلسم تازہ کی صوت کہاں
 بہت مالکس تھا دو دوستی
 کہ ہوتا ہی نیا ہر صبح سالان
 مناسب ہی علاج ہر کا کوئی
 کہ اس سی غامی شاہ ہی کیا
 نہ اس کو زبان پر صاف ہون
 خطا ہی یہ خطا ہی یہ خطا
 بجا لا کر وہ تسلیم کر
 مگر اس بات کا بانی ہی تیر
 تر یہی فکر سلطان ان میں

وزیر شاہ رکھتا تھا دو دختر
 طوطا لے فرست میں زیادہ
 شرب دیکی زینت انجن کو
 بیب آیا اپنے گھر دستور
 کہاں تک خون ناحق سریر
 تعجب ہی مجھے ہی میں کہیں
 مجھے کچھ عرس ہی کو سنیں
 ہوئی گویا کراہی دستور عالی
 نہیں کہیں ہاؤ تیا اپنی تیر
 خدا کا خوف نہ میرے لیں

انگڑھی لیکے اور سیلین ان
 اشاروں کی تھاری خطرین
 مزا تک نہیں کچھ ہر گنگا
 رکھا ہے مجھے جس میں ہر گنگا
 سنا جب عقل و نو کی مہی
 نظر تاجی مجھ کو دل میل
 ہوتا ہے دلیں تم کدڑ
 نکل تازہ ہو ہر شب برابر
 مناسب ہی سزا کے مستحق
 کیا منظور شدہ کو تھا جو خطہ
 خواصوں اور بانو کو ملایا
 رہا وہ حکم سابق روز جاری
 کہ آئی جس سے ہوی ہرانی
 سر اسراہ سیا حور بیکر
 زمانی سے راست میں زیادہ
 سحر کو قتل کرنی میں ہون
 گئی پیش پردہ غیرت ماہ
 خدا کو کیا جواب سکایہ دی
 نہیں کچھ اختیار اب اسلین
 جواب با صواب سوئے آہ
 بہت گھر کچھ نو میں گنگا
 غضب آتا ہی ہر شب تازہ ہر
 کئی اتنی یہی مناظر تیر ملایا

کہ ہوسیر کو خور و نوش تیار ہو گئی تھی	رہو نہ شب بیدار میں اوس کی گھبراہٹ	سحر کو جو گزر جای گذر جائے	نہیں کچھ غم ملاسی کوئی ہے
سنا بیٹی یہ ہے مجھے جسدِ ہدیہ	ادب ازت اشک کو دی چشم	کسا مجھ کیا کسا خاشاک	سمجھتا تھا میں تجھ کو صاحبِ شہ
سوزِ سیرت ہی کہ تو فی آج کی آ	خلاف عقل مجھے کیوں کہتا	انہو تیرا ہی حال بیان ہے	کہ جیسے سیل و رگمڑ بجا تھا
کسا بیٹی فی بابا جان کہیے	بھونا ماؤز کا پیٹی کو بیل اور گھوڑی	تھی زور و زنج جان بیدار	خدا کے واسطے اب چپے
تھکڑی خامیہ قصائید	عجب آغاز طر فدا تھا	تیر خیزی ساری کہانی	تجربہ امین القاطع و معانی
کہ مینے وہ وزیرِ صاحبِ جاہ	شریف قوم و دارِ حق آگاہ	مخاطب ہو کے ازراہِ محبت	کہا بیٹی سے سن یون ہی حکا
کہ تھا اک مرد تاجرِ حسدِ سال	نہایت خوش مزاج و نیک انصاف	کسی درویش کی اوس کو بھائی	سمجھتا تھا زبا میں سب طرح کی
مکانِ اوس سے بنایا تھا کسی جا	بہتیا تھا وہاں سامانِ سارا	وہ گھوڑا جو کہ تھا مقبولِ تاجر	کو بی بیل اوس کے گناہا ظاہر
کہ تیری سی اگر تقدیر پاتے	تو حذرِ زیست ہم ہی کچھ تھا	تجربہ راحت یہاں تکلیف کی	جو شب گزری تھیری فکر کی
تھر سے شام تک ہی تھکا رام	ریان اس کام پر نہ ہفت نام	کہا گھوڑی نے تو تیار ہو جا	اٹھایا کرا احمین بہت سا
بجھہ مالک تجھے تجھ کو بیا	سنے کا تجھے کوئی کار و تار	سنا تاجر نے جسدِ شہنشاہ	کہا دل سے کہ ہو گا کل نظر
سحر کے وقت ہوا ہوا آیا	تو بیل کیل کو تیار پالیا	خبر ایک سے کی بولا وہ پرا	کہ اس کہہ فی گنگوڑی ملے
جتنا گھوڑا تو سمجھا وہاں	بلائی جان ہوئی اپنی ہی پیر	سنے فرزندِ شہنشاہ	پس کہ شب کی اپنی نکو جان
کہا اوسنی زمانوں کی مین	کو رنگی عقد باندا خوش آیتا	کہا دستور فی اب حال تیرا	اور سی تاجر کی جو کسا ہو گا
وہ بولی اوسکی زوجہ کا کھول	سنوں کس طرح بتی ہنیک علی	کہا دستور نے آخوہ گھوڑا	کہ جسکا حال ابھی میں کچھ چکا
سربِ تہاں پر چل پئی آیا	تو اوسنے بیل کو اب یون بھلا	نکڑا کل بھیہ جیلہ بان خبر د	کہ تاجر آج کتنا مہا ہنکار
یہ بولڑا ہی اسی تعاب کو	کہ اسکا گوشت سب مشرک کا	ڈرائیل اور سحر کو چاق ہو کر	چلا ہوا ہرواہی کی مشط
ہنسنا تاجر سمجھ کر دلیں یہ از	کہا زوجہ فی اوسکی یون نہند	ہنسنے تم کیا سمجھ کر رہتاؤ	جو دیکھا ہو میں ہی اب کہا
اسی انکار تھا وہ ہٹ پڑی	سمجھنا کہتی کامیغ کو اور جواب	نیامیغ کا او بندہ ہنسناؤ	تک فی اور ہی صورت کہتا
خدا کی واسطے لی جاگ سا	کہ خاطر کو ہوئی پیر لاگ	طبیعت صورت ہی جوش مین	تسا غم نہ تھا کوشش مین
ہجوم آرزو کہتا سی لاجام	جسکا شیشا کہ آیا اور شگام	لشکر ابری اڈا ہوا مین	نہ برسوں کس طرح فکر تھا ہوا
غرض تاجر جی جیٹے ہٹا	سنا تھا جسکو زوجہ کی آیت	وہ عورت آخر اپنی ضد پر آئی	خفا ہو کر لگی دینے دہائی
فیہ سوداگر تو اچھوڑ دیا	چھیا جسطح ہم لہلہ شوق دیا	زبان ساکت بیان مدعا	تسا چکی چکی کچھ خدا سے

دہن تباہ ایک کتابھی وفادار	کئے تہی مرغ کی جوڑی پٹی بجا	ہوا زحبت جب بادہ می اپنے	تو اس کشتی کی صورت دیکھ لی
کہا اور مرغ تو کیا بھیما ہے	ترا ملک تو غم میں مبتلا ہی	تجھے ہی رغبت نہوت پرستی	ہینرنا سوخت زیا جوش سستی
وہ بولا اوسگ نادان بیوشر	میدہ تاجر ہو گیا ہی خود فراموش	نہیں شاید فریب زن ہی گا	کہ ہوتا ہی یہ فرق صحت مگر
مذا سن مجھے اک نقل عیب او	گناہ عورت سے دیکھ لی کچھ طوطا	کسے جا ایک جوان نازنین بتا	نہایت خور و شعلہ جبین ہوتا
پلی تعین دل وہ گہری کھلا	سدا کی طرح قید درسی کھلا	بڑا ہوتا تھا جیسے شوق دیدار	نظر نیچے کیے مثل گنگار
فریب بخت نی کی مہربانی	طبیعت آئی سوئی نوجوانی	محبت سنے جو پہلو گدگدایا	دل شفاق پر تپا بونہایا
انسانی آنکھ حسب حکم تقدیر	نظر آئی اوسی اک مہ کی تیر	فروع حسن پر قربان ہوا وہ	شبکھل آہن حیران ہوا وہ
دل بیتاب تر پاشل بس	بیکاری آرزو احسان قابل	لگا ہین گہین نزدیک جا	آداب مانع ہوا اکھنیں کو
ہوس بولی نہیں جم جا ہی ستر	زمین کو دہوی ابرو دیدہ تر	کہ اتنے میں چہا دن صورت	ہوئیں ہندلی کا زین ہوا
سہرا پوس میں نہ لبث شب آئی	تما آہ ہو کر تالاب آئے	سدا آئی فراز آسمان سے	سفری نامبارک کا چاٹ
یہ ٹھہری دل قدم لیکن ٹھہرا	یہیں جو کچھ گزری ہو گد جا	طبیعت نی کہا بہت ہی بھلا	بہر صورت بس ہو جا گئی ات
یو اعلیٰ جبکہ عرصہ نصف شب کا	نظر آیا وہاں سامان غضب کا	کہ آیا کو نوال نیک اوقات	کہا تو کون ہی اور مرد بڑا
یہ بولا بندہ مجبور ہون میں	نہیں ہوں چور اک نذر ہون	عسین لاکہ یہ تو کبری میرا	سیان آیا ہی کیوں کیا تم
کچھ بکھرے گیا اوسکو مکان میں	کیا مجھوس اک گنج نہاں میں	پہر اک حال بانو کو سنایا	اوسی مضطرب حال خوشنمایا
تہکا تھا پہلو بانو میں سویا	پس از کچھ دیر نقد ہوش بیا	پری نی کھینچ کر تیغ دو بیکر	سرا و سکا کاٹ کر ہینک مٹا
مطلق چوڑ کر سارے وہاں کے	ہوی ہراہ یار نوجوان کی	رہا یہ عاشق مشتاق حیران	کہ قہمت نی کیا مایوسان
تما جسکے تہی پہلو میں ہی	گمان جسکا نہ تھا قابو میں	بہلا ہوں جبکہ یہ فعال	تو کیا شایان حسان
بسر کرتا ہی کیوں بیکار وقتا	مناسب ہے اب تن جگر کو بھٹا	کہ ضرب بخت سی اسی بنائی	نہ مطلق رحم کچھ خاطرین لا
کچی غاتوں کی ہو جا گئی رستا	میں سچ کتا ہوں اسگلم کا	زبان تک گیا شاید اگر راز	تو ہو کامرگ سی فی شبہ ساز
اسی لازم ہی پس قول استہا	کہ کیا درویش کتا حکم ارشاد	اکر بولا تو زحمت ہی چکان	سی بھرتہ نکالے کچھ بان
ستانا میں نے اور ایل میں	جو کچھ منظر تھا لایا ایل میں	کیا بیدار نے بانو کو خوب	کہا اب کچھ منہن جان کو مظلوم
سزا پائی تو ہی یوں ہی فرزند	نرکھ لطف پدر پر طبع سخن	سنا اوسنی بنائی جب کی	تو وہ دستور ٹھیک کچھ بہشت
سے آیا ہر جہد اوسنی زین کو	کیا ہم پریم سلطان جہین کو	سیرت جنت شادی جا کر	سیرت و کی اوسنی جو خیر

کہ ہر میرزا و خواجہ و شاہ کی ہمت
 سنا بیٹھی ہے، عجب جسد سہم پڑ
 سر زبیر ہے کہ توئی آج کی آ
 کسا بیٹی فی بابا جان کیجیے
 تھڑی خامہ میر قصا تیار
 کہ لینے وہ وزیر صاحب جاہ
 کہ تھا اک مرد تاجر حساں
 مکان دے سنے بنایا تھا کسی جا
 کہ تیری سی اگر نقدیر پاتے
 سحر سے شام تک ہی تھکا لڑا
 سمجھ لاکھ تھپتھپو نہ پاتا
 سحر کے وقت ہوا پاپا آیا
 جتا گھوڑا تو سمجھا واکھ تیر
 کہا اوسنی نمانوں کی میں
 وہ بولی اوسکی زوج کا کھول
 سرب تھان پر جلی پی آیا
 عید بوڑھا ہی اسی تعاب کوڑ
 ہنسنا تاجر سچہ درلین یہ از
 اسی انکار تھا وہ ہٹ پڑی
 خدا کی واسطی لی جاگ سا
 ہجوم آرزو کہتا ہی لاسام
 غرض جو بیٹھ سہٹ سا
 تھہ سوداگر جو امبور ڈایا

ارہون شہیدین اوس گراہ کی سنا
 اجازت اشک کو دی چشم پڑ
 خلاف عقل جسے کیوں کو با
 بھمانا فزیر کا بیٹی کو بیل اور گھوڑی قحطی زانورج جان بچا لڑا
 عجب آغاز طر فوسا تھا
 شریف قوم و دارا خن آگاہ
 نہایت خوش مزاج و نیک انصاف
 بتایا تھا وہاں سامان سارا
 تو حظ زلیست ہم ہی کچھ تھا
 بیان اس کام پر بہت ناکام
 تلے گا تجھے کوئی کار و نزار
 تو بے کھیل کو بیار پایا
 بلائی جان ہوئی اپنی ہی تیر
 کرو گی عقد ہا شاہ خوش آیتا
 سنون کس طرح ہتی نہ نکال
 تو اوسنے بیل کو اب یوں بھٹا
 کہ اسکا گوشت سب ستر کاٹ
 کہ ازوجہ فی اوسکی یوں نہند
 سمجھانا کتنی کامیاب اور جواب نیامع کا اور وہ ہنسنا لڑا
 کہ خاطر کو ہوئی بہر لاگسا
 جبکاشینا کہ آیا اور ہنگام
 سنا تھا جسکو زوجہ کی با
 عید اصطرعہ المین شوق دلا
 طبیعت صورت می جوش میں
 لبیکل ایرمی ادا ہوا ہون
 وہ عورت آخر اپنی ضد پر آئی
 زبان ساکت بیان دے

سحر کو جو گزر جای گزر جانے
 کسا بھہ کیا کسا خاموش خاش
 انو تیرا ہی حال بیان کیا
 بھمانا فزیر کا بیٹی کو بیل اور گھوڑی قحطی زانورج جان بچا لڑا
 تیر خیزی ساری کہانی
 مخاطب ہو کے ازراہ حق
 کسی رویش کی اوسکو نہ تھی
 وہ گھوڑا جو کہ تھا مقبول تاجر
 تجھے راحت یہاں تکلیف ہی کی
 کہ گھوڑی نے تو بیار بوجا
 سنا تاجر نے جسد مل تیار
 خبر ابک سے کی بولا و بڑا
 سن فرزند شل سپہ نادان
 کہا دستور نی اب حال تیرا
 کہا دستور نے آخر وہ گھوڑا
 کہ ناکل عید حیلہ بان خبر دے
 بڑا بیل اور سحر کو چاق ہو کر
 ہنسنے تم کیا سمجھ کر رہنا
 سمجھانا کتنی کامیاب اور جواب نیامع کا اور وہ ہنسنا لڑا
 طبیعت صورت می جوش میں
 لبیکل ایرمی ادا ہوا ہون
 وہ عورت آخر اپنی ضد پر آئی
 زبان ساکت بیان دے

نہیں کچھ غم ملا ہی سون ہی آ
 سمجھتا تھا میں تجھ کو صاحب
 کہ جیسے بیل اور گھوڑا بکھاتا
 خدا کے واسطے اب چپے
 تیرے بے امن القاط و معانی
 کہ بیٹی سے سن یوں ہی تھا
 سمجھتا تھا زبا میں سب طرح کی
 کو لی بیل اوس کے کرنا تھا ظہر
 جو شب گزری تھیر ہی فکر کی
 اٹھا ایک فراہمیں بہت سا
 کہا دل سے کہ ہو گا کل نظر
 کہ اس کے بی بی گھوڑی ملی
 پس کہ شب کی لی اپنی بکھوڑا
 اسی تاجر کی جو کسا ہو گا
 کہ جب کاحال ابھی میں کھچکا تھا
 کہ تاجر آج کتنا تھا بکھرا
 چلا ہوا ہرواہی کی مضطر
 جو دیکھا ہو بہن ہی اب کہا
 ملک فی اور ہی صورت کسا
 تنہا غم نہ تھا کوشش میں
 نہ برسوں کس طرح فکر تھا
 خفا ہو کر گئی دینے دہائی
 تنہا چکی چکی کچھ خدا

<p> تو اس کٹی فی موت دیکھ کر ہنسناسوت زبیا چوستی کہ ہوتا ہی یہ فروخت گرام نہایت خوب و شعلہ جین تبا نظریے کے شل گنگار دل مشاق برتھو نہ پایا بشکل آئینہ حیران ہوا وہ آداب مان ہوا کھینک ہوئیں ہندلی کا فرین ہوا سفری نامبارکات یہاں سے ہر موت بسو جانی کہا تو کون ہی اور دینا بیان آیا ہی کیوں کیا تم اوسی مضطرب حال خوشنما سرا و سکاٹ کر سپیکر کہ تحت فی کہا یا طرہ سان تو کیا شایان حسان نہ مطلق رحم کچھ خاطرین لا تو جو گامرگ سی فی شبہ ساز ہی بستر نہ کچھ بان کہا اب کچھ مندرجہ تو وہ دستور ملک کچھ سپرد شدہ کی اوسنی </p>	<p> ہوا زحمت جیادہ سی اپنے سچے ہی رغبت نہوت پرستی نہیں شاید فریب ن کی کا کسے جا ایک جوان نارین تبا بڑا ہوتا تھا جیسے شوق اید محبت سے جو پہلو گد ایا فروع حسن پر قربان ہوا وہ نگاہیں گین نزدیک جا کہ اتنے میں چپا دن موت سد آئی فراز آسمان سے طبیعت لی کہا ہندی کہ آیا کو وال نیک اوقات عمن لاکہ یہ تو کبری میرا پیرا کر حال بانو کو سنایا پری فی کینچکر تیخ دو پیکر رہا یہ عاشق مشتاق چرن بے لایون جبکہ بیلہ فعال کہ ضرب بخت سی امنی بنانی زبان کہ آگیا شاید اگر راز اگر بولا تو خست ہی چہاں سے کیا بیداد نے بانو کو مجبور سنا اوسنی بنانی کوئی سرشب منہل شادی جا کر </p>	<p> کسے ہی مرغ کی جوڑی بی جا ترا ملک تو غم میں مبتلا ہی یہ تاجر ہو گیا ہی خود فراموش گناہ غور سے دیکھ لی کچھ صدہ کی طرح قید درسی کلا طبیعت آئی سوری نوجوانی نظر آئی اوسی اکہ کی تویہ پکاری آرزو احسان قاتل زمین کو دہوی ابر دیدہ تر تمنا آہ ہو کر تالاب آئے یسین جو کچھ گد زنی ہو کہ جا نظرایا وہاں سامان غضب نہیں ہون چوراک فرور ہون کیا مجھوس اک گنج نہان میں پس از کچھ دیر نقد ہوش ہوی ہواہ یار نوجوان کی گمان جبکہ نہ تھا قابو میں مناسبہ اب تبا جو کچھ میں سچ کتا ہوں اسگن کم کا کہ کیا دریش کتا حکم ارشاد جو کچھ منظور تھا لایا اعلیٰ میں نہ کھ لطف پدر پر طبع خوش کیا ہم بزم سلطان حسین </p>	<p> نہیں تھا ایک گناہی وفادار کہا اور مرغ تو کیا بیجا ہے وہ بولا اور سگ نادان ہوش ذرا سن مجھے اک نقل عجیب او پنی تیغ دل وہ گہری کلا فریب بخت فی کی ہیرانی اٹھائی آنکھ حسب حکم تقدیر دل بیتاب ترپاشل بسمل ہوس بولی نہیں ہم جای ستر سپر اپوس میں نہت شب آئی نہ ٹھہری دل قدم لیکن ٹھہری مواعظی جبکہ عرصہ نصف شب یہ بولا بندہ مجبور ہون میں یہ کیکرے گیا اوسکو مکان میں تہکا تھا پہلو بانو میں سویا شوق چو کر سارے وہاں کے تمنا جبکہ تھی پہلو میں ہی بسر کرنا ہی کیوں بیکار اوقات کجی ماتون کی ہو جائی اسی لازم ہی پس قول استوار ستا ناچنے اور اچل میں سزا پائی تو ہی یں ہی فرزند لے آیا ہر عہد اوسنی زین </p>
--	---	---	--

خدا پر کوئی احسان نہ
 جس سے بزرگوارانِ شب
 بیکل ابر سے ٹپکے برابر
 و فزونی سی پوچھو چون
 ارادہ اور خطا یہ کیا بیان
 کہ تاہم مدعا مضمون سی ہزار
 جسین فرساہو ہاں آغوشِ طلب
 مزیغ نور عارض استبراک
 یون پر خندہ افق تبسم
 کی قاتوبہ مثل زلف ہر دم
 تو بدستِ شری نور سراز
 ترخ کیف کا اکھنوں سی پلا
 کسی کو رنگی مانند ہیوشر
 کی کو سستے راحت سی آرام
 یہ سامانِ رخصتی ہی چند تہ
 نہ موطعت دلدار رہنا
 یہ صحبت قابلِ صد حیف ہو
 دکشاٹکے گلو سی خشک مینا
 کہا ہی گی نہ صفہ بدل گئی
 نہ ہی بقیہ رنہ کی مثل دشمن
 گریبان چاک ہوئی موت لگ
 نہ ساغ نامہ سی سہو کو
 سہو کہتو ہی میرا زور و جوش

عقد ہوا شہر و زبیر کی بادی کا
 مزاج ار و سنی طلب ہی
 نہو خالی کہنے آغوشِ ساغر
 تری سند تری سند کوئل
 دم آغاز نظم و ستان ہی
 بنے فیض زبان آویزہ گوش
 عجب صوت پہ تہادہ جلوہ
 شگون اضطراب خاطر پاک
 کشکش آفرین موج تبسم
 لب زاہد پہ شکر خندہ غم
 مبارکباد بیتا بے ہر آواز
 ہر اک اپنے سخن پر آبِ شیدا
 کوئی حیران کوئی از خود فرشتہ
 کوئی شائق کہ کیا ہوتا کی انجام
 نہ آمارن پر یرون کی دم میں
 سحرزدیک ہی ہشیدار رہنا
 ہی چشم تباں بی کیف ہو
 نہ ہو گا جای می مان میں پینا
 مست کہا ہی گی اس مغل گی
 اٹھائی گا ہر اشکِ حسانِ لڑ
 صد رنگیں کے قصد بی مال
 زرخ آغوش کر کسی کی زکو
 فری دین و گ کو کوئی ہی ہوا

سلا می بین طبیعت کے اراد
 نہوئی پائی لطف ندگی ستا
 بس ایل تاکجا یہ کثرتِ وقت
 ٹھہر جا حدِ سلاحت مثل ارمان
 خردی شوق تازہ آرزو کی
 کہ عکس ما مثل حسنِ جانان
 ہجوم شمع رویان قیدِ محفل
 مزاج ناز میان مقابل
 ہجوم ساعہ گزنگ ہر سو
 کہین مکی ہوئی آغاز و انجام
 کہین چربی کہ یہ سامان کیا
 کسی جانب کو زاہد کی یہ فریا
 چراغ حسنِ شتاق فنا ہے
 دراع بزم کا وقت اچکا ہے
 یہ ساغر سرگون ہون کے حیا
 تنہا ہی جن آوازوں سی اکو
 بدل جائی گا لطف حسنِ بار
 وہ اکھین جو بین جو چشمِ بار
 کسی جانعل کہاں پہر نوجوان
 دیون پر شتیان ہی مٹی م
 صدائیں گوش سامع مکی پوچھو

کہ باقی ہی اسی ارمان ہے
 بی تسم شیشون کو جھکا د
 رہین ہیگی ہوئی لہجائی شتاق
 پسند آتی نہیں محرومیِ وقت
 نہ قابو سے نکل مانند جانان
 بد بجای یہ صوت گشتگو کی
 نگاہ چشم سی مست گر بیان
 نظر قربان مثل روحِ بسمل
 کشیدہ صورت و اماں قاتل
 تنابے سب ہر دم کنکار
 صدای زرش می سخت بچو
 کوئی مسرت میا زل آرا
 کوئی بواطمس خوش سما ہے
 نہیں دنیا مقامِ عشرت آباد
 کوئی محطہ یہ بلوہی تو کیا ہے
 قرب ختم رسم مدعا ہے
 زامت عفو چاہی گی خدا ہے
 وہی ہوگی مبارکبادِ اسوا
 کہین گی آرزو میں صورتِ با
 اور نہیں فریخت نہ دیکھ دیزو
 مری ساتی خدا امربانی
 شکست عہد زاہد کی قسم ہے
 نہ حرمت و لفظ مطلب کے زور

زبانیں خشک ہو جائیں مرن لب سا غلب مشتاق پر ہو کسین خراو یا ہنوی جگر چاک کسی کو قلب کی جانب نگاہیں کہیں لڑ جی سی ہشتائی کوئی مصروف دید باطن میں کہ بس اتنی میں سمیٹ ریف شب قرب منزل راحت یہ آیا بشکل آرزو پہن حیا میں طبیعت مائل تجویز مطلب وہ رشک جو گرجی مثل عادت زبان شاہی اک آہ کھی اجازت ہوش فی جاہی کہ سخت ہوئی ٹھنڈی جو گرمی ہوتا پاک شیم زلف دہ تاول ٹھہرا یہ کمر کمر گیسو سنگامانی کہا شہ نے تمہارا نام کیا کہا شہ نے کہو کچھ اور ہی مل اگر وہ ہو تو میر دل مل جا ہنسائی جواز ل کا ہزل انگا نگاہیں کچھ اشارت ہشتائیں کہا شہ نے اہی صبا بلا لاجب حکم بھی آئی وہ دلدار	رہی باقی زمینی ہم سخن اتصف چشم ز اندکی نظرو کوئی افتادہ مجو بوٹم خاک لطیف سب روان شکار ہیں کسی کو جہر سے حاصل صفائ کسین شیطان فکر دشمنی میں ہوئی خاطر کو پابندی ادب شجاع حسن خیر ان نیایا ہنایت متوج طرز زندہ حیا میں کہ ہو جائی جو ہوئی ہوشی نگاہ و تہر بولی جو اجازت وہاں کی منہ سی ہیکر کچھ کہا دل نے مبارک ہو چھ بہت وہ آئی نگاہ و دریا کے کہیں ایسا نہو جی سی گذر جا تن مرد دین شہ کی جان آ کہا کیوں آپکا کیا مہ عا کہا اتنی کہ ای شاہ خوش قلب مزاج ایسا نہو بر ہم پہل جا ندسی فرست جلا ریاضہ نہیں ثابت کسی کو بھی کھلا مجھے سوت دزا اوئی کہا کہا شہ نے او نہت ملا	نگاہیں ڈوب کر گلن بسو تسا کو اگر ہمت خدا سے کسی جانرب الا عدل پر کوئی تعظیم بیابی سے ہستاد کوئی محفی کے رازوں خبر غرض نصف شب سا مان اٹھا سلطان بر خواب رام نظر آئی او سے اک مجمع نور اناروان سی تنائیں ہو یا فرسب شوق میں سلطان چلایا چمک کر برق منیر نظر کے بلعیت لی جربائی او کھلا بشکل خواب غفلت نے جو گھیرا وہ بھی کو کو اب کچھ نہیں جو مطلب تھا سو وہ تو کراچی نگاہوں میں عین باہم نگاہیں لقب شہزادہ پایا ہے پر سے ہم سے ایک دنیا زاد میر مقص آمیز میں سیا و سکی تمن محبت خیر ہے ہر کام اسکا اگر دیکھ نہ دیکھ پیر سی طبیعت دیر سے گھبرا ہے مناسب ہے اسی جا شب لبرو	ترجہ کیف کا ہو گفتگو سے باگردان مینا ہون اراک تفاطر ریزہ بردید ہ تر سیان حلقہ دار خوشی آزاد کوئی اتھای ہستادی ہی شاعر سہی دیکھا کرین ارمان ہی بچھایا بخت نے کچھ اور شام نیاری ہوش جس سے منور نگاہوں سی غرض کچھ و سہا برای پوس لب کرپاں آیا عبادت کی ہی آئی جگر کی غشہ مشتاق ہستاق نظر کے سامنی آیا اندھیرا فرعہ شکل ہی بہتر نہیں اٹھیں اب چند سات مطلب محبت کی کہلین آپس میں خطاب اب جو شاہ دادگر امید خا طر ناست دیر عجب انداز کی کہتی ہی گمان یہی ہی شغل سچ شام اسکا نہیں ممکن ہے خاطر یہ بو وہی غفلت اسی کچھ جا نہیں معلوم کیا وقت حورو
--	---	---	--

بہ کمر سوزی وہ غیرت باہ	چہا کہ سمجھ قریب پہلو شاہ	رہے جسم گہری ہر لہر باہ	قریب خیم آیا دور سہا سہ
مہنہ دے وہ دنیا راہ دیکھا	قریب و مکر میں جو بحث چلا	بیکل بحث جاگی حسب تسلیم	کہا باجی بجالاتی ہوں تسلیم
دسویں کہہ رہا ہی شہر کی	زبانہ کم رہا اب رندگی کا	سناؤ رخصتی کوئی فنا	کہ تاکٹ جاسی اتنا ہی فنا
سحر کو تم کمان اور پہل کمان	غیمت ہے یہ اتنے عوام	جہاں شاہ کی ہی دیکر کو	دو مہن ہو حیرتوں سے گود بڑھو
اجازت دو کہہ ہوئے انکس	نگاہ میں لوٹ میں کچھ حسن دیدار	اسٹاؤ بار احسان آرہو کے	نہرو کو حوصلہ نکو گنگو کے
تسا سے کلی مل کے رولو	اسٹو سلطان سے ہم آغوش ہو	کہا شہزاد نے بہتر مریاں	خوشا بہت تری میں تیرہ یہ قربان
کہا شہ سے تہا حکم کیا ہے	کہا سلطان فی دل تیرہ قد آ	امید رست رخصت کو چکا ہوں	میں پہلے تجھے تیرہ چکا ہوں
کہا سنے غریبوں کی کہنے	کہ آخر ہے رواج زندگان	یہ کمر ہستان کی کوئی آغا	اسٹایا اس طرح وہ پردہ راز
کہ تباہا کہ مرد تاجر صاحب نام	قصہ بیان کہنا سو اگر اور جی کا	حسب آرزو دنیا اور دھرم کا	بظاہر سب طرح پر نیک انجام
بہت کچھ مال دولت حال	جہاں میں اقدار کا لادو	طبیعت مال میں دستان ہے	اسی سے ایک شہرت چھا جاتے
نفیس سہا ب لیکر اپنے ہزار	ہمیشہ دیکھتا تھا کہ نئی راہ	جہاں کی دوک سب سے تیری شہرت	فراق اسکا دل شائق یہ تہا شہرت
سے پہلی تھی ہر سو کثرت ثروت	گدزنا ہر طرف وہ صاحب ثروت	کے دن سانی اک چہرہ آیا	نہایت خوشگوار و پاک چہرہ
برابر سایہ دار اوپر تے آج	کہا بھڑوں کہ شہر سے خاطر زار	وہ خبری تھی جو سب خوش غبار	آٹار اسکو اور رہ گیا برابر
وہ تو سب دانہ خرماسی لہر	ہوئی اوپر طبیعت چٹائی لہر	کے نقل میں جب جہد لہر	فراغت پائی رسم شہر لہر
جوان کی گشتیاں تھیں لوگوں کی	کہ وہ سب ہو گئیں تھیں جی	قضا را ایک آیا دیو خوش گار	پکارا اسکو اور مرد گنگار
ادھر آقتل میں بجو کرو گنا	عوض بیٹے کا اپنے تجھے لوگنا	کہا اسے کہ میں نائف نہیں لہر	جواب اس بات کا کیا آپکو دون
خانا اوڑھنے اور دوسکو چھڑا	اگر خاک پر کیا کیا لٹاڑا	زبان اسکی ہوئی مصروف لہر	کہ اُڑی رستم ظالم دیو جلا د
بتا کیونکر مواد تیرا فرزند	ایسے ہی کسی نے کراہی زمین	کہا اوسنی لگی ایک دسکی کٹلہ	کہا دس سوسے اوسنی جان لہر
یہ اتنا کچھ چکی تھی ڈال راہ	کہ آ پونچا و دواج شب کا ہنگام	کو اک فی سفر چاہا فلک سے	سپیدی چھائی جہر وں جھک سے
جہاں شمع پائی آدھ اسی	مزاج شب میں پہلے دھوا ہے	تقدیر سی تنکے پر دانی لہر	جگہ سے سوز کے آئی گے لہر
بل کر کوٹین دہائی بیتاب	ہوئی مشرم گنہ سے چشم پر	گئے افزائش کیف شبینہ	بہر احسرت ہی ہشتا تو کا شبینہ
فہرہ ہے ساو جیکے شہر کی	یامی فی زمین کا سمجھ نہ ہن	پڑی سامان ظلمت پر تہا	دہوان ہو کر علی شب کی سیا
دکھا سانی سے گونگ کہنا	پہلے رات کا گدزنا اور اول صبح کا ہونا		سنا بہر فضل مینا کے آواز

<p> بشکل خون دل شیکاوہن میں کے طبع رات مثل عرش آتار ہوئی خواہیدہ چشم بزم بیدار وہ رخصت ہے اپنی زندگی کا نہ بدلیں گے محدین جاکے پہلو کہا سلطان نے اوادہ جہان کا یہ کہہ کر گھر سے باہر شاہ کیا کیسے فرصت چو دیتی تھی غفلت محبت کیسے کیسے داغ جگر سے وہ نور چشم جس سے زندگی تے یہ سن کر وہ دیا شاہ مان ہوئی ہے آج کے دن تقصیر وہ خوش کرتا ہے غفلتوں کے کو کہا شاہ فدا میں لاکھ جان کا کہا سلطان نے دیکھ آج کی دنیا کہا اوسنے کہ احسان خدا کا پہر آیا حضور شاہ دوران بشکل ابراہیمی کچھ سیٹا اجازت دی دلوں نے آرزو کو بڑا سو ہی محل سلطان آواز نگاہوں نے چو پائے چوہر یار لیٹ کر مل گیا مسینے سی دنیا پہری راضی اسید قلب دنیا </p>	<p> کہ اہلین مستیان میری سخن شعاع مہر چکا سوئی آفاق بڑی یاد ایش متنت کو گنگا نعلی کوئی ارمان توجی کا بہگو میں چند دم تو دہن آئیں صدقہ تجریر سے جان بٹیا تو بانو کے پدر کو عشق میں پایا تو یوں گہیر کے کتنا تباہیست کہ ہوتے ہیں جدا نور نظر سے کرنگے فاتحہ خوانے اب و سکے مذاقت می میناں آستان دکھائی دیکھیں کیسے تھو کریم ایسا جو حب یوں کو یوں پہر لشکین جو فرمایا زبان کہا تھر فراق قلب تار ابھی تک روح تن سی بٹیا کہا کیونکر ادا ہو شکر احسان ہوئی مصروف راحت مرغ نا کیا رخصت محاط آبرو کو کہہر ساعیت تھی او کی شوق ہو زمین رخ پر تھا جس میں سیٹے می سے ہوئی آغوش گر آگہون میں مار گرفت تھو </p>	<p> لکھنؤ اف نہ صبح طربناک کے سرخی کناروں سی فلک دولہن جہان شب بلی کی اشیا فراق عمر میں بیابا ہرین ہوں پرنا کر کے جوش فریاد نہ میری طرح کر آرزو جی کو زبان ساکت نظر کچھ حیرت نعل ای روح اب دفعہ شمع جسے آغوش میں پالا تھو زمین آغوش میں لی گی اوس کہا اٹھ او سر بستور دانا نور اسد بر جہ یوں بیتا سنا بستور نے شہ کا جوش کیسے سچ ہے یا فقط ہر شمع گیا وہ اور صدق ہو کی بولا پڑی اسنے ناز شکر ادا عزیز وہ دن گنا عیش آرام نگاہیں میل لاشیں پر آئیں سوال اصل فی جاکے مان ایا آغوش میں تو کو اوسنے مرتبہ بوسون کی سی بیجا فرغت پائی ناز شوق شاکر نعل میں نیکی اپنے نیر </p>	<p> دکھائوں جلوہ مصنون جلا اسے ہر انگھ سے پردہ پاک اجازت ہو تھو آتھب آہ آئین صدق ہو کی کرلین محبت عید تو کھکھ سے خاندان سبارک شام تک پھر زندگی ہجوم رخ سے آنکھیں گریز طبعیت کب ہی مشتاق ہم اوسے چہنا اتنا ہی عدم جسے کتنا تھا عالم غیرت نہیں ہی رنج و غم کا بٹانا بہر و سا چاہے فیصل خلیفہ سبارک کا مطلب سی بولنا بجے شکستہ کہاں تھتہ سیر کہہ او فرزند تیرا حال ہی کیا کھایا تیرا ہی پی ای بڑا برہمی باپوس کو پھر گیسٹام ہجرم شوق سی آنکھیں تلخ ارادہ آئے تھا تھان پہ کیا فرشتہ بن لو کہ اوسنے ارادہ اور ہی مطلب ہے لا اوداسی آئی روئی عتاب رہے سبج برنج شاہ </p>
---	---	--	---

کیسے افسون برآمل طیار	اچھے ایہ مطلب میں سن کر	ہوئی دشمن چراغ تحریر سو	حبیب آیا داسن شب تابانو
یہے کہتے ہوئی اسی ہوشیار	چلے شتان باجو سنشہ	بیکل آرزو ہر وقت بیاک	وہ دنیا را خوش کرد ادا کیا
مردوب ہو کے بیٹھے سر فراز	حیدر کبریا وہ آئی پیش بانو	کہ جو تعریف ہو کسی بجاہے	عجب سلمان شب راحت فرما
سنیں کیفیت حکم مقتدر	اجازت شاہ فی بی بی گریز	کہو وہ داستان نیم لہزار	کہا باہی ہوا بایا اقرار
جو حکمت کو کس کیل برز	وہ تاجرب ہوا اس لکھنوی	کہ یوں مارا گیا میرا وہ لدار	وہ بولی جب کیا جن فی خبر
نقطہ اک جان کاو کو سہی گے	نہ سمجھا تھا کہ قسمت سچ دگی	کہ میں ہوں بد نصیب نوکرتا	کہا اک عرض رہتا ہی گنگا
کہ گرجانی کی خست تم مجھے	مکراتی ہوں باقی ہی دگو	خجل ہوں بات کا یا را نہیں	سوار سنے کی اب چار نہیں
مستم کہا تا ہوں خالق کے بکار	وصیت کر پیراؤن حسب قرا	سناؤن او کو جھجھال اپنا	عزیزوں سی کہوں کھچھال اپنا
ہوئی قفل دہن مایوس ہو کر	مرا دے عا یا پوس ہو کر	کہ خست چاہا عرش نے آگاہ	یہ منہ منہ کہہ رہے تھے پاشاہ
دوسری رات			
اناور حرم نور نظر سے	ملا پھر جلد سند سے جام لبر	کہ طلب آج میری ہر نیکی مل	سند ای خست آئی کبر
کہ ہے دامن بھرن یوں گہر	تجارتیں نورانی میں نہا	کہ جس پرال شپہ ہر نظر	کہان تک یراوستہ گنگا
یہی اٹھکیلیوں کی مثل جان	کہا احسان کیا ہر آج سے	وزیر مضطرب ہی تھا جو براہ	وہ بینہ بینہ کیفیت سحر
اجازت دی ہی ابر کرم سے	پس اب جادوے تکلیف جان	ہو آرا دیتہ زندگانے	ہو اغت فرازی تخت شاہ
ادامی شکرے مولو زبان کر	عزوب شمس کا پونچھا جو ہکام	کہ اتنی میں گشا وہ درجہاں	کہ جب تک سن لین ساری کہا
نظر آگنوں میں آیا سر نہ شام	ہوار رونق قرار قصر سلطان	دیباہ رنگ نی عکس کو دی	بڑا دستور بہر فکر سامان
کہا مابوسے اپنے آمر جان	پے تسلیم دنیا زاد آئے	نظر آئے گے سب حسب ستار	کر خورشید کی ریامیں پڑے
کہا باہی ہی اب شب کی تہائے	کہ کتے دن کی مہلت چاہا	وہ بولی او سنے سوداگری	وہی سلمان قفل تھے منظر
کہ اب آئی گاتباچ مقصد کیا ہے	کہا جن نے کہ رخصت ہی نہی جا	تو بہر حاجت منو عرض ہوں	کہو باہی پیراوس جن کی
مگر وعدی پر آنا جلد اسی جا	اعزا کو ہوا اس بات کا غم	کہ جانا مجھے پیرا کیسیاں	وہ بولا ہو جو فرصت کہہ کر
گنا کرتے تھے مہی ماہ وساعت دم	انہیں سمجھا کے تاجر نے تبرک	گئے دے جو ان پیرا لطف	جب آیا اپنے گھر تاجر کا
کہا راضی رہو جو حکم تقدیر	بجای وعدہ آکر غلط تھا	کہ سیری بعد حصہ طرح ہو	قریب جنم آیا جبکہ وہ سال
کہ بدلی جن کی ان کی پیروی	وہ دو کون تہا ناوس ہرما	بھیڑ مٹیا تھا کہ پیرا ک اور آیا	چلا آخر وصیت کر کی سکو
وہ دو سن ششادہ اوس کے باہم			عقب پیش وکی کی پیرا

کہ اس عیسیٰ میں یونہی تیسرا میر	لے ہمراہ مجھ اور شیر	سنائیں تو نہ آج تک نہ	ہوا دل تیر صبریت سی لسانہ
تاسا تھا فلک کی پیش لایا	کہ اتنے میں دین خوش آرایا	یہاں تک کہ چکی تھی کہنا	کہ بدلا شب کی گئی سنا
اجازت چاہی خست کے جہاں	سیتہ ہی رات		
دراکچ کر گلو ہی شیشہ ستے	پرستی ہی مری امید بانی	ترجہ شہنا بر سخن سے	وہی سی جو پسند نہیں ہے
تساؤں کہ راضی کر رہا ہوں	نور صبح پر ٹوٹا ہوا ہوں	سنبھل سکے نہیں احسان	کہاں تک چپ ہوں کہ نہیں
کہوں کچھ تاسے پر گوش نشین	برائی آرزوی خاطر شاز	بشکل مہر نکلا گھر سی سلطان	ہو ہی موجود وسیع کی سانا
نظرین آتی آتی دن بام کم	جہن میں منہ کہے غچون کما	اُٹھی مغرب سی ہلکی سی سیاہ	ہوئی بڑھ کر تھا یہ شہنا
چراغ و شمع کے رخسار چکے	طلے نقش ہر دیوار چکے	قدم رنجہ کیا پیر شہ نے کٹر	لیا خاتون کو آنکھ نشین
اٹھائی خط و صلت نصف تک	کسا غفلت یہ سہ سا مان کتب	درا سو لو کہ سن بی ہی کہا	قرب آ یا زمان قصہ خوا
یہ سنکر سور ہا شاہ خوش آقا	کہ اتنی میں نہایت کم ہوتا	اٹھی گہرا کی دنیا راہ طرا	کہا قربان آ یا جی میں سنا
کہو کسطح وہ جن پیش آیا	فلک کیا تیرا حسن ناچ لایا	کہا اوس جن نی پکا اوس کا	کہا اوس جن پیر اول نے ابدہ
کہ اوجن تو ذرا میری ہی سن	کوئی دم اور صلت اکوئی	تعب خیزی ساری کہا	سننا ہوں بشر طہر ماب
اگر سچ ہو تو اتنا روم کرنا	کہ کچھ تقصیر سے اسکی گذرا	کہا اوس نے کہ بھتر کھہ کیا	کہا اوس نے یہ طرفہ باجر
زبان پر ہی یہ الفاظ و سنا	ارادہ تھا کہ ہو کچھ گفت	کہ شب بی عرض کی باغی	رہیں امید فردا میں نہ کر
اگر بانی ہے میض زندگانی	تو کل فرمایا گاہ یہ کہانی	مجھے امید مطلب میں شہنا	سار کہا د آغا ز شہر ہے
وہی ہے ساقیا اب تک تنا	چو تہے رات		
ڈر چسکا کہ چکے طبع شہنا	رہے بانی نہ کوئی فکر آقا	کھا طبع کے سامان کہا	جہاں شوق میں مطلب حیا
میں صد تی کیا ہی نازا فرما	کہ دل ممنون احسان نظر	یہ کیا حسن ہے یارب نورا	کہ زابہ کو ہوئی تکلیف دہا
ارادہ تھا کہ کہیے چند اشعار	مگر خاطر نے چاہا اور اٹھنا	ہجوم جوش شوق ات نہ کر	بڑی منت سی یوں آ لایا
کہ وہ سلطان سابق حسبل	جہاں کی کر کیا جب رہتا	بہال شب کا تھا خواہاں دیا	کہتا ہے میر و صلت یار
تھنا رطابت مہر حیا تاب	ہوئی غائب نظر سے جسطح	کہاؤں صورت احسان کم نظر	نکا ہوں سی چہا ہواں شہ
اندھیرا ناز میں چیمید ہو کر	بشکل دو در دل اٹھ برابر	کیا شاہکی کا شوق نی کما	ہوا شاہ کش کہ شہ شام
شہر والا کہ آیا محفل میں	لیا اوس راحت جان کو بغل میں	پس از سامان و صلت شاہ	رہا ہنچو اب با نوسا تھ کجا

کمی جھوٹ طویل شبانی پائے
کہ پہلا پیر بولا اس طرح پر
نہ تھا فرزند اوس کے کوئی صلہ
پس از چندی بٹا بہر سحر
پہر اسب گہر تو درو کو پائیا
کمر چارہ نہ تھا جز سحر محبو
کہ دیکھتے دست سیرت کی شکل
سائل سے ہوئی زن سخت بڑا
کسین یہاں کے اسکو بچ کر لا
بلا کر اوس کے پر وای بھی پچھا
غرض جب سامی کو گالیاں لگایا
کہا پر وای اسی اسکو ہی لیا
اوس سے چپے کی بیٹی لیا گیا
سفن بانو سے جب ایک پچھایا
ہوئی تفل دین رسم نہ سے
میں مدنی اوس کے ساتی کی سے
غضب ہی نہ کو کہو لاشکو
گئے جب رات نسل بایرین
بڑا دن رشتہ رفتہ نسل سے
بشکل سایہ پیچیدہ کچھ سے
بجوش شوق امید میں کالہ
رہے اتنی ہی شب جیتے
اگر کسی کو کہنا کہ یہ ہے

چکا فی کوڑہ دنیا زاد آئے
کسان تک ہوا دلا شکر مقلد
نبا چاری ہوا لوٹدی پائل
مراق شہر سے تہا چشم بین
جو پوچھا زن سی و سی ہون
کہا بہتہ جو کچھ مضمی نری ہو
ہوئی گریان لعل فزل انگار
کہا کز بچ اسکو رک نہ تھا
کہا اوس سے وہی جو حکم اوشی
کہ فریہ گای ہے یہ ہو گیا
محبت کا مجھے اک خوش آیا
میں ایسی رسم قربانی کی کہ
نہیں اور اور چکی چکی بوجھا
تو شب کوچ کا سا ان دکھایا

ابھی سلطان بانو بادل تار
مٹتے بعد مدت ایک جوڑ
خدا نے جب بھی فرزند بخشا
کہا جو روسی یہ لوند کچھ فرزند
کہا کہ گام وہ لوٹدی بھی گیا
قریب آیا جو روز عید آئے
مجھے حیرت ہوئی کیا ماجرا
بجوری بٹا کر ایک نوکر
پڑی جب ہاتھ خوش ہو گیا
وہ بولا کیا جواب ہاں کا در
ہجوم لشک سی دامن موات
وہ اسکو لگایا جب پوچھ کر
اوسی ظالم نے تیرا کیا حال
ترازی دہر کے مثل تو سننا

پانچون ات

کے بیاب کی ہی کچھ خبر ہے
کیا نام سوال آرزو نے
اٹھایا سچ نے زانو سی من
کٹا آخر شکل عمر ہے
بقصد دولت پاپوس شاہ
نظر نے جہان طلب بہرین
تو اتنی پر وہ دنیا زاد مغرور
سوا رہی رہا بہنیں شکل کٹ

براہو اس میں کا کیا بلا ہے
بہلا ہو کچھ تو دنی خاطر تھا
پس از کچھ دیروہ سلطان
ہوا مضطر ہو تکلیف سفر میں
محل میں پیش بانو شاہ آیا
کہا دل نے کہ راحت شاہ ہو
کہا بانو سے کچھ آگے ہوا
کہا بانو نے وہ بیٹی خروند

بیان ہوئی لگا یوں قصہ یاد
عقیدہ کہ حقیقت سخت بد خو
تو جو رو کا حسد رنگ بگڑا
سفوف بین تری کھٹکے گوسند
یہ سنکر دل ہوا پتیا غمنا
مگا کر گامے قصہ بچ میں تھا
مگر اس گامی کا کچھ نہ تھا
کہا آتا ہے مجھ کو رحم اس پر
نہ پایا گوشت جز چند استخوان
جو کچھ اسکا گو سالہ لے آؤں
بہت سینہ میں تریا قلب مضطر
رہا اک سوز سا سیری مگر میں
خدا سمجھ نہایت ہی بد فاعل
لگا ہوں سی چپے وہ شوخ انداز
اٹھا خاطر سے پاس گرم جو
کہ ہکو ہاتھ پہلا ناہر ہے
یہ اتنی سی کہانی بھی گزرا
بڑا مانوس میں سو گز گام
چپا داماں حسان نظرن
تساؤن میں دل بسزنیایا
کوئی دم بعد دیکھیں ان کا ہو
کہ چہ آگ کی مٹی صاحب ایجا
گئے پیش پر محظوظ و خوشند

<p>کھا کچھ لگو اسکی خبر سہت اوستہ پہر آوی اوستے بنایا مگر خبر میر کچھ چار نہ دیکھا کیا بر سہ مری زہر کو کیا بار وہ تارا بعد چند ہی ہو کی ہمار نہ ٹھہرا دل کسی جانیس ہمار ای ہی ہوتا ہوں اسکو اپنی ہزار وہ بولا ایک حصہ اسکی تقصیر اگر ارشاد ہو کچھ میں سناتا وہ بولا میں بھیہ کئی میری سیالی کھلا کچھ نور پیشانے سحر کا متا کر باد کی سی کچھ سدا ہے ہوس ہی قفل منیا کی شیشیت شراج صبح ہی سہنے پتار کے سب کار سہولی جہان کے کہ بھر بڑے اچھا م پایا شراج شاہ سہ آرا م پایا اوی عالم میں تم آغوش ہو کر اٹھو باجی میں ماری جاؤں تیر وہ بولے پتروہ بولا سیرت تجارت پیشہ با ہم شاد و خرم قریب سال جب بت ہوئی کیا جب بیان اوپر لکھ لکھا</p>	<p>بھیہ گو سال نہیں کوئی شیشیت وہ چروا ماری پاس کولایا سو اچپ کے کوئی مار لکھا عون کو اپنے پیچھے وہ سٹکا تار قیر میں سوئی وہ دلد آ نپایا آنکت اسکا اشار بھیہ نقشہ ہے حرا او صاحب کہا تھا جو سو اسکو تیشی دیر طلسم نازہ کی صوت لکھا بدی تقدیر نے اکوڑ کھا دھوان ہکا ہوا شے بگڑکا</p>	<p>کیا ہی ایک سن سحر سیر بھیہ سنکر حال میری لگتی ہو پہر اس لڑکی سہ پڑہ کر چند ستر ہو ادل سکراوسن دسری ستر بڑا شہر کو اور سکے اسد غم اوسی میں ڈھونڈنی کلا ہو گئے اگر ہو کچھ پسند طبع والا بھیہ سنکر وہ سہر ہی پیشیت کسا جن نے کہ بہتر ان بیان کے نبوز العا طرب لب تہی ہانو خمن ہم ادب سی پیشیت آیا</p>	<p>چھٹے رات</p> <p>ماں آرزو کو کیوں نہوین چسہ رخ داستان یوں تیر تاشی دیکھہ خیال انس و جان تبسم زانراج شام پایا ہوس سٹول کے ایسا کھٹم ہوا خوابت ناہی ہوش ہو کر نہیں شب دل سرا، مضطر کہ سہا انکی مفصل یوں کر کیسکو فکر دیا تے نہ کچھ علم موتا ہو گئی ہر طور کی شے تو پچھا کہ ہے میرا برادر لگل کرشنا جب حال سارا</p>	<p>بھیہ اوس آنکس میں ہی خوش استے خاطر میں کیا کیا ہو گئے کہ جو تاثیر کرتے تے بشریہ نہا کچھ روز اس سی قدر کہ ہر دم تہا لبیک زلف برہم بھیہ ہر نی ہی ہی دوسرے ہو تو بخشا جاسی تو را جرم کما لگا کہنے کہ اسی ارادی آفتا جو کہ زامواوسی ستر زبان کے کہ آئی شہ بہت کر زہر زانو مذاق گفتگو نے صفہ چھپایا ذرا سن غور می سائیہ کیا ہے کہاں آکر گردن خواب ام اداجب کہ چکا رسم عبارت نظر کو گردش میں ہوسنی آفتا ہوئے آنکو مگو حال کم لگا جبین و ابرو رخسار چو لگے کہنے وہ دنیا زاد ہوتا کہو کچھ تا کہانی لطف پرا نرسکتے تھی موت جدے گئے بہ تجارت مال بکر کہ دیکھا ایک محتاج جو کوٹو ہوئی اوسکی زہر بادی گوارا</p>
--	---	---	---	--

بہت سارے دیا پر ہر سال اوسے ہی مال کی کرب کیشا سفر کا قصد دل میں پہرہا کھائے نہیں لیکن شاما کہ مرغان سحر ہوسے چکے شب رخصت طلب نہ کیا کمان مکا برو کا پاس جسین صبح سی ہی لوز پیدا بسر اوقات کی تار و آستر سیاہی مثل لیل پار پیلے پی سنگین خاطر چند ساعت اٹوٹ مثل اسانہ زری کم کھا بانو نے وہ سبایک بہت کچھ منفعت سے اٹھا تری کا تھا سفر خاطر کو منظور تیر نے ارادوں کو بھلایا تنا بھی نہ آئی تھی زبان تک یہ شکوہ فرب بخت بجا سبار کا مطلب کے ہی آواز محبت کے جو دلیں بہر گئی تھیں حسد سی بہا یوں کا حال تھا جان تک نوبت آئی تھی	کسا بائی بھیہر کتنا یاد آو ہوئی میری طرح وہ دوتا یاد مگر حضرت سی بھی کچھ عا ہو کچھ دن کی بعد کو جانا زبان ساکت ہو فانیہ لکے	کے دن بعد آیا دوسرے بہت اچھی طرح گزری جی بام کہ ابکے آپ ہی ہمراہ چلے زبان بانو کی دین گرم تھیں مزاج شمع میں سردی جوا	تو دیکھے اوسکی حالت ہی کچھ تو بولے میںکے جسے اکرم نشان اقدار و جاہ چلے حلاوت بخش گوش انہیں تھے تو پروانوں کی گری پھر سنا چہ شل سرور انکو نہیں اگر رشتی میں زبانیں کچھ تو یاد بڑا سلطان مشتاق تھا مزدوغ ہر دامن میں چلیا پہر اگر کو لبشوق دید جان پجاری ای شہ دار آفاق کہ کیونکر پیش آ یا بخت محبوب ہو اسودا گری کا گرم باز طبیعت ہوش میں آئی سنیلے تو دیکھے ایک عورت غریبہ کرا لیا نہیں کہتے مقدار کوئی سوگھا ہمارا ہی خریدار کساد لے کہ آواز خود مر اٹھا ٹے تہہ کو پہرہ غیرت حور گئے تخلیق دوری بڑا بیار انہیں کے خون میں با تھہ تھیں کے جس طرح کم ہو جاوے
ساتویں رات			
کہ بے خطری بہار عمر با ہے مصناین میں لیل خور پیدا کہ اتنے میں ہوئی پر شام میان کو یہ و بار اسیلے ہوا منت کش تکلیف احت ہندین کیل کہاں پہر لطف بام چلے جو یای احسان بقدر مناسب مقصد کے تقدیر پائے جہاز آیا ہوا ہرشی ہی ہو جب آیا ہوش یوں طمرن آیا سخن یونہی نہ تھا جد تک تعجب تھا کہ یہ ایسا ہوا کیا اگر کاوش نچا ہے بخت پانا تو سودا گرنے دنیا کی فلتا ہر اک کی جی میں جیسے سامان کہ صوبت اوس شہ نو میاں	لیبرینا اب ساغر ملاوی کہ ہر فکر سامان زمانہ اک ابر نیگوں منہ سی با بشکل خسرو خاور و سلطان کہ اتنی میں نہ نیاز اوشنا شہین ارشاد بانو بہر پتو گئے اک شہرین بائی خدیا ارادہ دین ہوا اب گھر کو چلے نظر پوچی لب در با جانا گاہ کہ اسکے ساتھ تیار ہو ہو تیر کہ اوسے خود کما اوسر شیا مگر غفلت ہی یا بیدار ہوش غرض مست کو تھا کچھ و غلط ہوئی مسکوہ تاجر و دلدار کہ ان دنوں کو دیا میں تھیں بشکل چہرہ عشاق بدست	تو دیکھے اوسکی حالت ہی کچھ تو بولے میںکے جسے اکرم نشان اقدار و جاہ چلے حلاوت بخش گوش انہیں تھے تو پروانوں کی گری پھر سنا چہ شل سرور انکو نہیں اگر رشتی میں زبانیں کچھ تو یاد بڑا سلطان مشتاق تھا مزدوغ ہر دامن میں چلیا پہر اگر کو لبشوق دید جان پجاری ای شہ دار آفاق کہ کیونکر پیش آ یا بخت محبوب ہو اسودا گری کا گرم باز طبیعت ہوش میں آئی سنیلے تو دیکھے ایک عورت غریبہ کرا لیا نہیں کہتے مقدار کوئی سوگھا ہمارا ہی خریدار کساد لے کہ آواز خود مر اٹھا ٹے تہہ کو پہرہ غیرت حور گئے تخلیق دوری بڑا بیار انہیں کے خون میں با تھہ تھیں کے جس طرح کم ہو جاوے	بہت سارے دیا پر ہر سال اوسے ہی مال کی کرب کیشا سفر کا قصد دل میں پہرہا کھائے نہیں لیکن شاما کہ مرغان سحر ہوسے چکے شب رخصت طلب نہ کیا کمان مکا برو کا پاس جسین صبح سی ہی لوز پیدا بسر اوقات کی تار و آستر سیاہی مثل لیل پار پیلے پی سنگین خاطر چند ساعت اٹوٹ مثل اسانہ زری کم کھا بانو نے وہ سبایک بہت کچھ منفعت سے اٹھا تری کا تھا سفر خاطر کو منظور تیر نے ارادوں کو بھلایا تنا بھی نہ آئی تھی زبان تک یہ شکوہ فرب بخت بجا سبار کا مطلب کے ہی آواز محبت کے جو دلیں بہر گئی تھیں حسد سی بہا یوں کا حال تھا جان تک نوبت آئی تھی

مری اجائی نین اسچی نہیں ہے انہیں میں سی کوئی شیشہ تھا سخن بلی بشکل کثرت چو شمر چلو اب دیکھنے عالم کی سال برسم جملہ شامانِ معظم یکایک شل بخت ناتوان ہیں محل میں اپنے آیا شاہِ عالم مجوم خواب سی آنکھیں مٹی میں کہو اون بہاؤں نہ کیکیا کہ لی بی اور میں تو مانا بہ مری زوجہ کہ تھے قوم پرست پہر کے بعد مجھے کیا چاہا عوض اسکا میں ان دونوں کو غرض جب بینی کہ کی اور پستی نیہ جب سی اس ملا میں پرین کہا جن لی کہ اچا ہے بختیا کہا میرا ہے انسانہ تیا ہی کہا جن نے کہ بہتر ہے مانا کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر لب بانو کو خاموشی کی گیسر بلا تو جلد اگر باقی نہیں ہے مزی دینی کی آوازِ فقل جو گذرا اس معاف ہو رہی ہے	بہانہ کس لئی سب کچھ نہیں ہے جس کا ہے دیر سے چاہیں کیا وہ ہے کئے لگون انہی پر تسلے پائی تا طبع پریشان ہوار رونق فرازی تخت کچھ ہو اور رشید پر حلق نکلیں بہری لذت سی تھی خوش تھا بقول میں سور ہے باغی خرم بچا ماجر کہ اپنے جانی گدا وہ اور خواب میں گدے سے کچھ نہ ڈوبی اور پچی وہ اپنی ہی کہ میں ہوں اک پر بی کنیا یہ مرحائیں وہ ایذا کو تو گئی تو قصہ کم ہوا کچھ اسکی ہی پری غائب ہوئی ہر ماہر بہت جرم اسکا اب بچی ذرا سنیہ کہ طرف مدعا ہے کہا اس پر بی پر یون موزن کہتے ہیں اندکبر	سبوسا غرت و دنیا میں موجود مجھے سے ہوشیاری میں ہے کہ جسم صبح نونے منہ کیا غرض وہ بادشاہ صابر شود تکانت کہ دن کم ہو تو چلے ردای شام پہیلے جانا تسار سیر ہو کر مدعا سے رہے شب کم تو دیار کو گھٹا وہ بولی آہ وہ ماجر صابام اسنیں وہ بھائیوں کے غافل اوی لی مجھ کو دریا سی نکلا تریا بانی میں تیر وشن چلا کہا میں نہیں وستی کہاں مری کہنی سی اتنا کپس آیا اگر قبول دل ہے نیہ کہانے اٹھا نیہ سنکے پڑے تیل پیر اگر محفوظ ہو طبع سے پس از انجام منہ آغا کھاتا اور اسی جیا لگی تی نہیں ہے	امید میں شائقون کی کہیں کہ تاتے زبان پر کہیں دور آرزو یوں بھایا کہ جو بھانسل دل آواز دنی یوں کو عارض جان بوی گاہوں سے چپے سالن لگی آنکھیں حیرانی لگا کہ کہنے کہاجی کہ نکلام بیان کرنا ہی یوں غار گھا دوبو یا تیر دریا میں شکن گئے تے جان مگر اسنی سہنا ہو ان کس کس بھیرا ناتون اسی کی میں نیہ ناراجان سی گنا بنایا تو حسبِ عدہ کچھ ہو ہر دکھا کہ ہر طرح کچھ حسن تقریر تو بخت سی جی جرم کا کہ دیکھا اور ہے کچھ شکار زبان آواز ترکہ سخن ہے انظار سے لگا کچھ کچھ سورا محبت پر مونی شیشون کی لگی نذاست ہی جوم آرزو بکر تیری لطف کا باقی ہی نام
---	---	---	--

نویں رات

کہا پس تو باب بکونین ہے ہو الائی شہیم نم لعل سنبل نکر را بدستے عمر بابتے	ار اوی بخت میں میں تیر کہتے جہ الائی کیوں رہا جام بکوت نذا آبا و سکنے دی کوئی عالم
--	--

نہایت سحر کا یوہوئی راسخا صداسنکر موذن کی ہر سہلا کہ دیکھیں آج کی شب کی کیا فلک پر مہر کا عارض ہوا محل میں اپنے آگیاں شاہد پہل زوہد و سوا چہ اجازت ہو تو پھر زوہد کہ ساک تیسرا لایا زبان پر قضا میں سفری جگہ آیا بے دیکھا تو اسے چہ سبکایا اور اس گہری نگہ کہ اسے ساک خیر دیکھا ہوا مصائب سنکر سخت حیران نہایت ساحر ہی اس کی جو وہ بولا ہی یہ کہ ہر پل دیا چیتا جو منہ پر میر کیا کہ زوہد ہی مری کوئی میرا لکنا منہ پر چیتے ایک با کیا ایسا ہے جسے جا کہیں اسی سے اس کی شکل اسی کی وفا ہی وعدہ کا سے نہ آیا ہوئی وہ پھر تاجر شاد بکبار	کہ خاطر ہے فرق شب پال کہ جو تہا خند ساعت گزرتی جمال اسروز کو نہ کر دے عابر موجا ہی منہ بولی دل کی نہ نظر سے کی جو گردش زوہد جگہ یا شوق نے پر حیرت اوسی قفسی سے کچھ فرمایا شاد کہ اسی جن میں جو ہی استاد تو اسکو غیر سے ہر ازیایا پر ہے تھوکی سی پانی پر کو پڑا قصاب کے ڈھوری سی لہ چھپے پردہ میں اور تو یہ کیا کہا فرزند میں تجھ پر ہی قربا نپایا اور کچھ جب اسے قابو تا شاہم ہی دیکھیں ادریا سیر آیا قالب نشان میں نایا جو گزری مجھ پر او سپر گدجا زبانے اور سے یوں کہنا نکلا وہ خیر ہو گئے سیری نظرن جو گرا نکار شیش اسخان ہے جو کچھ گزرا تھا چرکھ سنایا رے مہر و فخر و فضل فنا	سہری خامہ کہہ لطف سحر کو ہو آ رہی سیر زمانہ بسرعت کر چکا جب کام سحر جبکہ ہر صفت شام سوئی نگ ہوئی قربان حسن و بی غم پے تسم دنیا را و شوق کہا سلطان نہ ترسے خال یہ زوہد ہے مری لالہ طرا حبش کا تہا غلام نہ ترسے دے چیتے مری منہ پر کیا طیش سے وہو پ کے سایہ چکر چلے آتی میں غیر انسان گریں کیا گئے سے کیوں وہ دیکھا بزور سحر اسے کشت انبا کہا اوسنے کہ بہتر لاؤ پانی ہوا انتساب خوش میں اسکی یہ سنکر پڑہ دیا کچھ سی با کہ ایسے شکل ہو جا جو نہو نور لگایا تہا جو منہ پر او کی چٹا سنائی میں نے سوچ یہ کہ کہا جن نے کہ بخت وہ بھی کہ آئی ہے اپنے سب ابر	کہ صورت کیا نظر ابی نظر کو مگر خاطر میں تھا شوق فانیہ تو پانی شام کچھ کچھ اشار ہوئی ٹھنڈی ملیشیں کئی پڑ کہ تھا اک نور سے تازہ انو جبکہ اور عمن کے اسی شاد بیان کرنے لگے اس طرح مضمون ہمیشہ رشتہ و بدتے اس کے کرا ہوئے مانوس اس کے چہ بنائے کیصوت دم میں نایا ارادہ تھا کہ لون آرام شبہ نہ دل میں ڈرنے شرم کی نظر وہ بولے آدے گناہ ہے پریشان ہو کہ اس گریں آیا پر ہے کچھ اور سپر الفاظ و سجا کہا دھڑ سے سے ہی چھوٹو کہا مطلق نہ کرنا مصداق یقین ہے خوش ہو تیرا جی زبان پر نام مجھ پر او سکری تھا اب آج ہے امید قدر کہ جو بے تری ہی بعد تقریر بے تاجر سے ہر خوش و برا
---	--	---	--

سناؤ بن شاہ کہ تما شب بھر کہ قبل اس عہد کی تہا کوئی سلطان اونین مین ایک ماہ گیر تہا جو کچھ تہا وہ صرف خاندان بڑا دریا کو اپنا جال نکیر کدر ہو کے پھینکا اوس کو پاچا ہو جنون بخت بد سر انجام کہ امی روزی رسان چلا نر کچھ محروم ارب کچھ ملا کہ اک پیل کا ٹوٹا آپت سٹکر پر تباہ دیو خوشوار بیان مک تازبان لفظ تہا گھونکے مار باسی پکے مکے سفیدی منہ پستاقون کے لب بانو ہوئی ساز طلب	نہو مہج پر شیدا نظر ہو رعیت اوس کے خوش ادا برای قوت پیشہ تہا ایسکا اسے موت سی جام تر تہا کہ تہا ہوا تہا حسن مقدمہ گھور تہا پر ہو کے طیار یسان آرزو شوق ناکام نہو گئے رزق سی محظوظ کیا کہ ہمتو تک گئے بخت آزار تعب کما یا رب میہ کیسے پکارا اسکو او مرد گنگار تسل بخش گوش انجن تہا ارادی خاطر مضطر نہ کی نظر مین پر گئی شکل جدائے	کہا سلطان بہتر دیر کیا ہے رشتیں مسکمان ستر آباد کہ لاتا مچھلیان وریسی گتر قتلہ را یکدن جسب دو اوسی پھینکا جو گھینچا تہا خیر پہر اوسنے جال کو دیر پٹن لا اٹھا سے ہاتھ تکلیف دعا کو عجب کاوش یہ کچھ تہا آج یہ لکھریا پھینکا سووی ریا اوسے کھولا تو کھلا اک ہون ادھر آتا کر دین قتل تجھ کو کہ نکمت کیسویا جان کی آئے نواسخان گلشن نے سدا تے ہو کر جبکہ مینا و ساغر	وہ بولی اسطرح تہا جسے دیکھو وہ اپنے طبع و نشان اونین کو بیچا پتر برابر پی رزق شبینہ ہو کی محبوبہ تولانی اک گدہی لاش تواک لوند اساکچہ کا کھلا کیا یاد اسطرح اپنے خدا کو بڑی مایوسی تدبیر ہے آج پس از کچھ دیر جب کہینچا تو گھرا لیا ہوا مارک دریا مکر حب سطح پر مرنے نری ہو فراغت منہ سے شہنشاہ دلون سکر دا ہون ہوا ملش پر آگے دہائی زبان نے پھر وہ آواز کہ تہا ہون مینا و ساغر مزاج گفتگو سے دیکھا تویون ہی اطلاع قصہ محل سے اپنے سلطان پر آرا کہ آہوی شعاعی نے کیرم اٹھا دہون لاغبار کہ غصہ ہا جسے کا پروانوں کو قابو توجہ با حواس سے کچھ گفتگو کا
مین صد جلدی ابیر کیا نیا ہو جان پر شل حرم لشکل خم سخن ابلہ دہن کہ جب انشا شاہ کے قدم کا رہا کچھ دن سے تہا غلط آواز بڑا عتد زین کو مہر نور بڑا ایسا کہ آنکھوں سے نظر گم شہنشاہ نے گھر مین آیا	مر ساقی کا سوکھا ہوا بنون ہر آنکھ مین نور نظر صلای آفرین لی انجن سے جھکا نور کا ہر سمت چمکا گر امید دار قندہ یاد لشکل گنگ عاشق زرد ہو کر نہ تہا تاب کمان سلوک کمان جو کچھ منظور تہا خاطر کو پایا	ب ساغرے تر کر سیر کج چلا ایسے کہ دل جسے بہرا زبان ہو کیف مطلب سے جوڑ سختہ مثل مطلب منہ دکھایا تہا سے خاطر کی جانب فرما کہلا آخر معازف شب کا ہوئی تابان جال شعلہ ہو فراغت حبیب ہو ہر رات سے	وسوین رات

کربلا نوسی سرتی ہر کون کی گنج	جگا لینا ہمیں جب تک کہ ہم	وہ سوتا تھا کہ دغا زاد آئے	بھاری ای شہ والا وہاں ہے
رہی گمراہات حضرت حسینؑ	سنیں کچھ حال مانگی یا چاہا	کہا بانوں سے مسلمان ہلاک	کہوشتا قاتلنا سہی سہر
وہ بولی ہوگی ماہی گیر	تھا کہنے سنیں تکو بھیشا	کہ احسان کوس بن جائے تو	درا کچھ سوچ تو او د یو بد خو
بیارہا کہتے انیا بیٹے حال	رہا لوٹے بن کیوں کوسا دیا	وہ بولا ہی بھیہ قسمہ اسطرح	کہ تھے حضرت سیدان اکبر
مین حسین فیداؤ کی حکم ہی	بہت سا جبکہ عرصہ مجھ پگدا	تو میری قلب میں یہ بات ہے	کہ جو اس پنج سے بخشے رہا
اوسی سالانہانی سی کون ار	رہی تائیری صان سی واپا	جسا سپری بہت سی ہوئی	ہوا اس جی ہی بڑا کچھ راجا
تو پھر خاٹون یون چار آیا	کہ اسالت میں چہ کارا جو پایا	تو اپنی مہربان کوین کون شاہ	رہون مانند خادم اس کے ہر
نیا فی محاسن سن حال میں ہے	بدی فی نخت کی فروت نہیں	زمانہ اور گذرتا تب تو ناچا	کیا جیندگی سینے پر یہ قرا
اگر ب مجھ سے پاؤں بلاں	تو یون پیش آؤں اس رضا	کروں یہ جیوئی قتل او کو	تو اسطرح حسینؑ وہ بھی نہیں
سوتیری وجہ سی بائی رہا	ادامی شرط لازم مجھ پر آئے	یہ سنکر مرد ماہی گیر بولا	کہ جو قتل کیا میں خوب بھلا
گمراہوں اک ترو دین گزرا	کہ تبت دیو طیار اور خو	بہا کہ طرح لوتی میں ہمایا	یہ قریب انیکر امین آیا
یہ باتیں سن ہاتھ شاہ الا	کہ انکھو کو نظر آیا اجالا	کی دیکے ستاروں کے چین	او د اسی بائی تھکوں لکھت
فروق شب میں ملی شمع شہ	نثار بار پڑ انون کی جان	اسب باہر ہوئی مطلب سی جان	نراج مشق سے کشتے لکھت
گیارہویں بات			
برائی رخصت ہوہ سلمان ہیا	قسم ہے خاطر خون کی ہیا	قسم ہی یزید میںا کی سوار	ادھی رزم طرب سی جام مینا
قسم ہے یادہ لنگوں کی ستا	قسم اوس تہ کی حسین کینک	قسم اوس آرزو کی جسکے نذر	متمم دس سوخ کی جو ہی کار
قسم اوس جام کی حسین چیک	نکست تو بہ جسکے زبان	قسم اوس کی زاپس سے عود	نہیں بکنتی کے حالت میں شہ
قسم اوس زنج جو عورتان	کہ جس سے گل ٹھنڈی خوب	عجب تھی نری کی کیف افزا	قسم اوس کی جو ہر دم ہجوم
قسم ہے باوس حال ادب	کہ ماہو جا پور سے یہ کہا	کریم وقت تجھ ایسا جو پان	کہ اب تک ہونٹھلنی چاہتا ہوں
جو باقی ہو تو ہر کچھ مہربا	اشک ہو رہے ہیں انجمن سے	کہ شب گزری سحر حال کی	تو کیوں احسان کیسکا میں اٹھا
دین لبریزی عرض سخن سے	بھل بستیے پاکیزہ دامن	جسین ماہ کی موت فزرا	خدا کیو لسطے اب چپ نہی
وہ نسل نوز عارض صبح شہ	برای امتحان فکر شاعر	تو یون خاطر ہوئی مصروف	لسان دہلڑا کچھ محضہ جہان
ہوی جب جانب شریع نکلا	مگردال انجمن شب میں مضطر	نصو رہیہ کہ ماریب بن گذرا	کہ وہ سلطان خوش منظر
فوز نخت میا آکے دم ہر			سیا شام کی سی پیر نظر

مزن کچھ فتر رفتہ مثل سنا	گہنا حبیبان ہوا خوش ہاں پنا	بجلی نخت زانہ اک اندھیرا	ادھنا نرسب ہر سب کو ہیرا
تو بہ شاہی کی سوی خوا	برای محبت بانوی خانہ	ہجوم شوق سی پائی غمنا	ہوا خواہید سلطان جیاب
نعلین تیرا ہوا خوش آفتاب	کہ مثل لفظ پیچیدہ ہوئی رن	بجاری آسکے دنیا زاد مرگا	کوہ مند فی عاؤن بی بی خوش
وہی چہوڑا ہوا قصہ ہوا رشاد	کہ پہلے چند ساعت طبع شاہ	کہا بانے اسی شہ حکم کیا	وہ ہولا مالک سنین کیا جراح
وہ بوسہ عاقبت وہ خوش بوا	دہوان ہو کر پڑا سنا گئی بار	در آیا ہر اس کوئی نین کا	کہا ہوا سن دہای گرنے دا
خوش قسمت کہ دشمن خود ہوا	اوی موت سی پہلی جیتی قید	وہی سروریش ڈھانکا دھکی	کہ جس سے بند تبارہ دیو مسطر
بجرا دیو لوہر آفت سہا	ہنوی ایسا قیامت تک کا	وہ ماہے گیر لولا اوستہ مار	سنین لازم عدو پر نرم زنا
اگر آزاد ہو تو فتر آئے	خدا جانی غضب کیا کیا کیا	سنین شاید سناؤں ویتا	کہ جو اک عہد سابق میں جانا
وہ ہولا کیا کماؤں کل سلطان	کہ جو کہتا تھا جادو ملک سامان	بدن بگڑاؤں دھون سی بکا	علیم کوں ہوا ہر گز نہ بجا
طیبیاں اور آیا نام و پنا	رہا وہ قصر سلطان میں پنا	مرض دیکھا دوا کرنے لگاؤ	ہوا اس سے نشین نہ راؤ
کئے دن میں شفا سلطان آئے	بڑی توفیر اس حکان پائی	وزیر باخودنی جب شیکہ کیا	نہا ان ہی صلیح حکم کا
حسد سی کچھ جو دلچ جیاب	یہ سنوں شاہ کی تاگوں آئے	کہ دو بان ہے نہایت مرگا	نکڑا چاہیے انہاں جانا
کہ قابو پاک لائی اور ہی	مزاج شاہ پر ہو عاقبت	یہ شیکہ لفظ جب ارجن	صد اخست کے آئی انجمن
سفیدی سی لباس شبینا	زبان فی کی ادب سی پنا	ادھر خائش مالو واسطہ	ہنس مہیہ سکے دنیا زاد اوا
بار مہین ات			
میشکل عرسا شب مہی کم	خدا کی واسطہ اتنا نہ رسا	کہا تا جہیہ کس شیشی میں گنا	کیسا خون زلی شایہ ہیرا
مری ساقی مری ساقی دہر	وہ ہو کچھ ہو مگر میں جو خوش	کہ جب لطف فرما مجھ تک آیا	ستے جی چاہتا تھا ساغدا لایا
اگر نہ ایسی ہونی نہیں لال	کہ ابرا آرزو ادا ہوا ہے	سحاب طبع تاباں شس پرا	زمین تر دامن اپنی دکھا
مری سفہ سے ملا دیر کیا	کہ ہر ساج کو ہے امید اٹن	کہ نخلین گھنچین ج دھن	ٹے کا کچھ نہ کچھ نہیں سمجھ
اٹاؤں نا ز خاطر مثل سابق	طبیعت میں نیا انداز آیا	مقرر واقع قربان قربان	سحر ہے یا کہے کنی کارا
قلم بس صبح کا آغاز آیا	کہلے سفہ کسطح حشرم نظر	فدا ای راہ دیرینہ تقدیر	کہ جو ہے اس جہان میں کچھ
کہ ہوتی ہو کچھ نہ بدو گوی	سنین جیہ ہمیشہ رند قبول	بڑی ہر روز فرق درمیانہ	خوش ہے او نگیوں کی شانہ
لٹوں میں نیش نرانی کی ہر	او بچنے میں اسان نفع سبل	ہوا اوقب بنین جلون نسی	بہلا شانی کے طاقت جود

پریشانی است صدرش شب بیاک که منته کو نهوسک اشک از رز او هر ده شاد عالی تر سینه علل من آنچه بهی یون لا مزاج شاه کو نشکین عطلی رخ و مار من پرک پرده چاه جو کچه منظور تبار احشاکر کما بتر گرشب کم چوپا کلاوس شته نی سے جیبت پر غرض مند دن کادل کبالتا دزاکر غوراو دست تو زانا هواجب رسم شادی دوش فروغ نور ایاد سے تک نگاهوں سی رخ شوخون کا حافظ پارسائی زیبا غرض ننان لب میں فرات صفت سخن خود اپنی دید میں پیشہ صفت بسر رونے لگی غرضت میرا تھا سو بازار آیا سیر کرنے نہایت پیار سے رکنا سید کہ ہے ہر چند تو تاد کچھ خوش کیا تھو این زودا و سکولجا مست جسم اگر کب گم آئے	کشت میں شکل من خاک زبان کو دی گی موفی گفتگو کہ جسکے ہر حر عادت ہی ہے سیان دن رٹہ چکا کشتے لڑا مراد آئی ہجوم مدعا کے مذوع مستمع کو پہلو میں پایا کما اسطرح مابوست مکر قریب بناہ دنیا زاد آئی کما ہرگز نہیں خاطر کو منظور بہت کچھ ایسے جگہ لری جاتا نیا قصہ عجائب ہونا میر آئی زوجہ غیرت حور کہ ہم سکتا نہ تباہی لڑکت اشاروں میں ہر امانا جو کھا خیال بنیازی پینہ گوش ہوس بھیہ و انو عقدہ دین کا نہ دیکھے آئینے میں شکل مثال تصدق جابے حال دین آ دکھا ئی شکل اپنے رگہ نہ کو تباہ تباہ رہتا سدا پاس مگر ہمراہ لی چنانچہ خوب کما دن میں خبر لیا کئی با کمال عیش میں قوتی کو پایا	جہاں صبح پر شیدا ہوا ہے رہے کچھ ہر طاعت گم لایا کہ بعد از طاعت حق چند سنا حافظ شام نے پردہ ہٹا کر ابہر کر ٹپکے ہلکے کچھ سیا خدیو داد کر آیا محفل میں کہ ہم سوتی ہیں تم جی جی ہم کو ہوس بیدار مانوا در سلطان کہ میں در بان ناحی ہر گمان مجھے یاد آئی اسپر کہ کہانی کہ تھا اک شہر میں شخص پر تسا نے جودی تکلیف دید ادرا و سپر نوع دی کلی دین زبان خاموش مثل مرثیہ حیات سے آنکھ ہر دم محو زانو تصور وصل کے سامان کرتا غرض شیدا ہوا دلدل دین کئے دن بعد اوس دیکھ نہ ہو دیا مول دسنے اک تو ناو دے سفر کی جب ضرورت پیش آ کہیں ایسا نوصہ مدد لیا سفر سے جب پر و کھا سکون کا ہوئی خلوت تو اوس قوتی بھی	سے تدبیر کا سودا ہوا ہے خدا ناما شتا مطلب خبر دا فراز تخت کو دیتا تانیت درا کچھ یون ہا اک جودہ کما کر ہوئی عاقل فکرن ہر باہم شتا لیا ماہ دو ہفتہ کو بغل میں اگر ہی چاہے تکمیل بند کر رہے مطلب یون ست کرنا عوض احسان کچھ انڈا اوی سنا تباہ کو اقل کے زانی کمال خلق میں ہوم و سکی ہوا فرمان حسن لخت چہرہ کہ جو ہرگز تصور میں آئین نظر کو عواہش دیدار ہی شاق نہ است یہ کہیں گے ہلو مانو ہمیشہ پاس عصمت مثل بیان کے عید بات ہر ہر دوزن کا اٹھا سلاک تاکچہ قلب مضطر کہ جو کرتا تباہ باغین بان قوتیون تدبیر خاطر نہ سہا سفر کے سختیوں عمر نہ جای اگر کچھ دکھ دیا میں جان و کما بتا کیا جال سمیر گھر میں گذرا
---	--	--	--

کہا اوس نے جو دیکھا تھا نظر سے	چنایا یہ بہت بلی بلی کی گڑ	سنے بلی بلی کی اپنی خوب اعلیٰ	تو مجھے دلیں تو تھی کی کہا جا
غفلت اوس سے ہوئی خاطر کو پیدا	طبیعت کی کھا اوس سے بدلا	کئے شب جب نہ آیا اور کھا ہو	تو فرصت پاکی وہ نہ شک
لے آئی نوڈیوں کو اپنی ہمارہ	تباہی اس طرح پر ایک کورہ	کہ چکے پیس تو آب ہی تھرک	کہا اوس دوسری سی کو کرک
بچک تو سر پر اس توئی کی پانے	جہاں تک ہو سکے کراختا	بلا کر تیسے کو بھی سنایا	کہ اسم دیون کھر خاطر کیا
کہ آئینہ دکھا تو اس کو شب ہر	بشکل برق چکے اسکی منہ	یہ کہہ کر سو رہے آخر کو خاتون	بجیالائین وہ اپنا اپنا مہنون
تھر کو حجب کہ شوہر اسکا آیا	تو اوس توئی کو اپنی پالیا	کہا کیا حال گذرا شب کو گہرن	تیناچ سچ جو آیا ہو نظرن
کہا اوس نے کہ گر جا ابر شب ہر	کہ جس سے دل مرا تھا سخت منظر	پہر اوس کے بعد پانے خوب سا	کہ بیگمین بھی ہر سارا تھیرا
پہر اوس کے بعد بھی کی رشتہ	کہ حالت غیر ہو جاتے تھے سیر	سنا ملک نجب یہ حال سوجا	کہ اس توئے کہہ رہا ہو گیا
کہاں بارش کہاں بجلی کی	سبب کیا جو نہ تھا شب کی بھی	گزنایت ہو اچھوٹا ہی حال	یہ تو تپا ہے نہایت اچھوٹا
غلط ہے راز زوجہ سے تھر	کہ وہ اسے نہیں ہرگز خبر	یہ کہہ کر اوس کو ٹیگا بر سر خاک	وہین توئے کی چلی جان غمناک
ہوئی محظوظ دلیں اہل خانہ	بیان تک جب کہا نہ فی	تو بولا وہ وزیر زور و شبہ	خدا ازیر فلک سے کئے ہمیشہ
بجای ہو کہ اسی شاہ عالم	مراد کر سے لیکن ہے عالم	اگر کچھ جو تھہ سکے حال یہ	تو اوس مستور کا سا ہو چلا
کہا سلطان نے وہ قصہ کیونکر	وہ بولا اے خدیو دا گستر	کسے اگلے زانی کا ہی تھیل	کہ تھا اک بادشاہ نیک امثال
خدا کے فضل سے کہہ سکتا تھ	بجای جان دل تھا وہ بکربند	خیال سیب میں وہ پور سلطان	ہوا اک دشت میں جاکر کیشیاں
وزیر شاہ تھا جو اوس کے ہمارہ	رہا پیچھے یہ چھوٹا اوس کا	یہ جاتے سب خوش غنائی	یہ نخل آکے دم لیتا تھا تنگ
کہا کہ اک دن ناہشنا سے	کہ جو ڈرتی نہ تھے قہر خدا	مقابل ہو کے پوچھا حال کیا	کہا اوس نے کہ طر فدا جزا
میں شہزاد ہون بہر سیرا	مری قسمت نے یہ نہ موت کہا	بٹھا گھوڑی پر اپنی پور سلطان	بڑھا آگے گشت دشت یہاں
یہ عورت آخر اتری کی تیار	کہا تو یہ ہے اتر اوماہ پیکر	وہاں دیکھا مکان ایک اوس کی	ہوا حیران شکل نوگر قنار
خیال آیا بندہ مبطور سامان	نہیں عورت یہی غول اپنا	سمجھ کر بھیہ ہوا چلنے پہ طیار	غان سپہی چھپ کر کھیا
کہا عورت کی پیاری تھہ کیا	وہ بولا اب توقف مارو آ	عرض تھہ پیر گھر دگمایا	اور ارموار اور اسکو لی آیا
کہا اپنے پر سے حال سارا	کہ گذرا اس طرح قہہ ہمارا	ہوا آرزوہ اپنی دلیں ہشا	کہا پوچھا کنیوں کو سہرا
بلا یا نہ نے اور اسکو کی قتل	وہ اوس غفلت اپنی ہو گیا	سوا سی سلطان مجھے بھی پٹی	اسی سی عرض کرما ہون
کہ دو مان سی زرخین غافل سا	کہ جو چاہا وہ ہو یہ طبع کیا	سنے جب شاہ فی قہر سیرا	تو خاطر کو ہوا کچھ اور غلظ

جبین عایون جلوہ کرتے
وہ طاہر جو کہتی شب بکشت
کہ او غافل بہر وسایا سنان
جب آئی گوش بانوک تھیرے
شبابی ہی سنا کر بڑا
دلک خم کی صلا میں ہی
میں صدقیت ہٹ کر کچھ تھیرا
نامل تاکجا او جوش خاطر
زمین جہاڑی گئی کف ہوا
شعل ہر ہر ہر دم نگاہیں
غرض آخر کو قرب شام آیا
ہو اریب محل سلطان بجا
کہ اسی خاتون سلطان شہنشاہ
پسند طبع آئی او سکی بھیہا
کہ جو منظور ہے لاؤن عین
وہ حاضر ہو کر اندر سلطان
کہ وہ ہم کو کہنے میں لاپ
پہر پہر جب وعدہ نہی کہے
مگر ترکیب ہی اسکی تاباؤن
خصوصاً اک حواس او سین بھینے
سنا سلطان اور اسکو قتل
جو پوچھا او سین اسکی

کے سی شب کی خاطر بختی
نغان کی جرم سی بکیر دامن
درا کر غور ڈینگ اس تسنان

تیرہویں رات

سدا رہتا ہنہیں جو بک سیکا
چمک ہر جام کی جی ملی ہی
کہ تر دامن لباس التجا ہو
مدد کر کچھ کہ یوں کتا ہی
ہوئی شفاف رستی جا بجا
تمنا یہ کہ ہون نایک راہیں
دل مشتاق کو آرام آیا
رہے مصروف عشرت خاطر
کہو باقی کہانی تاسنین ہم
کہ دو بان کہ کرون قتل آج کی
ادا ہو جا ہی سب کچھ کین
نے انداز کے داخل میں سنان
اثر جسکا ہو چو لہنی قتل
کہا یوں آکی شاہ نامور
وہ بھیہ ہی جب میں اپنی جان
کہ جب گردن جدا ہون ہی
بنایک شعبہ جبہ ہوا قتل
کہ لکھ کچھ ورق ای شاہ

کہ جاگے نوجوانان گھٹنا
سدا رکھا صبح نو کو چمک
کہ ہر گردشیں اک سامان

خدا را دکھ جائی مدینہ تر
ٹیک شیشون کی لی کتہ ہی
اسیر سامعین کب سی شتا
کے جہدم جبین صبح روشن
وظائف سی فراغت پاکی سلطان
کہ تھوڑا تھوڑا دن ہونی لگا کم
شروع شب کی گیسو بوتا
اٹھا جب سو کی دنیا زاد آٹھ
کہا کوئی کہ وہ سلطان غافل
بلایا اور سنایا حکم او کو
خصوصاً اک کتاب تہہ تنیف
کہا سلطان فی بہرہ و سدا
دوبولی او سین کچھ لوراق ناگم
کہ اسی سلطان حاضر گنگا
تو بھیہ جسے غلاف جلد ل
تو اس پر کھ کے جو چپکے گان
جلاتن ہی کیا دو بان کا سپر
پھوٹا او کو تو کے تاثیر سم

ہے غنچے ہوا کچھ اور سنان
جسے سب فقہ بھیہ بات کھکے
کوئی دم کا توقف ہی تو کیا
ہوئی خاموش مثل نقش تصویر
کف سے ہی ہر شیشی کے منقہ
خراج آرزو جہم پر آب
توقف ایکدم ہی ہی بہت
چسپے تاریکی سب زرد دامن
گیا دربار میں لیکن پران
کہ جیسے ننگ دکا ز فرام
چہا چہا رسار عالم جا بجا
زبان پر اپنے وہ اسطرح کا
کہ جو دستور کو سمجھا تھا عقل
کہا او سین کہ کچھ مہلت مجھ ہو
کہ ہر کسی ہنہیں کچھ جی نہی
گیا اور کام اپنا یوں سنوارا
شکھائی اور کی کھکے کفر ہم
رہے پیش نظر بھیہ جلد طیار
اثر میں سب طر کے اسین مل
اٹھانگی نیاب لطف فال آٹھ
رکھا او کو غلاف جلد نو
بدن سی چاہر خضبت شہ کی

کہا انہوں نے یوسف کو تو ہی آخر کہا اس سنی کہ تو اب کے قسم لی اٹھایا صفحہ سے اوس لڑکی کی وہ لوٹا جب گرا دریا میں جا کر جدہ رہتا ہوں میں تو ہی اسی کر کن کر ہوئی حضرت یطیہ رہے تاحشر تیرا راج ستے کہاں تک احتیاط نہ ہوئے تصدق مائدوں کچھ نہیں کھیا وہ کیا اپنے مرکب میم تی سی شباب نور چکے آسمان پر نظر خورشید پر کی قبر اس پر اٹھا سلطان محل میں اپنی بیوی ہنسے سنکر وہ دنیا زاد و گیر کہا اوس دیوئی ہینک سون کی سفیدہ سیخ و بنو زو نہنگ انہیں کہند سلطان جابا کا ہوا دستور کو بہر حکم سلطان پکا ہی آج وہ ان چیلوں کو پکا انکو تجھے ہے حکم ستہ ہوئی شق ناگہان سلطی کی دوا چڑی سبز لکڑی و سکی ہاتھ پر ہر تہا تو دسہ مانا گلو، نکو	بدی کی ہے عروس نیکی کی ظہر سہائی لعل کے پہر چڑی کے دہوان ہو ہو کی نگار دیو سہرا تو اسکو پہر وہی بید ہو دڑ کہ تا مطلب ترا ہو جا پورا کیا نور سے گرم بازار عروین پر ہی پیاری مہربا خفا جیسے تہا تھا پہر وہی اوسے ہر مثل سا غم نہ ہو نہ آسمی یون سیر ناں پر ہو ار اسی وہ مثل سر تر جو کچھ منظور تھا یا بہیا کہا قربان باجی کیوں نہ ہا نظر آٹیکا نکلو اور ہے حال خرا دیتا تہا ہر رنگ کا رنگ وہ دیکھا جو کہے گا تو زبان کہ لیا چیلوں کو تہا سون کی کہ کھانی سی طبیعت کچھ خوش وہ ان تقدیر نے بخشی تہا نظر آئی زن خوش و طرح آ وہ اوسنی ہر سہا ہی پر کہے بھہ سنکر وہ حسنه دلہر خوش	اب احسان تجھ پر کناکب رود کہا اوسنے کہ بہتر بعد بیان نخسہ جب ہوا باصوت و دوا مگر وہ دیو پیش آیا بہت یہہ باتیں ہو رہی تھیں نہ سلطان اب بانو ہوئی چپ چست تلاطم زامراج آرزو ہے نشیل لال دنیا سے نہرا کہ تا کیفہ ہر عنون حیا کہ اوس سلطان نے جب باجی فرما البتکل ابر نیاشام ہوئے ذرا سا سو کی جگا اور کہاں وہ بولی دیو و ماہی گیر باہم غرض ہنڈیکا جب سنی ام بجا ہوا خوش و یکم کو وہ مستدام حضور شاہ جب بھلا نکو لایا وہ باور چن کہ ہی تعریف جیک بڑھا دستور سوسوی طبع شاہ کہ اوسنے اوکو ہنڈا لک کر کہ وہ او سچن نکلی اور سنایا کہا کیوں نکو اپنا قول ہی یاد جیسے حطر الفاظ مقدود	کوئی دشمن کو اپنی چہرہ نہ دے رسی منظور خاطر طر احسان گنگلے دیوئی لڑکی میں لگا کہا اس طرح با لطف و محبت کہ وہ شب چہ خطہ تھی جو نہ اٹھا سلطان پی ذکر و نیا گلے لجا ہمارے آج ستے میں کھہ سکتا نہیں جج سچو خدا جیسے پرورد لاو با دکھائے صبح نور حسن جا ہجوم آرزو میں حسب عادت نظر کو راہ مطلب اپنی ہوئے کہا بانو وہی ہر شہ کا سالان کہتے تالاب پر شہر کوئی ام نکالین چیلان تالاب چا کہا اوس دیوئی اور فرخو کام تصور میں نہتا جیسا کہ یا با بطر نہر ہے اک جاستی بلایا اور کہا او غیرت ماہ ارادہ تھا کہ اوس جانب کو بیٹ کہ باور چن یہہ توئی کیا پکایا وہ لوہیں چیلان سچ ہی تھیا ہوئی دیو امر طبع کے برابر
---	---	--	---

زمانہ صرف بتی اس گنگا نگر	ترقی ہے ہجوم آرزو میں	کہ حکم صبح پونہا طویل شب کو	دنیا ہاتھ سے رسم آوب کو
گنگا نگر نیاں صاحبہ خوا	کہ میں منظر خاطر اور سہا	ہوئی خاموش باؤنٹل ساؤر	زبان پر آئی مضمون مطابق
زمین کو سی اختیار آسمان	پندرہویں بات		کہان ہی نڈل ساقی تو کمال
بانہ و پست و نو کو تو دہ	تعلق جسد رہین اکو دہو	وہ آیا ہو کوئی چشم کرم	جھپک جائی نگاہ تو بہ ہے
کہان تک امتیاز پیش ہے	ترے پر ہے میری تازہ سی	گھٹون ناچند مثل عمر دشمن	بڑھون کچھ تو بٹن طر
زبان پر آئی شمع حال	مضامین کھ رہے ہیں سست	کہ جب گدڑی ہشت پیش نظر	مزی لٹنے لگے حسن بحر
امثال سلطان باقی پھر بتو	کیے سب کار دنیا تانہ بقدر	کہ عمر روز کٹتے کٹتے یکبار	ہوئی ساکت بشکل نبض سیار
منابع شام کی تفریح پائے	ابھر کر مثل ابر زلف آنے	گر می بسطرح در و تاب تلو	چھپا ہر طرف سی وی آفاق
چرخ و شمع کی جلوہ دکھایا	شہ شقائق سوی محفل آیا	موافق اپنی عادت کے گئی کام	کہ آؤ پہنچی وہ ہشت فزیک انجام
وہ دنیا زاد بولی ہای باج	نہیں ہے رات گہری لنگائی	کہو اون چھیلون کا کیا ہوا حال	وہ بولی سن بدل اونیک فل
بھیدہ طرف سے اسٹھ جو پیش آیا	جواورین کو سب نے غصہ لگایا	بدقت ہوش جب آیا کما حال	رہا حیران وزیر یک فل
خبر کی بادشاہ نامور سے	کہ باد چن کی یون گذر نظر	کہا سلطان ہم دیکھیں بھیک	عجب مضمون ہی خطرہ باجرا ہے
منگا کر چھیلون کو نہ دیکھایا	وہ ہے پہلا ساتھ پیش آیا	ہو ایر خاطر سلطان کو نظر	کہ ظاہر ہو بھیدہ راز قصہ دور
کہا لا رکھان ہے ستارہ ام	جیسا یادہ تو پوچھا اور انجام	بھیک کس چینی کی ایسی چھیلان	قریب و دور کس جاہلین کہان
وہ لایا ستہ کو لایا تاجا جان	کیا ارشاد ستہ نے یون بجان	کہ شکر اتری ٹھہرن کہہ ہیں ہم	ہو اسامان ستارہ سب فراہم
جب الی نصف شب سلطان فل	کہ تھا عقل فرست میں کمال	چرا اک کو دیکھ نظر آئے	سرخ مد عاشا کہ طبعانی
نہ آیا تھا سخن تا لطف انجام	کہ اوس شب کو ہوئی تکلف آم	چپے چپے جیسی جیمہ بازار	سحر چکے بشکل نور ایان
کہا خاتون نیانی کل کیر	سولہویں بات		بھیدہ اف نہ اگر جیتے رہیں
ادھر بے کچھ نکرا خیرت	خفا کیون ہی مری تفسیر	نہ یون مضمون ہمیشہ توفی	نہن ہم تو تہ و اعطی گرا
لب دنیا کی ہر دم ہی سستا	اداکی مدتوں رسم غلامی	درمیانہ کے اب جھبہ سامین	ہرین مرجانین گدہ باد فانی
نہیں ایون سی لازم ترک آ	کہ ہے منظر خاطر اور سامان	وہ کیا لے بیان صبح تازہ	کہ حسن موشان ہی جھبہ کافا
بگاہوں میں ترقی بخش لونا	تصویر تاقیامت محدودیدار	کہان ایسی سحر حد دل جان	کہ کیا کیا کچھ نظر آتے ہیں سامان
اسد راز ای اسد اور فدا	تعلو کا سے سونو گر مارا	بھیک گفت حسانا تو نظر کو	تو خفاہ اربہ بادشاہ بحر کو

ہوئی نظر خاطر سیر عالم	سے پہراہ کچھ خوشان ہم	برہا سوس جین خرسندو شاہ	کوتا بیلے ذرا طبع پریشان
توقت کچھ کیا ٹھہر کسے جا	کہ استے میں مزاج ہر دلا	حرارت دہو پکے ہوئی گلی	شکل آہ منظور مان پرورد
عروج شام کا اقبال چمکا	لیا غور شب بدلی رسد عدم کا	شریک محفل مابو ہر خدہ	گئے گہرا اپنے سب صاحب راہ
قرب نصف شب سویا بارہم	کہ اتنی میں دنیا را و کفام	پکاوی با گئے اسی شاہ الا	کہ شب کم ہے نظر آنا اجالا
کہا سلطان نے بانوسے کہ بچا	کو بہر کیا ہوا انجام سال	کہا مان شوق میں شاہ پائل	کہ جس کے دلین تھا دیر کا خوش
فرز کوہ پر بہر تا تھا یکبار	نظر آئی طلسمے قصہ دو چار	زمین اوس جاکی جیسے دیر شہر	گمان تھا دہو پکے کا پہلا دین
وہاں سی سائیش بن لوٹوں	لشکل آرزوی بخت مجبور	فلک کے عکس ستاری نوا	منور جسطح حسن رخ یار
مغالی میں لیان آب گوہر	نظر کو نغز شین بہر قدم پر	جبین بام و درسی تاش نو	فرزان جیسے دو عالم
کشیدہ دل نظر کے ساتھ حاصل	وہاں جا کر پرتا سخت شکل	غرض پونہا وہاں یہ تھا بہت	کہ دم بہر سیر کرنا تھا بہت
سکان نیکے نوشل عقل جاہل	ہوا چران شد شاہ عادل	بڑھا آگے تو اک گھراں پایا	ہجوم شوق یوں خاطر میں آیا
کہ دیکھیں چل کی اسکو کھٹی دی	بہلجای عجب کیا طبع برہم	قدم اٹھتے ہی دل بدلتا اوی	سہا بخوش سوا کچھ مہلا
گھوٹکی ہمیتیں پوہتی جو بہرین	ہوئی کچھ اور ہی قوت بگرن	درختو نین عجب صحت کا انداز	کہ جیسے شوق کوئی بار طمان
منایت نرم شاخیں رنگ شاہ	ہر اک تہائی میں موج گردن	ہوا دلالہ بہر وصل یا ہم	کہ عجائی تھی شاخ بون دم
ابھی پورا نہ تھا سالان گشت	کہ طول شب ہوا کینرو دین	ہوئی خاموشی ناخوشن پیش	رہی مشتاق فرود غیت
ستر مہربان			
کہ مین یا تو گلگون سی خاطر	نہ لائی فکر تو کوئے بہانہ	بیان پر آید ن لطف فشا	کہ بعد اوج پہرہ شاہ آفاق
کہ اس صدمین ن ٹھیک	کہ جہتا مقصد ہست کامشتاق	محل سے باہر کیا سب کچھ کام	کہ اس صدمین ن ٹھیک
گہرا اپنے شاہ آیا بادل شاہ	کہ شکل ہو گیا آما زبان	عروس شام نی گریو کیے وا	کہ اس صدمین ن ٹھیک
وہ سوتا تھا کہ بنیاد اپنے	کیا خاتون ہم پہلو سی شاہ	کہ بکو کج تم جلد سے جکاتا	کہ اس صدمین ن ٹھیک
سدا غار پرانی کما نے	کہا جاگو کہ رخصت شہبانی	اسے سلطان ابودونام	کہ اس صدمین ن ٹھیک
ہدایت شاہ کی خاطر کہ بنایا	بیان ہوئی لگی نقل ہائے	کہا بانوسے وہ باغ عجیب خیر	کہ اس صدمین ن ٹھیک
لنگہ رنگ رنگی اور کما مانا	پے نشکین قدم کچھ دم جلا	خرا مان ہو کی ہر جا کچھ لکھا	کہ اس صدمین ن ٹھیک
	کہ تو نہ سنگ اسد سی ہنایا	قدم ڈھوسے یوں کما اور جلا	کہ اس صدمین ن ٹھیک

خوابی کسی کی پر آواز نہ پہل ز ساعت ستاروں کو کہ اک جانب کو پروہ سا پر اداکی شہ فی منہ ہی لہم کما شہ سے سبب آئی کا کیا ہوئی شب رخت اور خوش تازہ	کما افسوس کچھ کتنا نہیں از نسایت غم من جان کو تانی نہیں معلوم اوس میں لگیا سلام اوس کو کیا پوچھا لگیا تباہین آگیا کیا مہا ہے	مہیا پای سب عشرت کے سامان بربا آواز آئی ہے جدھر اسیادشاہ نے آخر وہ پڑا جواب دے دیا ہر سخن کا سخن تا گوش سانس یا تنگ آیا	گر کوئی نہیں خالی ہی میرا نیا سامان پر گزرا نظر سے نوشل اپنے جوان نو کو کیا نیا ہر نشان اپنے وطن کا کرتب کو کج پر آمادہ پایا بند ہے پیش نظر کچھ اور غم
مزاج آرزو روکما ہی ست ادب کرتے ہیں مذاخ و خفا ہوئی ہے صبح ہر شاہ شہ کہ اکثر کار و نیا حسب عادت کے جیسے بدل چنی جان پا کہ لاہور کے مضمون لائیں جمال شمع نے پیدا کیا نور کہا بانوسے کیون جی ہر پوچھا مرا میرزا اک صاحب نام غرض جو جو کہ گزرا تھا کمال یہاں کا شاہ بند کا پرتا وہ تاج و ملک منصب میں لایا ہوئی مشکوہ میری ہر شہ کسی کی سست میری طبیعت وہ سمجھیں ولین ہے غفلت میں آقا کہ عینا دان اور اسکی رو بہ	تسا پر ہی پیدا ہی سانی زبان کھنکھنیں سکتی اوس عالم کہ تا دیکھے ہمار باغ آفاق بجھ لایا وہ شاہ با ارادت رہا خاطر میں کچھ لفظ کھسکا چھپایا ابتدا کو انتہا میں ہر اک پروانہ بولا چشم بڑو جب دس سلطان اوس میں آج رہے یارب ہمیشہ وہ آرام ہن سکودہ مرئیک فعال جہاں میں ہر طرح وہ نور خزانہ حبس قدر تھا ہاتھ آیا رہا خاطر کو اوس سے ہر طرح کیزون کو بلایا ہر خدمت مکر اوس وقت تک میں جاگتا طبیعت میں ہر دم ہر دم کے چاہ	لباب ہو چکے ہر طرف جھکا وہ راست گردن آسان مزاج فکر شاعری طرح قریب ختم تھا آغاز خورشید کہ مثل تنگ ظرف بی مروت صحاب شام نے عالم کو گھیرا گھر اپنے شاہ عالیجاہ آیا وہ بولی دے یوں قصہ بنا طلسم اک تارہ گداز ہی نظر کما اب سینے میں افسانہ سا عدالت دے کی ستر رکت عزیز نہیں ہے اک میٹھی بچاکی برابر یوں ہی گدے اٹھال سر ہانے کوئی تھی وہاں کہ اسنے میں ہوا فیہ ذکر باہم یہ سپاراشا نہرا وہ سچ ہے	تقدیق جانوں لائیں سی کہ میری خاطر نہ کیف تنگ خبر سے ہیں کچھ لفظ لائیں کہ سلطان کو ہوئی پیدا کے اوس میں مری کی سست لکھا ہوں لاہر سواند میرا وہ محفل ہی سامان پایا کہ میں حیران و شہدائے چرا لیا جسے محکوم گہر کہ حیرت زا ہے حسین ہزار ہو جب غلہ کور ہی کی نہ تھے صورت مگر قدر ہمیشہ اوس کو تانا توں کوئی تھے پائے توں کوئی کہ ہکول اپنے شہزاد کا ہی غم وہ بے غیرت نہایت غلام

کہ اتنے میں میرے زہر نہ لائی ہوا مطلب ہے اس کی مین چو آگ قرب شہراک پہاٹ پہ پہنچے پس نہ کچھ دم قدم گئے بلایا سید روشن شیطاں شمشک چپین سے کمر و کمر و فن جو ہر نظر کو شہتیاں جو ہر دیا بلایا کی بولی میں قربا کمال قمر میں اپنے جویا اتنے ہیہ اور سپر کر دیکھی غرض کچھ دیر میں جب تم آیا ہوا صرف خدمت و کبر گئے جس طرح کچھ فکر خیز گناہ لطف اس جانب ہی گئے	سے پوشاک بدلی پاست کیا آنکھوں کو نہ اپنے کی لہ خدا جانے پر شہ کیا خیر لے تو ان شکستہ بل اسکے آیا ازل سے طوق لعنت میں گرفتار مگر تہا لطف شیطاں سے پیدا بہت قیامت بل عاشق زار حقیقت میں نہایت مہوش شایا آنانہ تم کچھ دل میں پایا گرا مانند اشک ز قدم پر تو رات ہو کے پہر کو کوٹایا رہی جگر ٹی ہی رکھو کوں کھٹ چلے مانند شوق قلب مضطر	سے کلنگ کالبر زین ساغر غرض جب وہ چلی من لگی تلو کہ قفل از خود گرا کھل کر زین لشکل میل منزل استادہ طبیعت میں بہری شہوت پرست قوی ہیکل لشکل گاؤں شایخ اسے دیکھا تو بولا کیوں کہ شایخ لنہو یا تہا ہے تک میرا شہر سنا کر گایاں یکبارہ وہ پایا لے بوسے کہا قربان قربان وہ کیر نام چسپیدہ جہا کر ہیہ باقین نازبان تین نالو فرما او داسی جیا گئی اس انجمن پہ	ایسیوں رات	دل مشتاق می مضطر کی ہجوم کیفیت تہا دست گر یاب طبیعت ڈھونڈتی ہی میں کم کو سرا پاؤں صحن آسمان پہ بڑا گھر سے کل کر صحت رخ خورشید کو افسردہ پایا لشکل قصد آؤں خواہہ نزدیک بجلا یا ہر اک دل بشکر سہو وہ لولی اچھا دل و صاحب نام	جوا سنہ میں وہ جودی چکا تہا گدز گاہ سخن تہی طمع جالاک کمان تک تہا شوق ایلی قلم ہی حسن مطلب ہی آہم خوش کے دن بہر جہاں کام سدا ہجوم شام نے گیسو کو کھولا شہ عالی ہم پوچھا محل میں پیرا ران چند ساعت ہو کی سدا بیان کرنا ہے اب یوں شوہر کا	کہ غافل جس سے فیض عاتقا نظر تہا مو نور ایزد پاک کہ آؤں تہا زمان عرض شکل سنا میں ہوتی ہن یوں ارگ کز قرب ختم تہا انجام سدا قصورت نکا ہوں میں جو تولا بیا محبوب کو اپنے نعل میں اٹھا اور یوں کسا خاتون کجا کہ جب ہیہ حال میں نہ دیکھا
---	--	--	------------	--	---	--

کمال غیظی خاطر میں تھا غرض کہیں بھی نہیں شہزادہ ہوا پہلے میں اگر کہیں شہزادہ میک کر شہزادہ دست قاتل کہ میں بھی قہر کے جواہر کہتا یہ کہہ کر پھر پشیم انک افشاں	کہ ہی بیکار لطف زندگانی قرب آیا کیا اپنا جو کہ وہا وہ دوڑی کھد کی ٹیاری تیر عوض یعنی کوستے ہرست مال لسان تیغ او سکوا آزمائے	جو بہت ہو سکی فرصت نہ دے تو کا تاج نے خنکی کی سر کو نظر آئی چور چرخ موت یا نہ پایا جب پتا کچھ دہی کا بہادر تو نہ تھا تھا کوئی نامور
نوحہ		
مرے پیار مری دل رہی ہے فلک دیگا مجھے آزار ہے نہ پہچانیں وہ روی باری ہے فلک کی لطف پر کتنا چلاوا طبیعت جو مہر آئی خوب رویا اسی نا آشنائی تہا تہا	یہ کہ کیا تقدیر نے مجھ کو دکھایا یہ کہ کھڑا جب سو جانیں قصدا جب اس پانی وقت خاک راگر پریشان ہوئی مثل کیسویار کہا دل سی کہ او پوشیدہ دشمن اسی پر جان تو کہوتا ہا ہرم	کہ جینا ہو گیا دشوار ہے ہے وہ ہوشیاری انکار ہے ہے ٹٹا اوسنی او سکوا ایک جا پر گہرا یا مضطرب و بیابا چار ذرا دیکھا بھی حال یار پر فن اسی کی واسطے رہا تھا ہرم
اسی پر بد توں سی مبتلا تھا اسی کی ناز انا تہا تہا غرض گدڑی ہو گدڑی تہا کہ بکتے بکتے بھگو نید تہا بھے پایا جو غافل سو رہی اوسنی پنہا کہار و رو رہی اجازت چاہی گزین حکم پا تہا حضرت تو کہ نہ فن تہا بہت خدمت پہن دہری کے جبین عیاون جلوہ کرتے زیادہ ہوا لے عرواقبال تو فنا کہ بکھا رہے	صدق تیری ہیں اقلب ہوئی بند آنکھ کچھ غفلت تہا پیرا پہلو تو پیرا پہلو میں تہا مولیٰ ہیں خالانا او کھا تہا تو او کھا مغرہ اس جانیاں بجا عرض اور کنول سی طرح مگر گری طبیعت او کی ایسے طبیعت عمر شب سی بخت تہا کہو گی شام سی کل ہر حال کہا لہے سحر مارا تہا	سمن مہمون تکلیف وفا تھا لسبوی خانہ آپو پہنچ دل انکار شکائی ماتی توڑی سی دیشکا نقاہت سی نہ آسکتی تہا ترک جو کچھ مرئی تہا ہو سچا بظاہر زندہ لیکن مثل مردہ خدا مرگ حیرت او سکوا پایا لب خاتون فی سلطان کا کشتا تہا بین بین سہر گر گمان کہا لہے سحر مارا تہا

میسوین رات

اسی ساتی چکر اس نہ ہے	کولی گالی نہیں ہی تو ہوا	ٹامکین کے باہمی دم فنا ہو	ترج کچھ تو ہوا برکرم
نگاہیں کنون پہرین کچھ حروک	نہ چیکے ی رہن ساغر نظر	خفا ہوئی ہن ہم ہی ہن جی	اگر تیری خوشی یوں بکھرا
سب کو ڈانک منہ شیشون کند	بجیں کے سر پا کہ نہ ہستی	ہمک کر خوب مکانین کج	کہ شرا تہ ہے ناتق سر
کرتیگی پیروی زارہ کی ناچا	وہ تو بہ جو کہ ہر دم با اثر ہے	وہ تو بہ عمر کے تاقیات	اٹھا دنگی ہم اس کی اد
وہ تو بہ بھگو بکار روز بڑے	تقرے تجھے دیکھا کرتیگی	معاذ اللہ بھد کیا جوش آیا	وہ تو بہ آبر و بخش است
ابا دوس دوستی پیدا کر	خدا جانے کہاں تہا میں	تجھے ہادی میں انیا جاتا ہوں	مری ساتھ چھا اب پوٹا
ہوس کی کز تون ہی خیر تہا	تجھے سی ہی اسید بذل سا	خدا را چاہتا ہوں عفو نصیر	تری ارشاد وایا تاتاپوٹا
تجھے سی عرض سیر برابر	کہ لب واپو کہ دلی کنول کا	ذرا آرزو تھا کہ وہ عادی	کہ مطلب کو ہوئی تکیف
سخ مینا بدل پالیوں کو چمکا	سنائی اسطرح ارشاد منظور	کہ حسن سبب نی جب نہ کھنا	ہجوم کیف کو آگوشن کا
طبیعت محو مطلب ہو بدستو	منظر آس انظر سی کے پنا	فلک پر مہر جو بن کے چمکا	گین تون سندن ہون آگ
بنے اختر حیا ی چشم جان	بڑا ہا اپنے محل سے شاہ خوش	جہان کی کام میں کھڑا تھا	ہوا آغاز ہر ہر شہر
گہری رستی جی یاران خوش	کہے جلد شب ہو بھید بان	غرض مثل مرض گشتے نکلا	مگر مضطر کہ ہو دیکھتے ترا
منظر سیر لطف آسان پر	برائے خاطر سلطان امید	گہرا ہے آکے بالو پاس	چھپا جلد اس قدر گویا
ہوئی میلی سدا نوز خورشید	وہ دونوں کفیا اردیتا	بھاری آکے اسی تون و سلطان	ادھر خاتون تی نقد ہوا
ہم پہلو ہم سینہ ہم خواہ	کہا سلطان بان ہی مری ہوا	کو چوڑی چوٹی کل کے کپا	چلے شب چند دم ہی کرمان
بھستے ہی ہوئی بیل راکم	کہ جو تہا سحر میں وہی کی تھو	جس باوسن نہ تھو اسکال	کہا تو جلد اپنے خوش تہا
وہ بولی پہر وہ بولا شاہ مجور	ٹا یا نقش اور تعویذ میں	اسی صورت کدڑی کین سل	کہ بیڈ سب ہم ہی نہ کھیا
ہوئی سرف دریاں طرح بک	جہان نامتو اوس شحیا کا	ہو گیا دیکھا کہ روتی ہی وہ مگا	کہ خفا یان شفا او سکال
کے دن میں ہی اوس طبع بوجھا	نہیں آرام بخش زندگانی	وہ لب جو تے شکر پیویم	بیان کرتے ہی یوں اس کے
ہوئی مدت کہ جوش توجوا	نہیں کہتیں ہر سے تادم شا	وہ دل جی تہا سدا برکت	حلاوت ہر سون کے اس کی
وہ اکہنیں شکا تھا غار گرگی	سما کرتا تھا و صلت کا طلب	وہ باتیں حسن محل غما تہا	وہ سے کام حکما پیش
وہ وعدہ نامی تامل جو کہ ہر بار	کے جیت سی نفاش	وہ زانوں کو مکتا کر ادا	وہ اہا آج تک سبکھائی رانا
وہ ہر دم دیکھنا حسرت حسنا			کے اوس پوچھ کے کچھ ادا

دل شتاق اہلی بہر عظیم	بجالاتی ہوں صلیب کے بشیم	شدہ دیباہ با تو کیس آیا	جو کچھ مسطور تھا خاطر کو پایا
خفہ نہ ہو کے چشم آرزو مند	ہجوم خواب کے کچھ دم رہی بند	بغل میں سوئے بانوی پر نیاز	وہ آثار ام نے دی خانہ آباد
نگذریں تھی نہایت دیر ایسے	کہ دنیا زاد آئی اور صداد	کہ شب کم اور کسائی کو بھل	اٹھو خاتون کہ آیا وقت میل
سنا شنائی کہا با تو نسلی	زبان و لفظ ہوں ست گریبا	کہو ہر سر گذشت حال باتے	کہیں پور ہو عمر قال باتے
وہ بولی اب وہ یوں کر ابھی الہا	ہوئی جب نہ ن غافل خیرا	کہ بھید ہے دل با کسیر دشمن	لایا ہاتھوں میں دستیں سدا کر
پر مہی الفاظ مقرر کے طبع پر	کئے دم اور کہا ہو نصف تیر	بھید کہتے ہی بنیا پائیں نیند	وہ کیا کیا اگیا تقدیر سنہرے گند
کے جب اور عقدہ امتحان کے	ہوئی ماہی جو پشیمند تھی دما	اب ان شکون میں ہیں خود کو	سفید و سبز نہ ہر نرنگ
مکان قلعہ یک و شہر اجاڑا	جو تھے حیوان اف کو بھی لٹا	اور اسپر اور اک مضمون کیا	مصیبت نیز غرض مر رہا ہے
کہ وقت سچ روز آتی ہی اسجا	برہنہ کر کے جسم اوپر سے سرا	لگاتی ہے ہمت سی نادیا	نہیں اپر سے جی ہونا شکا
اس آفت میں سیرتوں میں گئی	بھید قصہ ہی مرا شاخوش آقا	سنے سلطان معان کے کما	بہت رغبت ہے اوٹھتی رہا
طبیعت میں بہر آجا خوش ہمت	رنیادہ حد سے پایا خوش ہمت	نشان پوچھا کمان و ہتھیار	بتایا وہ زمین و گھر و دیار
کہا رخصت تین سو نیاز کو	اڑایا جلد اسپ بادیا کو	چمک کر برق کی موت جیبا	ہوا پوشیدہ مثل دعاوہ
یہاں موت خیر طبع کے لگا	اور ہر سی آئی وہ مکار گرا	بس جسم شوہر کو اتارا	کیا ہر عضو عریان کا لٹا
کہا شوہر نے افواہ شادو	فنا کرتے ہیں یوں کے دوست با	کوئی حق محبت یاد ہی ہے	قبول خاطر آزاد ہی ہے
میں اب دشمن ہوں اکیکی تھیں	نہیں شادان لطف و مکر کیا	کہے ہم بھی متی محض خفا	مریض آرزو چشم بیمار
کہے ہم پرست تھی الطاف تیر	جگر دل سب طرح تھی صاف تیر	کہے ہم بھی متی نہیں گھٹن	سدا میں لب سپہ جالی تھیں
کہے ہم بھی تھی صید ناو نا	کہے ہم نی بھی دیکھی میں انداز	کہ چشم شمع منصرف صبا	لگا ہوں میں تصور کو نہ جاتے
نہ تھی قتل شہناش یزیر	نہ تھے نوک مرہ تیر دو پہلو	نہ تھیں بہر شیان کیف شہنشاہ	نہ تھے مسلح چہرے انجمن
نہ عارض اقصا بوسند تیر	لٹا ہوں میں کمان انجمن تیر	ترشح پر کمان تھا ابر گیسو	بلائی جان نہ تھی کیفیت
بھید سینے کا اچھا لایا کہاں	اگر کچھ تھا تو انکوں نہانا	نہ تھا حسن شکم یوں شعلہ افروز	نہ تھے بی پردگی دینے سے
نہ تھے ہر ساق پاؤں شمع	سدا دیکھا انہیں سرور گریبا	قدم واقف نہ تھے نقش زمین	زبان ناہنشاہان اور زمین
ہمیشہ پہلو دایہ میں آرام	نہ تھا دل میں کوئی آغا و بام	مراد بی نیاری سے روکا	نہا کو نہ تھے تحلیف دیدار
جیسے مریخ پیکش شمس گیسو	فروغ حسن مہر ابر و درو	نہا طائرین باہن سپہیو	تھا ہنا اگر ہزار جو

وہ دران سکوی لوش نظر عار وہ ہولناک دنیا سی نگار

وہ دنیا کچھ نون کی گنگری	وہ پنہا طرح کی آزدی	وہ آنکھیں تھرا نو ہشت روز	وہ خاطر جو سخن میں خیرت اندوز
وہ دنیا کچھ بیکار جسمت بیکار	نوشل آزدی بخت ناکام	کئے دن یک سے شغف تھا	ہوئی بزرگ آشوش تھا
اگر ایسے پوچھا مال کیا	کسا ہی ہی یہ کس سا کسا	یہ کیا چری ہن کچھ خشت کسا	سناہ کوئی بیای گا کسکو
میں صدقی بیاہ کیا ہی سزا	کوئی دن سے کوئی خشت کسا	وہ بول داری جانوں کو کیا کسا	ہوا کرتے ہن کچھ آواز انجام
یہ ہلرول قاک ہدم سی پوچھا	یہ کیا نو کر ہی یہ بیاہ ہی کیا	بتایا جب کچھ ادنی پر تو کیا کسا	کساہ جانوں کی مان ہی خیر
نہو تو کر پل سیر گھر میں	کہ اک وہ ہر کسا پند ہی جگہ میں	وہ خاطر جین سے یاد آتے	پر سے اسطر علی و سپر تباہ
کہ او میں الفت شوہر کو بوجا	معاذ اللہ یہ ہے ذکر کیا	سواو سکی یہ کچھ سلمان کیا	کہ ہرم اک نیا ارمان دیکھا
وہ صفت کثرت خوش نشا کسا	نہ باقی کچھ رہا پس نکوٹے	وہ جو گدرا سو گدرا و جفا کا	مجھے تو کس ٹی ٹی ہی آنار
سند کر آہ مفلوان سی ظلم	خفا ہوئی نہیں نہان ظلم	نہن دینا فانی جامی آرام	یہ دہو کا ہے برا حسن انجام
یہ چند لکھس میں باقی کچھ	غایت میں کسان تو اور کیا	بسر کر زندگی جاپیش دلدا	بجلا ہر طرح پر خوشش یار
سناو سن لکھتے قول	تو لائی اسطر اپنے زبان پر	کلام اسطر کی ہی ہونی آواز	کہ کہنے سے خشت اک آہ جگر سوز
ہجوم سامعین نے سنے جو پیرا	تو پیکسا نظر آیا اندھیرا	سفیدی ہی سیاہی ہی کچھ	ہجوم شوق کی شہد ہوئی جوش
ہوئی دنیا دوسری عجب مشن	نفاق برہم سی ہی زندگی ش	نیک فی حق سب کو سنو کی ش	ہر اک شیش تباہ کج ابرو کی صورت
اٹھے عامے کہ شائین خدا کو	زبان پر لائیں عرض التجا کو	جین دسر پہ سجدہ جھکا	ارادی اور سے خاطرین آ
بالمیون رات			
طبیعت پر ہوئی کج طلبکار	کہ ہر ہے یار عزیز شان بدنام	اسے تک تو نہیں دھیرا تھا	کسان ہی محسن نہان شہار
کہ ہر ہی صاحب خیم ملک حاکم	مزاج آمادہ جو دو عطا تھا	رہا سلق نہ ہوش عمن کا	ہر اک سے پوچھا تا کو کمان
مجھے ہی بھٹ سی کچھ کھٹا	طبیعت اور سے جابا جی ہے	ارادہ ہی کہ وقف گفتگو ہو	کہ میں اتنا ہی کتا سیر سے
سنا ہی آزدی میں لب کی	کہ میرا لڑتے اکلی ہی د	کہ وہ شب گنگی مش عروشن	سخن ہم پریش جام دسوز
گلاسو کسا ہو اسی آسے دی	چپائی چاہہ دن رنگ کی تمام	کے لفظ شلت کے معانی	ہوئی جسم جہان میں گد
رہا باقی نہ تارو کیے کا انجام	ہوئی پیدا نوید رخت شب	جمال صبح فی کی بارش نو	نود و دہشت کے محسوس
سے حب حرف عدا و باو جام	کہ دیکھیں کیا نظر آما ہی نام	ہجوم شوق فی خاطرین جا	جین خاک کجی مشل بڑ
اتھین شہابی امیدین لڑا	اٹھا ہدی خلوتن سی بھر	فرار تخت میٹا مادل شاد	گرہ کہو لے زبان مدعا
کہ وہ سلطان سابق سیر پیر			طبیعت محنت دنیا سی آزاد

ہوا ہر خلیج رشتہ چین س	قدم تھے آمد و شد ہی نہیں	کہ تا انجام طلب من رہا کم	وٹھ سالی کے بڑی پر کم
منج ہر کی گرسے ہوئی سرد	دل حسرتا اک پیدا کیا در	اوی رخت اسی رخ پیدا	رہا باقی نہ پاس چھٹا
غصن مانند شوق عاشق زار	ہوا خوشیدہ مابان گرم قرار	بیکل عارض الفاء تحریر	بڑی اک سمت سی چھٹی
کیا بہم جو رہیوں کی ہوا کے	چھپے رخسار خویش قریا کے	دلو میں جو کھنکھش آرام آئے	طبیعت بہ راحت کہیں لائے
وہ سلطان بھی تھا محو شانہ	ہست محو ظا آیا سوی خانہ	فراغت پا کی ہر حصہ ہوا	کما یوں اوسے اپنی دریا کے
کہ آؤ سوہن ایشا ہی دلدار	جگانی گی وہ دنیا را دکار	بھیہ کتے کتے نکمیں ہو گئیں	سہے معشوق غفلت بل سہ
نہ گذری تھی کچھ ایسی دیر اکٹو	کہ آپونچے وہ دنیا زاد خوشو	کسا قربان سرائی میری خانوں	یہیں ہی حال شباب ہو کر کون
زبان پر لائے آغاز تے	کسلے تاشاہ پر وہ راز تے	یہ سستے ہی سستے بانوی طرا	کیا یوں گفتگو کا گرم بازار
کہ وہ زن سنے عرس شکوہ نہ	زبان کی طرح اپنی ہو گی تیز	کسا اب کس لیے یہ اتھاہ	غرض اس آرزوی شیر کی
گواحق مجھ تابت جسے تو	ذرا کچھ سوچ او جلا دینو	اکمیں معشوق بھی موتی ہیں	بھد کہ کا دل سدا گتے ہیں
وفا ان میں شہ جو بن میں آئے	ستم لبر زین اس میں آئے	ارادوں میں بہن انکی قہر نہ	زبان انکی موتی میں شہ نہ
دل انکی رسم سی ہا شتاہن	کسے کی شتاہی ہیں کیا ہن	کجا ہوں میں ہی انکی لطف کچھ	سراستے واسطے ناول ہو گئے
وفا انکی فریب جالستان ہے	یہ شش ستم یہ امتحان ہے	نظر کرتی ہی انکی دین فرن	جگر رہتا ہے رہوں چکا کہ
برای شغل خاطر حیدر انعام	بٹھالے بن عاشق کو کبھی آ	سو طلب اس سچی کچھ اور آ	کوئی مجھے گایا کیا بلور کا
انہیں منظور ب ہوتا ہی حکیم	کہ تیرا کا دیکھیں کچھ بھام	کہاں تک تو کڑا ہی ہو کر	قوی ہی کھد رہے آرمین
تو او سہم رتم ہی کچھ آلی تین	پس اطلب وہ سیدہ وہی	سنا و نادان بل بہا تیر	میں اس کی شتاہوں اور تیر
برای شغل خاطر یہ ہی ہوا	کہ جسکو دین تو بچا ہی آ	رہا جو بن تو وہ کیا اور تو کیا	نیا دیکھو گئے میں ہر روز تیر
ان اکٹو ہی ہزارن گئی تیں	نہ کس کو نصیب آئی پیش	اگر عیہ ناز عیہ عشوی ہیں	تو لاکھوں وزایا میں ہیں
مستم کماقی ہوں اس جو بن کے	مستم اس جنبش اس کے اپنے	مستم اس کیو بچیدہ ہو کے	مستم ہی ماوس چیتا آندو کے
کہ جو گئے نہیں خاطر باہر	میں مجکو ہی افکار میر	مستم اپنی جبین شغلہ کے	کہ جبین نشان قدرت کے
مستم ہی دس ہر گان کو بار	کہ جو کرت ہیں ہر سنے کو گان	مستم شہ ارہو کی جو ہی تیر	اچھ کے ہر عطف تیار
مستم ان کی جا چشم بنور	دفع حسن کی ہی اک شہو	مستم اس عارض ملک تو کر	کہ صدق جیب میں آہن کے
مستم اس کی جو رنگ گل تر	سلامت میں باز خند کر	مستم اس کی جو دہن	مستم اس کی جو دہن

مستم دندان کی جوہرین شکست
 بنین ہرگز کسے کی خفا میں
 کہ خست ہوئی وہ سلطان بنا
 بھیر غر شوق افزا زبان
 کو اک صورت اسید مردہ
 سے گلگون کا دم بہر ہی ستا
 گلوئی شیشہ کو تکتے ہے برابر
 کہ لا وہ پر کوالے لال خشا
 میں کہہ سکتا نہیں پس اس کا
 کوئی لبریز منہ سی ملا
 رہے باقی نہ خاطر کو بہانہ
 لب مینا سی ساغر خم سے پیلا
 مینا سی مہر پیلا سشل جاد
 رہا معظوظ و خوش تا آخر
 جبین شام نے چمکنے سیلا
 بڑا سلطان بھی سوئی تھرا
 غرض بعد از منی لطف پیچم
 پکاری اگلی دنیا زاد بیتاب
 کہا بانو نے سن باقی کہانی
 اٹھا کر دیہ اندر اسکے آیا
 پینگہ آہستہ جسطرح چاہا
 نشان زخم گرون سی نمود

خیال دیکھ شکستہ بنیں کیا
 سمجھتے ہوں بڑا لفظ و فائن
 جو بہر حل مطلب تھا برین
 طبیعت کے مصروف بیان
 فلک پرستے گرا فیس خورہ

تیسویں بات

کہ جیسے چشم عاشق جانب یار
 جو دنیا میں نہان صورت یا
 کہ شاید رخ ہو عرض طلب
 کہ پی کر جام دل تجھ کو دے
 زبان پر آسے یوں غرض نہ
 چوٹی باہم پڑی سنگ کے پہا
 سو مغرب بڑا غر شید خاؤ
 طبیعت ہر طرح تے رحمت لہز
 مزاج روز پر آنے تیا ہے
 کہا انوسے ہے خوش حال
 رہا مصروف غفلت شاہ کچھم
 کہ اسی خاتون و سلطان کا خاؤ
 دکھائی ہوں سخن کے نوجوان
 نیا سامان دکھا دگو بہا
 منہ خش تکیہ و چادر بہت خوب
 زبان مصروف شکستہ نہا
 نظر تجھ پر کبے میرے کیم پر
 مرنے تک کف کے آنکھوں میں
 اگر بہت اجازت دی عطا کے
 ہجوم شوق میں فیض سخن ہو
 کہ وہ شب جب کسے شش سال
 ہوا آغاز صبح نو نمودار
 شہ والا فرار تخت آیا
 کہ سو مہر کا ہلکا ہوا رنگ
 لگا ہوں نیکی آنکھوں میں آرام
 کوئے لخت سے بخش جان ہو
 کہ مٹا دامن شہ رنہ رفته
 زمانہ تنگ و عرصہ کو طول
 کہ جب اوس شہنی فیکہ کھڑا
 مناسب فرسٹ نور انزل تہ
 گلوئے کچھ دیر سے لبریز خوش
 کہ سلطان کی محبت کچھ تلوار

بشکل برق ترطی آنکھیں میں
 مگر مست کو کچھ اور آرزو
 سنا تھا جوتن کیسیہ پایا
 گئے ایسے ہوئی آنکھوں پہا
 فراخخت حنونی نے سخن میں
 ہوس اٹھکیاں کرتی ہی ستا
 کہے احسان عرض شوق ہمیر
 مراد عای شوق با میں
 تو بس اندر رحمت ہو خدا کے
 فصاحت ریز گوش آنکھیں ہو
 ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے فصل
 رہے ہر چشم و مصروف ہزار
 سلائے اک جہان کو در پہا
 گئے گئے بڑے تہند ک سنگ
 تلخ ہر سمت مشتاقان خود کام
 نہا افسوس عمر اگان ہو
 ہوئے مٹے ذرا لہا لقتہ
 مناسب ہے کہ ہو تکلیف قبول
 کہ غائب اس میں وہ شقی ہو
 مگر مشتاق تکلیف اہل ہے
 ورازاو سیر کوئی خوشخوار ہو
 کیا اسد کیر کے ککے اک وار

کہ اتنی میں جن سکا آئے	لچا رسلی مری دلدار آئے	میں صد فی کس طرح ہی ہریچا	ہوئی دیر میں ہی ہریچا
ذرا لب کہوں چندیش دی زبان کو	کہ طافت آئی مجھے ناتوان کو	بہت دن ہو چکی میری پید	کہ مطلق کچھ نہیں ہو سکا
وہ ملا زادہ جو رہتا تباہیاس	اوس ہی آکے کیفیت خواہ	وہی ہے سو گیا جیسے مراحت	اٹانے میں یہاں بڑی سخت
جو تو سوتا تادہ رہتا تباہیدار	بہلتے تھے اوس ہی خاطر دار	وہ مثل ساعد پر کار ہر	مری آنکھوں میں بہتا بہم
سنا سلطان نے جب یہ شوق کا	کہ تعاد سے زیادہ ذوق کا	کہا جا خوش نہیں تھی اون	تری ہستی میں میں ہون
وہ شوہر تھیں جو ہر دم فدا تھا	سخت تھا بامروت با وقاحت	زمان عقد سے وقت بیان کہ	کہ نوبت کے آئی ہی بیان
ہاں مصروف خدمت ہر طرح پر	اٹلے ناز تیرے سب برابر	سوا دس تو لیوں کے کچھ ادا	وہ کمانی گئے مجھے کاہشتا
حذر بہتر ہے مکاری سی شیر	کہ بھگتا ہوں میں عید می شیر	سنا جب نے بولی میں قریب	غیبت ہی کہ کھلاج آراں
کہ تو نے کچھ تو فرمایا زبان سے	کہیا واقف تھے راز زبان سے	جہے گو گلا ہے پر بجای ہے	حقیقت میں یہ میری ہی جہاں
مگر جو کچھ جواب ارشاد تیرا	پہر گیا اوس سے منہ ہرگز میرا	صد آکے کس دن و نودل انگار	نہ ہوں احسان کو شوہر کھٹا
اوس دی قیدی جیسے رہا ہے	ادا کر خب رسم مجھ سے	کہ راضے ہو کے وہ بھگو دھاو	خدا پر تیری سب ہر دعا
سنا جب مجھ کلام مایہ کار	کہا تیری خوشی کہتے ہوں لدا	قریب شوہر مجبور آئے	کہا تیرے محبت کچھ لائے
خیال خدمت سابق جو آیا	تو نے دھوکا بویں نہ پایا	وہ گو معشوق میں جلاؤں چوٹا	کہ میں تجھے ہوں مجھو فنا جا
مرا دین تیری بر لاتے ہوں جانے	پس از مدت بطور جانفشانی	ستم کے بدلے اب رام دو گئے	پرستاروں میں تیرے میں جو
مگر بپاری نہ کرنا بوجھ فائے	ادا کرنا محال آشنائے	یہ باتیں آئیں جب شوہر کی نگاہ	وہ سمجھا میں منوں شاہ کی خواہ
نہیں معلوم کیا ویشیں آیا	جو اس ظالم کو یوں خود قتل	کہا شوہر نے بندہ ہوں تمہارا	گوارا ہے جو تکو ہو گوارا
غرض اوس نے لی تیرا سنا	بڑے کچھ اوس پر افادہ بھنا	بدن پر اوس کے دی چند ٹون کے بھنا	پہر ہر حالت اعلیٰ پر اکبار
وہی صورت وہی رخسار شوہر	وہی کپڑی وہی زر و زین	جب سنی شکل آئی یہی پائے	ہوا منوں فضل کبریا نے
چلے انسان بنا کی اوس کو وہ	بہت محتوط پیش بایرن	کہا لی میں بجالائی وہ شاہ	چٹا میت ہو گرا کوسکا آیا
سنا جب شہ نے فرمایا کہ چل دو	یہ تیری گات کہ دھوکا نظر	کہ چوٹے اکیلے ورتا میں تیرے	اسی پر چٹا ہی نکلے امید
وہ جتنے چھلپان میں سب قتل	ملین گہر سب خوش ہوئے جان	یہ سننے ہی ہوا شوہر کا	پڑے کچھ اوس پر افادہ بھنا
رہ پانی خوش میں آیا اوسیدم	ہوا اون چھلپوں کا اور عالم	کہ ہر سر جو تم نے قتل آج پائے	بھال نہ لیں ہر قدر کا
نظر اوسے تو گھر دیکھتے کہ تو	وہ نقش جو تھا خاطر کو	ہوا آنا و سب شہر اک میں	کہا شوہر نے بھال نہ لیں

پیری نرق مہرست نہ شاد سناجب بھہ تو آئی بکراؤ مند ابر لا گیا سید تیرے لب شیرن کی بوسوں کے ہر گز کہ بستر سے اٹھا یا زخا دوست سپر و مرگ کی دہن نہ مٹاؤ کما سلطان شہ پنا چو تہا کسانی نے ادھر انجھ پیا مگر کل شب بکسر سطح ہو گئے کما بانو نے ای شاہ زمانہ وہ اس سے بھی بہتر عالمین ہوئی خاموش مابو زم بزم ہوا آغا کا انجام ساتے ابہر قی آرزو کی طرح ہر بار ہجوم کیفیت میں آنسو نکلتے ہوس خم میں توجان شمشیر مزی تریاں ہوتے آرزو کے وہ ہوس خم کی کہ جس کا ہر پہن اوس میں سی کوئی سناو غما ہجوم شوق میں بہکوں جو ہر رہ ہلکی ہلکی رنگت کے سینہ کسین پیسے کسین ہنسی ہر گز خص لطف آنکھوں کے نہ لکھو پنا	کما ای تو گل گزار ایجاو کہ میں صد مری دل او مٹا طبیعت دیر آجی ہی سیر سینہ آتا وہ کنا کہ بس بطا ہر نیک دلیں اور کاو بڑیا کتا ہوا آباد آباد کہ پونچے یوں مقرر کوہ ہر ذیل اور ہر رخصت کاش کو حکم آتا طبیعت ہم اب کیا کام کو ابے اک اور باقی ہی مٹا مزل ہے التاس ماجرا میں	ترا ارشاد سب آیا اہل میں بھبھبے ہی نہات پچین درا از نیک آکھیل ہی چکا سنا بھہ اور پڑنا مارا داسے برہنہ کر کے شمشیر و پیکر علا اوس شاہ نوانا سنی کر بجلا ہم شکر آتے کما سلطان بانو سی کہ ایجا گذرتی تھی بھہ چند انھن میں سنائون گی شد و لا ہم کو بھہ باقین تین بھی نوبت کھر کے	لہن ہن گوش نہ ہر کل نرکھ اب پنجہ بلین تو ہی بچم کہ دیکھوں تیر وہ شکل جانتا کہ لپٹوں سینہ راحت فرمای لکا نے فرق پر شری کر سلام اوسنے کیا گردن جیکا ہوئی آباد دو نو مقرر شاہ سنے بھہ داستان طرہ سامان ہستے تھے طبیعت اپنی کچھ ہم نہ دوٹکے دخل ہرگز نہیں دو گم جھی تقریب سامان حوس کے ہل اک دم میں کسین تی کو کھڑ سبہا لسی نہ یاروں کے سنہلے چلتے جیسے حسن ہر و آفاق کھتا منھ سے جو خاطر میں آتا نہ فرصت دیتے دم بہر کرت جوش خدا کے واسطے کہ غور ستا جسے کتا ہے رونی کنے والا مزی دی حشر یک نیش میں دم آغاز حسن مسیح آیا ہم ہو کر ہے جیسے بکے یار عقب میں کچھ شمع نور سیر تو تھ نہ نہ عبت نہ استخوان کو
چو بیویں رات			
گھر کچھو ہا آرام ساتے نہ کہتے شل حسن عاقل در غلطان لب آن ہی ڈھتے تسا ڈوب کر دامن بگوتے برستے ڈھنگ حسن گفتگو کے پلا کر دی کہ تا خاطر ہو خرسند کہ جاکر لب سی فین مدعا ہو تو ایسا یون ہو شل سیر کہ حسین کچھ سنا ہی ہی کہ جیسے کو عثر داماں و بر مارا وہ تا طسہ را نہ بڑیا	نہ دی ایسے کہ شل خم لبتے ترجبتے شل برق طبع مشن شباب عیرے شوخی دکھاتا عدا قفل کے آتی تا گنڈ ابے کچھ ہے زانا اور ہاتھ وہ شیشا جسکے منہ میں آوا زبان بید کری سے سخن کے کہ جب اوس شہ پنا متھ جتا لشکل مکس زلف و نور خستا ہو اٹھن گی آگی سرو او تیر کہ صبر طواف حلا	نہ دی ایسے کہ شل خم لبتے ترجبتے شل برق طبع مشن شباب عیرے شوخی دکھاتا عدا قفل کے آتی تا گنڈ ابے کچھ ہے زانا اور ہاتھ وہ شیشا جسکے منہ میں آوا زبان بید کری سے سخن کے کہ جب اوس شہ پنا متھ جتا لشکل مکس زلف و نور خستا ہو اٹھن گی آگی سرو او تیر کہ صبر طواف حلا	نہ دی ایسے کہ شل خم لبتے ترجبتے شل برق طبع مشن شباب عیرے شوخی دکھاتا عدا قفل کے آتی تا گنڈ ابے کچھ ہے زانا اور ہاتھ وہ شیشا جسکے منہ میں آوا زبان بید کری سے سخن کے کہ جب اوس شہ پنا متھ جتا لشکل مکس زلف و نور خستا ہو اٹھن گی آگی سرو او تیر کہ صبر طواف حلا

بڑا بہت مثل اچ اقبال	نظر آ زمانہ اس کو خوش حال	کیے سجدی اور شکر حقین	کر لکھ احسان نہیں کوئی
قدم رکھا فرزند تخت شہ	دکھا لی شوکت عالم نیا ہے	لیا پادشہ حاضر تھا زمانہ	کہ دستہ میں ہوا وہ کون
گستاخانہ مشق بڑھ کر	چو چا پر بی بی بی بی بی	اک برس بعد گون مشق آیا	لشکر کف خراب کیا نہیں کیا
سب باہر پڑے بڑے ہوئی	کر بیٹے شکر گویا دل آرا	مزار شاہ نے راستہ طبع کے	بہری آنکھوں میں ہوئی شکر
محل میں کیا نو کو بلایا	فر کو راست آنوش پایا	یہ بڑے خوش بجا کیا	ہوئی ارمان چور سے کا
انہیں کیغیو نہیں پیدا آئے	کہ دنیا زور پر تہ یوسف	کسا قزاقان قانون زمانہ	سینہ ہے کون آواز نہ
کہ جو انجام پانچا بیان سے	مرنے پر میں ابرہہ تان	یہ کہتے تھے کہ چکا شاہ کا	زبان پر تھے یوں تہیہ تان
کہ تھا اک مریض غلظت ہمیشہ	اٹھا تا ہر سر پر وہ ہمیشہ	بہر بہر شب زرخشتی کرتا	سحر کر تو کہ یہ ہر سر پر ہوتا
کے دن وہ سوا مارا آئے	غم دنیا سے دل افکار آیا	ہوئی اک زن اور اس کا	کھا دینے کا وہ غم و سر
بیان کس سا تعقیل غم کی جرت	کچھ افروز نہ کچھ کم کی جرت	کھا دینے کہ بہترین ہون	زن غم و سر کی اک شکر
ترب اک در کس یوسف بخت	نظر آتا دھڑلے سے تھا	وہ یار ہو کو وہ اک غم تھا	ارستہ کس کے نہ تھا
کسا مریض کے اس کو سر	اٹھایا اور چلا مرد لاو	پس ان کچھ بہر سے ہو گیا	کھا دینے ان کی اسے ہو گیا
نگہیں دیکھ نہ دے وہ گھر	میں ٹھہر رہے تھے	پڑ گیا کہ ان کی شکر کا	نظر آئے وہ ان کے اک
نظم زور کے شہری جو ہر	کہ دل سے زہی لطف	یہ کہتے تھے شاید کہ ہے	رہے اس کے آئی چشم پر
یہ کہتے تھے ہوشی ہی تھا	وہ دن کے طبیعت کی	لے آئی اس کو گھر میں	دیا کچھ ناز کا اس کو
طبیعت کی شہری جو ہر	تو عالم اس کے کچھ بٹھا	کہ نہالی اور کیا شکر	اوس کی یہ کیا کیا
زمینہ نام ہے اس جان کا	اس کا نور جلو بہت	بکرا کھانہ کس سے	کہ دیوانہ تھا جب پر یہ
ہوئی حاضر کافور رنگ	اتار دے وہ آواز کا	وہ اس سے بہت بل	تھا راستہ شکر دیکھا
کہ لاٹھری کھانہ کو عمار	نہیں تھا شکر کا	جو کچھ دیکھا تھا	وہ اس کا مریض
دیا افلام اور نگر	وہ پیدا ہوئی ان کی	کہ یہ اس کا	میں یہ بھی
یہ کہتے تھے کہ زور دلاو	وہ تھا ہر ایسی	نہیدہ کی کہ	کہ کچھ اور
وہ دیکھنے سے بڑھ کر	نہیں یہ بیان اس کی	کہ تھا کوئی	نہیں
یہ کہتے تھے کہ	وہ کہتے تھے	وہ کہتے تھے	وہ کہتے تھے

کما اوستے کہ نہ نالہ لڑی	کہ جو پوچھو چاہا رسکا نہ لڑی	مجھے ہر علم سے ہی ہٹا دیا	سنا ہے کہ ہون آرماس
تھیں نہ لڑی لڑی تھیں نہ لڑی	کہ اس مزدور کے موت ہو	سنا ہے کہ اسی رات وہ بھر	نہو محروم طبع نکستہ پڑ
بھاگ رہا کہ ہے مجھ کو رونا	کہ ہے واقعہ ایسا ہی ہر	مجھے ایسا تار کے بخش سچ ہے	درخت کی بگوش انجن سے
کہ شب کو ماس صفت کچھ آتا	روا صبح سی منہ کو پیسا	اٹھا سلطان ہو خاشاک	نظر آئے لگا کچھ اور مضمون
پچیسویں رات			
یہ کیوں بد بھری مین لڑی	ارادہ ہی کر چھوڑا رسا	رہے یارب ہمیشہ تو مسکات	جسے دیکھا بجا دل خوش نظر
سنا کہ تھی تو ابرار کم ہے	مگر نیک تھی بہت تو کم ہے	نہو بدنام منہ شیشون کی اگر	یہ بخل سے مبارک تاقیت
نیکے مین دل بیتاب ہر سو	صدائیں ہی رہے مین کوئی چلو	خدا را بہت کر کچھ مہربان ہو	کہ لطف گفتگو پہر نوجوان ہو
زبان او منہ شرافت سخن سے	صد آواز کھلے انجن سے	طبیعت جانب انسا ہے	اوستے آغاز کو پہر بول سنا
کہ جب گزری شب بوجھ	نظر آئے کہ ہے عدم کے	کے رستا تازہ سہ کے	اسے پڑی جبین نام دور کے
کہ سلطان پانڈ ہے بھٹا	ہو اضافت دل ہر صفا	بڑا مغل آمد کا ہر اک سو	گھر آئے کچھ سا بھلو بہ بھلو
کے دفتر موی احکام جا	رہے ہر شخص پر تا شام جا	کہ ناگہ حدت خوشید شون	جو تھے سوی زمین قادیان
کے جسطرح تقدیر کنگار	برٹے سرعت مین جیسے ننگار	پہلے ماند عسر نیم سہل	نہ ٹھہرے جسطرح بیانی ل
سیا چشم تاریکی ہی سی	ہوئی چادر زمین کے خوب سی	کیندن نگہ مین کو اک کے بزر	ردائیں بہر راحت آئیں ہر
ہو اختلاوت نشین خانہ سلطان	رہا محبوب بست و کریان	پس لکچھ خواب دنیا زاد	پیکاری یا تو وشتا و دلا
اٹھو آغاز باتے کا ہونچم	رہے شب کم کمان کمال	یہ سنکر شعل نخت شاہ ہمار	ہوئی بیدار خاتون پر ریزا
زبان پر یوں سہ آغاز آیا	کہ اوس مزدور نے بستر تار	گئے کچھ شب ہوئی گمانی طار	تو یہ تجویز مٹری مسکے بکار
کہ اوس مزدور مہمان کو بھی	بٹھا و ساتھ اور کما لکھ	کیا فایز جب رسکو ہستیا	اسے ہر ایک اپنے اپنے جا
کما ماسک اب تیرا مین کم	بس اب گھر اپنے جاؤ نیک	ہو اچھا ناگوار طبع معان	کہ تاجر خوب خاطر دکاندار
کہ شب بھرا کر ہو مہر سہا	تو گزری خوب اتنے زود گھا	کما اس شرطی خاشون سنا	نہ ہے بوجھنا اپنے نہ گنا
قبول ل ہو اوس مہمان	کما مین بندر کو گنا زبان کو	غرم گزری جب بفری نصرت	نظر آئے لکچھ اوسے گمان
کہ آئی شیشیتہ لبر زبانا	باب ختم کیے کے برابر	اوند سے بڑا پانڈ ہر سو	زبان بکے دھن دینی گلی

<p>یہ سکرانی صافی چادر اگر تے کمین جاہم ہر شے قلندر وضع لیکن تینوں کی شے آمناسیہ کے اسنے شب بسر ہو زبیدہ کی کماختار تو ہے زبان بانو کی یون جو سخن تے یہ کہتے کہتے مطلع صا پایا اشناساتی لائنہ سی یون قیام</p>	<p>کھاتم کون ہو بوسے قلندر یہ چند انھاس لحت میں گیت بغاہر نیک کچھ کہتے نشین شہ پنے جانین کے حسب رسم ہو زیادہ اسین ناحق گفتگو ہے حلاوت خیز ہر فردین سنے سحر کا آئینہ شفاف پایا</p>	<p>کیا کیون بوسے ہم ہی شہزاد گئے وہ اور زبیدہ کمال تکے میں گردش ہر سوٹا کر اجازت پاس ہے میں حکم کیا لے آئے وہ کو محفل میں پایا کہ کا پناہ جسم شب مثل گنگار رہے خاموش باؤن مثل سابق</p>	<p>تکے میں نامزد ایر شہزاد کہ ایک تین انسان نیک فعل ہوئی وار د میں اس وقت پر اگر وہاں توار ہو بجایا انہوں نے کچھ عجب سامان پایا کھاسیہ کے لیدیا مان جزا عمل میں آئی سب کا زور کراہ پیش نظر اور سامان بیان کرتا ہر تین سن تو ہوئی تہا بجایا اس سرسکا انصاف کچھ ہون سے لگی ہوئی پریشا نظرانے کے کچھ دوری کھانا بانو سے کہہ ہاں آکر کہ ہر سرخی میں پایا کچھ تہا کہا آخر کو سنے بعد تو میر دکھائی کوئی اپنا لطف آواز ہوئے بخود قلندر سنا پر کسی نے کچھ کچھ کہہ سے ہمراہ چہ اشک میں کہا اس وقت کمال پر نہیں خاطر کچھ اس سے آگاہ کہ ہے ہر تھان کے اندر میں اسنے اپنا ریشا</p>
<p>چھ بیسیوں رات</p>			
<p>نصائین سخن تفتہ جگرین کہ سب کے دلین خوف حق کوئی کہ رخصت ہوا اور سداں چلا ہو ثابت نہ بھی گویا کہ ہم سدا آئی ہمیشہ فضل صو وہ ایسے وہ قلندر نیک جو کہنا ہو تو لاو ہر سہان ہر اک شی میں ہاں جس دل پر بجایا اس طرح بر د کو ہایا ہر اہل دل کی بھارت ملو نکات دین سے آدھ سے چاہ کیا اس سمت بھی کسی کو پیدا ہی ہی فحاشی ہے کہ شاہ کی ہاں قصہ میں ہم</p>	<p>زبان ہی مال حالات با فرز تخت بیٹا بادل مٹا شعاع ہر مثل لاف جانان کھلا تہ گیسو شام گنگ پس آجیہ دیر با کا کو سلطان رہے حیرت میں دیکھتے بے شک وہ لے آئی قلندر بے موی بجائیں ہم سید ہر گران لگین گانے وہ تینوں جو پر کہ اس دولت میں کچھ ہے کہ وہ ہارون رشید شاہ دور سینے آواز حاضر تھا جو کہا اور سینے کہ اسی شاہ نیک نہایت خوب واز میں ہیں</p>	<p>نصائین سخن تفتہ جگرین کہ سب کے دلین خوف حق کوئی کہ رخصت ہوا اور سداں چلا ہو ثابت نہ بھی گویا کہ ہم سدا آئی ہمیشہ فضل صو وہ ایسے وہ قلندر نیک جو کہنا ہو تو لاو ہر سہان ہر اک شی میں ہاں جس دل پر بجایا اس طرح بر د کو ہایا ہر اہل دل کی بھارت ملو نکات دین سے آدھ سے چاہ کیا اس سمت بھی کسی کو پیدا ہی ہی فحاشی ہے کہ شاہ کی ہاں قصہ میں ہم</p>	<p>نصائین سخن تفتہ جگرین کہ سب کے دلین خوف حق کوئی کہ رخصت ہوا اور سداں چلا ہو ثابت نہ بھی گویا کہ ہم سدا آئی ہمیشہ فضل صو وہ ایسے وہ قلندر نیک جو کہنا ہو تو لاو ہر سہان ہر اک شی میں ہاں جس دل پر بجایا اس طرح بر د کو ہایا ہر اہل دل کی بھارت ملو نکات دین سے آدھ سے چاہ کیا اس سمت بھی کسی کو پیدا ہی ہی فحاشی ہے کہ شاہ کی ہاں قصہ میں ہم</p>

کہا کہ لوگوں کو خبر دلاؤ کہ ہمارے واسطے کھٹ کی ہے	کہ سنا کر مین لیکن بخت بچو	ہماری رسم عت یاں کی ہے
تو اسے اسکو دیکھ کر بہ آئی زیادہ	سرور سی ہم سے سناؤ	صدای نغمہ خوش و لوگ آؤ
یہ سب باہم شریک ہر قسم سے	بہت سی لوگ شائق ہیں	کہ آگیا تو ال شہر شہر ہے
تھے پہلو کیا ہر سر سب سے	ایا دامن پیر پر آؤ	وٹے شیشے ہٹے سائو
چلے یا ان باہم غل زمین	ہوا انوس صاحب غل	بین ہے احتیاط آروستے
پریشان ہوئی کھیل کیو یار	بیان ہے مین مانند گنگار	اگوت اجازت دی تھا
کہا سنائے سائل کہ کھنڈر	مین پوچھوں کیا مالک کھنڈر	کہا جب وٹے فرمایا آؤ
پوچھ کر شیش کا سامان دیکھا	سراک دکھایا اران دیکھا	کہ جو ہے غیرت حور و پری
امید نہ کیا تیرا تو یہاں آؤ	کہا گدا ہوا سپہ لوف	کہا یہی مکر اک شرط بھی
تو استفسار کیا تم کرنا	کہے اسرار حیا ہم کرنا	کہا بہتر کہا سب ہمارک
مگر سلطان کو صبر تھے میرا	علم ایندلا ما جراب	مقرر ہے یا اور مضمون
غصہ اس فکر میں تماشہ	کہ وہ قہنوں قند و حلا	عیدہ بانو کھچے تی تصدیق
چلے اوس نرم سی لیکر چرند	بشکل عمر رفتہ آرزو مند	سکوت لب ہوا بانو کو حاصل
دہن تر بہری صفت دہا		
کوئی ہے جلد ساقی کو بھانا	وزا دیکھو کہ مین ہونڈو مگانا	مزا محتاج رسم آرزو ہے
طبع سے کہہ سنا لائی آؤ	کہہ کر شیش پیر آؤ زنجی	بہار مقصد باغ و گھاؤن
کہ بعد از شام جو جب آؤ	کہا حاکم بہر سو پر دہراؤ	کہہ کر کہ مین جو مین روشن
یہ ہر ہر قدم نہ بڑھانک	ہوئی پر آمد و شد زیر اقلاد	دکانین جم گین بازار چکے
مشہر الاتہ بہر آؤ	ہر عایا کو بخت محفوظ پایا	کیا شکر خداوند در عالم
غریب و سائز تاج و تہنم	کہ جو شہر حاکم سی تو	سجای شاہ سی باہم کھنڈر
کہا کہ آؤ بہر ہر روز	ہوا ہم تھو امید سرور	بزمین نوز سے کی گودھا
کہا کہ آؤ بہر ہر روز	رہے شہر کم تو دنیا زاد مگا	کیا رہی شہر اسی شاہ زمانہ

ستائیسویں رات

ہوس جو یا ہی یاران سب کو	زبان خاصہ میرا طرح لائو	کوئی ٹھہر اکھیں کوئی کہیں	ہوئی سو کو برائش کم	سریر آؤ ار ہاؤن و دھرم	پیری محفوظ خاطر خانہ آباد	بڑا مگر کے طرف سلطان	نہیں ہے رات سے کچھ نہ
وزا دیکھو کہ مین ہونڈو مگانا	کہہ کر شیش پیر آؤ زنجی	کہا حاکم بہر سو پر دہراؤ	ہوئی پر آمد و شد زیر اقلاد	ہر عایا کو بخت محفوظ پایا	کہ جو شہر حاکم سی تو	ہوا ہم تھو امید سرور	رہے شہر کم تو دنیا زاد مگا
مزا محتاج رسم آرزو ہے	بہار مقصد باغ و گھاؤن	کہہ کر کہ مین جو مین روشن	دکانین جم گین بازار چکے	کیا شکر خداوند در عالم	سجای شاہ سی باہم کھنڈر	بزمین نوز سے کی گودھا	کیا رہی شہر اسی شاہ زمانہ

<p>خند ز آئینہ کرنے لگا رقص غرض اس شخص نے انجام پایا زبیدہ نے کہا ساسی بیاں لیا اک تانا یا آپس ہلا کر بہت اشک چشم تر سی ہے یہی اوں سری کا بھی حال گو خدا خوش ہے سب افراد کہ جاہل ہم میں بس نظر ہو گ دینہ ہی پر اوں کے بعد آئے زبان مانو کی تھی صفت ب</p>	<p>عجب است فرادہ بسکا ہوا تر قلندر نے نہایت نام پایا مناسب کہ جواب دہ بھی ہاں کہا لا جلد اس سے او جو پرک صد پیدا ہوئی آہ جگر ت رہا حیران شاہیکہ انار نکدہ کہتے تھے کچھ دہ رنا نہایت آگاہی بہت جو گ وہی فی سلی کہی بھی جا کواس میں جلد آخر ہوئی</p>	<p>کہ سب آفرین کی اداہ کی زبیدہ خوش ہوئی صافی دنیا یہ سستے ہی دیکھتوں کو لائے نہراؤ اور بسکو کچھ حد زیادہ برخ سی من جب کہ رحم آیا قلندر بھی کہتے تھے تی تر جبلہ س غصی پایا خوب نام وہ کہ فی لکے آئی پیش خیل فراق انیز سے الفاظ پیدا صد ماروں کوئی فریاد نہرا</p>	<p>سینس نیم کی خاطر میں جا کے کہا سب کہ بیا یا نہ تو ریا زبیدہ بولے ٹھٹھ میں ہی آئے کہ وہ کہتا ہوئی سزا قتا دہ زبیدہ سنہ لگے اپنے لگایا کہ کتنی فیض ہے بس آدمی میں زبیدہ نے کہا صافی کالی نام بجائی اس طرح اسی ہوئی ل یہ سمجھوں اس سے ہوتی ہوئی جو بی اشکوں سے چشم پر نہرا رہا ماتی فقط اس کا نام وہی پھر ہی ہوئی ہی لکے کت</p>
<p>چہا ساقی اٹھے شیشے ہر جام جدا فی قلوبی و باقی شیشہ کہتر سی خوب ہر ہر نہ لکے تسا میں ہی کٹ جائیں گے کہ جب نور محمد سلطان دیکھا بسر و قات کی تا آخر روز سہار شام نے پید کیا رنگ اٹھا سلطان بر آست ہوا رہے جب رات ہوئی پید اجازت ہوئی عرض ساز وہ سمجھن ہوئی تھی اس نے نہرا</p>	<p>جو ہی ہم کہ نہیں آتی ہی یہ کیا سوچا میں سنجیدہ سچین گے ہر طرح مہنہ ہی ہم ہوا منور اوں کو اور کیا یکایک بادشاہ عالم افروز ہوئی طفت راس مانگ نسل میں پاکب موجود ہوا وہ دنیا زاد صرف اسی کہ مانی ہے نہایت کم زمانہ</p>	<p>لب نہم در آجا جام گیت بہت ہی سستی پکڑ نہ ہی نہ شال ہوگی ہر گز اب ہی کہ بیٹا تحت پردہ دل نہرا حیالہ وز جو چشم جہاں چہ عرائی جسم پر شایان نفل میں یک سو یاد لرا کو پجاری الکی آشاہ جہاں اب خاتون شمس سکھ سلطان</p>	<p>دوہو میں اٹھے میں ہر سحر کہ دیکھیں کس عشق نہرا</p>
<p>کہو تا دوسرے آرام جائے جدا فی کی نہایت بھی آخر</p>	<p>کہ اب شعی نکتے میں نہرا رہا کب ہوگی قید آستان</p>	<p>گی ایسی نہیں بچتے لہو میں عجب کی نہرا غدا بد ہی ست</p>	

<p>سواستے واسطے ٹھیک کی ہی</p> <p>دو جنگ سرد و وسط و ساز</p> <p>ہوئی اس نیم کو حاصل کیا</p> <p>چھٹے سالانہ ہڑاد شہسائی و</p> <p>کھین پیسے بھید و کھو جھو</p> <p>تو لازم ہے اور شرط کار</p> <p>پہرائے اور کہا تشریف لائے</p> <p>اشگون میں جو ام کی بہری</p> <p>اگر کہنے نفرت کھینچی</p> <p>نہیں باقی رہا آب آبی شگ</p> <p>کہ ہر دم حال مصلحت و درگونہ</p> <p>کہ برہم خاطر شہ کی ہوئی</p> <p>اٹھا مصلحت سے سامان قابل</p> <p>کہ شان رقص کھلی مدعا</p> <p>ہو جس جویاں یا ران سبوتا</p> <p>زبان خاصہ پر اسطرح لاون</p> <p>کوئی ٹھوٹا کھین کوئی کھین</p> <p>ہوئی سو و ہر برہنیش و کم</p> <p>سریر آراہ و ادا و دوزخ</p> <p>پیری محفوظ خاطر خانہ آباد</p> <p>بڑا بگڑ کے طرف سلطان</p> <p>نہیں پڑاں سینے کچھ نہ</p> <p>ہجوم شوق سے بیاب ہو کر</p>	<p>ہماری رسم دعوت یاں ہوئی</p> <p>صدای نغمہ خوش و کوں کوں</p> <p>کہ آیا کو تو ال شہر شہ</p> <p>اسٹے شیشے ہے ساعی</p> <p>بین ہے امتیاد آروستے</p> <p>اگوشت اجازت دی تھا</p> <p>کہا جیل و سنے فرمایا آ</p> <p>کہ جو ہے غرت حور و پری</p> <p>کہا یہی مکر اک شرط ہی</p> <p>کہا بہتر کہا سب لہبارک</p> <p>مقرر مجھ سے یا اور مضمون</p> <p>یہ بانو کھینے ہی قصد لگایا</p> <p>سکوت لب ہوا بانو کو حاصل</p>	<p>کہ سوا کر بین لیکن جھٹ بھڑ</p> <p>سرو سی ہی ہم سے سر نہا</p> <p>بہت سی لوگ شائق بین تھے</p> <p>ایا دین یہ پردا آروستے</p> <p>ہوا اکو س صاحب نال کا لٹ</p> <p>بیان تے کھین مانند گنگار</p> <p>بین پوچھوں بکا کنگ خبر</p> <p>سراک دکھانیا ران دیکھا</p> <p>کہا لکڑا ہوا اپنے موافق</p> <p>کہنے اسرار حیا تم مکرنا</p> <p>علم امیر سدا ماجر ابے</p> <p>کہ وہ قیون قلندر و حسان</p> <p>بشکل عمر رختہ آرزو مند</p>	<p>کہا تم کوں بوز لہ لاون و ست</p> <p>نہ تا معلوم شہسائی زیادہ</p> <p>بہر سب باہم شریک ہر شہ</p> <p>تھے پہلو کیا ہر سر سبوتا</p> <p>چلے یا ران باہم شہسائی</p> <p>پریشان پوچھش کیسویار</p> <p>کہا سنا سنا ہے کہ خبر</p> <p>یہ بھگت شیش کا سانا دیکھا</p> <p>انہیں دیکھا تو پوچھا اٹھا</p> <p>نہ استغناء اور کھا تم مکرنا</p> <p>مگر سلطان کو حیرت سے بھینچا</p> <p>غصن اس کھڑین تاشا کھا</p> <p>چلے ادس نیم سی لیکن خبر</p> <p>دہن تر بہری مشرت آ</p> <p>کوئی ہے جلد ساقی کو بلانا</p> <p>طیبت کس سے ہنسی کوئی</p> <p>کہ بعد شہسائی جو جھٹ بھڑ</p> <p>سے ہر ہر قوت ہے بڑا نیک</p> <p>شہسائی بہر سبوتا</p> <p>غریب و سادہ تیا و نیم</p> <p>کہا اس کی بخت ماز و نیم</p> <p>کہا آنا ہم باہم سبوتا</p> <p>کہا سلطان تابوت کجا</p>
<p>ستائیسویں رات</p>			
<p>مراحتیج رسم آرزو ہے</p> <p>بار قصہ اب سے دیکھا دن</p> <p>کہ زکاتین جو بین و شہسائی</p> <p>دکانین ہم کھین بازار کچلے</p> <p>کیا شکر خوار دزد در عالم</p> <p>سحای شاہ سی باہم ہوتا</p> <p>بہین ٹوڑے کی گوشت</p> <p>پکاری شہ اسی شاہ زمانہ</p> <p>یہ بولے ایک اور بین قاتل</p>	<p>وزاد کھو کھین ٹوٹو دیکھنا</p> <p>کہ شہسائی ہر آواز ہی</p> <p>کہا شہسائی ہر سو پر دہرا</p> <p>دول پر آمد و سنہ زبیر افلا</p> <p>ہر دایا کو جت محظوظ پایا</p> <p>کہ جو سنہ سنہ کت کی خرم</p> <p>ہوا ہم موت امید دور</p> <p>سے شہ کم تو دنیا را و کا</p> <p>اسب کجا راز مخفی کی خبر</p>		

خندہ زبچین کنے لگا رقص	عجب است فرزد و نسکا بر رقص	کوسب آنزین کی ادا کی	سینیں خیم کی طور چا بسکے
غرض اس قصے انجام پایا	قلندر نے نہایت نام پایا	زبیدہ خوش ہوئی صافی دنیا	کھاسکے کرہا یا نہ قوتیا
زبیدہ نے کھاسکلی بیجاں	مناسب ہے کہ ہوا یہ بھی مان	یہ سستے ہی ہو کتھون کو لائے	زبیدہ بولے ٹھٹھڑیں بھی
ایا اک تانیا نہ پاسر ہا کر	کمال جلد اسے او حور پیکر	سزا داد بسکو کچھ حد زیادہ	کہ وہ کتیا ہوئی سر زقارہ
بہت آنکھ چشم تر سی ہے	صد پیدا ہوئی آہ جگر سے	بڑی سی من جب کہ رتم آیا	زبیدہ نے گے اپنے لگایا
یہی اوسن مری کا بھی ہوا	رہا میرا ن شاہ یکا نہار	قلندر ہی ہی کہتے تھی جیڑ	کہ کتا مین ہے اس دی تین
گو خا خوش تہ سب حسب اثر	نکھہ سکتے تہ کچھ سے وہ بنا	جب اس غصی سنا پایا خوب بنام	زبیدہ نے کھاسکلی کالی نام
کہ بلہزم میں مضطر نہیں ہوگا	نہایت شکم باقی بہت جو گ	وہ اک لی لکے آئی پیش منحل	جہانی اسطرح ایسی ہوئی ل
ایندہ ہی پیرا و سکے بعد	وہی فی سلی کی ابھی ہی جا	فراق انیز تے الفاظ پیدا	یہ مینون اوس سے ہوتی تھی
زبان مابو کی تھی ضرورت	کواس سی من جلد آخر ہوئی	صد ساز و سن دی قندین	جوئی اشکو سے چشم نیم
رات ۸			
چھاسا قی اسٹے شیشہ بہ جام	جو ہی ہم کت نہیں آئی تھی	لب نہ تہ دوا جاہم کت	رہا مای قی نقد الد کا نام
جہانی غلوں جاتی نہ سنا	یکایا سو جا میں شیشہ چھین	بہت ہی سستی پیکر نہی تھی	ہی ٹھری دلی ہی دلیل کت
کہ تہی خوب ہر روز کی کت	سین گم طرح مینون تھی ہم	نہ شال ہوئی ہرگز اب بھی	کہ نال مرانی ہی بہت
تمنا میں ہی کٹ جائیں گے	ہو ا نہ تو اسکو اور کیا	کہ بیٹا تہت پردہ ہل گئے	سین گتہ یوں بارت ہو
کہ جب تو بہر سلطان ہو گیا	یکایا بادشاہ عالم اور تو	حیالہ وز جو چشم جہاں	برانی حاجت تھیل کو منظر
بہر وقت کی نا آخر روز	ہوئی طلت بس صانگ	چھہ عرائی جسم پر شات	بار است گرین خواب گار
بہار شام نے پیدا کیا رنگ	نخل میں پاسب جو ہر جا	افل بن یکا سو یاد لرا کو	صد اسٹے گے احسان
اٹا سلطان برا است تو	وہ دنیا را و صرف اٹا	بجاری اکی سنا بہیاد	کیا چہ خوش تہ سب ہر جا
رہے جب رات ہوئی سپید	کہ باقی تہ نہایت کم مانا	لب نا توں شمشیر کھ سنا	کیزائی تہ سب سناں تہا
اجازت ہوئی عرض مناز	غسل		و کمانی و تھیل قی کی بون
وہ مینون جی تھی اوس نے	کہ اب شمشیر نکتہ بین زبان		وہا کرتے تہ انکو فکر تھو
کہ تو تار سے آرام جان	رہا کب ہوئی قید اسخان		وہو میں اسٹے میں ہر جا
جہانی کی نہایت نہی آخر			کہ دیکھ کن شمشیر عشق نہا

نیمہم انداز طلب غرض کیا ہوئی انجام کو وہ خود بھی سب حیران جو حاضر تھی اسجا ہوئی تجویز یہ فرد و رسابق غرض پوچھا کیا انکار اسے یہ ہمان پوچھتے تھے حال یہ سنکر وہ ہوئی کیا برہم سواب آیا قریب اسکا نانا بر آفتل ان سب کو نایا زبیدہ آؤ زمین مضطرب پایا کسین انہیں ہی چھال فصلا وہ ٹھہری یہ اوٹے تباہ نظر ہوا آخا زسا ان سب کا ملا ساقی لب مینا ورس	سجھ لیں گے وہ اس طرز بیان سے طبیعت کی کیا از خود فرشتوں کہ یہ مین داغ کیوں شالو پہنچا کہ ہے پلے سنان سب لوفت مکنو لا عتدہ دستار اسے نہیں آگاہ مین سبیک افعال کس کیوں جی نکلتے تھی می بہ لکھو وہ پکارے جلد آنا ارادہ بطرح ادھکا جو پایا تو اندک رحم خاطر مین یہ آیا تو شکل اسکی ہو جائی مبدل ہوا آنا وہ ہراک گفتگو پر کھلا چہرہ ہراک سو باہم درکا	و فرشتوں مین اب بجا یا بحرم جوش مین کپڑے آسارے مگر پرسش سے تہا ہر ایک مجبور اسی پوچھے یہ امر دستار بہت ہٹ کی تو وہ بولا کہ مہتر غرض انکی زبان سے عرض کی کہ پوچھو گے اگر کچھ حال ہے ہوئی سات آدمی حبشی نمونہ پکارے سب نین مین ہم خطا کس تو ج بشینو کو یوں حکم رہائی باپی جاسے گھر کو سخن اب پر یہ تھی باؤ کی اسدیم لب باؤزیہ خاموشی سی چٹا	کہ جو محفل مین تہا اسکو خوش آیا کے محفل نے داغوں ک نظر حلاف عمدہ کرنا تہا منظور عجب کیا ہے کہ شاید ہو خیر زبیدہ سی کہا اسی ماہ پیکر صیبت جان پر اسٹاپ کی تو ہو گے آشنا خواب عدیم ہراک کی باتہ مین ایک تیر لڑکا بچا ہو ہر سار رب خضار ذرا ٹھہرو کہ دیتی ہوں حکم نہ کیے پر کبھی اس باہم در کہ شب آخر ہوئی سندھ کی جہم زبان غنطسی کی شہنا کہ وقت گفتگو ہے انہیں ہراک حاضر ہے قلیج و گنگا اوٹھا اوس جاوہ شاہ نظر کے سوی محفل خراب پایا وہ بولے اسی خدیو صبا نام اٹھاتا بہر فکر قوت مین آن کہ شاید کوئی بھائی کرم لیا کام اور خود سر رکے ہاتھ اب آگے کیا کہون اسکا نام کہ ان تینوں حکمہ کے سنو
رات ۲۹			
خطامہ حاجت طلب ہے ہر پر ہوش مین حکم سب پر نظر کے جانب خورشید شہ ذرا سو یا ہوا کچھ دم مین بیدار وہ ہی فرد و پیدلا پہلی سب توقع سے خداوند جان کہ استے مین سیدنی لا مین مشرف بہر مہو مین آہن زبیدہ نماجا اپنے گھر کو	سحر چکی و واع لطف شب بجالات ہر خوشی و راد چپا آؤ سنے عارض یزدان کسا بات سے خاطر سے تلکار ہو اگر بای حال است اوٹے کہ کچھ لیجاو کھا تو شہ بیان بیان ہی زیادہ بھکی تعریف رہا شب ہو ہوئی احسان کیا نہ مگر دیکھو یہ کرا و ہر کو	بڑا ہے شاہ عالی سو دربار غرض بعد از ضروری کا دنیا ہوئی شام پہ گھبرا گیا کہ سینے قصہ باقی کا انجام کہ مین فرد و مہون حکم مین نظر سے فضل خالق پر پیکر کہا فرد و رحل آیا جو مین ساتھ مرتبہ نے پایا بیان انجام کہا اؤسنے کہ بہتر سیرا سید	

اجازت ہو تو دم بہ در بہر سید باقین بتیں کہ آخر ہوئی پلاسانی می خوش رنگ جام نراز تخت بیٹا تا سر شام کہا بانو تے ہاں امیر کی منہ اسطرح لایا بیان مین چچا سے بھگولت تھی کہتا کہا اور بیانی فی یون جھوٹ یقین سے دیکھ کر تم ہو گی سوز سنار سید وہین بھگو بیٹا وہی دروازہ داخل میں مکار زمین کو اوس کی گنگھی کھڑا مین جاتا ہوں اگر تم جاؤ کرو چچا کے گھر مین آکر سو مین نیا کچھ تیا اوس کی جا کر شب بچ کی نوبت بچا عطا کر کوئی ساقی جام بہر	پہر اسکے بعد گھر کا رستہ لو وہ ٹھہرا اور بولا اک قلندر رات ۱۲ سنے آغاز کا پورا ہوا انجام بڑا با آخر برای لطف آرام سننا و اوس قلندر کی کہتا کہ میرا بپتا شاہ جہان مین سنے سنے سے وہاں جا کر گستا کہ اسی اہت وہ داغ جگر سوز مگر اک عہد سے لیتا منظر گیا اور اک حسین کوستا لایا بنایا ہے پتا تھو جہان کا نظر دروازہ آیا بھگو وین تو یون ہند کرنا اسکے در کو مگر اس از سی حیرت مین تیر تعب تھا خدا جانی بولا گیا ہوا غل رات گدزی صبح آئے	وہ ٹھہرا اور بولا اک قلندر رات ۱۲ سنے آغاز کا پورا ہوا انجام بڑا با آخر برای لطف آرام سننا و اوس قلندر کی کہتا کہ میرا بپتا شاہ جہان مین سنے سنے سے وہاں جا کر گستا کہ اسی اہت وہ داغ جگر سوز مگر اک عہد سے لیتا منظر گیا اور اک حسین کوستا لایا بنایا ہے پتا تھو جہان کا نظر دروازہ آیا بھگو وین تو یون ہند کرنا اسکے در کو مگر اس از سی حیرت مین تیر تعب تھا خدا جانی بولا گیا ہوا غل رات گدزی صبح آئے	کہ میرا حال سن اوداہ بیکر ہوئی خاموش باہر اٹھ گئی سب برشب پیر دید عالم کی وی جاہ پڑی لاول کچھ شیطاں کہ جسکو عرض کا تیا ہے ان ذوق نہایت خوبصورت غیرت ماہ تمام انداز و سکے تھی بہت کہ ہر سامان سے وہاں حیرت افزا اگر جی چاہا چند ہی ان ٹھہرا کوئی کہند کہے جا رہا جو پاؤ پس از کچھ دیر پہلے میل آیا تاشا دیکھو جو آئی نظریں کہا تیا جسطرح اوس کو نیایا کہ دیکھو میرا بہانی ہے کہہ کر منہ تیا ہمارا امتحان ہے کہ رنگی کل لباس مٹھی سے آگاہ کہ بہر خاطر ہو سیر عشرت تیر
ہوئی ہے سچ پر سلطان باہو بہار شام سے پیدا کیا ایک اٹا سلطان کہا بانو اکیان بہت کی جستجو لیکن کسیکو ہریان آیا تو پایا اور سان سبب پوچھا تیا اسطرح پو	چلا ہے سیر عالم کو بعد بوش سکا ہون کو نظر لے نئے کہو باقی ہی جو باقی مان نہ ماتہ آیا رہا افسوس کو کہ نسل فرج مین اوس جگہ تیا کہ شہ فی کی خضابا حال منظر	گیا اور بعد مروت پر پہر شاہ محل مین آہا کی خوب سوا کہا بان یون سے اٹھا قلندر طبیعت سیر گہرائی جو کیا نظر آیا جو مین سے کیا قید وزیر شاہ اٹا سلطان ہو	کہ میرا حال سن اوداہ بیکر ہوئی خاموش باہر اٹھ گئی سب برشب پیر دید عالم کی وی جاہ پڑی لاول کچھ شیطاں کہ جسکو عرض کا تیا ہے ان ذوق نہایت خوبصورت غیرت ماہ تمام انداز و سکے تھی بہت کہ ہر سامان سے وہاں حیرت افزا اگر جی چاہا چند ہی ان ٹھہرا کوئی کہند کہے جا رہا جو پاؤ پس از کچھ دیر پہلے میل آیا تاشا دیکھو جو آئی نظریں کہا تیا جسطرح اوس کو نیایا کہ دیکھو میرا بہانی ہے کہہ کر منہ تیا ہمارا امتحان ہے کہ رنگی کل لباس مٹھی سے آگاہ کہ بہر خاطر ہو سیر عشرت تیر

یہ لکھنے پہ مجھ کو یہ کبار اویسی صفت سی ہوئی نگہ سیر وہاں سپرین آگہ چچا کے کمان بھائی کہ پھر کھینچن گرا کمان ہونہ توں کمان جاوے کرا ہوئی جب شب تو یوں سیر آیا یہ سوچا اور کمانی چچا ہی پونچھ کر وہیں طرفہ سال آیا جلاو کیا اویسی واسنہ او سکے چچا نے سنہ پراون وولی تو یہ باتیں تین با نوسی سنا وہی ساقی کہ دل ہے جیسا غلو	جہاں آرام فرما تہا سہنگا وہی صوٹ کر دنگا اب میں سیر کے سب راز گدڑی مدعا کیا سنتے ہم خوش مدفن کہ دیکھوں سیر شکل افزا کہ اب تک راز کو دہلن چپا کیا چکا ہر فرد عا سے کہ جسکو دیکھ کر اک خوف آیا کوئی ملی حسین شہ ماہ جیسی کہا یہ حال پونچھا آرزو کا کہ اتنی میں کبر کی آئی آواز	مجھے دیکھا تو بولا کیوں نہ آیا یہ لکھ میری کھنڈ و سنی کھا وہ بولا ہی تباہی کا صدا یہ لکھ یاد آیا اوسکو فرزند یہ عالم دیکھ کر کچھ عین بڑیا مگر تیرے ابا طہار اوسکا غرض میں اور چچا پونچھے اویسی وہ کیا لے کر وہ بھائی چچا وہ دونو سوختہ تن بہتے برابر ہمیشہ تم پہ لعنت ہونہ کے ہوئی شب سخت آغا دھر	نماز و روز سے پالی عزت خیر بود او گر محفل میں آیا وہ بولی اب بیان کرنا ہی کر قائد یہ پہنچتا تھا جو کھا وہ بولا پیر او فرزند وانا بنایا سماکان پوشیدہ ہجا سو یہ انجام ان دنوں کا آیا بس اب بڑا اسکے بے توجہ وہی دستور دشمن جیسے شکو ٹرامیری چچا سے اور راز لے ہوا اپنی بان تک آیا	ہوا ادا وہ طاعات مجھ و بلایت کو ہوئی تکلیف آرام کہ اسی ابوسینن ہ کل منہ ہوا ادا وہ تکلیف سفر کر غرض نعرین اور لعنت کی بہت مدت ان دنوں میں چچا کہ دیکھوں میں کیا آتا، اجم نظر سے خلق کی سب کچھ گدنا یہ کتا تھا ہوئی اک گرویدہ ہوا منسوب کی جانب نوا نظر آئی مجھے پتیا بخطر	کہ جب گزری شب سلطانا کے سب کام نہ نہتہ اشرا ذرا سا سکے جاگا اور کما یون پس از نعرین پہل پہل گدگو کہا میں نے کہ یہ کیا ماجرا یہ بھائی وہ ہن آہ صدہ مگر خاموش رہتا تھا ہر کہم اگر سنہ یہ نہ قتل کرتا تراست بعد سیر گدہ بہرتسا یہ ہوا اپنے منج جبار کہ زبان نہا کہ یہ دنو قلع
---	--	---	--	---	--

اچھا اور سرد وقت	کھا سیتے مری مری کرو	کمانی سنے اور انعام پائی	اور ہر شب کو خیال حیات
بجے فوجت جس کے ہر طرف	تھیں تھیں رات		تھا اس دن اور مری مری
پلا ساقی کہ مطلب پر نظر	مرا دغا یوں عبودہ گریہ	کہ جب دن کٹے دور شاہ	اوسے عقل میں ہر سہا پائی
سرا غار پر آئے کمانے	سخن نی بہر کمانی لوجہ	کہ اوس مرد قلندر نے سنایا	زبان پر دعا اسطرح کیا
کہ میرا پتا سلطان شہو	اوسیک حکم تناز کیل دوز	مظاہر نعیم کی رہتی تھی مجھ پر	لازم تے گئے فانی سخن
پس از چند ہی تو ایسے نکل	فرغت کی نصیحت جو محل	دیار دھک میں اک نام پایا	پڑ با کھاتا جو کچھ کام آیا
شہ نہ دستاں سنکر اصل	مجھے سمجھا نہایت نیک فعال	بطور ایلچی اک مرد ہشیار	پرسک پانچ جا میری اکبار
کھا بیٹے کو تیرا پس ہجو	سنایا اوسکو کال و فرختر	ہوا خوش سینگ میرا اب یہ	کرا ب اپنی طرح گزری کج وقت
میسر لگی کما سیر زمانہ	سنے لگا جا بجا ازہ نہ	یہ سہ پا اور بلایا ایک شکر	کھا ہنرہ رہنا سب برابر
انہیں ایسا بیلاد بیلان	کھا جسے کہ نہ نانی بنگیان	چلا میں ایلچی کے ساتھ نہیں	کڑا گھہ از وقای سر حال
کوئی قزاق آتا تاکیں	نہیں معلوم کس کٹ زین	ہوا یکبار وہ مجھے مقال	خستہ بین سکی مری کال
تو ایسے ہم کس ایسی	کہ فرصت نہ تے اب تک پائ	سہا پائی سہا پائی	گئے تو زمین پر تھوڑا
ہوا زخمی ہوا زلف	بستہ تے باب جو آسمان	کے دن تک سہا گزشتہ	لظافہ زنجیر موت سہا
نہیں بھلا نہ دشت ہاتھ	سلاخ پریشان لے گریو	نظر آسا کسی باب کو پونجا	وایان اک شہ اور اک
کہ تیرے خوب آیت ہر اکو	مکان سب عہد کشتی پر	رو کی گزری ز جاپو پائ	یہ ایسا ہوا دشت اور
یہاں او پہ چاہے سہا	کھا میں نے کس کو نیک فو	دین شہزادہ ان کا	کھا کچھ کہ گزشتہ
ہو کچھ ہم را مجھ پر آ	تو یہ معنوں محبت نہ	کہ تیرے پاس کا ہے شو	یہاں شاہ کو خوش آ
اک گاہ چو کا شہ سہا	کہ کچھ قتل ہوا نہ	یہ سنو میں نہ بولا	کہ دن سہا لکھی
کہ لالہ لڑائی پر آ	کہیں کچھ زندگی چھو	کمانا اوستہ جہا چار مانا	گزشتہ کے ہر طرف
یہ چاہا لالہ لڑائی	یہ تو تھیں رات		ہوئے خاموش تہا
اسے ہر کوئی نہ	کہا دن اور سنا کہ	کہ کس کو تہا	دشت خیرات ہر
کہا ہے جوں ہی	کہا کہ کس	نرا دشت	کہ جو کہ
تو یہ	کمانی	کہا	کہ

کہنا قتل اس طرح کرتا ہی تھا اوسے کا تانا اور اوسے کی کھکھڑ بہت اچھا نہایت خوش تھا بڑا صاحب اور آگے سیر کرتا گیا ترسان تو پوچھا جسے صلی جو کچھ گزارتا تھا ایک سب بتایا وہ بولے اپنا قصہ میں کہنا میری شادی کا تھا سامان گینز رہو نو دن پہر اوسے کو بوجھانا رہا میں حسب حکم بار طناز کما اوسنے بھیہ باد و کامکا طلسم آخر کو ٹوتا چند دم میں میں بھاگتا وہاں سے وہ چلا آیا مکرا بہ خوب سمجھا تو ہے بکار میں گہرا آیا وہاں سے شکشا کہ صحن حجرہ میں میں ہوا چکا اٹا کر لا اوتا را اوس مکان میں قریب مرگ پایا حال اوسکا کہا جن فی اسی پہچانی ہی جو پوچھا جیسی کی جیسی ہی نکلا جھکانے اوسکی آگے میں گرا کہ بھیہ قاب تر اکتی سے نہ بولا اے ہے آفت نہ رہتا وہ بولا	کہ میں تھا ایک دن مجبور دیا چا تو دیکھا میں نے اک طرف تاشا لینکل آئینہ ہر طرف صفا کیسے خوش تھا کہی کچھ لڑتیا کہ آیا تو کمان اونیک نعل نہایت مہربان جہاں سکویا ابو تیرس شاہ نامور تھا تاشے لطف دیتے تھے نظریں بر آئیں رہے اچھا تھکانا میں ہر طرح آرام خداساز خیال مخلصے یاں را کھان وہ جو سامان تھا بونچا میں بہت گہرا ہو اسامان پایا ہوئی ہے یار نوسی تو گوتا محببت جسے تھی مست گویا وہی جن بن کے مرد پیریدیک کہ جب کا ذکر اسے آیا بیان میں نظر آیا بدن پایا مال اوسکا یہ وہ ہی جسکو دل مانی تھی کہا لیجا گمان بد نہ نہا تو بولا مجھے وہ ناپاک دشمن رہے ہوسمین ہمیشہ یوں مٹا نہ بدلا تھا کہے سنا میں فی انو	چڑھا اک نخل پر پانا اوسکو کاٹو کہ زیر خاک کھڑکی سی تھان بڑی سامان سب ہوتا موجود تو دیکھا اک حسین کو سندا کہ ہر جا کے دل میں قصہ کیا ہی کہا تم بے سناؤ حال اپنا اوسکے دختر رشک قمریوں بھیہ جن جھکو آڑا یاد مان کہا میں نے کہ دسویں روز کیا ہے کہا اگر دوسرے اوس حسین ہجوم کیف مستے میں نہا وہ بولی بھاگ ادا داد ان میں کہا اس طرح اوس شک پر تھی بھیہ کھڑکی میں ہی اوسکو دارا گیا مجھری میں سے پیٹھ نشتا نظر کے سامنے سرے ہوا آیا وہ معشوقہ جو تھے محبوب سیر میں سمجھا تھ جن کا بھیہ سبب وہ بولی میں نہیں اس ہی خبر نہا اوسنے کاٹی ہاتھ لک کہ بجگو میں نہ کچھ اور نہ کا بھیہ شکو میں ڈرا اور دست کہ شب مثل چرسلی آواز کر	میں مست ہے جو کچھ بچ کر کون غرض کہولا تو دیکھا اک مکان کہ ورت کا گمان ہے دل سنی میری جانب کیا اوسنے تاشا یہاں فی سی کیا مطلب تھی کہو گذرا ہو اجناں اپنا ہے اک جن دسکے میں نظر لڑا اٹا را یاں فرار آسمان سے کہا وہ دن تو جن کے کیرا ہے چلو میں لیچوں اس سرزمین کیا اوس گہر کو لا توں گاشا بلا آتے ہے دیکھ ابا آسمان سے کہ گو میں چاہتا ہوں کجگو جی ٹھہرے کا نہا کجگو جی را کہیہ آہیں زبان پر گاہ فریاد بدن کا نہا اجل کا خوف چلا ہراک انداز میں مرغوب سیر کہ مجھے ہے وہ لبر غضب اسی تو فی کیا ناحق گرفتار پہرا میری طرف غصے میں عوض اس جسم کا اس طرح لگا کہا اہلہ را بن حال خستہ ہوئی جب صورت فکر سٹھوڑ
---	---	--	--

اے کیا بارگے سامان محفل	پہلے تیسویں رات	ہوا دھستہ ہر زمان محفل
وہ دی سب خوشی خون خوشی	کہ خاطر غم طلب ہوئی تنگ	زبان پختہ تابت کو لاؤن
کہ لینے جب وہ شب بشل رخ بیا	ہوئی پوشیدہ شتاؤن کی	صد دینے گے غنائ
ستہ والا گھر بے حسب دستہ	بجایا بدل سب کا منظر	اتر کر ہر زیر بام آیا
لنگا ہونے پہ چپا جسطح خوب	چلا سلطان عالی سوی مطلق	ہراک سامان نو پہلا ساپا
خندہ ہو کے جاگا اور حکم	کہ اسی بانو بجالا و مرا حکم	وہ بولے اب کتنا نگو
کہ نے ڈر کے چن سے یون شایا	کہ اک قصہ مجھے ہے یاد آیا	کہا ہے مجھے رکوئی مکر
کھا اوس چن مان کیا آغا	وہ بولا اس طرح سنتا ہوں	بہت سامان بنایا اسکی ہمراہ
کوئی حاسد ہی ہوتا تھا ادھی	وہ اوس مرد خدا کا مدعی تھا	بشکل مخم اُبلتا تھا ہمیشہ
غرض مجھے مرد حق یون لینے	کہ اٹھ چلیے یہاں اور ہے	سبھکے مجھے کیا گھر اور آباد
فقیری کی ہوس دلیں سنا	کے دن میں وہ سوت شایا	ہوا شہرہ کہ آیا اک معظم
وہانے رہنے والی سبھی دیش	اور بغیر ہی آئی لگی پیش	خدا کو مرمان حال پایا
زمانی میں ہوئی پہر دوم ہر	کہ رہتا ہی یہاں کن درخشا	نہایت بار بار درخشا
سنا جب حاسد سامان نے	ہوا انگین نہایت وہ بدعا	غرض آیا تو سامان طرفہ
کہ محتاج و غریب میں اسب	شروع صبح سے تا شرب	طے حاسد اپنے دست نہیں
کھا حیرت ہے مجھ کو یہ برا کیا	کہ پہلے سی ہی کچھ فزون	کہ مر جاؤہ ایذا دیجے کن
مجھے دلیں سوچ کر آگے جو آیا	تو اوس درویش کو بالطف پایا	تو ہوں تکلیف بخش طبع سر
ذرا سینے جدا چلیے کسی جا	قریب جاؤ وہ گوشہ ہی تنہا	وہاں پونجا کما مان کہا
لیٹ کر اوس کوئی مین گولا	کہا دلیں کہ تو مارا گالا	نہ آتا کوئی بے نقصان
رہ سکن تھا جنوں کا چاہا	غرض پونجا جو بھیہ وں کی	کے نی یون کما شل تھا
کہ مجھے درویش ہے پاکیر افلا	خدا بہتر کرے اسکا ہر حال	سہ امیدوار ہے خدا
کل آئیکا یہاں شاہ زمانہ	سنا اسکا دست فلانہ	او ہی غم سے ہی ہر خوش
وہ اک کہتا ہی اٹکے فوج	جان میں اوسکی ہر نصرت	وہ ہی ہمارا بایں سکا

نہ لایا ایک دلین اور ہر بہت ہو تہ شاہ سہل کہا درویش بہت کہتا ہوں اوسے اوس جگہ لی آج کہا بیشک سید مرد حق ہو اس سلطان سید درویش اب کے عمن ہو کاکل من نہیں ہیں تعلق عالم کی عجب لذت فرا کچھ مدعا فراغت ہتی کاموں کی چلے مشتاق اپنے دوست خضر شاہ یونکہ کی نہ کہ آیا ساسی سی و سی سید ہو گئی صورت وہ کراہی جن ہم کر خستہ میں اوس قاصدے فاکل مگر کوئی نہ وان ولسور ہنکا جلد تار باگی بہان گر اپریون پاور ریا ہوا انکر کے نہ لہذا کہ آیا جلد اک مرد فروخت روضہ از روی تونی تکر گیا اچھو کہ دو بجی جہنم کی توفیق ہوا فیض سحر کے وقت آیا شاہ کہا درویش نے دختر نہایت اپنے دلین خوش پس زچہ سی اٹھا دنیا کہا مانو نے اسی شاہ	گر اوسکی سیہ زیا بید مرغینہ کو مبارک دہنیا بہر سوت سلامت جان بجز حضرت کی ایک ہوئی اچھے گئی باکل ہر اک اقرار کو اپنے ایسا سامان ابار چیتہ تین ات	نہیں جبارہ ہین سہل اکھاڑے سات بال اوسکی شما اسنے کنوین سی وہ ہے بیار جاتہ نہ وہ آئی اسنے دی باکل اوسے دختر کو اسنے بہہ باتین تین کہ کمان تک میر سول چلا اسی کہ اعلیٰ کہ پیر مشتاق چسپا دن مہر نے بڑا ہاشہ شاد و کہ شاہ صاحب وزیر تان کہ پاکت زکرا سہرے شہ فی پہر اکراتا فراز نخل سے ہوئی سہل مری منت فراز آنا کہا سہل کہا سہل
موبے کنے کون جو کچھ ہاتا غرض جب صبح نہ صحت جین شام ہو لی ہر رہے شب کم تو باختر کسی ن سیکر تاتا دیا خلعت تشفی کی یہ قصہ کہہ کی لایا نمانا اوسنے اور کہ ناگہ اک جبار کہ یہ بندریان کہ آیا اخذ بڑا آخر جبار بہت عرصہ نہ گذر کہ شایان و اگر ہو گا پسند شاہ	شہر جین فراگری ہو امید شام میں حاضر نظر میں پیر کے بہت اچھا ہر اک زمانہ نہ دے کیا وہ آیا جب کہ کہ وہ کہتا سی مجھے بھی چور دی جہان کی دیکھا ہوا ہر شخص یہ جو جی ناگہان ہر اک ایذا سکان بچپ اگر ہم میں کہا اٹھن شاہ	کہ پیر مشتاق چسپا دن مہر نے بڑا ہاشہ شاد و کہ شاہ صاحب وزیر تان کہ پاکت زکرا سہرے شہ فی پہر اکراتا فراز نخل سے ہوئی سہل مری منت فراز آنا کہا سہل کہا سہل

سنا جب پرتیب بھیجی شہنا کماندر کا یہ کہا ہوا ہے مناسب پایا نہ نالو علی کہا سلطان حضرت ابھی پہرا پڑی ای مری سا کھنکھ سنبھل تو بھی کہ پیر دل ہلا محاط توبہ و واعظ کسی کام زبان سی قصہ باقی ادا ہو کہ کب شب ہو جواں ناگزین کا چکا تسلیم خصت کو ادب محل میں ہے سو یا آگے سلطان کہ وہ میمون ناقص یوں گویا مجھے دیکھا تو فرمایا کہ جاؤ کہ سلطان نے مجھے ہی کہا کسے نی اسپہ جادو کچھ کیا غرض اسے چہری پنی تنکا اندھیرا مہر کی بیجاں کیا اٹھا سلطان ہوئی ناخون ادھر آئین شیر قرآن سے ہوئی جب ہیج وہ سلطان کہا بانوسے مان بہر مو آغا کہا اوس شیر نے بدعت تو یہ سکر شیر نے جا بھلا کر	لکے اور شہری کی جلد تیار سنا سلطان فرمایا بجا کہا حاضر ہے میمون شہنا مجھے کیا حکم شاہ دادگر ہے اراد کر رہا ہے یوں اشارا کہ بیہوشی ہے میمون کا بچ اوسی جگر کی کا بہر سامان ہو وہی سامان ہی ہون لگ پیم ہوا آغاز تو آغاز شب اٹھا کچھ دیر کے بعد و کرنا ہوئی جب شب محل میں شاہ ہوا مرے فرزند کو اس جا پہ لاؤ کہ اس بند کی دیکھو جاننا اوسی آفت میں اب تک مبتلا خواص اک معتبر تھے اوسکو لائے نیکل شیر اوسکو بے لایا	وہ لے پونچھا حضور شاہ اول لے آؤ اوسکو پونچھ جی بچ انہیں باتوں آفرین گئی رات ہوا ارشاد بہتر کل سنا سنیت سون رات کہ ڈوبوں آج آغوش سبوت برابر کیف می اہلی دہن زمانہ سچ سی سلطان بجا یہ مہر منی شاہ کی جب مہر بجا جبین چکی ستاروں کے ملک زبان پر لانی بانو بہر قصا سحر کو پہر مجھے اوسنے کیا یاد لگے کچھ لو کہ آنے دختر شاہ مجھے دیکھا چپے غنیمت ماہ کہا سلطان اپنا ہر کی گا زمین پر دائرہ سا اوس کی گنجوا یہ باتیں بہتیں کہ شب زوید لا ارتن سون رات نہایت جلد و اک جام لہر ہر اک سو پہرے پہرے ہوش کہ وہ شیر خلیل و دختر شاہ ہنہیں بیان سخن میں تجلی افز گرتے دختر شاہ صاحب ہوش کہ مضمون سخن ہے سحر ایز گھر آیا شاہ آخر بعد آرام مقابل جب پہرے پیمانی کا تبی اس بات دل ہو گیا تو ہے مجھے کہنے اومون پر شہنا
---	---	--

سزا ہے اب بیکو خبردار نہا کچھ دم میں اک شمشیر خیز ہوا دھڑکے جب وہ شیر خفا رٹے یہ ختر اوس سے کنگز بہم میں جنگ اونکی کھینا تھا ہوا صدی سی ویسی منت یہ عرض گفتگو کرتی تھی بانو کشا مال کہیں گے یہ نہا	منا آئی ہے تیری وسیہ کا لشکر برق روشن اور تیز ہنگاموں سے چبا عالم کی کیا چلیں جو پٹن کھلے باد کے منے کہ آیا چیرا کہ ہتس کا شلا بٹامین اور سلطان اور چار کہ شب نے پہ نظر کے سوئی نو	یہ لکھ بال کھیر اپنے سر سے کیا قتل اوس سے اوسے دلو پہر آخر کے بچھو آگے آیا کے قبا تباہ وہ کچھ اور کجی پڑا وہ اکھ پر اوسے کیا کو کہ اتنے میں صد فوج آئی تردو کے ہوی آثار پیدا	ہوا پر شیدہ وہ سب کھنکھ کیا محفوظ و راستے اپنی کجی نہایت قدر عقیدہ انیا د کیا عرض غالب ہر اک موت میں رہے اک اکھ باقی وہ ہی کجی فراغت اوسے اوسے اوسے کیا خاطر نے یون اطہار پیدا نہایت کم ہے فرصت کا زمانہ ربان مصرٹ تکلیف سخن ہے چھا جھوٹ نور شیدہ لبام اٹھے سلطان اور بانو برابر نزدیم سن آیا پہر اوس جا کہا قربان ہے یہ جگر بند پس از تسم پہر اپنی سنگیا کیا دختر نے پہر یون و سکو آگاہ مجھے اس ساری کربلا گاہ مگر کرتے رہے اوس سے ہم کیا تباہین نے جیسا کچھ وہ پایا یہاں احسان ہو تباہی گنگا عبث ہیں لطف و در آسان لیے جاتی ہوں حسرت نے ہمراہ کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا کہ آیا سپرین بد میں امتحان
انتالیسویں رات			
مزن شوق پہر رہی ہستی ہوئی جب سب سلطان نے نحل میں آئے بانو پاس سویا ہوا آغاز قصہ پر کیستو میں اس کے ساتھ تباہی سین تو میرے دختر بیک جان بڑا کچھ دسپا و سپر کا وہ مجھ کہ ای سلطان نظر لگن کیا وہ بولی میں لڑی جن میں رہے طاقت نہ جینے کی بڑی نہ سمجھتے کہ دنیا سہارا فریاد سیز اس گشت کے جو کہ نگاہ ایل ہے عید زمانہ کہ کچھ دیکھا نہیں لطف جان چٹا گھر ہے ہم گھر سی چٹی	پا توڑی جو ہوشی میں ہا کہ جو تباہ کا مشتاق من رخ ہر گل کو جب شہنشاہ نے دیا کہا بانو نے وہ سلطان شہو یہ مرم شوق میں پوچھا برابر ترامہ سر زمانے میں کسان مہی پیدا ہوئی شکل سفر مگر نصرت تیری کی برے کیے دارا سے اپنی جیکہ خبر کوئی دم ہوں جہاں کنیز بیان آرام کی فرصت کسان و غاہ مگر ہے جوارز نہیں دم بہرے رہی کا گنگا رہا بیکار احسان آسان کا کمان منت کہ اپنی کھنکھ	مرا قصہ کا بریز دہن ہے رہا مصروف کار ملک نام ہنگانے آئی ذیادہ مضطر کہ جو صد کسی شعلہ کی ٹاٹا نظر سلطان کی جب سو فز یہ سنکر اوسے سرنا چکا بنا انسان جو میں جلال شاہ کہا سلطان نے ای جان پڑا ہوئی ہر مرتبہ کم عمر و کم نور مگر سد شکر شد نے لطف لٹایا نہیں جیہ چین شایان ہوا یہ سب ہیں خستہ سا ان میں خست ہوئی ہوں شاہ کا مقدر نے وہ سامان اب کیا یہ چند الفاظ حسرت و بان	ہوا پر شیدہ وہ سب کھنکھ کیا محفوظ و راستے اپنی کجی نہایت قدر عقیدہ انیا د کیا عرض غالب ہر اک موت میں رہے اک اکھ باقی وہ ہی کجی فراغت اوسے اوسے اوسے کیا خاطر نے یون اطہار پیدا نہایت کم ہے فرصت کا زمانہ ربان مصرٹ تکلیف سخن ہے چھا جھوٹ نور شیدہ لبام اٹھے سلطان اور بانو برابر نزدیم سن آیا پہر اوس جا کہا قربان ہے یہ جگر بند پس از تسم پہر اپنی سنگیا کیا دختر نے پہر یون و سکو آگاہ مجھے اس ساری کربلا گاہ مگر کرتے رہے اوس سے ہم کیا تباہین نے جیسا کچھ وہ پایا یہاں احسان ہو تباہی گنگا عبث ہیں لطف و در آسان لیے جاتی ہوں حسرت نے ہمراہ کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا کہ آیا سپرین بد میں امتحان

<p>اٹھا کہ شعلہ روشن قدم سے بھل قلم بمسک ننگ ہو کر لب بانو نے خاموشی ادا کے طبیعت کی مین سے پراثر وہن مہنوں احسان سخن ہو کہ سدا اس فصاحت دل و جان اجازت چاہتا ہے طبع آغا کہ چلیے دکنے سیر زمانہ کما غر شید سے جاہر آرام لایا خوش مین سویا آرام سبارک ہو کہ شب تار سے کم کو پیار وہی گل کے کمانی پدر سے سر کو دی پیکارین پر سنکھامی غلطی غوی ملی خود ہوئی جب اقربا سب طبع نایا پکارا آسیری پیار گمان طبیعت کو سنبھالیں آپ لہ غرض جب گھر میں آیا سب سلطان بشکل شوق اہلی لوگ خم سے کہ اسے پروردگار حبلہ عالم وہ گیسو جو کہ تے انبی چالا وہ ابرو جو کہ شمشیر وینا وہ آنکھیں جن پہ چرخ عالم</p>	<p>عروس روح جالیں عدم سے رخ عشاق سے ہر نگ ہو کر چالیسویں رات کہ ہوں اس سرور والی کی نظر قصص لبریز گوش اکھن ہو مری مین شوق سے دست کوٹیا طبیعت اسطرح کرتے ہے پروا کٹے دن ہو کسی موت ولہ جو کاسلیم کو وہ ہو گے شام کہ اتنے مین سے آیا جو نہ کام زمانہ غرض مطلب کا ہی کھنکا سنا وہ اس پری کی جانب سے یقین تہا دم نکل جاؤ مین پر کہ تا خاطر کے جانب ہو خود تو بولے زندہ ہی سلطان مرے آنکھوں سی کیوں تک نہ سنیں مینا ہیون کا وقت پنا ہوئی سب جمع خلیں واقدا ہوئے مہنون گرد و گداس نہ تے شایان جسکے گروم وہ ہوں پوشیدہ زریں ناک دم ایسا جان کے درابستے نہ دی یاد از کی فرصت کی لکھ</p>	<p>بیان مکتبہ مطلب آگاہ گوش اور طبع صلیح نور رو جلاو نظر تے کنار ماہم گلگون زبان پر آئین الفاظ و سنا شہر سے خامہ جوش غزل گیت کہ جب اس مسیح فی جود کٹا غرض اس فکر مین پڑتا ساہو شہ خوش دل محل مین ہے آگاہ پکارے آگے دنیا راوشنا یہہ سنتے ہے ہوا بیدار سلطان وہ بولی مر گئے جب ہر زار غشتے ظاہر ہے جب وہیک مگر فرصت نہ دی وحش مین یہہ سنتے ہے صد کچھ ہوش آگاہ کہا کسو تر نے ای شاہ عالم چلیں حضرت لی آتے مین ہنیک ہر اک نے مثل گل سید کیا اسٹے سامان محفل جا بجا وہ آنکھیں جن سے دیکھی وہ سامان وہ پیشانی کہ جوتے نرفشا وہ ترکان کئی نوکین نشتر وہ مینی ایک حسین بزبور</p>	<p>کہ رخصت کا ہوا اس شان کو چھ یون بیسے پر چرخین سے باتے تہا دعا کے لب شاعر سے مین لطف مینا کسین ساسع زراہ قدروا کہ مطلب آچکا انجام تک مزاج شاہ مین یون تصدیا رہا باتے جو خاطر نہ قابو نہایت چین مین بانو کویا کہ اسے بانو راوی سلطان کہا بانو سے سدا ہوں دل کیا قہر اہل نے گھر کو پر باد اقبالا وہاں سے لوگ گھر گت کی مطلق نہ کی فیض الم سے وہے پہلا سا دلین خوش آیا مامل جا ہیے کرنا کوئی دم نہو اتنا مزاج شاہ برہم ہو اہل ہر طرف آوے گی خاک دبا مین یون ہونیں گہا جھٹا اب اون سے دیکھیں جلال شہ وہ خوش محبت مین ہو چلا ہر اک جنیش مین ہوں عالم کی بشکل شعلہ شمع سب پرورد</p>
--	---	--	---

وہ عارض محسن مکنی ہزاروں	وہ لب مانند دوبرگ کی تر	وہ دندان گوہر تر جن پر قربان	دل مہمان کو سبے ہر وقت
دہن تہنگ چہنار شکر	نصرت میں ہو میں شین جگر سے	وہ دور حلقہ چاہ زرخندان	خدا جیسے ہزار دن جن انسان
وہ گردن اور ہسینہ شکر	زمین سے تانک ہر جایہ پوچھا	وہ بازو اور وہ ساعدہ نشان	کہنے کے یاد مرک ہر سلمان
وہ بلیق خوش نایاب تیر	لقب خجکا جواب شمع کا نور	قدم سے تاج جبرین نظر کیا	نعین معلوم کیا کیا کچھ گذر گیا
جو ای ب او سکونیا شایا	عصب کیا ہو کیا پیش آیا	بکار گیا پیر کو کہ ایجان	جہان کو کہ کار و سلاطین
نہ کیا اس جہان کا کچھ تاشا	نہ تملوت نظر سے او سکونیا	حیا اکھنوں کے کٹنے بھی تیا	کہ جو آسان موت آئے
زبان ساکت رہی من سے	کہ نکلے روح قالب کی قسم سے	نہ ہوئی پائی لب لذت حبشید	تسارہ گئی دامن کشیدہ
نصرت بھی ہو جس سے ہر دور	کہ رقبہ سے وہ ہو ہم آغوش	بید چو پستے کہ ادا شور فرا	اٹھا سلطان ہو اوہ خانہ بزار
حجاب خاک میں سو ڈوہ لدا	کیا دفن کی دن بعد طیا	بیان تک حال فانوی کما	زبان بول عرض مدح و ثناء
کہ شب کو وقت رخصت آیا	وہ رگون ہر بشر کا حال پایا	نہ وہ محفل تہ وہ سامان تہنگ	نظر آنے لگے کچھ اور ہی نہ
کہا بانو نے ای شاہانہ			
کہ ہر ای ای مری سا کہ سزا	کہ سامان اور ہر پیش نظر	قدم اٹھے ہوس کہ لی پتی	قرب فیض یونہی جسم آب
تسا مضطرب بان کوئی عیا	دراپری سے وہی بکلیت نام	کہ ابر شوق کچھ بارش پرا	وہ روز و توں جوہر دلا
کہ جہم مسیح فی آغاز پایا	محل سے اپنے سلطان پایا	جہان کے شام تک کچھ کی کام	کہ اس عی میں پایا بدن اعجاز
جال ہر شل حیرت یار	لگا ہوں سے ہوا پوشیدہ یار	بڑا سلطان کاسوی خانہ	اٹھے پابوس کو بانوی خانہ
نفل میں یکی سویا شاہ بجا	پکاری آ کے دنیا زاد و لدا	بہت کم رات ہے بانو ہو بجا	گنہان کھے رہے ہین مان خرا
بہہ سستے ہی اٹھی بانو سلطان	ہوا آغاز اتنی کامیاب	لب بانو ہو یون جو طفا	کہ کرتا ہے بیان ہر مدطرا
ہوئی حب و فن و غار کور تر	ندامت کیا خاطرین کور تر	کہ یہ سامان ہو امیر سی	غضبے ہای چکی آنکھ سے
یہ کیا تقدیر نے نقشاد کہا	مجھے سمیوں کیوں انسان	نہ تے قسمت سیر شایان	یہ اب چاہے ہی شرط انشا
کہ جھگوئے یہ سلطان و ہزار	کہ جس سے جان نصرت کے صدا	بنے اک اور سجہ دفن برابر	کہ ٹنڈا ہو دل سلطان
یہ کہتا تھا اپنے دل سے ہزار	کہ سو چا کچھ جوہر شاہ فاداک	کہا مجھے کہ جاو اور دم گن	ترس باعث ہو ایدہ سخن
کیا تہمیر فداخت جگر کو	چہا یا خاک میں نور نظر کو	ہوا ایدار سان حکم مقدر	میں اسکے بدلے مرنا ہوا
اٹھا یا داغ گلزار جہان سے	رہا قافل فرسایا سان سے	میں اس آغاز کا سہا نام	رہے گے عمر تکلیف آرام

۱۴۱ رات

<p>انقباض کسک میں لپٹا رہوں نہ سوگی زندہ وہ مجھ کو خاک یہ سنکر میں سوا آنکھوں سے نیا کہ جاسے کیا آزاد بخت کو اٹھا وہ اوہو یوں گرم گفتار یہ طرز گفتگو زیب سخن ہے خزان آئی بہار انجمن میں سنبھل جان پہر سنبھل قربان دسے استواری قند باک طبیعت شائق آغاز ہر ہے کہتا آغاز شب ہوں کاظم نیا سرگلشن برائے سیر آیا نظر کے جانب مہربام تو اطراف زمین مانند گیسو بڑا سلطان حال گہر کو اپنے قریب نصف شب سویا تارم فنا طول عرش بہت کم کہو پر کیا ہوا جو ہے شام جہان میں نام اس کا شاہ دل عزیز و اقربا سب مساجد مکان و قصر نہ ہند بلیا پندر شاہ جوتی فی بعد مدت بشکوئی نہیں اس کے جا</p>	<p>کہ قابو میں نہیں اب طبع و سر فلک یوں ہے کہے گام بگام پریشان مضطرب سرد گرما خدار کے ہمیشہ شاد و بگم کہ اسی خالق عالم جاہ شیا تے بخش قلب انجمن سے اچھے چھا گئے عرش سخن</p>	<p>اگر جان سے لوں کیا اس سے مل مناسب ہے کہ توجہ با لفظ زبیدہ سن چکی جب یہ کہتا بجا لایا یہ تسلیم رہا میں گدڑی اپنے لانا میں بان کہ شب مانند مقدمہ عمر شیا کہا بانو نے بس شاد و فنا</p>
۴۲ رات		
<p>وہی ہم میں دوسری سے قصد کہ جسد مسیح فی موت و کما یہ دلیں سوچ کر کھل چلا تو دن گذرا وہیں بدین میں نگھہ پر کر جو پونچھ سوئی فلک گذر گاہیں بہن سوئے برابر ہو ارغے قریب بانو آیا شریک انجمن بولی کہ اسی شاہ یہ سنکر جب ہوا بیدار سلطان کہ میرا باب تھا سلطان طرا تمام اسباب دنیا حاصل و کو مصاحب مکہ وال خیر سخن جو کم رتبہ تھے وہ دینی تھے حاصل کہ جسے جیش کیسی مونی ہوم وہ سالانہ جو نہیں دیکھے کسی</p>	<p>وہی ہم میں دوسری سے قصد کہ جسد مسیح فی موت و کما یہ دلیں سوچ کر کھل چلا تو دن گذرا وہیں بدین میں نگھہ پر کر جو پونچھ سوئی فلک گذر گاہیں بہن سوئے برابر ہو ارغے قریب بانو آیا شریک انجمن بولی کہ اسی شاہ یہ سنکر جب ہوا بیدار سلطان کہ میرا باب تھا سلطان طرا تمام اسباب دنیا حاصل و کو مصاحب مکہ وال خیر سخن جو کم رتبہ تھے وہ دینی تھے حاصل کہ جسے جیش کیسی مونی ہوم وہ سالانہ جو نہیں دیکھے کسی</p>	<p>وہی ہم میں دوسری سے قصد کہ جسد مسیح فی موت و کما یہ دلیں سوچ کر کھل چلا تو دن گذرا وہیں بدین میں نگھہ پر کر جو پونچھ سوئی فلک گذر گاہیں بہن سوئے برابر ہو ارغے قریب بانو آیا شریک انجمن بولی کہ اسی شاہ یہ سنکر جب ہوا بیدار سلطان کہ میرا باب تھا سلطان طرا تمام اسباب دنیا حاصل و کو مصاحب مکہ وال خیر سخن جو کم رتبہ تھے وہ دینی تھے حاصل کہ جسے جیش کیسی مونی ہوم وہ سالانہ جو نہیں دیکھے کسی</p>

جسے اس وقت بھی عین تندرست بشر کو اکیڈن جانا نہ نہا کہ بہر و سا کیا بیان کے میساک بیان کی مشین کا انجام نام کہیں اب نہ کچھ نگ لائے جدائی ریح سی کرنا تھا مکرمحت کی موت تھی نہ سند تشریف لائی حسب معمول کہ ہر شیب کے عارضین اٹھا سامان محفل سب ہیام ہزاروں طرح کی ہوتی ہیں	سچے اسٹے ہوئی جگہ کرنا غرض یکاں نہیں عید و نکاح اگر گل ہے تو کھلے ہی خزان بشکل زلف یاں ہوتا، برہم نہ فرصت دے گی کہ دم بہرین مرض پ کا ہو سلطان دواؤں کا بدلہ مبدع غیر ایسے دعائیں جنکی قبول یہاں تک عرض بانو تھی سخن ہوئی خاموش بانو بزم عزم	جہان کے فزون میں گھلایا تو برہمن گفتگو صرف زبان ہو نہیں رہے کسی کے نوجوان کہ عید گشتن نہیں جاوے کیا اس آسمان خانہ برباد نظر آنے لگے بگڑی ہو طور ہم ہوتی تھے کیا کیا کھٹار خدا کے فضل سے سب کو چھین مگر کیا زور تھا حکم خدا سے موزن نے کہا اللہ کبر	جسب ہر طرح پر پائی ستانجام خوشے کشت کے گریب بیان ہو عیش ہے یہ ہمارا ملک شان جو بلبل ہے تو وہ ہے نوزد جسے دکھا دے زابے خرم شاہ پس نہ چندی موت ہوگی حکیم اطراف کے تھے جمع سارے وہ آتشیا جو رہا میں نہیں تھے دسائیں سب کین لاکھ لکھ سفیدی سی لگی دینے دینے بن اپنے ساتھ خوش رہنے فرما
امید توبہ دلیں دیر ہی ہمار داتا پٹن میں اپنے دفتر کہ دیکھا ہر حال مسیح آرم سرور حسن میں تھی جو کشتار کیا ممنون ہر ہر ہام و در کو کیا محفوظ ہر دل کو جگر کو فراحت بانی شغل و امتحان امیدین آگین خاطر کی نیک کسا اسی جان جان تندرست زبان کی سخن سے آتش کو تو گے ہو کیا او کی سا نہ سمجھا ایک سچی غافل کیا	جسک جاسون اسان کر ہو او داسی چہانی ہی غلطی کوئی کتاب ہے لاپسار و ہمار کہ جب وہ صبح مثل مسیح خا برای سیر رخصت و نظر کو دستے مکمل مناسب ہر شہ کو لے جانے چاہے ہر آسان ہوئیں دہندہ لین جنین نظر کے سوی بانو شاہ خرم غرض معمول پر جسم شب سناسنہ نے کہا بانو سی شک و ہمیش اور سار اہل	نشتہ اندی ہو کوز نظر میں نہیں تباہ کیا دل سے قیابو انگنوں پر ہے خاطر آرزو سدا غار پر پونجی کما محل سے باہر آ یا شاہ دیشا لکے ہر اک کے اعمال گشتہ تھکا ہوئے چہا پرد میں کیا تھکا ہون کو ہوئی تکلیف آرام بست محفوظ آیا سوی خا ہوئی آخر ہم خواب محبت اٹھیں حضرت کہ شب بید ہی کہ جب ب ہو چکے دنیا کی شرم	تسا سیر لب ہر وقت تروین ہواری شوق کی جوین ہر طبیعت جوش میں ہے ہر سب کو نظر آنے لگے لطف جو ہوئی روشن اینجیل رومی جان رعایا کی سنے حال کہ گشتہ کہ اتنے میں وہ دن مثل کے کچھ کچھ کہو سی عارض بڑا سلطان مشاق و فنا بجائے وہ آداب محبت کسا سب نہ کرا سی بانو و سلطان وہ بولی اوس قلندہ کی کما

پہلے از چند ہی اجل سے ہوتی رہی تھی	قد ہو ہی ہوئی حکم خدا کے	فراق جان تن کا وقت آیا	زمین قبر میں آرام پایا
ہوا ماتم سرا و ہضر خاقان	زمین نامم فلک سرور گریز	عزیزوں کے ہر خون موت گل	پریشان مثل خاطر سب گل
عید موت تہہ کہ وہ دسترخوار	کہ جو تالاشہ سلطان کے ہزار	بڑا اور مجھے بولا نذر دگر	مبارک ہو خزانہ اور گشوار
غلام بادشاہین جو ہوا شاہ	کسائیے کہ خاقان کو کرو یاد	میں تھے خدمت منقول لنگہ	زیادہ شاہ سی احسان کرو
بنے ایک مقبرہ نادراسی جا	کہ دنیا میں نہ ہو بس کسی کا	پس ایتلیم وہ دستور پاشا	نہ تھا اک محطہ جو احسان فراموش
بجایا جو حکم او سکھ ملا تھا	وہی پایا کہ جیسا دعا تھا	ہوا محطہ ظمین انعام بخشا	دیا خلعت خطاب نام بخشا
بہت کچھ کر چکا جب سب پر	سریرا ہوا میں بعد سلطان	رعیت کو نوازا خاطرین	موافق حوصلی کی غرقین
تضار اکیدن دلیں جو آیا	برائے سیر گوشت کو اٹھایا	لب دریا جہاز چند پائے	بگمبہان اونکے پھر عرض پائے
کہ یہ سب مال حضرت پہان	بجائے جو کچھ ہو حکم ہدم	یہ سنکر میری لین آئی عین	کہ دن توڑا رہا نوزدیت آئی
سحر کو دید ہر جانب کرین گے	جہاز انہیں سے اک ہزار ہین	ہوا جب مسیح کا جلوہ نوا	طبیعت سجھایا حکم قرار
منکارا کہ جہاز جیسا سامان	سوار او سیر ہوا باجرت و شہ	صاحب اور رفیق چند ہزار	ہراک دانا حکیم و شہر آل گاہ
بر بارہ مثل جوش شوق کیا	نظر آنے لگے قدر کے آثار	کھین سبزہ کھین کچھ شہزاد	کھین ویرانہ مثل طالع زاد
کسے جانب کو کہ وہ آسمان جاہ	کھین باہم تخت ایسی نہاد	رہے چاہیں نہ تنگ سیر کیا	ہوا کا لطف بعد اسکے جو بلا
تو بجز میں جہاز آیا برابر	ہلاکت کا ہوا صدمہ جگر بہر	کسے کچھ نہ سکتی تھی تیر	بجز اس کے کہ سب تفویض تیر
دعا کو مانتے آئے دگا جوت	پکارا دینک جوش قلن میں	اسی صوت میں دن اور شب	سحر کے وقت جا پونجی کنار
جزیرہ اک نظر آتا بہت تو	خریدی وہاں سے کچھ شہزاد	کنا یہ بتا یہ بانو کے زبان پہ	کہ وہ شب مثل الفاظ کر
زیادہ ہو کی اسٹھ اس جہان	سفیدی جیلے صحران سلطان	ہوئے خاموش بانو شاہ گبر	فغانی بڑا ہائی عمر تاخیر
بہت ہی بادہ دل مائل بہ شہ			
دکھا چکے گلگون کی ہماکو	کہ چوتے آرزو شیر و دم کو	ہوس قربان ہومیا کی ہر جا	فرانج شوق پھر سال ہی جا
نہ بچے منہ سے کچھ نہ سکیا	نظر آئی لگین مست کی آرام	کمال جوش میں بکے جو عالم	رہن برسوں تنائیں گنگا
کہ جب وہ صبح مثل صدف نہ	برہے محن فلک سے سوئی فانی	اٹھا سلطان بر آو عالم	تو ہر سطح پر مضمون ظاہر
نظر نہ ہر طرح کی لطف نہ	ارادہ یوں دل سلطان میں	کہ دن کم ہو تو چپے سوئی بانو	کہ راحت کس طرف کن جا ہی نام
سنیں انسانی باقی کا ظہار	کہ ہے اوس کے خاطر لگا	یہ کہتا تھا کہ خورشید جیانا	بڑا دیکھیں فروغ زوی بانو
			جھکا جس طرح چشم مائل خواہ

۴۴ رات

<p> لبشک شوق آخرت چہاں چراغ و شمع نے جلوی دیکھا ہوتی محفوظ خاطر دل بہشت یہ کہہ کر ہر لیا بیہوش او چکار رات کم اثرات کم ہے کہو کہتا ہے اب کی دہلند کہ شمع مین کرین اپنا مقام کہا اوسنے کہ وہ دیکھو سیکھا اٹھائی ہاتھ سبب انجی کو کہ ہے یہ کہ وہ متقلیل یہ کہتے کہتے جاوے بجائے مگر وہ تھمتہ باقی تاجرتنا بجایا اتر کر شکر حق کا مین ہنسا کہہ کارستہا ہی چلے یوں جیسے کوئی بیویا فرج سنہ ہوا محو عبادت دکھاتا ساقی ہرچیز کا جوین فرما کہ جس مٹا ہی لغز کو اوس سی فین ہے فکر کنی اوسیکے ہے بھی ہی خوشگ سناؤں اتنا شوق اپنا دکا مین دیو مین ہسبب خریداری ہر جانب بھی شہنا </p>	<p> جو دلیں ہر حالت شہنا پایا نقدق ہونی کو برداستے آسا کہا بانوسے اپنے ای برزاد بہ صورت کیا قابو مین اوسکو اٹھو داماں گل شہنہ سے ہم ہے وہ بولی بعد احسان مقدر اسی امید مین من ہو ہم آ مبارک ہو مبارک ہو تباہ کیا رور رح کے یاد اپنی خلد کو بہا مین اسکی ہی تابیر شہنو ہے دیکھا سو تھی جس کا مین او سر بیچہ کر اک سمت پوچھا مگر اک طرف سامان اوڑھ لیا کہنے اس طرح راہی ہے کہتے جس طرح آرام گہنگار جبکہ تسلیم کو اہل اطاعت </p>	<p> اٹھا منہ سب کچھ کھڑا قدم رنجہ کیا سلطان گلزار مین صدق وادہ گنا حسن پس لطف محبت سو گیا شاہ ہوئی بیدار آخر بانو شاہ بڑا وہ اوس جزیری سی دشت کہ اتنی مین جہاز اک سمت پوچھا یہ سستے ہی ہوا اک ہول سیلا سبب پوچھا جو مینے ناخدا درتیا اسکے جہاز ناہی جسم نام سبب دیکھو خوش ملو نا کنارادیکھ کر کچھ جان کے کہ پائی کچھ نشان کی وجہ مٹم یہ باتین تہین جنو اہل مصل ہوئی لب بند بانو نرم بریم اگر اپنے اپنے آلی صفا شوق </p>	<p> ہوا آنکھوں نے حسن شام کیک نئے سامان نظر آئے نظر مین کہ ہر شکل پر قربان ہو دل ہوئی جب میر دنیا را دنا کا کہا سلطان نمان کے غیر شاہ طبیعت کو ہوا اسطرح منظور بدن ہیبت سی کا نانا خدا کا خیال آئی دل مضطرب مین کیا کیا ہوا بات یہاں سکے مدعا تو آہن کچھکے ہو جانا ہی بریم نظر آئے گا اک تھمتہ آب کہ ادلی نہ ہوئی مشکل کتھا ہوئی کم و کوسے مین الم کہ ہر شب فی بخشی حسرت مل اٹھا ہر جاے سامان فراہم رہا اسید فرنگا ہی ذوق اوسے بقول خاطر نے کا جوین نقدق عاشقوں کے جان او سر اوسیکے ہے دل شتاق مین کہ اس قے کا ہے ہر سنا ناہم بڑے آہکیلیون سی بڑا گرہ سی کس کے آئی جہر ہر ٹہری کثرت گہری ہر شہنا </p>
--	--	--	---

۴۵ رات

<p> بھانے ہی سیر سوز جگر کو وہی دی ہی ہے رونی مین کو اوس کی واسطے ہی بیہزار دکھاؤں اسطرح خرقہ اپنا کھلے ڈٹے درنا یا بکلی تماشا بن گیا داماں آفاق </p>	<p> و نور شوق ہے قربان او سر وہی ہی مولس ہر صفا شوق خدا را وہی چمکتا سا کوئی ناہم کہ جب دھج شل عادت یا زمر و مل نیم عمدہ الماس برای دید آماشا دیجاہ </p>
--	---

خزیدہ جسکے چہ نماظر میں آیا عروس آرزو نے کچھ دھمکے ہوا سید کبوسے رنگ لایا توجہ شہ فی سری میں کے جس نے نصرت شوق کی فراغت پاکی سوا شاہ نشانی جنگا کوشاہ و بانو کو نڈارا سراغاز پر آئے کہا نے تھکا تھانید کے جھونکی جوا جب میں عارض خسار شوا گرہ کہلتے ہی تیرے مدحا زمین نہ کہو پتیل کے گمان وہ گھوڑا ہی کہ جس پر تیرا ہوا گر بنگے رونوا و کو دھن گنا اوسی میں ایک شئی ہوگی چھوڑ مگر نام خدا اوس میں نہ لینا کہا تا جسطع سب پیش آیا ہوئی کشتے اوسی غم دنیا تیکے جب دست پار کو دھکا نظر آئی نہال سبز و شاد کہا دل نہ یہی کوئی جزیر تو سجاد وہیے آنا ہی اوپر کو سینے اور سب بھائی کہا	پہر جب کہ کو تھو تھامہ لایا نظر میں پہر گئے قدرت خدا بشکل عکس کیسے و سکویا ہو میں نے آلی آغوش و بغل کے احازت اور کچھ فوق کی کے سب کے دلون پر جب پریشان کہ دیکھیں قدرت حق کا شایا کہا نے یون عن فی جان تو قدرت فی عجب سب کو دھکا منیای ریش ہر عکس فلک بڑی رحمت ہوئی پھر خدا اوسی جا تیرے ہی پریشان نسایت ہی غصہ آفرین خوا کسے صحت سی کہ چھوڑ دینا اوسی پر پیٹھ کینہ کر بعد تردو کو نہ دلیں راہ دنیا گرا نیا نصیب رنگ لایا میں سطح آب پر گہیر کی پیرا مرد کو آگے قدرت خدا کہ جب کے دید سی خاطر ہو گیا مرویران ہی انسان کے چرا سینے ثابت ہوا طول نظر کو اگر ہر آسان کی خبر دینی	کشا آخر وہ طولی تر شوق کہ میں نے وہ لباس نور افشا تیکے اعضا و لون نے چا لپی آ نظر کو پہنچے جو سوئی رو باز پوس کے دلوں مقصد پکا پکارے بزم و کامان خبرا یہ سننے پہ جو بیدار باہر کہ اب اس طرح کہنا ہے قلند نظر آیا سب سے اک مودیہ کہا جسے کہ او مجبور و مہیا تباؤں جو عمل میں رکھتا فراز کہ وہ پر ہے وہ تصویر نگاہ و نو کو یا ہم اک نشانا کے دم بعد کو کا شور و دریا وہ یونیا نیکی بیکو ہوئی طلب یہ سننے ہی ہو گہیر کی پیرا کہ چلتی آتی اوس کشتی کیا کے دان تک رہا یہ سال تر ہو از تند کے جو کوں لگیا نرخ و شترنگ بے دہشت یہ کہتا تھا کہ کہا کو ہزار نوازش بخش اب میگہ لکھی کہ بہ الارا نے کچھ گناہ	سمیٹا ہر سہ پر نونی ہر زمین جیسے دوہیں تھیں ہر اتہن انگہین نظر آئی گشت ہوئی خورش و بکری باغ خزے جو چاہے تے دل پہا قرب آبا زمان عرض تھا ادھر سلطان ادھر آفریم اوسی رستی سی میں پہنچا سرا با ظاہر و باطن حق کا گاہ سار کہ تجھ کو یہ کیفیت خوا حافظ حکم دیکھ آگے بنانا کہ جب کے حال میں قاصر ہی تھا کہ تار و جالی دنیا میں شانا کہا یکتا بہت کچھ زور دریا کہا نیکی سقر روی طلب کہا جو کہہ چکا تھا مرو شیا خدا کا نام کھلا غصہ سنی اچھا کہ مثل خاطر عشق پہ نظر سب خوشک میں بہت پاک اچھا ہوا چنے قواک جو بن کہا نسایت دور لیکن کہ کس خوا ہزارک سماع کی لیر آہر کہا باہر فلک و رنگ اچھا
--	--	---	---

کہا خاں کی اسی شاہزادی
خدا را عفو کر فقیر سائے
بہت کچھ تو کی تحفہ ہر دم
اٹھاپے جام کو تاخیر کیا
خبر دیتا ہے یوں لطف و شاد
اٹھا سلطان بر گشت آفتاب
کہ اتنے میں وہ کس عجز نے
چہ جسطرح حاکم سے گہکار
کیا منہ عزم شہ سے سوی قلات
نہایت شاہ نے رات طلب کی
کہا سلطان نے بانوی کہ انج
کہ آیا وہ جہاں آخر اوی جا
کہ دیکھن قدرت حق کائنات
جہاں اوی گیا لنگر اور تون
زمین کو دی رنگ اور زمین سی
پہر اسکے بعد اک لشک کو کلا
کیا سہ و باہر آکے رستا
میں آنر اٹھل سے پونچا اوی جا
وہے لٹکا ہے او سین سدا
کسانے گہر میں ہون سلطان
یہ انداز سخن تھا جلوہ آرا
صدای شست آئی ہر آن
چہا پستے نہ ساقی نشین گ

اگر رخصتی سوون نہیں آ

کتا بہتر اسی محفل سے سامان

۴۶ رات

کہ رخت کسی صورت نہیں کم
کہ ہر دم گہنت می ہی رہا
کہ محفل سے ہوئی جب شہ
گر دل قصہ باقی کا شہ
روای فیض ہر آسٹ
نہ تے گویا شکل سخن جا
کہ دیکھے جلوہ بانوی خاں
کہ اس عی میں بڑہ کر غریب
اُسے وہ اور بکری اڑا
کہ جسکا میر دلین غذا
جو اسپر لوگ میں کرتے میں
و کیا میں صنعتیں اکثر اور
بہت کچھ سائے قدر کا
خدا و آب کے نقشے جہا
کہ وہ طفل او سین سنہ نکل
بہر صورت زمین کو جلد کہو
نہایت خوبصورت یار ایا
سفر کچھ کرو بچا خراج
کہ شب کا حسن کچھ چوری
لب سا عرب دنیا کو چسے
طمانعہ سے کہ تکلف سخن ہو
جال صبح نے پیدا کیا دوز
جو گذار دن تعلق میں جان
جہاں فی دھوپ جہاں نام
سیا بنم رنگ ابھری نکاسے
سار کا وکی ہر سو ہوئی دھوم
کے پرتے مثل یاد دیرین
سنو کہتا ہے یوں نا ب قلند
چہا میر سے او کی جا بجا
یہ محکو فکر تے ناگا وہ لو
غلام چند ہر او سین سے آس
یظاہر تھا وہ تہ خانہ مقرر
پس از چند پر سڑک وادی تڑ
جدیر سے آئی تے لہجی ہی
اثر کر او سین دیکھا اک مکان
مجھے دیکھا تو دل میں ڈر گیا وہ
کسین با تین نشینی کی جو جہا
لب بانو ہوئی خاں شہ شہ

۴۷ رات

ہو اوی شوق میں جیشیں لیں

صدای راسخ نے خان گنج
ہووس پہرے گریبان گرج
سرون میں مغر تون کی
دفا می عرض پیش بھن ہو
پکارے دیدہ و دل شہیم ہو
اٹھائی لطف ہر استخوان
اوسی پراول و ابھنم کیا
کہ جیسے سایہ گیسوی پیک
مناسب پائی سار امیر
جگا نے وایوں دیکھن
کہ جو تہا حالت ابتر سی
عزیز اک نخل تھا اور شہ
نیا کر اپنا اپنا اک نیا جو
ہو انا بت کہ کچھ گاہ ہوتے
کہ آتے جاتی تے او سین
نہیں معلوم کیا تبا و کی بچی
چہا اتنے میں ان سیکل گئی
وہاں موجود سامان جہا
بظاہر زندگے میں مر گیا وہ
تو اٹھ بیٹا وہ لیکن شہ
اٹھے محفل شہ سامان
روای نور پیلے آسان
زبان سخن خستہ ہو گیا

کبیلن عقدی سخن یار تو کھک کاسینہ تارون سے ہوشا قرب غم طلب جبکہ آیا ہوئی طاهر کمر باطن محبوب شہ ذیجاہ آیا سوئی خانہ پے بیدار سے شاہ خوش اوتار ملا چوچون گوش شہین وہ بولے اب قلندریں کیا کہا نے کہ کہیے حال کیا بیتہ خانہ نہیں کوئی سجدہ بسر کرتے ہو کیونکر اپنے اوتار خدا محفوظ رکھے اس کا سنے اس طرح کے جب بھی تو	امین اس طرح پر کھنکھو مزاج شہ میں آیا جوش فضا تراکھوں نے نیا سامان پا کشید دل ہوا ایسا حسن و عجب لے ہمراہ اسید فضا ہوئی اس طرح گویا کیکر مہبت فرغت عیندی آنکھوں پا کہ جب لشکریں میں راج کیا بظاہر کوئے غنچہ سے کہ اسکا اول انجام بد کہ حسین دن نہیں جیت گیا ہمیشہ سامنا حسین شہ کیا باتوں نے سیری کا فزون کہ کیا کیا پیش آئی تیرا حال دیر کی حال کی اب کچھ خبر نہ غریبون پر غایت کام و کا نہ تھا تقدیر کا انجام معلوم کہا گبر کے اوسنی بی بی اکیلا بیٹھ کر نام خدا لوں ہو فرزند کے ہوئی ہی گاہ سنا یا خواہ میں جیسا پا کہ کم بخت کثرت امینہ و آ تتا بخش طرل مدعا تھا	کہ جیاد میں اس لیے چہر چپا برہا دیکھا چان کا کارخانہ کہ شل مردک شام سیر ترد میں لیا لطف چان کہ قرب نصف شب سو یا آ نہیں کچھ رات مخروا سہل اٹھا بانوسے فرمایا کہ کان وہ طفل نیم ترسان کچھ ہوا اگر اوس مری میں میں خبر ہوا اس میں نہ اس میں نور خورشید ہر اک دم تیرے سے سامنا نہ ہے وہ درست شگون تھا بدل سامنے ہوا طفل بزرگ عجب حیرت فراہم ہوتا وہ تھا اک مرد دولت مند و زور غلام اکثریت خوش و طر حدار ہمیشہ فکر میں کہتے تھی تو کہ طرل زندگی کا کیا ہر سا اسے مضمون میں و سکونید مکر ساتھ اس کے لفظ عمر تھا یہ فرقہ وہ اس کے جتا کرتا پر بولا نہ اچھا تو کیا دو کہ وہ شب صورت فراموش	لکھنؤ سرج پیش چشم آیا کہ استے میں و درن شل لسان اشتیاق شگ چپا یا نور و آسمان پر ہر بعد اہل برہم گنگام یہ لطف بزم ہے دم ہر کا قلندر کے سنا و جان کہا حق رکھے تم کو خارا باد عجب کیا سہل ہو تحلیف شہ بقای زندگی کے خاک جد ہر جا و اندہ ہر جا سجا جو تھو دھن کر گبر کو سد ہار کہا جو کچھ سنا لہجے کا ارشاد سر اسر شکر لطف آسان جہاز اور کو میاں سکی تیرا تجارت کا ہر اک سو گرم بانا ترد میں ہر سہرتے تھے مید مال زرد رنگی سا کھڑا مشیت نے نہ صورت کہا خوشی میں سچ سامان تھا الشتاق میں کہ جوش بدل سچا ہی شکل بخوبی مجھ وہ نے کیا رنگ صحت کشا
---	--	--	---

۴۹ رات

فدا بری لطف سانی روح شیش	تسا ہے کہ ہر چوین قدم کو	میں اکھیں اوسے نقش قدم	بہار زندگی کی کیفیت شیش
عنایت کی ہر دلی میں چوکو	ارادہ نکل کا جی سی نکل جا	اجازت رزینوں کے ہو جو کو	کہ جسکو کچھ محبت ہے ہی تم
کرین وہ نشین جن کے کہ شرم	مزاج خاطر مشتاق ادا د	بڑا نہیں ہاتھ سوچی علم لبریز	سے یوں علم شیشین کے گلو کو
کہ قفل کے صدا و سچ کہ شاد	کہ یارب تاقیات فیض پاتے	بھوم کیفیت میں بریں مضار	پڑی ہم پر نگاہ و رحم میر
پسین سے یوں دعا دین بہر	تو یوں لفظ سنا لکھ لکھ	کہ وقت صبح وہ شاد زمانہ	زبان سامعین پر پاتے امین
نوجہ جانب مطلب جو پائین	بڑا نا دیکھے سیر سب سب	نظر کے ہر طرف خلق خایہ	کہ جو تبا آرزو مند فانی
پے شغل دل مشتاق و بیتا	تو دیکھا پرتے پہلے دن کا	میں ہر کو اس نہ پایا	نہ ٹھہرا عقب مضطر ایک صابر
کلمہ کو دی جو گردش سوسلی	ہو امین زمین سے شرم لوز	چسپا جیسے کوئی بار جو آرا	مترتب ہم طویل عمر آیا
پس از تا حیرتِ انفس و فر	فلک نے اور ہر سامان کہا	بڑا سلطان بقصد دید با	رہانت کش امید فردا
شباب شام سوسوی اوج آیا	برائے جو صلے ہر دیکے	طبیعت میں جو آیا میل آرام	عیاست اوسکو پایا نثار
لے یو سے جمال نور زکے	پجاری کے خدیو خوش نزل	ندارا چشم غفلت دوست	ہوا خوابیدہ بالکل بام
رہے جب رات تھوڑا بل نکل	کہا بانوسے ہاں کہی و معنوں	وہ جو کموت سامان دستے	کہ رسم عرس مطلب پڑا ہو
یہ سنکر شاہ جاگا مثل فروت	نخا میں دیکھنے والوں کے قربا	زمرہ رنگ ہر برگ خوش آستو	بیان کچھ کی رہے کچھ اور
نہال باغ سب بقیثش افشا	برابر جلوہ گر ہر سو نمودار	کوئی گل شل رو ماہ لڑن	خبر کے شش مثل ست چرخ
چمن کی پہول مثل عارضہ	کسے میں اور ہے موت کی ٹول	کسے میں سب طرح کے رنگ	اوداہت میں کوئی نہ ٹول
کوئی خون جگر کے طرح ٹول	جو لیا میں دل شائیں قابو	لوا زن با جبار غافل شکر	کسے میں الگ جلوہ تولا
کیا اب سے ہر زین ہر اک سو	پہل جانی نظر وقت تماشا	مناسب ساز و سامان جا بجا	ہر اک کے ہر جز کا چھینا ٹول
سکان مثل دل عارف مصفا	کہ جسکے حسن پہ سہیل نظر	ہر اک بارہ در کا شائے لوز	کہیں کہتے طر مس سب کچھ
منہایت باخلف فرش سارے	ہو اسی شوخ کے جو کی با	دل عشاق کے آہن نواز	میسرے کسے کو صحبت تو
جو ہم ماہر دیان بہر قدم پر	نظر کو دیکھتے فرصت بہت کم	تقاضا ہی محبت شدہ دل	دو نور آری کے کہم تو سر
مزاج شائقان حسن بہم	ہوس معز و جوش شوق بیک	ترنم نامہ لبر ناز بنین کے	تال ایک لمحہ سخت ٹھکل
ارادی شوخیوں پر بصد تال	نظر لپٹے جو رز آسمان	تو شب کو غنہ افلاک پایا	خل انداز رسم کشیر دین کے
چید سامان لطف دینا تال			سفیدی پر جمال خاک پایا

۵۰ رات

ہوئی ریختہ سامان محفل
 شہر ساقی کہ تال پہ نیراد
 نظر پاکیزہ گسٹنگ ہو کر
 ہوا ہی بادہ پہرنا نہیں ہے
 چمک ساغری آنکھوں کی گناہ
 خدا را بتورساتے ہر گناہ
 کہ لب شب پر چہا دراز
 بکامین بڑہ کی لپٹیں ہر وقت
 کہ چلیے ویدر رخسار جہان کو
 چرائی آنکھ مہر آسمان کے
 زبان شمع نے پیدا کیا نور
 یکے نقل دہن کچھ خند ہم
 کہ فرصت کم ہے اسی شانہ
 بیان کرتا ہے عیہ سامان کو
 قریب ختم وہ تقریب آئے
 عیہ پیدا کیا حق فی جہان
 عیہ سزورہ ہوا مینوں کے
 مگر کہیں کا رہا دلیں پیر کے
 غرض جب ہو چکا شاد کامان
 پیر نے خواب کا اسی کہاں
 سنا جب عیہ ہوئی تیار محفل
 وہ بولا اس تو دسی ہونے لگے
 نہیں جو وہ بہشت کی سکونت

غرض کہتے ہی شاید طبع شاد
 برہے پہر جان بیدار ساغر
 خیال خدمت زاد نہیں ہے
 کہ برائے ہمارا دعا جلد
 کہ پیدا ہو مزاج ان سرے
 ہو احسن قریب صبح مشہور
 لگے پیدہ ہوئی وقت نصف
 ذرا دیکھو قریب آسمان کو
 دیا دہند لاسا جلوہ ہر مکان
 بڑا گھر کے طرف سلطان شہر
 پس زرم ہوس ہوا آبرم
 مناسب ہا کہ سینے کھینچ
 کہ جبکہ لطف دین عالم میں شہر
 گئے یہاں گھر فرصت جو پائے
 خیر چو نہی جو گوش دستار
 نکالے اور جو باقی تہہ رانے
 کہ دیکھیں لطف کیا ہونے لگے
 پیر بنا فکر سے سرد گریبان
 کہ اس اندوہ سی سینہ ہی پالا
 گئے اختر شناس ستارہ کلا
 تمہیں تجھ سے وہی ہرگز
 مگر بعد اسکے پیر بچہ سامان

گئے گھر اپنے سب یہاں محفل
 محاط تو رہے ہزار جی ہے
 مری دستے دین طے آؤ کو
 کہ مست ذوق دین جو ایام
 ٹپکا جاتا ہے تن دل کی ٹپک
 کہیلین اس طرح عقد آرو کو
 ہوا رتار عالم حجب شفا
 طبع اس طرف سلطان کے
 ہوا ہلکا ہلکا عکس اس
 نقاب تیرے سے چپ گے بام
 ہر اک سامان محفل خوب پایا
 سخن نے لپ کی یون تہہ
 کہا بانو نے وہ لعل خبردار
 کہ اس سے میں بدلا دور سے
 ولادت کے نظر آنے لگی طر
 کہ لومیا مبارک نیک اختر
 ٹپکی انبار زر ہر بام و درے
 طور خواب رخ مدح ہے
 تردد ایکو کس بات کا ہے
 تردد کہو میں جو گدے سے چمکا
 کہا میرے پرے کیوں کیا باد
 کہا چہا نہیں مست کا لیکھا
 تو پر ہونے تک جی خوف غلو کا

یہ لکھ کر کہے وہ یار یاریم کہا بانو نے بس شاہ آواز یہ سننے ہی ہوئی محفل پر عرصہ نا آشنا او سرستے کہاں کھنقہ شوق جو میرا نہیں بہا ہی کی پارستے وہ شوق وقف گفتگو ہو کہ جب گزری ہشب و صبح مرا دین اہل حاجت کے ترائیں جو عکس مہرے روشن ہویتا نگاہیں تنک کے آنکھوں میں لپٹیں محفل میں آکے چہاں ہی لگا ہوئی جب ہر ہوش حسرت کہا فرمائیے کل کے کہانے کہ میرا یاب دلین پہر بھی ہویتا بشر کو مضطرب ہوتا، بیکار یہ لکھ کر پرورش کی تھی جہاں سہ شام تک مشرف تھا رہے چاہیں نہ تیں میں جبکہ کیا سد و درستا ہر طرف ہو اثابت کوئی سلطان مضطر قریب بدعا مضمون جب آیا سحر چکے ہوئی خاموشی میں بانو	رہا میرے پر کوثران غم فراق شب طبیعت کو ہلاکت ۵۱ رات ہنیں گستاخہ اتنا وقت با دکھائیے کہ ہو انک بار یہ کیسے بات غیری لیں سحر انسا نہ ریز آرزو ہو شعاع مہرے ہنرند کم کے دکون نے آرزو میں اپنے پائیں بظاہر نور کا دامن ہوا تھا تنائیں سو آرام لائیں مزاج یار کو محفوظ پایا پجاری حاضرین ترجم قبول وزاد یکہین سخن کی نوجوانے کہ آخر تا کجا یہ برج بجا خدا کرتا ہے آسان کار کیے موجود ساری ابدل جان بشکل جسم و جان بوف مست تو والد نے مری اکثر نعم کہ تا کوئی نظر بھکونہ دیکھے کہ روش میں جسی لا تقد تو زلف شب کو برہم جان پایا	نہ آیا تاف تا ماہ انجام اگر کل کس سے گی رشتہ بانو ۵۲ رات وہن خمیازہ کش ہے کوئی جان نظر آنے لگا نقشبیک چپکنا ساہین کو کوئی سنا ہجوم جوش مطلب گد گد کہلین اکہنیں ہوا بیدار سلطنت رہادت کرم تا شام حالیک ہو اتار یک مثل ابر گیسو بڑا سلطان کو شوق پائے پس تکلیف غبت بہ آرام کہ حضرت وقت بیدار آیا وہ بولے اب وہ طفل است پہر و سا چاہے کرا خدا پر نہیں نہ حکم حق طاقت کی کیزین خوش سلیقہ دایہ ممتاز عرسہ انتہای چارہ سال اسے دریا میں نہ حانہ بنایا مگر اکثر سنائیے پیر سے وہ میر گل کا باعث ہوشیک صد ارضت کے آئی ہر طرف	کہا اوس شب کو جہاں تکلیف تو پریم اور پہنے نیلو سنا نہ وہ سامان وہ چھلین زنا رکھ اپنے ہوا خواہوں گام سب کو جوش پیہم ہو گئی کیا کہ راحت پا کچھ تو لب لب کہا نے وسط جسد کہا نے بڑا سوسوی خلایق پر جان کہ اتنے میں وہ عیان غلیظ چہا نظر دے حسن نیم ابر اشا حاصل ہوئی تکلیف زانو ہوا خلوت گزین منت بام سنا سلطان بانو کو جگایا بیان کرتا ہے یوں کفایت وہ بہتر دکھائی جو مقصد جو کہوئے کچھ حسبت ایک ہی ہر اک اپنے طبع پر واقف از رہا عیش و طرب کا ایک جہاں بہر لحاظ جان بیاں مجھ لایا کہ اوں آخرت شاموں کی سوا اس کا خوف ہو جگایا اسے سامان آہ اپنی سنا بہا سلطان ہی غم سی ہوا بانو
--	--	---	---

پلاسائی نشیے ارغوانے ہوس پر ریشم جام پہ کر دے آئینہ ہونی سب کرا کہ اتنے میں وہ اوج روزگار شباب شام فی جون کھلا محل میں اپنے آقا شاہ پوشا کہا بانو سے ہاں جی ہا بیان کرتا ہے میمنہ جی مجھے اس کی دلی لکھتے ہر دم غبطہ اختر شاموں لبتایا مجھ دین سچ کر میں اس کو بتا رہا اب لیا صاحب ہر کھستان میں کہی کہ کھانا کیا زوجہ نے گھر میں پیرا قتلہ را ایک مرد صا دل کہا لوگوں سے مجھ کیا اجرا بتاتا ہے خلک کا حال کمال وہ نادان میں جو کچھ تہا ہر سودا و فضل حسین تو دہنوں سین جی سطر کی اپنی بات غرض تاج سچ سمجھا رہا کہ اٹھا کس نے لہ نہ زمین ہوئی خاموشی ناز و بزم	کہ دیکھیں کچھ سار فوج تھا میں بان کو گنگو کے زمین آئی نظر پاکیزہ دامن سو ہی پتے ہوا افتادہ کن نظر کے سے جو تھا نہ پایا پکاری اہل محل خانہ فراسے زبان سے پرستنا کہ وہ شاہ پریشان میں ہوا نہیں ہر ربط خاطر اک گہری جو ڈر کر باپ تہ عالی میں آیا کہ تے راز پہاں مجھ پہ ہوا ہوا شاید وہ ات نہ فرما سناؤں وہ تہنیں لہی نہ جاتا ہوا آخر نحو ہے پر ہویا بطاہر ناتوان حال شکل سناسب حال فرمایا بجا گزر وجہ کے تہا دکھڑی غل غبطہ گوئی یہ صادق جان لیتا ہر عقل شیر زمینوں پستہ آئین مر سمعول گہا نہج قل اسکی پہن میں کھا کچھ بوز شعلوں کے پیر	جال آرزو جو بن پر آیا وہیں شیشوں کے راہوں پھیرا عبادت سے فراغت پا سلطان میں از نعمت کھا کھم من ل فروع شمع فی روشن کمی گہر پس از آرام جب وہ فوج آیا وہ بولے کھ کچھ کچھ لعل حال گزر میں قل کہ کیوں کر دنگا عطا کی ہے وہ موت سے منگو تجوئے غیب کا کیا حال تہا اگر اس جرمی میں من ہون شہ نگہ سے یا نظر سے حال اسکا حکایت ہے کہ تہا مرد خوش زن منوہر میں آئے نیک گزارا اسکا ہوا حبلا ہر طرح قریب سے بنوئے کو لایا نہ آئے غیب دہن کام سے سنا اور دن کچھ قیو کال بنو جو خراہش نادان کہا سچ ہے بجا ہے سب شہ حدیث پند ہستی یون جلوہ آ کمی کے تلخی می فی دہن میں	نہا کچھ اور مای دل میں سدا فراج مدعا یون کچھ رہا رہا صرف و دید ساز و سدا ہوا آخر شکل گروست سال تپش پر آئی وہ دل سے چھوڑا نوشور اہل محل نے جگایا تو مجھ مرد قلندر نیک نعل غرض کیا خون کر ن پر جو کہ جو دیکھتے خدا حسن وہو وہ مشرک میں جوابی بات تہا بخوی جالے میں حال تہا کہ اکثر لغو میں اقوال اسکا کہا نے نجات آو کی جو شہ زمانہ گنگو سے انکی تہا کہ جس جا جی بھیب بھدی کمال شوق میں یون لب لہا کہ سب اتیر ہوئی آرام سے پیری مایکل طبیعت کمال کہ جیسے باپ تیر اتہا پیرا کیا تے جے اوں عم سکی آرا فری ہر طور کے باہم تہا جکے شہریا کی ساغر میں دکھایا آسمان نے اور عالم
--	--	---	---

نہ پہلا دل کسی موت سی ستا	سب کو دیکھ دی کچھ ہر جا	نہ ہوا وہیں خوشیوں پر نظر	نہیں دلوں سی لاکھ ہر جا
علا سفہ سی کہ لب تر ہون کی دم	نہلج شوق ہے عری سی بزم	تبا عین ہے تصدیق	نہیں مرغوب کچھ عالم کی آ
ہوس کر دی سی یہیں بگاہیں	مردن کی کین پڑا زمین میں	زبان سے جوش مطلب کھڑا	یہ کیوں تاخیر عرض عکا
پلا ایسی کہ عالم ہو فراموش	سخن بن سکے ٹپکے کرب جزا	بیان پہلے عرض سال با	دکھائی رنگت یوں قاربا
کہ جب ظاہر ہو سب کی بخت	بکھل روی پلانج جس تیر	برٹا سلطان بر سر یہ عالم	نظر سے جانب طرا ہر دم
قریب شام سیرن کین برابر	عزوب شمس کا تار دسیان کثر	یکایک مہرنے عزم سفر سے	زمین پر رخ کیا پیش نظر
فراز بام سے جلو ہوئی کم	نظر آنے لگا سامان بزم	پکے کے عکس سوی عارض نے	انقاب شام نے پوری کیا
نگاہیں دیدی سٹین برابر	عاب شوق سی سینی ہی	کراتی من مہ شاہ بزم شام	پس از دیدار حسن دی فاقہ
حل میں آگی سوا چند ست	ہوئی جب نیندی سی حال کثر	کہا بانوسے صدی لالہ	وہے فصل سی سامان بزم
تنہا ہے کہ زیش ہوش کے	سین پر کہات لہر جہنم	وہ بولی اب قلندر کا بھار	کہ خوش ہو کے وہ طفل تنگ
گلے سی میری لپٹا جوا کثر	گئے خاطر سی سار جہنم	بس ہوئی گئے دن بعد آرام	ہنسے لب پر سحرے نام شام
غرض کیساں نہیں ورنہ	بدلتا ہے سدا دور زمانہ	فلک ہی دوسرے تخلف آرام	تسا لبر نہاں سنا کی بزم
بجای سی ہے سم کی سبیز	نویہ مرگ ہے ہر گشتگوین	سہنا تا ہی کیسکو گزرتی	تو کہتا ہے ہمیشہ خوار و مضطر
لبا ہر دوست لیکن مدی ہے	پہلائی کب کسی سی انی گئی	تضار اکید نہ طعل خوشو	کہ جسکے ہر ادا میں لاکھ
بہت بشاش عینا تادی	جوانی کی انگلیں طبع میں آ	کہا تھے کہ وہ جو خرچ میں	کہ چن آیا ہون چنگو طاق میں
آرا و اوہین کو چہری	کہ کہا و گناہین بقیاب ہی	اٹھائیں اور بڑھایا تھ کیا	رسانی تھے وہاں بزم
کہ قد چو تا وہ طاق و بجا یار	نہاں سے رہا میں سد نیادہ	کہا اوئے اتار دم آچک	نہ بیٹو سطح مایوس تیکر
اٹھائیں اور ہوا غم صم	آچک کر دیے خرچہ بزم	نگون ہو کر گری مان چہر	پڑی دل پر قرب بشت شہر
وہ نقل نازنین مجروح ہو کر	ہوا مقتول شمشیر سحر	مجھ سکتا کیا رب تھ شام	اصل کے لطف دیکھا گیا
خیر تاجو دانگیر جسکو	شہجاتی تھے کچھ قدر بکو	فلک کی شراب آشنائی	ندامت خیز سدا عاتے
گر جز صبر کچھ چار اندیکھا	طبیعت نے نبھایا اور کیا	یہ طرز خوش زبان پر تھا کثر	اشاری تھے سخن کے لذت
کہ اوس شب کا نہلج شوق ملا	ناتانی ہی اپنا ذوق ملا	گہے در و بگر کے طرہ رستا	بجاری حاضرین بزم بہشت
ہے پروئے غفلت و غلامی	فلک کے ناز خاطر آ	کہ آکھنوں کہ نیندوں کیا	ہوئی محو درو طبع خرسند

اسیہ دنیا دساغرو برستو	مزی حسرت کے تیکے لنگھو سی	قدم گردش میں تیا بی جوتا	زمین کی دولت پا بوس پکا
کہا خاندان کی اسرا بی تیا آتا	فلادت مالی کی کل طبع شانت	مواقت گرما دور آسمان کا	تو سامان ہوگا پیر غنیمت کا
یہ باتن تہن کہ مری سچکا	۵۴ رات		نقاب شک اٹھا ہریش کم کا
تہ جاسا سی اہی پہلوی ہم	کتا ب آگیا پر قلب مضطر	ہوس کے جوش کی تیا بیان	مزدوں کے دلوں کی خستہ ترین
کہ یہ عالم باب مفت پہنکا	خدا آجا گتری اب کون سی	کہ ہر جم ہون دنیا ہو سداغرو	بڑھین افسوس کے احسان بھر
کہان کی توتہ لاجپکا دہن	کہ مضرن ستیا کج بین	گلے دل کے لفظوں سے سدا	دکھائیں گفتگو کے کوچہ
زبان پر طلب افسانہ ہے	سحای ولی یون شش پکا	کہ جب چکی سحر او چپکے گت	کے سلطان اپنی جی سی
کہ چپے دیکھے حال زمانہ	رہے نعل صفہ رخانہ	بڑا بچہ سوچ کہ تہ سیر ہو	کہ وہ دن رفتہ رفتہ مثل گسرو
بڑیا تادیر پر تیا کچھ لیا	کہ جیسے عاریس جاناں کا لفظا	چہا چشم جان سے تہ نوز	ملا گیرے ہوا عالم کا دامن
وہ مکی مکی رنگ کی سکا	کہ جوا کھونکو سکتے کم جکا	گرہری چاروں طرف سے شوق	تکھین دیدیں شہ کے کچھ اور دوق
کہ اتنے میں محل کست سلطان	بڑیا با کثرت شوق پر رانا	نظر بانو پ کے دلین ہوا	کیا جوش محبت نے دل آباد
فراغت پائی برکار ہوس	ہوا تنہا سار میں و پس	کہا کچھ ہوئے پیر جاگنا	ہوے شوق میں ہر چشم دوس
یہ سوچا اور بر آواز آہم	ہوا شریف فرمای لبام	رے جبات ہوئے عقل آرا	بکاری شب کہ اسی سلطان
زمانہ کم رہا ہے کم رہا ہے	دم اظہار رسم مدعا ہے	سدا جاگا خدیو حسا ہوش	کہا بانو سے ہاں شتاق شوق
کہو کہتا ہے آگے کیا قلندر	وہ بوسا بکہ تھا وہ ہم سی	بیان کرتا ہے بعد شکار	نہ بلا جب جوم بھیرا
طبیعت کی کہا ہونو مکی	سدا کی حکم میں ہونو کسکا	گر چندی تامل ہے ہی لزم	کہ اسکا باب تھا میں شام
یہی ہی تمام سال کا	وہ جو بان ہوگا اسکی حال کا	ذرا تھرو کہ کیا پیش آئی	تھک کیونکر اوسی سجا کچھ
یہ باتن دل سے اپنی کر پاتا	ترو و خیر حکم مدعا تھا	عرض یہ خانے باہر جوتیا	طبیعت میں جو کھنکا شاد ہایا
کہ سینے باب دوسکا سخت پکا	ہنایت بقرار چشم پر آہ	جہاز اک اور غلام خدیو ہا	چلا آتا ہے دریا میں اوسی آہ
نظر آیا جو یہ سامان محکو	ہوئی مشکل بپانی جان محکو	ہنایت جلد تہ خانہ کیا بند	اوسی صورت سی پہلے جی شہ
بہت مٹی سی دروازہ دایا	وہ بانے پیر فراز نخل آیا	کہ اس عسی میں ہو ہی گیا	پریشان مضطرب خاطر میں
غلاموں کو در خانہ کہو لا	انہیں میں سے کوئی پشیا لا	کہ کچھ در بھرا کہو دھوا	نظین معلوم اسین بید کیا
یہ سنکر پاپ اوسکی ہا	چلے تقدیر جو کچھ دبر دلا	بڑا عہد آپ بعد اوسکی غلام	نظر آئے دمان جیسا اور دلا

تو چلایا کہ اسی جان پریت دل بیتاب کرنا تھا اشارا سوا حسن فلک سے دل ہوا نہ سمجھتا دغا دیکھا بھٹکا چھلے چھکے غلاموں نے برابر میں صد فی تھپہ میں قربان ہو	مری پیکری نور لطیف کہ لاش کا کر دے تم نثار غایت کی بڑی تحفیت بند کہ گیا اکدم جنیا ہے و شوا ذرا سینے میں ٹھہر اقلب منظر کہلین اکھین کیا بھید نہ غنا	نہ دیکھا کہ دنیا کا تھنا اکلے ہم رہے جو فلک سے بھید ہوئی ہوئی صوت مثل شوا فلک کے مرگ کے بچ و قوی کے سخن ہفت زبان تھا اس طرح نہ وہ سامان نہ وہ ستارہ جہا رہا مطلب زبان پر شوق دلیر
تباہی مافی پہ ستر کہ جب بخت سے کہا سب لڑیا سب کے بخت کھیلے پکی لب علم لے لے تازمان دور باتے اتے تابار جام کو رنگ بہلا ہوا تو ساقی کچھ عداک بیان مطلب فروش انجمن ہے فراغت پا کے سامان جہاں غرض دن بھر دیا انجمن ہر کان کمر بستہ سفر پراں جہاں ہے	نہ دیکھا زندہ اکھنوں سی پر یہ کہتا تھا جوش طبع عکا مگر افسوس میں زندہ ہا کیوں یہ کہتے کہتے آخر کو عش آیا کہلین اکھین کیا بھید نہ غنا نہ دیکھا زندہ اکھنوں سی پر	نہ دیکھا کہ دنیا کا تھنا اکلے ہم رہے جو فلک سے بھید ہوئی ہوئی صوت مثل شوا فلک کے مرگ کے بچ و قوی کے سخن ہفت زبان تھا اس طرح نہ وہ سامان نہ وہ ستارہ جہا رہا مطلب زبان پر شوق دلیر
۵۵ رات	۵۵ رات	۵۵ رات
جسکے گردن اہی تیشون کے پیر ترقی دست تیشانی کی بستہ دے تے تابقاے بیقرار نکتم تیر پر شمس سے ہر سہوی بجرم شوق دیوانہ ہوا ہے کہ بیا وں صبح کی آغاز پایا کہ نہ اسانہ جلد انانہ کا تھوڑی بچی جو صوبی ہر شوق شعل ہمارے رخصت یہ لیا	ہمیشہ سب غلبریز پایا ہوا دنیا میں پس تو بندہ نام دے تے تانیا سے فیض سے اتے تاملید خاطر رنگ کہ دل راست کی کیا کینا زبان اس طرح معترف سخن ہے کہیں گے اپنی کج آرام جان کیا آسان تھا جہاں دشت ذامت زان اشاری ہر کان	نہ دیکھا کہ دنیا کا تھنا اکلے ہم رہے جو فلک سے بھید ہوئی ہوئی صوت مثل شوا فلک کے مرگ کے بچ و قوی کے سخن ہفت زبان تھا اس طرح نہ وہ سامان نہ وہ ستارہ جہا رہا مطلب زبان پر شوق دلیر

کچھ شہ تھے مصروف تماشا	کہ اٹھانور سے خوری لفظ	سبکدوشی ہوئی تھان میں	چپایا مہر نے مکس جنین
منہاج شام گستاخی پر آیا	زمین کے پہلو کو گدگدایا	چپے سنا کر گیل میں نگاہیں	جو طہر تہین ہو میں پر شدید
شہ دلا گھر پونچھا محل میں	لیا بلو کو آغوش و غلب میں	اور اسم ہو سکے ہر طرح	قرب نصف شب ہوا دلبر
چوم چل میں ہو یلب بام	پس از ساعات بعد الطمان	ہو ایدار مثل چشم شتان	کہا بانو سے عرصہ کیوں بستان
کہ ہم شتان تمہیں سے ہو تر	ہوا شاید کہ اف نہ فراموش	مگر سرت کرنا گفتگو میں	کہ فرق آئے سیدار ز زمین
کہا بانو نے میں قریان سلطان	نہو گا حکم سے زائد مکران	قرب صبح پر سے ہنسی	زبان چوٹے خود مطلب فرات
مگر کس سے کہوں کچھ زیادہ	کہ حکم شاہی ہوں سر نہا	یہ کہکرو عرض کے بانو شاہ	قائد اب یہ کہتا ہے لعل
کہ بعد از نو صبح بیاؤں کی پرکا	وہ ہے عالم رہا جیسا پہلوتا	غلاموں کے کہا ملک سے درک	کہ اب تو ہو چکا حکم معتد
بجز صبر آگہو چار نہیں ہے	سوا تسلیم کے یا نہیں ہے	مگر آب و فن ہو لاشہ تہتر	کہ گدرا گریہ ورتا میں
کہا اوستے کہ اچھا لاکھ شا	و یا غسل و کفن ہو نیا دہی جا	لیا اسباب تہ خانی میں چہ	فراغت سے بڑھایا ہر قدم
چلے بیٹے جہاز تیز رویہ	غلام و مالک پسین برابر	ہوئی سیر نظر سے جہ پنا	فراز نخل سے اتار پنا
میں تو نس تھانہ کوئی یا میرا	نقطہ ہدم وہ دریا یا نہیرا	قریب شام شہنشی ڈرک	فراز نخل سے آیا زمین پر
اوستے تہ خانی میں اب میرا	بجز نیچے پر گئے نہ پایا	پہر اسطر سرت سے حرکت	ہزاروں مرتبہ یابین و رنگ
زیادہ قہری پاکر اندھیرا	دل جان پر رہا قتل و نہیرا	بشکل نخت و دشمن سخت تارک	زبان پر دمدم الفاظ ہوا
کہ سمت کا برا ہو کیا دیکھا	قریب آسمان چکر میں لایا	طاہر بعد مدت بھوکا کیا	میسر تھا برا بر لطف دیدار
نہ سچے سے فلک میں آگ	غریبوں کی عرض طرح لی گا	نہ قدر تھے کہ مر جائیں جنم	ملین اوس کے بشکل لفظ
مگر کچھ پر دوزی تخلف اختیار	ہرین گپا سبان فن یار	پریشان مثل گد جو جہان	خدا عزت محبوب ہوئے
خوش قسمت جو مر جائیں گی	یہ اب آرزو تہائی جی	یہ احسان حق تہی جا بگو	کہ وہ شب موت یاد فرات
ہو گئی غائب نظر سے میرے	نظر آئی گئے عارضہ ہرین	ہوئی محض تہ سامان بام	اٹھے ہر جہ سے استبان
کہا بانو نے شہ کی شاد	وہ بولا جہ خورشید ہوا	ہوئی ساکت تہ خاتون سخن	ایسے شتانق سامان
بجز شوق دل کو نہ کہہ سکتا			یہ بہتر ہو سکے کی عا
وہ چاہے ہی ہو جہام ہی	اوی کی سیر پر چل گیا	کہاں کہیں آرزو آخر حیا	کہی تہ شرم ترک نہ عیا
سبوتا کے ہو صدمہ بولتا	اب مینا جہر جہام ہو	مگر یہ جہاں اب نہیں ہے	یہ میخانہ ہمارا گھر نہیں ہے

کہ جب چاہیں تباہیں شہر	پاؤں سناپی گلو سی لازم	ایسے تو کھچے ہیں کب کبیں	نہیں اجا طلب میں نہیں
گھر در پہ نہ کرتے میں خبر	مفسل غیر ممکن بقدر اظہار	قیامت تک بے غیہ علم ہے	بہت کچھ تجھے کھجی کام ہے
کیا دل خوش غریبی نوا کا	ہوئی احسان شاقون پیا	خصوصاً ہم پر وہ احسان پیا	کہ ہر جگہ ہم مہمان ہیں
خفا ہوتا نہیں غرض ہے	سہارا ہے ہی شوق الی اسے	یقین ہے ارادہ قلب شتا	ہوگی خاطر نازک پر کھشت
پہرے کا کچی ڈھٹ مٹا نہیں	قنا ہے کہ جام سرخ پائیں	کہ بیٹے ہی دوعالم ہوں	وہاں جستجو ہو جسے روکنا
عقاب و عاتب دین ہو	سرور انگیز یوں کہتے ہیں	کہ جب صبح طرب بڑا کا ہوتا	نذاق صحبت شب کا گشت
اٹھا سلطان بے ذکر عباد	ہوئی طاعت سے جفا حاصل	نظر پونے سو حال زمانہ	ہوئی دریافت اغفال آن
عدالت کستری کی ہر طرح پر	کہ اتنی میں دن مثل بے	ہوا خشک خشک کا منہ کیا	چہاں نور شیدہ مثل رجاں
ہجوم شام نے ستوت دکھائی	ہوا غل دن گیا اور آتے	گہرین تار کیاں ابھی سی	چہے رستے تھکے چلے پہلی
ہوا سلطان محل میں نو قہر	و کہانی رات کیفیت رز	چراغ و شمع کی جگہ ہر اک سو	دلوں میں گہر کرین مانند جہا
کہیں سے کہیں ہر کبیرے	کہیں مشوق نواں خوش آواز	بڑے بانو ہوئی قربان سلطان	بڑے سب دلی اراد سلطان
پس از تکلیف رعب جسمیں	ہوا رونق فراہی با ہم قبول	ربا و عروت رات خیزم	یہ بیو میں نے غیرت ماہ
کہ آیا وقت بیدار برابر	پکارے اہل محض اس طرح	کہ حضرت جاگئے ہوش رات	کہاں تک صبر نہ خواہیں
مناسبتے تاملے ذرا دل	فروع ماہ کا ہے مقابل	یہ سننے ہی ہو ابیدار سلطان	جگایا اپنے بانو کو کمان
وہ بولی اب قندریں ہی کتا	کہ میں دن ہوا ہی مرقہ پنا	جب آئندہ خانی میں ہوتا	سحر کو صدقی امیں فن ہوتا
گذرتی تھی عجب صبر سے اٹھا	کہ دن اس طرح پر گیتی تھی	گر ہر وقت نہ طر پر نشان	نظر انسان آتا نہ عیون
کہے بڑھتے ہی جب تباہی ل	اٹھاتا تھا قدم میں سو سدا	اگر پانی جو دریا کا بڑا تھا	تو مانع راہ کا وہ نہا بجا تھا
دعا کرتا تھا درگاہ خدائیں	بھیہ مضمون تھا ہجوم التجائیں	کہ یارب مجھے دمی اس بلا ہے	طاہر بنجو خویش اور بلا
پس ز مدت اثر بخشا دے	دکھایا لطف عرض بدعا	کہ یہ جوش دریا کچھ نہا	لگا کہنے سدا کہ مجھے کدیم
کئے دن بعد جب مٹی نظر کے	تو عقل کمتہ میں نے یوں خبر	کہ پانی کم ہوا چیلے کہیں کو	خدا را چٹوئی اس سرزمین کو
یہ سوچا اور بڑا ناچار ہو	خدا کی فضل سے ہم بہرین آکر	اب سائل یہ ٹھہرا بانو میرا	کہ اتنے میں نظر آیا اسیرا
عروج شام کے پیدا ہوئی	نظر میں چہرے کچھ اور بھی	اوسی جا پر کیا آرام ہے	وہیں کے سب ہی اور شام ہے
ہوا جب دوسرے دن کا کچھ غنا	شعاع مہر سے کہنے لگی راز	بڑا میں ایک جانب کو پریشان	کہ دیکھوں کیا وہاں بخت سانا

نہ گمانا اور نہ کچھ پیا میسر اثر سے بخت کی مابوں نشاناد بڑے دست بن وہ منزل کج گم یہ حسن گفتگو تھا جلوہ افروز	اشکل خاطر مشتاق غم گر قید غفلت سے دل آزاد ہو حاصل خداوند و عالم کہ دست کم ہوئی صبی کسی	کمال سبکی سی اشکباری ہو ممانو اسے تھا برابر نظر آئی کچھ آبادی کی صورت سحر کے ہوئی خاموش مانو	عقل اللہ سی امید یار تھرتا تھا ہر گاہ جابر قدم پر ہوئی تحلیف میں شاد کی صورت چیر کب میں سے روپوش مانو
اعمال سلطان نظر آئی جو سال بہلا ہو فتن ساقی کا بہلا ہو پلا وہ ایک جس سے خوش آ کہ جب لطف سحر آنکھوں کج ہوا	اچھے نور دولت سے ملو ہو وہ ہے بہلا ہوا پر خوش مراج شادین یوں قد کیا کہ بد لاد کے اس صحن میں پہلو	سد آباد بیچا نے برابر مراج گفتگو کی ارج دیں کہ چکر دیکھے سامان سے خاک پر پھر کے رنگ ہوئی	کیا خالق کا وہ پتھر اس سال رہیں لبریز رحم مینا و ساغر خبر الفاظ مطلب طرح دین طبیعت کو خوش آئی میں رگ
بڑا بہر عطا جو د سر ہو کچھ دل کے کنول گئی کی گم پہنا صحن میں بر شام کار کہ سلطان نے چیلے سوئی خانہ	کہ بد لاد کے اس صحن میں پہلو شعل مہر کچھ ہوئی کی گم ہوئی وہ دی ریاض ماسک کہ دیکھیں جلوہ بانوی خانہ	نگاہوں میں ہوئی شبنم کی سی فلک کے چادر نیل ہوئے صاف غرض صحن فراہر کشتن کئی ساعت رہا خواب سیر	ہواؤں کی اثر یہ کیا سیر بڑے سالے اشکل شوخ شاد دکھانا اختروں نے نور شاد نظر کرنے لگا سامان
خدا می حسن بانو کی رہا نیکا بار شاہ کو خواب آگیا وہ بولے آؤ آؤ آؤ آؤ نیکتا تھا خبر کچھ پاوے کے	ہوا نہ لطف آسماں وہی مرز قندر جبر زون کہان جانا ہوں اپن میں کیا حسن با کوئی بلا ہے	کہا بانو سے صد جان سلطان بیان کرتا ہے یوں مال اسی علم میں دیکھا ایک جلا نہ اٹھتا تھا قدم سے میرا	دکھا دقتہ باقی کا سامان کہ میں مابند افعال گشت فروع نہ کا ساز گم یہ کہ اتنے میں ہوا کچھ کچھ
عجب تھا بچہ باز حدیث زمانہ اور پایا اس کو رشتہ کہے کتا کہ مان حدیث نہیں آج صحن میں ایک بخت	میں سجا کیا سخن ہی عکس کوئی خوشنمیاں آرز میں بڑے کیوں کر قدم سے ہاتھ کہ اس کو ہر طرح پر یکملین	کہے کہتا گئے ہی اگر شک گرچہ جس انسان میں کہان اگر کوئے بلا ہو کی کوئی گنا کہ ان آئی تو جو چین حال	نہیں سمجھتی کسے صوفی تصور جس میں جو بای لٹا جواب فہم مابل کس زکا کچھ پیش نظر ہے اگر
سناسبت بہین تھیں کوئی گم اسے تجویز میں آخر پہلی آت مواجح دگر کا جبکہ آواز	نظر آئے نہ ایسی کوئی گنا فلک حسن پرانی کیان	کہ وہ راز نشان ہوتا ہو یہ لطف گفتگو رہیں مابن	کہ حیرت خاطر شان میں سخن ہم محبت فیض زبان

کہ شب مثل جامی جسم لبر	بڑی سی لہم کچہ دم میں لکھ	سراجی سرگون آؤ ہنری بیا	نظر آئے مشائخ کا نام
سبوحا ہے شیشون کے پہلو	اور دست مستنیر خبط گیسو	تین لہن کین بند ہوئی شوق	نستے گو و دلوں میں گری
صدای خست شبی گجر	محبت کی نگاہوں سے گھرے	لب بانو ہونے حوال	جیو یار اٹھا مجھ پر غم غل
دسے بانی اپنے گمراہی	۵۸ رات		بہت کچہ لہو ای سامی گلاہ
سہو کی خیر و ساغر نہ بخشا	کہ رہتا کچہ دھون گیت اوکا	منہیل کھتی نہ جب کیفیت جوش	بھی اکٹا ہر اک از خود خواہ
لجھل بادہ دل از خود ایتا	زبان سے لفظ طبع نکلتا	کہ بعد از سچ شاہ آسمان جاہ	ہوا حال رعایا سی کچھ آگاہ
کہا شکر خدا سب میں آرام	جہان میں نیک ہے انک نام	رہت تا وقت آخر دید عالم	نئے سامان پیشین کی تھی نام
کہ ناگہب نظر بونچی ملک	تو دیکھا نیر اعظم کو منظر	سفر پرستہ ورجان	اور ہے آشکارا ہر مکان
چہا آخر شکل چہرہ راز	عز و شہ اسم فی بید گئی راز	اٹھا رک ابر ترہ آسمان پر	بسان حسرت عاشق برابر
ہوا آؤ زمین پر ملک انشا	چہا جسطح نور رسوخا نا	قدم سلطان کے کھاسوی	مقابل آگنی بانوی خانہ
لیا آؤ زمین میں جیادہن کو	زبان پر اسطرح لامع کو	کہ نئے شناق دست سے تھکا	غرض اب کلن بیان کچھ
وہ بولی میں تعدد اور مدعی	بیان کیا کیا کروں سلطان کے	مجھے رہتا دماغت بڑا ہے	یہ حرمت کب میرے جی
سید مائین تبین کہ آبادت آرام	گئے سلطان با نذر سر مایم	ہوئی بیدار کچھ دم کو ہم	کہا سلطان نے ای خاتون ہم
لو اب کیا قلندہ کا ہی طما	وہ بوسلہ اسطرح کراچی کرا	کہ تب کچھ دن چڑا نا چکر	بڑا آگے گھر سے آتے ہو شد
تکنا تھا برابر باجائین	قریب اوس دوشی جی ہوتا	بہت اور چانظر ان قلم آبا	کرت سے مہر کے بر نور آبا
ہوا ثابت اسی کی حد نیابتی	کہ عکس انگن میں ہر جا جاتے	قریب در جو پوچھا کہا تین	وزیر ہدایہ تسکین دیا تین
کہ دم کے بعد چنڈا شفا میں مایم	ہنایت خوبصورت اور مکرم	اوس دوسری وہ اسیری کرا	تو ایک آنکھ سبکی کو قرار
مجھے دیکھا تو پوچھا نام کیا	کوئی اس سرزمین پر نہ تھا	اوسان نا کیوں سرخ شفا	ہوئی تم کس لٹی عالم دہر کے
کہا میں کہ ہوں پرستہ تغیر	قریب محبت بد کا یا زخیر	مری قہر سے ہو گے سرگرا	پریشان توں کے آہستہ کہا
نیک کی طفت کچھ تھکے ہوا	میرے کچھ میں دین دست گریا	بیان کیا کیا کروں طاعت کہا	زبان کو خضر میں گشت گریا
نئے دن کے گناہ نہ پاپ	معدا سید پر زندگانے	اور ہر کچھ کچھ راجت اکام	قدم چھڑا کہ لون کچھ نظر آرا
کیا قدر بنے تے قد مجھ	زبان پر شکر ہے اس کا چکر	نہایت کہ بعد از مت حید	توئی چھٹس کچھ طبع حید
ہے تے توں سے نہیں ہے	کہان میں اور کہان ملے کر	کہا اب چنڈا نعت میں پڑا	تو اپنا قصہ اچھے سناتا

پیسکر ایک مرد صاحب ہوش ہوئے حد سے زیادہ جیکہ پیرا کے بعد بے بیٹے برابر جو دیکھا تا جو گزرا تا سنا نمائت خوش کیا ہر طرح برای دید پونچا اون کے ہمراہ ہر اک خوش وضع خوش پہن نہ او کو پوچھا جو ہو سکا بہ لکرا ایک تلی ایک سواہ چھہ اس طرح جیسے قد نہا	مطلب لون پر مجھے لکھو رہا شب ہرین خدمت میں آیا کہا اس طرح با شوق کر بہت کچھ ہر بان اون سکویا دیا حاجت افزوں اور مجھو ہوا اکثر نئے رستوں کا نظر سپر پری پایا بہت کہ بہتر ہر شوکا اس کا انجام ہوا میں از سے اس کی آگاہ بہر اک ہونہن نور و آفت	کسا مٹی نہیں حاجت کو نمائت لطف سی جھکو کلا سفر کے دور میں تھا لطف ہزاروں طرح کی سامان جہان ریوہ سی سیاحی نیشکل عارض جان بہت کسا مجھے انہوں نے ای کہ ہم اک چشم کیون میں کہ اوس شب سے سمیٹے ہی کچھ ہونے سامان مستم لی لی خوشی نی	کسا مٹی نہیں حاجت کو نمائت لطف سی جھکو کلا سفر کے دور میں تھا لطف ہزاروں طرح کی سامان جہان ریوہ سی سیاحی نیشکل عارض جان بہت کسا مجھے انہوں نے ای کہ ہم اک چشم کیون میں کہ اوس شب سے سمیٹے ہی کچھ ہونے سامان مستم لی لی خوشی نی
--	--	--	--

۵۹ رات

پیرا بانو کا ہے عرض سخن ماں منہ سے وہ پھیلا جام کہ لاکھوں کے خم اتریں جھگو مگر وہ ہو کہ لب سی واہ نگلی سخن کی و لولی ٹکیں ہانک بڑا سیر جہان کو تا شام گھر آیا شاہ بانو کو بلایا پے بید اری سلطان ہوش	خدا ارا اور بے تکلیف ساقی نہیں کھلے زبان اترے اگر اتری تو دل سے آہ بگلی مرب پیدا ہونے کو نیک ذیابہد عاکو اپنے انجام طبیعت نے مزا ہر طرح ایسے لطف تما کم نہیں اب آندک میں ہی رہا طلب نکاہین سیون کا ماز اٹھایا کہ وقت صبح سلطان حق آگاہ کہ صاحب جلوہ تجھ شید شام ہوا محفوظ سو یا چند عست	کسا مٹی نہیں حاجت کو نمائت لطف سی جھکو کلا سفر کے دور میں تھا لطف ہزاروں طرح کی سامان جہان ریوہ سی سیاحی نیشکل عارض جان بہت کسا مجھے انہوں نے ای کہ ہم اک چشم کیون میں کہ اوس شب سے سمیٹے ہی کچھ ہونے سامان مستم لی لی خوشی نی	کسا مٹی نہیں حاجت کو نمائت لطف سی جھکو کلا سفر کے دور میں تھا لطف ہزاروں طرح کی سامان جہان ریوہ سی سیاحی نیشکل عارض جان بہت کسا مجھے انہوں نے ای کہ ہم اک چشم کیون میں کہ اوس شب سے سمیٹے ہی کچھ ہونے سامان مستم لی لی خوشی نی
---	--	--	--

غزل

پیرا بانو کا ہے عرض سخن ماں منہ سے وہ پھیلا جام کہ لاکھوں کے خم اتریں جھگو مگر وہ ہو کہ لب سی واہ نگلی سخن کی و لولی ٹکیں ہانک بڑا سیر جہان کو تا شام گھر آیا شاہ بانو کو بلایا پے بید اری سلطان ہوش	بہ غفلت ہوش و لون کو سمجھ کر سورہا کس عجب دل انگیز ہوش و فطرت مگر تو مجھ شوق لی سبب مہار فہم سے ہو عجب	کسا مٹی نہیں حاجت کو نمائت لطف سی جھکو کلا سفر کے دور میں تھا لطف ہزاروں طرح کی سامان جہان ریوہ سی سیاحی نیشکل عارض جان بہت کسا مجھے انہوں نے ای کہ ہم اک چشم کیون میں کہ اوس شب سے سمیٹے ہی کچھ ہونے سامان مستم لی لی خوشی نی	کسا مٹی نہیں حاجت کو نمائت لطف سی جھکو کلا سفر کے دور میں تھا لطف ہزاروں طرح کی سامان جہان ریوہ سی سیاحی نیشکل عارض جان بہت کسا مجھے انہوں نے ای کہ ہم اک چشم کیون میں کہ اوس شب سے سمیٹے ہی کچھ ہونے سامان مستم لی لی خوشی نی
---	--	--	--

کہیں شہلا و سہم کہم بچا	مگر جو یہ ہو سکے تا گوش	کہن بچ ہی ملت کا پانہ	نہ اب تک تازبان آریا نہ
توی کی ہاتھین لایا	کہ او میں سے کیا حب ایک	عسمر آئین طرز وستان	وہ بولے یوں قلند کھیاں
ہوئی کیا رگی میناب و مطر	سے کا کٹ نہ ہون اپنی نصیب	یہ سب کچھ سامنی دن کے	چراغ بیروہنے ہاتھین تھا
کیسے چہرہ حراشی کی المین	بھلائیے کو کو باجوش تم	سرسنگ دیدین امن گوی	روڑے خاک سرخوب روئے
کہ عیہ شایان لک کسین پر	کھادی ڈی کہ پوچھوئی کچھ	سفر کو فی اسین مدعا	بجے حیرت کہ عیہ کیا ماجرا
سبادا ہون عیہ برہم اور	نئے انسان نئے جا ہی ناگر	نہ باتے کچھ ہنگامیں	مگر سوچا خلافت عہد ہو کا
اب انکی اور عیہ سی	دہن پوچھا کیا تامل جسکو	ذرا خاطر میں اپنے ڈرنا	کہ گوہنے کھاتا پرنا
تو پوچھیں کہ عیہ سامان	علیہ کاجب کوئی اس سے تنہا	عجب کیا کل میر ہو کوئی گتا	عیہ بات اچھے نہیں گذری گتا
کیسے چاروں چاچت کی باز	سحر کو وہ ہوئے سفر ہر کار	مگر اس فکر میں حیران ہنار	یہ کھکر دل سے شب کو سو پاز
کہا کس فکر میں خاطر چیرا	مگر چہرہ چو پیا کچھ پریشا	کہا میں تمہارے قدر دا	نہ جسے ست کی مہربانی
کہ تسکین شہنا ہو غلب	کہا پلے سو گزار دم ہر	نہ تھکیم تازہ انجان	کہا میں کہ تنہائی گراں ہے
عیہ بیکان کا کہہ سہا	وہ سمجھے یاد سامان ملن	نظر آئے جو گل دل کے آہ	بڑا ساتھ اون کے بڑے چکی
کہ آخر کیا ہے عیہ شہب کا	عجب جھگو ہوا آج اور افزا	وہ صورت جو کل یکے سی	غرم وہ دن تو کد رات
سہ پاس آؤ دیارن ساز	ہو اجب تیسری ن کا پہلی	سحر کو ان سے پوچھوں گا سفر	سیاہ شب کو کون ملتی ہیں
طبیعت چیت پوش سرجا	کہا میں بڑا شکر خدا ہے	فرح اس وقت ہی سب کیا	بس زلف غایت بھی پوچھا
ترد و شہا ہے طبع ناشا	کہا فرمائیے ہو جلا رشا	تمنا و دست ہون احسان	مگر آج ایک میں تھکیم ڈوگا
پہر ایک عیہ پکا ہوش	کہ تم سب ملے ہو کاکل سی	کہ دور آؤں ہو ناظر	بیان میں کیا مقصد وہ
تعلق سحر کا تبا و	سب سامن لنگاری کا تبا و	کہیں ناخن سے زخمی جا بجا	کہیں رو رو کرے ٹوٹا
ہوئی اس وقت تک شہس	مگر وعدی سے اپنے ہاتھ جو	خدا و رو رو رہا ہی نہیں	بجے ہس غم سے نیند آئی
خدا کی غفلت سے تم ہو غفل	تو گہرا کر دکھائے صورت	نہ پانی دل نے دم لینی کی	نہ تھہ ہی جب کسی طبیعت
ادا کرنے کے رسا	اوہون سب سامن اتجا کو	یعنی کچھ جواب نہا	نہ میری عن پر آرزو ہو گے
ہذاست سود و گی ہر کچھ	ہاں طرح تم ہی ہو گی کیت	مگر پیش تہین گئی ست	کہا بہت تبا شک سے ہم
کہ تہان تازبان لانا	ہذاست ہو گے ہکو بے ہمت	ہاں تازہ کچھ بیا کر گیا	تمہاری سب ہو اکر گیا

بعد از دعا مستحق ہی کام پایا بہین در کار ہے خاطر متکا خدا کے قدر تین مین طرح سیچے کہتا ہے اس عقد کو بہت کچھ بکھاروں کسی کو یہ ایامی سخن عداوت کو جہاں شیشہ گمانی کی گڑ تکم سے ہوئی خاموشی مانو مستزاج کچھ مانگیں کے سنے چیکھے مین دہن سے ہی سب کو ترستے مین کاہنوں کو کئی کہ گئے گئے تھے جہاں جہاں رہا دن بہر سیر سیر عالم قدم رنج کیا سخن محل مین رہے صرف تعلق ہر طرح وہ بوسے آئے یوں گویا کہا اسی دست چھتا نگاہ یہ بکروں جو وہ گرم گفتا کہ کیا کچھ مصیبت ہو چکا زبان سے حال اگر کچھ ہی کراں قول ہی جہاں ہو گانا یہ بکراں چہر لای مین ہر اسکے ابو اک بہر لای	کسے آئی پسند انجام پایا بہین ہے از رول نگار بشر کو واسطے ہوا مین نہین غم اسین کو تکلیف ہی نفس کے سامنے کیا ہی بیخود زمانی کی تردید ہی فراموش ہوئی مینوں مین دل آہ کنا	خدا را اس ساسی برود یہ مین اسرار صدی فائدہ سنا او نہ کہا مین بجای ارک چشم ہون بھی ہی ہو لٹا اب تاخیر ارشاد کہ اس شب فی کرا بکھن خدا حافظ صد ادب ہر بار	اگر چہ کیا مین ہا ہی مین نہو خاطر پریشان اسین مگول کچھ نہیں اب مانا گوارا مین سوا اسکے ہی دست بیان فرمایے جہاں ہوا ہوئی از رول دل شتاق نیا سامان بد لا آسان ناسف سے رہا شہ ہر بار لا سٹھ سے کوئی پاکیزہ سا تنگا گور سے ہے جانتے سخن میدا کرے یوں لطف جہاں کا حال اچھے طرح پایا کھا و شہ فی نگاہ جہاں میا سے جو ہر راحت کے سب اشا شتاق بانوسی کہا طنیعت کو قریب لطف پایا ترمی تقدیر مین ہی بیچ سہنا ہمارے حال کو اللہ جانے بہا مین قید مین لائیں گی نہ اس قدر مین آنا ہو نہین کچھ سکتی اسکا نام خاصی قید سے اک وقت ہی کہا جھٹے کرے اور مضطر
۴۰ رات			
و کہا اب کس قدر ہی درد با منے لٹے ہوئی مین از رول کہ حاصل ہو دل مضطر کو آرام سستہ کی نگاہوں فی عدا ہوا جس وقت جلوہ مہر کا کم لیا خاتون کو اغوش و غل ہوا خوابیدہ شاہ اگستر کہ سینے نشین کین جب کر نکر اس از کے آفتا کچھ کہ سن بھی راز نہاں ہو خفا کہاں تہ اور کہاں ہم چلی تو بھی سامان ہوا کہ مین تو پر اس سمت کو ہر گز نا کہا کہ بکھو لائیں و سارا جداد اسکے کیے سراور نا	اگر بہت اجازت دے تو ہر ہوس قربان مینا دیر سی زبان پر تپانی کا اظہار اٹھا سلطان محل سے باہر آیا جہاں شام نے پیدا کیا رنگ تو جہاں کے جانب خوار جب آیات بیدار سلطان تو اون کے دلین اندک حرم آیا گو بیکار ہے اب مجھے کنا بیان رہتے مین ہمیں شغور کا وہ سب تخیل نظر مین کے جگو ٹھہرے کچھ گزریا گیا نہین ہے گیارہ مین کا اسم یہ کام آئی کی جہاں کھینٹا کھال کواد سکے برابر	اگر بہت اجازت دے تو ہر ہوس قربان مینا دیر سی زبان پر تپانی کا اظہار اٹھا سلطان محل سے باہر آیا جہاں شام نے پیدا کیا رنگ تو جہاں کے جانب خوار جب آیات بیدار سلطان تو اون کے دلین اندک حرم آیا گو بیکار ہے اب مجھے کنا بیان رہتے مین ہمیں شغور کا وہ سب تخیل نظر مین کے جگو ٹھہرے کچھ گزریا گیا نہین ہے گیارہ مین کا اسم یہ کام آئی کی جہاں کھینٹا کھال کواد سکے برابر	اگر چہ کیا مین ہا ہی مین نہو خاطر پریشان اسین مگول کچھ نہیں اب مانا گوارا مین سوا اسکے ہی دست بیان فرمایے جہاں ہوا ہوئی از رول دل شتاق نیا سامان بد لا آسان ناسف سے رہا شہ ہر بار لا سٹھ سے کوئی پاکیزہ سا تنگا گور سے ہے جانتے سخن میدا کرے یوں لطف جہاں کا حال اچھے طرح پایا کھا و شہ فی نگاہ جہاں میا سے جو ہر راحت کے سب اشا شتاق بانوسی کہا طنیعت کو قریب لطف پایا ترمی تقدیر مین ہی بیچ سہنا ہمارے حال کو اللہ جانے بہا مین قید مین لائیں گی نہ اس قدر مین آنا ہو نہین کچھ سکتی اسکا نام خاصی قید سے اک وقت ہی کہا جھٹے کرے اور مضطر

<p>اسے پور کھکھکے تیرے کام آئے پیر کے بعد میدان میں کھینکے بظاہر خوبصورت تیرے ہوا نظر میدان پر اس کی جھپٹ کی زمین پر رکھ کے خوش نظر ہو گئے شہنشاہ کی بیٹی کر دینا کمال کمال نکاح کمال ہے ہشیار و چالاک بہت ساغل بچا یا پس حاکر پیر کے بعد چلا جا بیٹ چپ طلسم ہے سب اس کا خانہ برابر آدمی جو عجب ہے لب بند یہ حسن گفتگو رونق فرماتا اجازت خواب کی باغی ہوئی جا چپا پاؤخت رزے نہ تھوڑے نتیجہ کی کیفیت ساقی بکھڑی تھی طبیعت خشک و کھلے آرزو نظر کو ضعف سی گردش نہیں مناسب ہے کہ ہورق سنسکا ایہوئی ہی مری خوشی کے ساتھ بہگونوں دامن صحن کو قدیموں زمین اپنی ضیا کے بڑے دامن شاعر کی نثریں رعیت کو بہت ممنون یا یا</p>	<p>ہمین معلوم قسمت کیا دیکھا خبر اک راز کی از سوت و نیکی ہزاروں رنگاوسمین قابل تار یقین ہے آنکھ تھپے ہی لڑکی یہ علمہ کرے گی وہ ارادہ کہ کہ جبین ہو گا تو طر حسی منہ مقابل آنا اوس طاری ہو گیا اڑے گا اپنے جاوہر سے گی دوز جا کر راہ طلب وہ ہے پر یون کر ہی کاٹھکنا وہ عقد سحر ہے سن اور خرد صنیا اندوز روئے مدعا تبا ہوا نڈل تمنا لطف مستی</p>	<p>کرین گندل اس میں بچے ہم وہ کیا طاریے اک رخ جام کا اگر دیکھے بشر ہوا و شہید لب منقار مار کے برابر تو اوس دم یہ پیری ہو یاں اس کا برابر کاٹنا دلیں نہ ڈرنا چپٹا دوزخا لکار لیا ہوا کمانا ٹھہرا چند عت مقابل آئیگا اک قلعہ خوب ورخون میں اثر میں سحر کے تیز ہر اک پتے میں مینا جان کہ شب بچا ہی رخت اکبر مکوشی شون کی منہ خم کی ہوئی</p>
۶۱ رات		
<p>چاہے کیسے ہرانی آج کی نظر اپوسن برجام و سب جہان تھی آج تک ٹھہری میں عنایت کر عنایت کر عت خدا ہی مری کاش کے ساتھ سناؤں یوں کہانی ان کے نظر نے لگے قدرت خدا چہنا کچھ نور سلطان کے جیڑ خیال انجام کو دل میں عیاں</p>	<p>پا سیر جم کیا شیشون کو خا ترد و شتاب کرت توت ہوس کا منہ ہے کچھ اتر ہوا وہ شیشے والی شل خون شتاب چپا کر دی یون منہ پیر کر کہ جب اس رات کی کچھ دیکھا ہوا سیدار سلطان کو اک اٹا مانند جو سن شوق کیا کہ دن کم شوق کی کثرت زاو</p>	<p>نہ کہہ رانا نہ کہنا دلیں کچھ ہم بشر کو کھای یہ کچھ جام کا رہے دلیں محبت او کی سیر اٹا بچا ٹھی کے کچھ کھین نظر اس کا پہلا تیز زمین کا کسے موت کی بیٹھے کرنا دہا دم کے کھلے ہر جان بجا ہون شیشے کا آئی گاتا طلانی جسکی دیر میں خوش مکھون کے جام ترانہ کچھ اتر نہو مکن چو سے دل تیار صداد ہی طاریوں کے ہر جان بڑے زاہد سیرا شیشے حالا آیا مزاج آرزو میں گرا بیک وقت ہی پایا کہتے جاتی ہے از خود شیشے نقد رزا خراج مدعا ہے ہمین دیکھا ہے جسے روئے کو کہ برسوں شل حشر شیشے مزاج صبح نے ہی گشت لا چپا اکھنوں سے مان کو اب برچا جیسے کوئی شتاب کوئے دم ہے شاع افتاد</p>

خلفہ کی گریہ کی طرف مائل ہو کر کہیں	مغزوغ عارض زانو کو کہیں	غیر غیب سے کہہ کر شیر جہانتا	غزوہ مثل چشم ہل خواب
پروانہ کی تباہی سے غمناک	ہری شکستہ سے غمناک	کیسے ہر سو شگاف گیسو شام	مرا جوت میں بڑے غمناک
اصل میں شاہ آیا دل پر شاہ	کیا جوش ہوس کے خانہ آبا	فرار بام سوئی شاہ بابو	بے شب پاسبان نواز
غرض ہنگام بیدار جو آیا	غیر خواب بابو نے جگایا	ایشا سلطان کیا خاتون کیا	کساہین گوش ہتے کی ملک
کہہ کتا ہے کیا آگے تندر	وہ بولی میری جان قربان	بیان کرنا ہی وہ یوں مٹا	کہ جب میں سن چکا اوکھاتا
کھاتے کہ بعد اس کے ہی حال	وہ بولے ای عزیز کیا فعل	بیت کچھ ہے کہاں کہیں	زبان پر اپنے کی کیا راز
یونہی تو رہا کہ سیر کرنا	نظر نہ آئی کچھ دوس سے	بیت ایشانی چرون سنا	نگہ سے تیری گزریں گے ہر اک
وہ کچھ کہتے ہیں جو ہم پر گرا	کہ تو انہوں سے اپنے دکھ لگا	کہا کہ چشم ہو جائیگا لاو	بہر گاہ و آن ہو کر سنا
یہ کہہ کر کہاں میں بھول گیا	سیا اس کے نگاروں کو گرا	نقطہ ہر نفس چند وزن	رہے جس طرح ہوں سورج نواز
پہرے کے بعد لای ہوئی سید	بچے چمکا بعد حال پریشان	ہوئی سب اپنے گھر گرا	رہا میں مورد لطف تباہ
گھر بے ہر کار ناہایت گزرا	وہے طائر کر کے تمام کجا	وہ آیا اوچھٹا جمیے کیا	ہوا میں مثل طعمہ و قضا
از امیدان ٹھہرا کیا پر	نکالا منہ سے میں تر پاؤں کثر	زمین پر رکھ کی محبو خوب گرا	کیا نے چہرے کی کام قرا
کے جب کہاں کے ہر سے	میں آیا باہر اس سے نادر خند	غضب اس کو لگا راجا کیا	اڑا طائر بچا میں نوگر قار
گر تکلیف سی اعضا جو تھی	کے دن بعد پر کو کچھ ہوئی	بڑا میں مٹا رفتہ چند سنگ	نظر آیا مجھے اوس مٹا گنگ
کہ تانہ ہے مثل ہزاروں	جو ہے میں نے دیواروں میں	زمین شفاف رستی صفا دوا	نہال ہنر مثل باغ بیدا
درخت اکثر گر سب کا جدا	نہا ایک سے تھا ایک کانگ	کوئی بہتر زمر سے ہے خوش	کو نے مانند لال سب بجا
ترکے جا گھر سب میں نوا	چک پتوں میں جیسے عارو با	وہ بگوانا شکل آدھے زاد	چمن خندان گلوں کے لب
سدا بچے سے نئے ہویدا	سر ہر شاخ سے بارشیں	زمین جنیش میں مثل قند بجا	تے اوپر کہیں جانا آب
قریب اک دامن اوس میں	کاروں پر کشیدہ خنجر تیز	کہیں تیر کے انسان ہو گیا	مجھے دیکھا تو سارا باغ
بجلا ایک سے آسٹرف کر	کہا اوس دوسرے نے دوسرے ہو	ہوا میں چلنے لپٹیں سارے	ہوئی شے سے پہاڑ بے
قدم ٹمکانے کے بڑے سکار	کہا کل جتنے اس تباہی پر	بدن کلنا شکل سدا رن	کہ یارب کیا نظر آیا مجھ
غرض کہ کل کے سارے	تو قہ کچھ کیا تباہی دلا	کہ ہے اوسکی ہلکائی کو	ہوا چاروں طرف سے نوا
زی بسیاں گتہ گتہ کر	کہ اتنے میں پہا کہ باد صرا	وہ بہت بڑے مسمون گتہ	نظر آئے جو اس مسمون گتہ

<p>عشق آیا کر پارسین اوس میں پر بید سامان طلسمی بزر زبان تھا نجاناسانی کوئے دم اور بعد</p>	<p>اداسی غفلت میں تھی جوش کہ آیا گوشت تک نانہ گھر کا سیندی سے جال شبنم</p>	<p>اداسی غفلت میں تھی جوش کہ آیا گوشت تک نانہ گھر کا سیندی سے جال شبنم</p>	<p>اثر پیدا ہوا اوس التجا میں اٹھے مغل سند آغخت سے دین رکھ تباہان سامان</p>
<p>سبرو شیشے جا پہر چاچا جلد دیکھن اچھا کہ جس تو خطا کا ارادہ کر دھین تھی میں کو معاذ اللہ تیرا ذکر کب ہے نہیں ہوتا کوئی محسوس بدن میں مدد فرم کر تاراج خود طلوع کیف کی پڑ جائیں پرد اداسی ہر رسم عرض گفتگو کے اٹھا سلطان پہر اون بہر کا چپاؤن خود سے پاس لگی شمع پس از رسم ہوس سوا شہنشاہ کہ ہوزیب بیان پرد کہانہ عیان چہری ہی لوز حق کی فنا بشر جان بر نہیں ہوا بیباک بیان سی غیر ممکن بچ کی جا ہوا یون حکم مجھو جلد سمجھا سنابب عید چکا میں بے تعلیم تا لون صبط لانا عمل میں انہیں سے دفع ہر محسوس بلا ہے اٹھا لکھنیاں کہنا کہ اللہ</p>	<p>اجازت ہی نہ لی ایسا اچھا جلد یہاں زائد نہ کوئی مایہ رسا ہوس جو باہمی ہر مطلب کشی کو نہ میں ہر ذرہ مطلب ادب ہمارا ہاتھ اور تیرا ہے دامن دراکھڑے مزاج غیر مروت فراموشی دو عالم کے خبر ہوس اس طرح کھلے آرزو رہا بات نہ جب خاطر قابو مزاج شہ نے چاہے رسم اکرام رہا ذکر خدا میں قلب گاہ کہے سچے جو قلندر کی رہا زبان پر ذکر خان آئندہ شہر نکل سکتا نہیں قید مکان گرفتار اہل آئے تو ہے مدد خواہان ہے محسوس بندہ بچا لایا بہت کچھ اسکی تعلیم فرانت پانچکا جلد راج میں انہیں میں حاصل ہر ہر عام نقد اثمن کی دوزخ کا</p>	<p>۹۲ رات اداسی ہر زم میں پہنائی کر نقط کچھ آرزو میں جہوتی میں تھکا میں کہ گدائی میں احکام بید تیری دہن میں باقی سما یہ رہتا ہے ہر خط زبان پر کوئی گہرا سا ساغر تیزی کا ماہیں نہیں کے لب تانہوں شاہ کہ جب جوش سحر اڑ زمین پر نظر کے جانب خورشید اور بڑا ہوسوی محل جب گہر میں آیا رہے جب بات کہ جاگا وہ سلطان وہ بولی یوں اب عرض مقابل میر آیا اور سنایا سراسر سو کے سامان ہائیں مگر تیرے دماغے قلب مضطر ادا کر سجد بائی نکل اسی دم کئے سجد سے نازش کر ذکر پڑے کچھ لفظ آکر سب کر انہیں ناموں کی یہ نقشہ ریز سیراں شکل میں تیرا سا</p>	<p>۹۲ رات اداسی ہر زم میں پہنائی کر نقط کچھ آرزو میں جہوتی میں تھکا میں کہ گدائی میں احکام بید تیری دہن میں باقی سما یہ رہتا ہے ہر خط زبان پر کوئی گہرا سا ساغر تیزی کا ماہیں نہیں کے لب تانہوں شاہ کہ جب جوش سحر اڑ زمین پر نظر کے جانب خورشید اور بڑا ہوسوی محل جب گہر میں آیا رہے جب بات کہ جاگا وہ سلطان وہ بولی یوں اب عرض مقابل میر آیا اور سنایا سراسر سو کے سامان ہائیں مگر تیرے دماغے قلب مضطر ادا کر سجد بائی نکل اسی دم کئے سجد سے نازش کر ذکر پڑے کچھ لفظ آکر سب کر انہیں ناموں کی یہ نقشہ ریز سیراں شکل میں تیرا سا</p>

بہار بخت نہ بدلیں گے	خدا پر اپنے رکھو ہر دم ہر سہا	یک کرو وہ ہوا کمون کی چنان	جب آیا ہوش دیکھا ایک لکڑی
سیہ و بد گرام تنہا	خدا ترسین طینت دل آزار	بدن پر سر شکل کوہ پیدا	زبان تیرہ گز شعلہ مہویدا
بسان خوک دندان بدستو	کھرا چار ہا ہے ہاے محبوب	برہنہ سر سے پاکٹ شل شمشیر	بدن کی رو گئی جیسی ہر تیر
کھوکا پوست خم کے طرح لگا	دم رفتار دی انون کو بکا	سرن کو کوہ خارا ساق شمشیر	کئی من کی پڑی پشیمون
پڑے الفاظ جو سیکے ہی ہوا	یکایک آئی اک آواز ماتم	زمین کا پی ہے اشجار ہر	بشکل مدوہ اک چید سہوئی
اشباح بن توہ کیا تہو بکا	پڑے خاک پر محبوب فنا چار	نہیں زندہ مگر پولا ہوا ہے	اس مارا یہ غل ہر سو بکا
یہ سلمان تہا کہ اٹھا اک گولا	اوسی دیکھا جو عین ہوش ہوا	بشکل ابرہہ جانتے چھایا	اندھیرا سانسے آنکھوں کی آیا
پلٹیا اوسی محکوم اور آراوہ	نہ ٹھہرا وہ پرتک یک جاوہ	قرب شام ایک خندق یز	ہوا میں دیو کی سنہ کانولا
گہرا شعلوں میں تن بس غم بکا	ہوا اک نخل اوسکی منہ میں گٹکا	قضا راجب یہ موت میں پکا	تو اوس دم بات یوں لکیر
کہ یوں گل اور شہی مجھ میں پکا	شجر کی طرح ہوں شعلین ہو پکا	رہا اس حال میں یوں گرفتار	کہ انیا تہا نہ سیکانہ مدوگار
نہ تہا یہ ہوش میں انسان بکا	خراستی نہیں کون آدمی تہا	جو سیکے تہی نہ وہ الفاظ کپکا	نہ تہا تہا کہ قید ہوا کپکا
لہذا دن جب قرب ختم آیا	تو قسم ہے جب سامان کھایا	یہ بانو کا بیان تہا پیش سلطان	کہ وہ شب موت قصد لہر
ہوئی اک آن میں نہاں نظر	جسک ابری فراز نام و در	خران آئی ہمارا بھن میں	پڑا قفل خوشی ہر دین میں
رات ۶۳			
متنا ہے کہ لب می آشنا ہو	زمانی سی نرالی نام والے	پیسے سی جوش آئی دین میں	بہلا ہو سیر ساقی کا بھلا ہو
عطا کرا کی دہانی جام دہا	اکے تانا بے اوج بستی	برہین آبادی بخانی سبوسیر	و عایدا ہوں طرہ میں
اکسی تابقای عمر ہے	و فور شوق ہے کلمہ سطح پر	مین صد پر کوئی احسان	بشکل خم سدا ہرگز سوسیر
قدم کس میں اس سے بہتر	اسے یوں رو پر داند کا	کہ جب آخر ہوئی شمشیر کسان	کہ خاطر کو ہی یوں لوان کسان
کہ ہو آواز عرض التجا کا	رہا عیش و طرب کا گرم بازم	قرب شام اپنے گھر میں آیا	نظر آیا جہاں صبح تاملان
اٹھا سلطان کیا انجام ہر کار	جایا اور ہی صحت کا طلب	کہا آخر سے گورو انجمن	مکان بزم کو آباد پایا
فلک فی لیکسی سنہ دین شب	کا طوید خاطر پر ہے شوق	نہ پڑا انون کو سوی شمشیر	کہ تاتر سے ہر اک بوسہ بن
نہ خلوت ہو کہ ہوں غلط فہم	کہ جو تہنیں اپنے عالم میں فرشتہ	ابہر کوش پیما کی میرٹھن	پیسے سنے صدمہ قلب آہ
مگر کہہ خاطر میں شرار و ہوش	تہا لطف فیض آرزوی	یہ سامان دیکھو سلطان ہوا	مزدان میں قصد جلالی آہ
پہٹ کر گردن ببار و سوس			کہا یا رب سچا یہ بزم آباد

پہرے کے بعد سو با ساعت	فرز نام نو با حال حسد	ہوا مہیا جی تیری ہیات	کہا بانوسی بی افونش افشا
کہا بوس قصہ باقی کلمات	کہ ہر جانب ہفتین جام دستا	یہ شکر اوستے جنت ہیانی	کیا آغا زلف وستان کو
کہ اب یوں اس قلندہ کا کیا	تیر خیر نہ لفظ زبان ہے	ہو ہی جب شب نوین کنگوا	تو آیا ایک گیتہ سخت نوحا
سنائی کی طرح سینک لنگی	بشکل عشق عجب زہر آمیز	مجھے دیکھا کاتم کیونکر آئے	لیک کر سنگ ہدیہ من جا
غیر سے من ہوا دریا ذخرا	نہا دریا سے چھل خوب تیار	رکھا منہ من لگی سی تیار	رہا پیر ضبط کا جھکو نہ بار
پکارا من خداوندہ اندوکر	مرے مالک مری مولائو کر	یہ کستان سنی اک میں آواز	بت معنوب لیکن بجزاز
کہ اذنا دال تجھے کیا کیاتا	ذرا بھی بیان میں تیری آتا	بجالاتی طرح جلدیہ نام	کہنا اس تقریری میں ہزارا
یہ سنکر من عمل میں آج لایا	فقط اک رت کا میلن پایا	مگر چاروں طرف غیر معلوم	ہو یہ رنگ جیسی آگ مسموم
دراپا اوسین اپنی ناگزیر	نظر آتا حیاں اک اور شہر	کہ تیر گر سنہ پایا برابر	ہو امین خوف ایسی جوش
کہا اسود انگشت اوتار	کیا لغو قرب شیر جا کر	وہ بہا کا اوش پٹی سی پٹی	نظر آنے کے قہر کٹا
مقابل باپی دو مرد مبارک	کہا مجھے نہ لالین کوئی شک	تری تہراہ من حکم خدا سے	کر نیگے برہ ور ہر دعا
کہا میں نے یہ کیا سا ان کو	وہ بولی جہنم دیکھا کم ہوش	یہ ہے سب سحر و تو آج خوا	وہ ہر مشہور جلاوت ہکا
لاڑی ہوگی تیری دلی بہم	پر ہے گا اوسے جیہ ہم غم	تو ہو کا قتل وہ مرد و مذہب	میر آری کی جہنم یہ گما
پیرنگی اور کچھ دیکھی گویا	مگر فضل خدا سی افونش	وہ شکل سہل ہوگی لطف تو	فراغت پاسکا رخ و طوق
ہیاں ملاؤں زمین باں چین	نہایت تیر محفوظ و خیر سند	بہت شکل ہے اونکا قتل کرنا	نہ ہر گراپنے ولین کچھ بونا
لاڑی تیری اذکی جی جی	تو اک سولی ہیاں کر گزی	وہ شیر اسطے ہوگی نمودا	اوسے بروہ چڑھیں سار جوا
پہرے کے بعد سامان اور ہوگا	ہیاں کا طور کچھ بطور ہوگا	بلا میں آہنگی چاروں طرف	ہر اک کھنکے کا اپنی اپنی
ہزاروں گنگ کی ہوشنگا	کر نیگے اپنے اپنی سب طرح	رہیگا سترہ من جنگ کا	کہ جس سے آب ہوگا خاک سنگ
مقرر اسم اعظم کی مدد	فراغت پائنگا ہر دیوید	مٹے گا ہر طرف سی نام جاؤ	لی کا اسسٹن میں پر جگہ بناؤ
یہ انداز سخن تہا رت کو	کہ وہ شب صوت دلا رت کو	چھ مصل من بخت ہم جاگا	اوال فراہ ذی شیطاں
پلا ساقی ہین اتنا ترس	وہ ہن نیگی ہوگی ہین آرزو	تہا سٹیون کے جوش میرا	کہا ابر شوق گہر کر خوب سرا
کاوشنیون کے تہر ہین ہو	کہ یوں آغاز مطلب کا ہو	کہ دیکھا سنے فی جب سرو ہو کر	ہوا دل خوش ملی شہنشاہ

ہبت کچھ سر کے باغ جہان کے	ناتجے جو گردش گھٹان کے	نودن راحت کے گنداسر طرح پر	قریب شام مثل قلب منظر
فروغ مہر کو بیاب پایا	نراج شاہ میں عید بیان کیا	کہ رونق بخش لطف انجمن پر	انیس گوش اظہار سخن پر
ارادہ تھا کہ ابر شام کا رنگ	ہوئی خرسند نشہ کی خانگ	عمل میں آئی وقت خواب سونہ	رہے شب کم تو منہ شرم نہ
اتھا سلطان کہا نوسی جان	سناؤ آج پیر کی کہانی	وہ بوسے وہ قلندر یوں ہاتھ	کہ جب سب کھڑے وہ مردان
بڑا میں کچھ قدم دس شہنشاہ	پہلے ارچہ نے یوں کہول کر	کہ جاتا ہے کہ ہر آسفر آ	میں اک دست ہوئی شہنشاہ
یہ کھڑے چپٹا میں اسی آ	کھا پڑے برابر اسم اعظم	ڈرا وہ یہ کچھ ہوا گام اٹھا کر	میں دوڑا اور اسی گیر ادا کر
وہ کچھ آخر ہوا نراج بہ لب	بگارا چند ساعت دشت میں	ہوئی فوراً ہزاروں نراج پیدا	کیا جسے کہ ہم میں سیر شیدا
تھے محبوب اپنا جنت میں	کہے جو کچھ ہے ہم ملتے ہیں	یہ کھڑے چپٹے چپٹے مٹو شہنشاہ	ڈرا ایا کہ ہوا لفظ مطلب
اوہوں نے ساری تن کا گوشت لیا	بجز چند استخوان باقی نہ پایا	ہوئے دو مرد سابی بڑا	کہا پڑا اسم اعظم یوں تیکر
ہو واجب یاد ہونکا چوہ کن	بدن جیسا کہ تھا پایا برابر	وہے طانت سے توت توتی	وہے سمیت و جرات ہی
وہ سیاگی نراج تیرے سے	حکام میں رہے نہ ہرگز تنہا ہی	تغاب میں بڑا ہر سوت	اڑا جسطرح کہ در صر آہ
چپٹ کر ایک جنگل اون کا	رہا پر داز کا باقی نہ بایا	گرے کچھ خاک پر کچھ باقی	جدیے کیے سرق سی
پڑا اک شور یا جان آؤ	سب اپنا لشکر سامان آؤ	عدو زندہ گئے ہم اپنے ہی	مٹا جا دو قریب آؤ
صد کے ساتھ اٹاک بیک	گرا اوہیں دو سو کا سنگ	نظر لٹکتے ہے ہر جانب چٹا	اندھیرا اسے آنکھوں کے آؤ
کہنا دم جسم میں خست ہوئی	بڑے خود تنگ کسی مثل ہوئی	سینکاسی سینکاسی دل غش	زمین پر آب کو بہوش پایا
صد پہلو سے آنے مان خبر	جنگیہ اس قدر مرد ہشیار	وہ پڑے جو بتایا ہے زبان	درا ہر وہ دو قدم آگے یہاں
تری ہوا ہم میں خوف کیا	نہو ترسان بھاگے گولا ہے	نہو وہ درابن مرد سید	کہ اس میں دیکھو ہی کوئی انسان
اجل تیری نہیں کنین کا پتلا	عہد دم ہر ترہ بھگو گیا ہے	یکو شیر جاؤ کے مقابل	نہ لاول میں خیال سہل شکل
دکھا کچھ قوت بازو کی جو	رہے تار یا دگار عمر دفتر	نہیں نہ پیرتے مردان	بلا سے ہے جو ہوتی میں تار
ذرا لٹکار تو ہے بڑے کی کیا	نہ بین ماتن زن نلون گنگا	یہ ایا سنکے بھگو جوش آیا	فراغت پائی غش سے پوٹا
کسی سے تیغ دامن کو اڑا کر	بڑا وہ اسم تعلیم کر	سینکاسی ربر سے برتر انگ	صد ایداموئی لے ساگ لائی
پکارا میں کہ او سو خبر	اٹھا مردان میدان کالی گوا	اگر کچھ سمیت دموان گئے ہے	تو اسے شام تک پروا ہے
کہ لڑ تو جسطرح ہی جاتا ہے	ذرا آگاہ کر اپنے ختم سے	یہ کھڑے کھڑے تھا کہ وہ یو لاراد	مقابل سے آیا سنکے آزاد

<p> جلاؤ گلا جلاؤ گلا زبان پر کہاں ہم اور کہاں نہ لایا کہے بڑھتا تھا اگر تعلق کہے کچھ تارگ جادو کو دیتا کہے بڑھتا کہے ریتا بڑھتا وہ آیا سنگ سیر سر جہم نہ کہا وہ سے گوشت کھینچا کہے شیش فلک ہے جس کو نایا تھے جا کر زمین کشتک بنا اک آں میں تیرے موت ہر اک خط ہر اک ساعت ہر اک دم پیوٹوں نرم کچھ ہے گردن پر آگے کر اسم اعظم پڑا کہ اب بڑھ نصف آخر اسم اعظم اب کے موتی ہیں خبردار لے شیشے اعلیٰ میں ماتر اے انگریزانی کی کی شیشہ سنا بیہ ہو وہ نرم برہم نہیں سال طبیعت کو غفلت مرنے والے ہر اسم دے برہم قربان برسوں جس کے نہ دست پائی ہی غرض طلب نہیں ممکن چہ جواب طلب </p>	<p> ایک اور سنگ فرار کسان کیا اک شور مارا حوت مارا یہ سحر کردہ چلا نہا ہر سو کہے بالید گے بازہ کو دیتا کہے اک کوہ بن جلاؤں یہاں بڑھتا تھا میں جہم گھبراہ دیو سے پناہ ہوا میں وہ شمشیر عریان نشین سرین کاٹے ہر اس کو کٹی لاہریں پہ کپکالی کی صورت زبان پر سیر جہم اسم اعظم ہو مضطر کہ سپرور کیا ہو فتناراک سے آگے نہ گھبرا پیرائے اسطیٰ آواز کیا نہ آئے ہوا وہ دیو رکار اشاعت سے سچ ہر اسم کچھ دست ہو جس شندی کو </p>	<p> دہن سے تابہ پاشے جو ہر گہنا کر اس کو سیر سر چکا پتا ہے اب نہیں باہر کیا کہے بوٹوں کو لانا تاک کہے اپنے زبان میں بڑھتا برستا ہوا شکل ابر برابر کرو پچھاسا آیا کچھ جگر تک جب آپرچا میں اس ظلم کی در آئے تاکروانے گذر رہا کچھ دیر خوش سنیہ خاک یہاں تا کہے سید کبھی کہا ملا میں جبکہ تیرے کبر سے یقین تھا کش کش میں جگر مجھے گہرا لنگھل دور گرا تو سو کہ وہ ہنوز بیا کچھ ہم کہ رخصت کے لئے ملا کچھ چیتے لب زمین پر صاعرا </p>	<p> جبین سے تابہ سید ایک شفا کے نسوس کا تہہ تہہ میں اہل لانی ہی ناتی اس کو بجا بڑھاتا کہے سر کو فلک تک کہے زرخیز کو کھڑکھڑاتا غرض اس حال میں تھا وہ سنگ متعلق رنگیا پونچھا نہ ترک زمین سے کچھ اڑا میں ہم بڑھ کر لگائے سر پہ بسم لکھ کر ہوا دھسے وہ مرد و نایک بڑھتا میری طرف چھلکا وہ دھوا غرض گہرا کے لپٹا سیر سے مگر قابو نہ پایا اس سپر سلطان بڑھتا شیشے بنا وہ موت آب اعلیٰ میں حبیب میں لایا حبیب نہ انجام سخن ارنچا تھا تالیہ سب کے صافیوں فی حق چکا کہا مانو نے کل زندہ ہیں گہم غرض رکتے میں سا تو مزار لئے شب کیست اکھنڈ ہے ہر اک اچھو تہہ چری شفا توں تک ذرا جو آرزو جہم سے نام تنائیں بلایں یکے ہر بار </p>
--	--	--	---

۵۴ رات

<p> سب کی صفہ نہ ڈھک و چار پلا وہ شری اور جام برآ اس قدر جسکے پور پور سر برہم دست ہوں مراد ہے دہن میں اگر برے اطلب </p>	<p> اچھے کیوں اٹھا توئی کیا پہ اپنے ہوش میں کچھ گہم بنائی نگہ ان کو بختی نگ گہرا تے ہر طرف حشوق نام کہیں کس طرح حشوق شکار </p>
---	--

زبان مصروف انداختن ہے	لبون پر اسطرح ناز و سخن ہے	کب بن کر وہاں نہیاں لگی	کنار غیر میں مہمان ہوتی رہی
نراج مسج نیلے پر آیا	خزانہ دید کا اکٹھون لی پایا	جے سان نظر آنے لگی تلک	کوئی راضی ہوا جی میں کوئی
بڑا سلطان بڑا دید عالم	بہر آنا کہ آخرون کیا کم	نشیب خاک میں خوشید آیا	دہوان شب کا ہر اک پناہی
گھایں رک کی اکٹھونیں اُٹھیں	دکانیں اہل حرفہ فی بڑا ہن	محل میں شاہ بہر خواب آیا	ہیال بکھرب سب سب پایا
ہوا محظوظ سو یا چند عت	کہ استے میں وہ ارا بابا عت	گے گانے غمش کے کچھ اشعار	کہ تا ہوش نہ خواہیدہ بیدار
محبوب			
مزدن کی غفلتوں میں سرگراں	خوشی کے نیندیں مصروف جان	بہت نزدیک سے احسان ہے	میں صد جاگ شب تپے کہاں ہے
غرض کیا راحت دست بھل	تعلق چاہے حسن عمل سے	صدایوں کان میں آتی ہی کر	کہاں مہلت قضا حق اہل
رفیق چند دم میں ہر ایشہ کس	کہ جو میں راحت بل لذت کوثر	سے بھد یاد و مطلب فراموش	نہیں ہر پیش ہوتی حسرت
سنا رکھتے ہیں پہل ہی سنجی	یہ مہمنوں جہان ہوتا ہر دم	نظر آجایا گہ پریشانی اور کم	کہنے کا دفتر اعمال حب
مسافر کو توقف کسے بہتر	بڑا اپنا قدم جلد ابرار	قریب ہوش ہے دید گل تر	نہو خود رفتہ اس باغ جمال
حسں ہرے اک جا غفلت	نہو ہر سر میں کیوں ہو غفلت	ما جو مائی افزون دای غفلت	بھیر سبب تعلق دای غفلت
اگر غفلت نہو حاصل تو اہد	نظر کے سامنے ہی نیک و بد	ہوا اس خر سے دت میں آگاہ	نہیں جو ہم تکلیفیں سنہرے آہ
جب آجیہ صد ماگوش سلط	اٹا گہر کھا توں کہاں	وہ لوے یوں ہے اگہ تو قند	کہ جب بار اگیا دیو ستگر
بہر چند دم آگے بڑا میں	نہایت جد گدزا جا بجا	بزاروں طور کے انداز دیکھے	کہ چہر مائل پر داز دیکھے
ترغفلوں میں مثل شکل انسان	نظر ہو دیکھ کر جسکو شائے	غرض میں دیکھتا سامان	جلا جاتا تھا ناگہ ایک آہ

مقابل سیری الکی بن گیا مو	نہایت خوبصورت صبا نور	وہ کو کا اور ہر جانب پکارا	ہوا وان چار لشکر کا اوتارا
گہری پیر لٹکل ابرو وہب	نظر آنے لگا دل موشت	پڑھائیے برابر رسم اعظم	بہت بیدار بہت رہی گم
پکڑتھیشہ حدیثا جبکہ اون پر	نظر سے چپ گیا مہون کا	مگر اک نخل سے دو مور خوشرو	اٹکے اور اٹکے میرے ترس ہو
پڑھے کچھ لفظ بہو لا عظم	گہٹے طاقت طبیعت پاکرم	نہ وہ جرات نہ وہ بہت نہ وہ	زمین وہاں سے اک اٹھا شور
کہ آدسا حراں ملک اطراف	نہایت فکر سے مطلع ہو صفا	یہہ سننے ہے کئی ہر فعل بہت	ہوئی موجود ستر کئی کھست
زمین میں سب نے خرطو مون گگا	اکٹا نخل قرون کو اجارا	اٹھایا بھگو دانتون پر زمین سے	ارادہ تھا کہ دین مٹا دین سے
یکایک روجان جہت جبار	ہوئی پیدائیس پہلوی یکیا	صداد کی ہم آئے اب گیلر	قوی رکھہ دل خدا پر کر ہوا
زبان سی پر یہیہ مفاظ اعظم	کہ نا ہو کام اسکا ختم اسدم	یہہ سننے سی جیسے ہر خوش آبا	دراٹھدی طبیعت پر شمل آیا
نوانانی کی پانی دہنگ تن میں	گئے طاعت پیر کے پٹن	لگائے دوڑ کر تیج دو پیکر	گرے کچھ نخل کچھ بہاگی بار
ہوا اشفات میداں موٹل	نپایا کونے ہے اپنا مقابل	یہہ باقین تین کر بلا حال	دکھایا سجنے اپنا بھولا
ہوئی خاموش بالو مثل سابق	۶۶ رات		لگے گہر سا کاران ملوفن
پلاستی مزی کے کیت دے	کہ دیکھیں جس کے مضمرین	اب مینا کے صوت تر زبان ہو	ترشح زامرا معین وہاں ہو
بشکل خم سخن ٹپکے برابر	فنا پیر بیان ہو اسطرح	کہ جب گنس وہ شب مہر منور	منیا اقرار ہوا سخن زمین پر
برای شغل خاطر وہ جان دا	ہو اسبیان شہر ملک بار	گہری بہر کے جین کچھ کم	پیرا گہر کے طرف وہ شا عالم
نہ پونچا تھا کہ دیکھتھو شام	فروغ مہر کو یا یا حقہ بام	اونہا یا شمع نچری سی لمن	کیا عکس حال شہ نری روشن
محل میں آکے سویا پیشانی تو	جب آیا طرہ شب تابزا نو	پکار سے حاضرین زیرم کیبار	کہ شب کے عمر کہ ہے اچھا نڈ
سناٹا کھایا نو سے اچان	توقف ہوندا آفتاب تین بیا	وہ بولے یوں آایا ہی قلند	کہ جب بہاگے وہ سب قسم شکر
ہوا میں خوش کر اب مطلق آیا	خدا کے فضل سے آرام پایا	نظر آئے مصفاہ طرف راہ	ملا کچھہ دور جا جاتی اک چا
طبیعت نے کماٹھہر بناؤ	نئے پوشاک پہنو لطف اٹھاؤ	پڑھائیے کونے پر اسم اعظم	بہا وہ صوت دریا اپنی آ
نہایا خوب بولی آنچہ پوشاک	ہوئی خاطر نہایت چست لاک	کے سجدہ نماز شکر پڑ کر	ہوا امنون اسان مقدر
بڑا دل سے درون قلند آیا	سنا تا جسطح ولیا ہی	سکان کو طلسم فرا بہت	کہ ہون ہر طرف شا کو کھڑو
اوستے میں ایک تہ بارہ دری	کہ ہو سکے تہنیں تو لعل و	وہاں چالیس مشوقان تو	ہم بیٹھے ہوئی تہنیں خند لہر
بچے دیکھا تو خوش ہو کر ملا	قرب اور کے جو یوتھی لطف	نہایت شاطین کن صفا	ہوئی محفوظ سب طرح محزون

جنگا یا بنے سر ہر احوال	کہ اتنے میں نہ مارا دن چار	برای سیر کو بچھلین ساتھ	کوئی اچھی کسے کی ہاتھ میں
ہمیں دیکھ گیا ہر بیل کا گنگ	کہ جب دیکھے سی عقل ہو گنگ	وہ خوشبو میں کہ جی لائی تیرا	رہے مطلق نہ مانی ہوش سر کا
تربیت تمام پر آئیں مکان میں	ہو میں مصروف اور اور تھان	طعام عمدہ کی تیاران کین	کہہ لائی تازہ کھانی رات میں
وہ سامان جن ہی ہر سر پر	کیے موقع پر اپنے جان	مداہلہ لوگ کو پہنچی آسمان	عزل شہری کی لفظ لائی تھان
گھوڑی نعلی سرا اور کچھ تھ	گے ہونے اشار نماز کی تھ	ہلکے بعد وقت خواب آیا	نچے سند سے اون سب آیا
رہا لٹیٹ چپکرت پر بارام	بتاؤ کس طرف سی تھ کیا نام	کہو گدڑی ہوئی اپنی کہا	بسر کی کس طرح بعد نوج آئے
نہایت طعنے کیے کہا مال	مستحق ہوئی تھی کا جھل	وہ بولیں تہی ایدیں ایدیں	سفر کے سختیاں بان کین تھان
گھمبیرا و اب آیا وقت رحمت	سعدی دکھایا وقت رحمت	یہ کیکر کچھ لے آئیں باجم	بکاری ایک کو یوں لکھ دھم
کہ آپسکے علاحدہ جام لکے	ذرا مہمان کو ٹھہرا کر غصہ لکے	مزی بوھون کی تھی لکھی لکھی	سب بھوت سے ترک وہان لکھی
یہ کہتے تھے جسکی شمشیری کی گون	قریب جنش آیا سے کا دامن	لب میل سے ٹپکے کیف دامن	ہوئی سیرا بلب بلب تھان
سخن بون جوہر گریبا گریبا	کہ جھٹکا ہوا اوں لکھی لکھی	بکارتے حاضر رہا تھان	کہ حسن سب سے بار لکھی لکھی
۷۷ رات			
چلو گراپے اپنے زرم بڑا	کہ بری خیم آئی تھ جگرے	جھم شمشیر کا سب جھم	بڑا بہت کہ آیا دستار لکھی
گدڑ ساقی خدارا پیرا پیرا	کہ آئیں جوش بیوشی برابر	مزاج گنگو ہو وہ بخود شاد	زبان پر آئیں یوں لکھی لکھی
کوئی ساغر چپکنا ساغر لکھی	قدم شاہ کو اکب نے بڑا لکھی	اٹھا سلطان ساجد پستو	دے انجام سارے لکھی لکھی
کہ گدڑی رات وقت سچ آیا	چپا لکھی تھ جیسے کوئی لکھی	مزاج شام گناخی پر آیا	قدم سوخی عمل شہنی بڑا لکھی
کہ اتنے میں وہ دن بشتید لکھی	طبیعت جانبارام آئے	فرز نام سیرا ہر کے بیدار	کہا بانوسے مان سیرا لکھی
تعلق سے فراغت پائے لکھی	وہ بولے یوں تھ اب غصہ لکھی	وہ کہتا ہے کہ بعد صحبت لکھی	قریب او میں سی آئی لکھی لکھی
کہو کیونکر ہو حال قتل لکھی	طبیعت میں اراد اور لکھی	سحرک عیش و راحت میں لکھی	رہے مجھستہ ہم زیر و زبر لکھی
لب نازک مرے لب لکھی	نئے پوشاک پہنے بعد جام	وہ سامان دل شیر لکھی	ہزاروں طور کا آرام لکھی
طلوع مہر کا پونیا جو تھ لکھی	تعبور بن گیا راحت کی لکھی	کہ اتنے میں اچھی لکھی لکھی	خوشترنگ چپکا کر لکھی لکھی
رہے نصف شب عیش لکھی	کہ مائل کچھ ہو لطف نوج لکھی	بہار عمر میں معشوق ساغر	یہ خالی سے دینی لکھی لکھی
طالب سی کہا یہ ہر کو لکھی	زرد کا انوف پیدا لکھی لکھی	لب لگوں کا بوسہ لکھی لکھی	کہ دیکھیں جو صلی کیے لکھی

ذرا پیدا ہو کر آرزو میں لایا خوش میں پہلو بدل کر کبھی بے بسی لعل آفتاب کہ شب چہرہ زور کج جوش ہے غرض ہر گز خوش وقت انہیں ترجیح انہیں سے کیوں بھلا انسان کی سلیقہ ہے ہوتا رہا تا نصف شب سا مان بٹو گرینے نہ سبقت کچھ ارش خلاف طبع آیا جو عمل میں کہا نے کہ میں قربان سب تم اپنے دل میں سمجھ گئی تھو سنا جب بھی ہو لکھن پور نالا کچھ دہلیان باتوں کا تھا جسکے شیشے اہی ماہوں میں کر کس کہ ہوئی راجہ سفر دکھا ساقی عطای طبع عا	بڑے لذت مذاق گفتگو میں ہوا عہدہ کنش لیکن نہیں کبھی کچھ اور جوش دعا ہوتا بہلا ارمان سب نکلیں گے کیسے بڑی مالیثون میں کس بستر کروں شیدا میں کس پر شہی زبان پر آئی اسپین نکلت کہ اتنے میں بڑے اک اور بڑے ہو میں حیران پر سان لین گئی ہوئے کوئی حط کیا کج کل سمجھتا ہوں میں تم سب کو برا کہ احمق ہے ہی بھلا انسان کہا اس خشک کیا در ہے چل اٹھ ہنس لول جلد اسے دلا سحاب باد آ یا مارشون ہوئے خاموش بے ساختہ	یہ سستے ہی بڑا ہا با ہا عجب احتیاج گزری ہو کبھی سینے پر سینے کی گزری ہو س کہتے تھی بہت دور مگر بھوکو یہ دھیان آتا اکثر مسادا این ہو کوئی مکر ہو واجب تیسری ن کا ہی غا وہے صوت ادا کی خوشیوں کہ خاطر کیون تر دسی ہوش جو ہے تم ہو یون یا کد یہ دو دن تک جوارحت ہیں کہ ان ہی کا دو دن ہم خوا ہم اپنے اپنے باری آمین گئی یہ سکر دل ہو ایرا جوشا یہ کرار سخن تھی زیب محفل چلو اٹھو ہو ایرا نور ہو	پہلے دو چار سا غما نئی انداز کی باتیں نئی گیت کبھی رغبت یہ سمجھا ہی کر یہ احسان میں بھی برابر کہ اسپین حسین سب ہیں اک کبھی ہم میں سے سمجھا ان کبھی نظر آئے نئے سامان نئے کہ صدقے کے سر ہزار پر طبیعت کے فرے میں جو فرشتہ نئے انداز پر پائے چین چین میں اب سو چار بڑی غفلت تھی کیا ہو طبیعت فرشتہ سحر ہوئی ہوئی ٹھہ جائیں گے تو لپٹا ایک سی مثل لڑ جائے کہ اس شب کا ہوا لڑ کھیل اٹھے روئی بن سب گیسو جہکام ہو پکی شیشے تو سنا زبان معصوم آغاز سخن ہو نصرت ہا کہ کب دیکھیے آ چپے آنکھوں سے اشقہ و فرشتہ برائے راحت آتے گہر میں آیا مرا سونے کا خاطر آٹھا دکھا و جلد حسن چہرہ راز
۶۸ رات			
کہ پیسے آرزو برسون برابر بڑا سلطان سابق اپنی ہر بیا صحن زمین زرداں حسین کہ ہون آری گہرین ہشایا ہر طرف پیش و پس کہا ان سے اسی خواہا	کاظا ابر و قہ شکن ہو بے کس شام تک ہر طرح اوقات ہوئی پاؤں عالم شام تار مراج شاہ نے آرام عیا فرز نام ہر خواب آیا اٹھو آغاز آف نہ ہو آغا	کاظا ابر و قہ شکن ہو بے کس شام تک ہر طرح اوقات ہوئی پاؤں عالم شام تار مراج شاہ نے آرام عیا فرز نام ہر خواب آیا اٹھو آغاز آف نہ ہو آغا	طبیعت رنگ پر کا کوئی ساغر کہ جب بٹے نظر سن سحر کہ اتنے میں نور ہر روش فروغ شمع ہے چہر دکھائی فراغت پاکی آغاز ہو ہو ابیدار اپنے حسب عادت

وہ بولی موت حال قلندر وہ باقی نہیں ہی بیک ہر گشت قریب صبح آئے اپنے جا پر شعلہ مہر نے جب صفحہ دکھایا کلاخندنگندہ اردن بدن کو پہر او اسنے خزانہ کا گمان اد او مار و غرہ کا ہوا دور دور کیف سے نگاہیں ہوئیں کوئی لپٹے کسے سی ہوئی تیار کوٹے بولے کہ سوئیں آج اسے سی سرگرائی خیر تھے کوئی جوش ہوس ہوئی بیک کے کو کوئی لیتی تھی آغوش کوئی پستان کی دیتی تھی کوئی رانو کو باہم پیستے کہان کی رہے ہو میرا نار کچھ تو بولوا کھٹا ہٹا کے لی بوت لی کی لگ گیا اندار سخن سے طبع تھی شاد نہیں راضی ہوا سنا ہی دل غائب میں توقف کرنے پارس توقع ہو نہ اب بیتے ہیں کرب آغاز عکس ہوا آیا	شہیے اپنے آگے اسطرح پر دہی ہر رنگ میں اک اور گنگ ہوئیں آئین باہم سب دلبر زبان پر اس قلندر کے کھلایا کیا پر نور رخسار دہن کو جب آونچا قریب آستان تیر نظر آئے گئے کچھ اور باط طبیعت خوش خراج قلب خیر کسے کی حسرتوں سے چشم برآ خلوع کیف سی کچھ ست ہی بہری ہی کھیتے تو ہر جام میں ہوئی اعجب سرا بولڈاک کوئی کہتے تھے ہم میں خود تیر کوئی کہتے تھے کیوں پایا تیر کوٹے کہتے تھے موت دیکھ تیر کہ حاضر اس قدر میں کچھ بڑا اٹھو سندھی سیری پس آو کے لی جام ہی صفحہ سی لایا ہوئی قید توقف سے شب زاد	اوپر میں سی کوئی عشق طیار قلندر کو ہر صدمت لبایا جو گدزی شہ کے ہی سبکوتا کہ میں جام میں بونچا تھانے باس فخر ہنسی اسے ہوئیں موجود ہر سب دل آرا شراب لالہ گون کے جا چھلکا سخن بیکے ہوئی نکلی زبان سے کسے لی ماتھے پھیلا یا سوجم کوٹے بولی کہ جانم دور آ یہ سب مینی پڑی گنگو جانے زمین کو سیتوں میں چوستی کے کی جھپٹتی تین گان میں نہیں کچھ شرم طرز مدح تیر کہ کتنے تم ہے شہ آدی ہو مگر غنبت کسی جانب نہیں ہے ہوئی کب سے چن پا کے ان کہا ہے جلد اسی میں تیری سند اٹھے سامان محفل صبح چکی
۶۹ رات		
تس پای جوش طبع برہم تس بخش گوش آہن ہو رہا صرف اکثر کا معمول	ہا شیشے کہ سب ٹھہری کوئی ہا اسی میدان عرس سخن ہو خود داد گر ہے حسب معمول	بڑی ارمان میں دلیں ہار پونچتے ہیں دہن شیشہ گنگ خود داد گر ہے حسب معمول

کہ اتنے میں چپا وہ جلوہ نور	ہوئی روشن بدیش شیش	قدم رنجی سلطان نے گھوڑے	نئے سامان سب کی نظر میں
ہوا محظوظ دل سویا لب بام	جگا یا حاضرین نے بعد آرام	اٹھا سلطان کہا بانوسی سپاہ	دکھا تو کل کے قلعے کی اشار
وہ بولے یوں قلندر کا بیان	لڑا بختش بھٹ دہستان	کہ جب دن سب بج گیا کہ گرا	طبیعت میں کچھ قصدا آیا
کہ اب تم بے دکھاؤ گئے نفوذ	نظر آئے انہیں کچھ کثرت و	لایا آغوش میں اک مہربان کو	گھسیٹا دوسری ہی ناز میں کو
کہا آدس تیسری سے اوجھل	فدا دیکھو تو جوش بوجھل	ہسین وہ اور شین شرابی کا	میں ڈرا اور کہا دیکھو خبر
مری سر کے قسم آگے بچانا	نہیں بستر کسے جی کا جانا	رہے تکیں اور کہا کچھ خیر تو	ابھی جی کے ذرا کچھ خیر تو
نہ اتنے جوش میں آؤ خدا را	کسے ہی ایسی بنانے گوارا	کہا جسے اوسے ہی خوش بولا	اوسے کے ناز بھی سہیلین
بیان تکلیف کرنے عیض کیا	سنبھالو آپ کو غم ظلم کیا	نظارا دوسری کو تو مہتر	چموا دین تو تو ٹوٹے گھر
میں سمجھا بھڑکے رز و	محبت خیر طرز گفتگو ہے	نما کچھ نگلے اپنے لگایا	عجب راحت عجب آرام پایا
سے آیا کینچر اور کسے اچھا	کہ جس جاوہر حسین تھے جلوہ	کہا کیا خوب تم بے زور ہو گم	انہیں باقی نگاہوں میں فرما
سکھائی اپنی سپاہ کو بھگتا	کہ بکونی سب کرنے لگا لنگ	وہ بولی یہاں کیوں غفا ہو	مناسب ہے کہ غشو جو خطا ہو
کنائی بھڑے باہم برابر	کہ اتنے میں چپا وہ جلوہ	سرسب نکس مہ کا نور چمکا	ہوا سامان نیا لطف بہم کا
بلورین جام شیشے صاف براق	چنے موقع سے اپنی بھر گئی طاقت	طعام عمدہ سترخان شفاف	بشکل حسن جان باکیا دینا
ہوئی موجود کہنے سب باہم	پیر اسکے بعد کچھ تھا واپس	سہا موقع سے سہماں سب کا	کہ آیا وقت اس میں نصف کا
اٹھیں سب رہ گئی ڈھکیں لدا	کہ جو پہلے سے تھے میری لگا	ارادہ تھا کہ ڈالوں تانہہ بھر	یکایک وہ ہوئی بے مکد
کہا کیا خوب ہٹ کر دیر بیٹھو	خبر تم ہوش کی اپنی ذرا	بھیگستا بہن بھاتی نہیں	بھیگستا بہن آتی نہیں
نہیں مردوں کے ہاتھ بھڑسا	بھلائے لگائی دل کوئی کیا	بشریت بن مطلب نشانین	بڑی کج بہن میں صاف دغا
نتین یہاں بھبھکاپس بیٹھ	مگر ہر طرح پرانی آس بیٹھ	جو کچھ حدت کہو دین میں	عرض ہوا اور اگر اس میں تین
زمین اسطرح کی کہا تین جو	بہر آیا دل و نور جوش غم	گہریزی دکھائے چشم تر	صد آدھم حدت کی جگر
بھیہ عالم دیکھ کر آئی مری پاس	کہا دلیں ہوا سد جانی آ	نہیں عادت مکر طر کھار	بلا سے گو کہ ذات ہو ہمار
گو آرا بی آرام یہاں	کہیں لو کہ حاضر ہیں لدا	اشاری مہربانی کے جو پائی	تو کچھ کچھ بھر جو اس ہوش
پلایا دست نازک سی پنجہ جام	ہوا ممنون لطف بخت ناکام	رہی جبات ہر کثرت و	لی آئی رفتہ رفتہ چاہ ذوق
نحالی دلیں تھے جو جو کہ ارا	سے ذوق وہیں نہ گریا	ہوا پہلو تو سب سب خالی	گئی چہرے عشرت کی سجا

نزدہ سانی نہ وہ میانہ درجہ	فقط در زبان لکنا نام	زبان بکھی بھیا کا دل اویر	کہ وہ شب مثل در صرصر تیر
ہوئی رخصت طلب نیم جہان	زمین پر نور بیا آسان	منہج صبح گستاخی پر آیا	جبین خاک کو روشن نمایا
میں اس بہتے سدقی رواہا	۷۰ رات		
تری تعریف ہو کہو نگر زبان	سخن لائی بھیکجائیش کہاں	خدا را خیر خم کچھ تو عطا ہو	کہ خاطر یون مضا میں شہنا ہو
کہ بعد اوج شا آسان باد	سے اپنے رفیق چند ہوا	جنوئی بستان سرخاں آیا	نظر نے لطف نگشتن کا اڈٹایا
دین ن بہر سیر کی بادل شاہ	رہا فکر جہان سی خاطر آزاد	کہ ناگہ مرغ زرین جہان آیا	تہکا گردش سی ہو کر اٹل خوا
کمال شام تاریکی پر آیا	اندھیرا عارض عالم پہ جایا	بڑا سلطان محل میں لگی سویا	قرب بایا اپنے جاکے سویا
کہ اس مہی میں تو چوکی ہی آ	کہا بانو نے اسی شاہ خوش آقا	اٹھو بیدار ہو کم ہے زمانہ	سنو عرض قلندر کا فتنہ
کہا سلطان ایجا مان بچا	کیا مجیر نہایت آج احسان	وہ بولی یون ہی مضمون قلند	کہ ٹھہری جب نظر حسن بھر
اٹھا مہین پونچھا کدھر	کہ تھا دکو خیال سحر دلبر	نہا یا خوب پہنچے حمد پوشاک	کہ اتنی مین وہ آیا خیل جا لاک
کہا کیا حال ہے دل اور ملک	تصور ہے نگاہوں میں کہ ہر	ادھر آؤ حلیہ پیشین کوئی دم	کہ ہر سالان عشرت سے فراہم
طبیعت میں جو فرقت کا قلی تھا	تو چہرہ زرد سا کچھ رنگ فتنہ	یہ صورت دیکھ کر حشر آئین	زبان پر تپے اسپہین بد لائیں
کہ کل کے ناز میں بھیاں پونچا	کہو باجی اراد آج ہے کیا	کہا چوتھی نی دیکھو کچھ آرام	کہ اک مدت سی بھیا ہیرا نا کام
ابھی ایسی قلی کیڑ کر سہی گا	یہ حالت ہی تو آخر جان بگا	یہ کہہ کر سب سب ہوا سن	زبان پر اس طرح کی لفظ لائن
برا ہو کسے مہمان کو ستا	غضب ہی کچھ نہ او سکور جا	کیا ترچے گناہوں کی فکا	بلا کی قمر کے ہی شوخ دیا
کہاں ہی وہ پری ہو کر کہاں	وہ اس صبح سی کس جانب تھا	کوئی بولی کہ ہن شب کی پر	وہ موتی مین پکارو تم نہ زنا
یہ باتیں تین کہ چوتھی کی پڑ	نہایت تیز مثل تیغ ابرو	کچھ کچھ لیکر انگریزی لبر	دکھایا اپنے جوہن کو سر
صد آ احمد زکلی جگر	مے جیون جو ظالم کی نظر	ہوا برہم مرا مجموعہ ہوش	کیا بیتا بیون نے خود فراموش
گرا فرزند زمین پر فرزند توکر	کہا خاطر نے احسان تقد	منہ سے دلا دیکھا جو یہ حال	پکاریاں ہان سنبل انکیل نال
یہ کہہ کر فرشتے بھگوٹایا	مرا دل نے عجب وسوق پایا	سو گہائی نکست گیسوئی مین	دکھائی ہاض نگین کے زین
نگاہ درجہ سے دل گدگدا	لب شرین کی جنبش کو دکھایا	سنایا ہان سے عاشق کے تقد	کہ جبکہ برین ہو جہان کے تقد
کلابی جام مین بہر کر عطا	کہا ہنسکو تری پہنے خطا	کہ لی سمجھی تھیں جوہن کہا	فروغ حصن عارض غنن آبا
ہوئی اپنے کسی کی بھیت	کہ اب بھٹکنا نہ ہوئی با بھیت	یہا یا می طرب فرا جویا	تو ہوش فتنہ ہیرا یون

ہوا قربان لیے بری ہونے کے	نظر آئی جو جلو ہی عصمت کے	کہا دل نے یہ ہے قوم پرزاد	کینوں ہو آدمی کا خانہ بزد
غرض تا نصف شب و طراوت	فرسپا ہوش یا رہ طلعت	سہمے راحت و فراوانی	کہ اس عریض میں کچھ کیفیت
ہر آئی آنکھ میں سمجھو خوش کام	کہ اب خاطر موئی شنائی آ	کہا مجھے چہرہ کثرت میں جلو	کہ راحت آشنا ہو چہ درم
نہایت رات کم ہی ہوئیں کچھ	عنیت ہے یہ سا ان فرم	نکھ پھر سر پر چش سب	بڑی حیرانیاں ہیں محکوب سے
کہ یہ صحبت ابھی کج ہے ہم	بہنیں کیوں چرخ مشرق سے	یہ باتیں تکی سولی سنا	اسٹی عیش و طرب کے لطف ہم
کہ اتنی میں صد آگے گھر کے	اذان ہے موزن فی سحر کی	اب جاناں یہ لفظ خشت آ	نکھ نے پنجہ سے کہ دل کی
نہ یہاں تا غنہ نے روی انجام	کہ وہ شب مثل خوشید بام	نظر آکر ہوئی نہان نظری	سیا اوٹھ گئی دیوار در
ہوئی برجاست نرم شاہ نشانی	رات		کہلا چارون طرف سے آواز
ابھی ہی اس قدر سے ہیں شہ	کہ بہن مطلب سے اپنی خوش بزر	وہی ہے از یاد شوق ہم	وہی ہیں دلوں و لیلین فرم
وہ ہے دور نظر سوسے سب	وہی مشتاق ساعہ آرزو	وہی فیض سخن ہی بر سر خوش	وہی ات نہ ہی پرواز گوشت
کہ جب رو سحر نے نور خشت	ہر اک جانب قریبے دور خشت	بڑا سلطان بسر کے دن بر خشت	دعائے لب بسیار بجلد ہوا
کہ اس عریض میں نگہ شمس بلا	نہایت سایہ پھیلا کچھ اندہ پرا	ہوئیں دیدار سی خشت گامین	چھین مثل ہوئی کھوئی آواز
حل میر شاہ عالی فکر آیا	نہایت جلد باز کو بلا یا	کہا جانے چلو میں لب بام	کہ پھر خاطر موئی شنائی آ
غرض کچھ دم میں جاکر کشت	کہا بانو آئی شوق و خواہ	کہو افسانہ باقی ہے کیونکر	وہ بولے کھڑے رہا یوں قلند
ہو واجب پاؤں دن کا کچھ آواز	پہر آیا سانس و خیل تراز	نہایت مہربانی سی سنابا	بست آج کچھ آرام پایا
یہ شب کسی کئی کیونکر بکے	کہو صورت سے کیا قلب جگر کی	یہ اے مہر تیرا انداز خاطر	کہ اک مہ پارہ جیسا نام
بڑے اوس خیل سے مغرور ہو	برای قتل مشاق و فادار	نگاہوں کو اجازت دین گون	اشارہ دے کہ ٹکری جگہ
نظر ہو مگر گردش اوپر کو	پٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو	شبار چمن میں اک ملی شتا	نراکت مثل سمون خیل
طبیعت سب طرف سے پاکدین	اسگون پر رخ و عارض کے	پسند طبع اشارہ طرب را	مضامین ہمہ دل ہر طرح کا
کہا مجھے غل ہے ہی کوئی با	سنا کہو کہ خاطر ہو ذرا شتا	بجایا میں ارشاد وین کا	چہرین عیہ جہتین جہت
یکہ کا بجز احسان نظر ہے	غزل		کہ در دین بجز ارشیم تر ہے
گناہین ہر طرف فرشت زمین ہیں	کیسے آمد آمد کے خبر ہے	جو فرصت ہو تو آؤ دیکھ جاؤ	کہ آج اپنا زانی سی سفر ہے
سلاسل کی اوٹان نازک بک	میں صد زور و جوش تو کہہ	خدا را بیلوہ فرما ہو کوئی نام	نظر کے شاربام و در

<p>سوی آفت وہاں کے رہے وہاں کہا ثابت ہوا ہومر ہستیہا بہین سب چور کرتنا اوی کہ بڑی من وہ بھیہ فراسندہ قرب آیا جوین ہوجا مرن کا کیا کس جیانیے نکو بیا ک اجی بیٹو کہو گدڑی ہر کچھ اچھے سہ آترو پاکہ من</p>	<p>سیراب و گلی جا خدے عبان چیری سی ہر ایش کے کہا کہنا خوشایان سکی کی گر حقون من طریک آدے کیا تے طارہ حسن و کا پڑی او کی ہوس پر غر خا ک کیسے الفت کسی سی نکو تہی کچھ یہاں دلکا رہا صد جا کد کہ</p>	<p>سنا جب بھیہ کلام دو مہر اسین باتون من دن گدڑی رہے وہاں نوازی کا ہی کچھ نظر بگیاہ اکھین قہر تیز کہا اکھین کہان السی جو کچھ ہنیں طرز ادب آشنا تہ رہین اسطرح کی باتیں تکر نہ پونچا تاسن حد بیان کو</p>	<p>ہرین آمین سوئیں اکھین کچھ کیا خاطر نے سیری سیل آرام بلاسی گدڑی نکھین دل کے ارمان زبان ساکت اشاک کچھ سخن بھیہ بیہوشی ذرا اپنے خبر لو نہایت ہو پریشان مدعام نہ پائمن شوق سے کہانیں تکر کہ زلف شب نے دیکھا آسا کو ہوئی شب چند دم میں گرم گدڑی</p>
<p>نظر آئے جبین صبح سرتو ہوئی پھر صرت آواز سنا طاووس غر لہز اسے کہ وقت صبح سلطان چاہا ہلا بانوسی راحت کی لبام زبان پر لاء الفاظ نہ کہ آجا جب چٹا دن پہنچو کہ اتنی میں چٹی اک ماہ پار کہ بھیہ مدین کو کینو کر طلعہ گر گھا و ناز سے دیکھا جو کچھ قرب آئی لی بوسی دین کے پسینا اس کے چہرہ تم تہا نوا فرزدہ جی اچا مرا شیر لطف عنبر کون جوا نر شام آخر دن خاکم</p>	<p>دکھانت عنب کا ناز سے کہ چوسکے نہیں جکوا دے ہوا بہر تماشا گرم بازار کہ اتنی میں کوئی مستور گفتم نانون گامین اب کوئی بیاتہ بہم ہو کر ہوئیں محشی شکر ریز جو تھہرنگب سی گرم نظارہ خداوند اھیہ کیا پیش نظر ہے کہا تقدیر نے اپنے خبر لو مرے دیکھے جواں شکر گدڑی مجھے شرمندہ رعبت جو پایا مین نازک ہون مہار گدا عجب راحت طبع سے اٹھا کہیلین آکھیں ہوئی گویا وہ</p>	<p>پلا شیشے سی گل کے رنگ سے سخن کیسے ہو مثل حسن مضمون بہت کچھ سیر کے دن ہر روز میاں پانوا آئی شاہ جاگا کہا بانوسے اب صمنو خان کہ ہم حاضر میں اب جو کچھ ہو مقابل سیرازی حست ہو کر ہیں تہین اور حق جو سیر اشاروں لی کیا خاطر کو تہا کمال کر لے بوسی جو جیا یری لی مسکر کر مجھے چاہا بھیہ رکھ کر کہہ کے رانو پر سر چک چک گری ندین گی ہوا اجی جاگو بہت سوی مری جان</p>	<p>کہ ہن مشتاق رہو لا واپس بیان ہون اسطرح الفاظ قرب شام آیا گہر میں مضمون کہا بانوسے وقفہ ہو نہ تقدیر اسطرح کرتا ہے ظاہر کہا سنے نوازش خانہ آباد ہوا میں دیکھتے ہی و سکھ رہے تھنا وے گدڑی و من پہ اؤڑا آرام دل سی بگی سیاب ہوئی نیل نراک سے وہ چند بلا سے مجھے جو گدڑی تہین کا کہا جاگ ہوئی جو سو و دم ہر ہوئی مہا و دین دو نفر شام چہا خوشیہ مہی نورفت</p>

اسٹامین ہاتھ منہ ہوتی ہنیا	بہن پوشاک جانان پہنایا	ہوئی حاضر می دنیا دماغ	ملے لپے لب جام کر
ترنی پر طلوع کیف آیا	مرا جوش جوانی کا دکھایا	قرب بصف شب لٹی جو ہم	عجب کیفیتیں منہ لہیں
کہ اک سہ ساسنی اک بغل میں	مزہ آرام راحت کے عمل میں	کبھی بوسی لب جان کے حاصل	کبھی فکر سر سے منتزل
کبھی نظارہ حسن خدا داد	کبھی لب پر کوئی افضلہ یاد	کبھی گستاخانِ خوش ہو کر	کبھی شکر خدا معشوق لیں
کبھی حسرت سحر کو ہے جدا	سے قاتل سے ہوگی ہشتا	کبھی جانان سی کہنا ہاسی	بسر کل ہوگی کیونکر زندگیا
جواب اس کا یہ سننا نگوں کیا	پریر و اور ہوگا راحت افزا	ہنوں گے ہم تو کوئی اور ہوگا	سے گلگون کا باہم دور ہوگا
مگر جو غضب کا ساستا ہے	قیامت تک جدا کی بجائے	مسارک ہو تہین راحت میں غم	بجز دفن کہاں آرام کم
یہ کہہ کر آنکھ میں آنسو بہا	سب ساغر برابر سے اوستا	بلا میں لیں گے جھگو گایا	کلام رخصتی دین لب پر آیا
کہاں ہم اور کہاں تو اتنی تیر	مرا کچھ ہے بنایا ہای تقدیر	انہیں باتوں میں تو صبر چکا	زمانہ آگیا ہجر صدم کا
سخن تھا اس طرح زریب اب کوثر	ہوئی وہ شب تو وقت سب کوثر	کہا بانوئی اہل ہم جاہن	بقصد مہربانی کل پر لیں
رات ۳			
مری ساٹری ساقی خارا	غایت کر غایت کر اگر ہے	کہ حسن گفتگو ہو نور افشان	دراپہر ہوا اسی شی کا نظار
جسے تو دخت بزرگستا ہم	برای دید مردان حق آگاہ	پہر ہر سمت مثل ہوش مانا	نظر کے ساسنی ہی ارساں
وہ کیا یعنی سحر کو خا و جم جاہ	جو آقا صنایا سی ملک ہستی	فریب شام نی پیدا کی گنت	کہ استے میں کہشاد ن کا زمانا
عروج مہر آیا سوس پستے	بلکہ مضمونی لبی طبع	بڑھے اسید شتاقان شب دوست	موی امید دار دید دل انگ
تھکی بہت کی ارٹنی طائر	زیادہ دن سی پالی کرت نہ	قدم سلطان نے رکھا سوئی	چلے ہر سمت یاران طرب دوست
کنول دشن ہوئی سی شمع فی	جسے دیکھا بہت مرغوب کیا	پکار اپنی بانو کو کہاں ہو	ہوا آہستہ آہستہ روانہ
جب آیا گہر میں سامانِ فحشا	کہ عید سامان ہی او شمع فحشا	وہ بوسے سوہو اب وقت کم	یہاں آویہاں آویہاں ہو
ہوئے حاضر کیا شہ فی قصیدہ	اسے خاتون سلطان کو	ہوا آغاز قصہ کا زمانہ	غیرت جانو فرصت کوئی ہے
کہا بہتر ہے جس وقت شہ	گن او کو تو وہ تہا سا توان	قلندرنے کیا میں باہر آیا	ترشح تھا بھیرا بدستان
سوی جب صبح ہنم جلوہ افروز	تصویر میں خیال بایزہاں	نظر کے سامنے تصویر محبوب	قلق سے وہ مکان پر آیا
نہ بھلا دل بڑا سوئی لکھتا	ہما بد مقابل مثل اندر	کس جیسے کہو خوش ہو کر لکیر	یہ عزیز زبان کیا حوت کیان
کہ ناگہ پیر سے خیل پریر	نہایت حیرت جلا دھو تنگ	براہ راست ہو ساسکر کر	کیا ہے ادا سی شکر تقدیر
کہ اکید و نہیں سی کا فریق کوثر			اب ہے سے بڑا ہن شکر تقدیر

ایہ کیا سننے دیکھا جس کا غم	درا سی لطف کا اتنا الم ہے	مگر اور چارے ساتھ آوے	بڑایا ہاتھ ہے ہاتھ لادو
چند لکڑیاں کھائیں سیراب ہم	کہ ہو مصروف راحت طبع پر ہم	سنا اور سن سب نے خوب	جہین اس طرح پر گویا تین
یہ کہ فرما تھیں لی ہاتھ	یہ ہے اک سمت ان کی کیا	کہا میں یہ کیا بولی کہ خوا	یہاں سوتی رہی کہ عاشق کو
یہ کہ نہ لکڑیاں کھا	بشکل سایہ فرش جا بجا	نہ بڑھنا او سرف ہر گونا	کہ ہو تیر قضا کا توفنا
ہنا کر لائی جھکو اس کا	کہ شاید اور ہو الیا جان	طلسم آمیز ساری کا رفا	بجاسے کہے جاوے کھانا
ہر اک سامان تازہ حیرت افزا	نظر حیرت تاحشر شیدا	بچھے اک مسند زرین بہت	بشکل عارض تائبہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لیلیں ہم	یہاں کیسے رہے دیکھوئی	وہاں ہری کہ اتنی تین	ہوا اس وز کا آغاز انجام
یکایک بیٹھے بیٹھے وہ پیر	بشکل دل مخاطب ہو گئے	چراغی سی ادنی سنکی کی کیا	صدائے کہ حاضر ہے ہینا
کہلا اک در صد اجوکے	ہوئے خاطر کو حیرت آستا	کہ اتنی میں کئی معشوق ملتا	لئی آئیں ہر لون طرح کے
جو کہیں تسلیم کو گائیں مجاہد	نسایت لذتیں خاطر نے پائیں	پیرا کے بعد آئیں اور نو	بجگاہ میں جگہ خجھر کے طبع تیز
یہ شیشے نقل میں ہاتھ	سوا کے بہت سامان آرام	بجہانی ہر طرف قالین خوش	پنگل سے کہ جی ہو دیکھو
جسکے شیشے برابر جام چمکے	بڑھیں باہم وہ سب لیکن نہ	بڑھائی ہاتھ سا غلبہ	سبوں حسن خدمت نہ
ہوئی جسے غائب ہو کر	پیو پیارے ذرا جام کر	کہ لطف کیف انگوٹھیں خرا	تاشا و نو عالم کا دکھا
غرض بنے پیا اک جام سیرا	نگاہ میں بہر کیفیت خوا	برابر دوسرا سا غراٹھا	لب معشوق کی میں پس لایا
کہا پی میں سرفراز تر	وہ بولی مہربان احسان	کیا جھوٹا ہزاروں نمون	پیرا کے بعد اک سا غر کو
مری منہ سے ملایا اور کہا	ہیں پر پھیر زبردستی تھی	نما جب پیا اور ہو بیہوش	گراو کے قدم پر میں لب
اٹھایا سر کو جاتی ہی گایا	فرا کچھ اور ہے اور سوت	ارادہ تھا کہ ہو کچھ اور	کہ وہ شہیاد ہے جی
کہا کیا خوب پھر گری	کیہ الفت کسی سی نمی کی	تریک پر مثل دل قابو ہی	بہت چاہا مگر ہیلو سے
کہ اتنے میں گھبرائی آئی	ہوئی رخصت طلبہ مجمع ناز	کہا میں کہا و ظالم جفا کار	ٹھہر کچھ دم کہ میں کروں
درا شکون میں ہر دن گزرا	نجان اید دست اپنا جھوٹ	نہ سمجھے ہم کہ تو اک یو فاع	یہ جتنے مہربانی ہے دعا
برا چند ساعت تین پانچ	نہ تھے آگاہ ہم ہوتیں میں	سنا اور سکر کر بولی	مگر آج اور آج کے
وہ تیری مستی کی اور	قیامت تک ہوئی ہستی دور	ہوئی رخصت یہ کیوں نہ	رہا یوس میں مثل گنگار
رہا وہاں ہی بشکل رنج	بہا و چشم سے ہر ہر قدم	یہ کیفیت تھی راحت بخش	کہ انگوٹھ سے ہوئی ہر

کسان ہی وہی خوشترنگ

راست ۹۷

کہ پہر خاطر کا بدلاؤ رنگ

ارادی چند ہم سی خوش بین
مخاطوبہ پہر گہرا رہا ہے
نہ کہا میں تیری صف دل ہے بیا
منجھ میں بقیس نگین زبان سے
بڑا ہون پہر سر کی اپنی ادیتا
جیمن شمع نے پیدا کیا تو
نہیں ہوتا جو آغاز مہمان
نہتے خاطر کو اسٹش کئی ام
منجھ دیکھا بڑی کھنکھلا
کہا میں نے طبیعت ہے کدر
اے سے یہ دماغ اسد کبر
یہ کہ کہ کیسوی بیان کو کہولا
پکے ہی ہاک عارض کے ہو
لب گونگ خون خاطر چند
خدا را ایک مشت خاک ہون
کے ہیں سات من آج اٹھو
ادہی میں سے ہی تو ہی اسٹم
نکرند مجھ محسبانی
کہ خالے ہو چکا پہلو نہیں دل
گرا بالائی خاک گرم دامن
وہ ہے گردن پہر سو ہی سنگر
درا چو نکو مرجان لب ہلاؤ

تساؤن کی طے ہون پنا
بجھتا جو میرا مدعا ہے
کہ میں کچھ خطہ بھر لکھتا
سنانی یون ہون یلہ ہوتا
کہ اس صی میں دیکھ گئی
ہوئی روشن زمین قرب ہوا
وہ بولے سینے اب افسانہ
طبیعت ہر گہری مہلی تہی ام
کہا کیسا ہے جی او نو کرفا
رہا شب بہر بیان تابو
نہیں بالی پڑی کوئی سنگر
کینے دلو سینے میں ٹولا
نسایت تیرے شمشیر ابرو
نہ چاک دل کو کہ فی میں چون
نہیں قابو میں دل غناک ہوا
کہ ہے کیسا دل و حال مگر
نجانین گے بچے ایمان ستم
کہ ہو بر باد میرے رنجوا
صد دیتی ہی حسرت دی شکل
کہ اتنی میں پہر او کی چون
ہوئی اسے سننے دیا پیکر
نظر ادنی کرد انکھیں ہلاؤ

نظر شوق بندش ہے سب سے
سراجی کی ٹپک شیشوں کی نظر
کہ آ پائیں ملک سخن ہو
کہ جب رو سحر عالم نے دیکھا
مذوق مہرنے دامن اٹھایا
گہرا آشاہ سو یا اور جاگا
قلندر کا بیان ہے اس طرح
کہ ناک صبح کو وہ ساحر چند
ادھر آجھے ہم لین کوئی کام
وہاں آنا سنیں جو کہو گ
کہ سید کرتی ہے فہم اٹھا
اٹھیں نگین تو دیکھا وہی اٹھا
شہ کی برجیاں مٹی میں دل
یہ سب صوف میں پھونکا
غم دوری کچھ موت ہی ہے
سرشت سحر کی کہ ستمگار
برای چند خطہ بھر کرم ہے
یہ کہتے کہتے سینے کو دیکھا
فراق دوست میں صد جہاں
مبارک باد سخن نظر نے
قریب آکر کہا کیا حال پڑا
سو گھائی گہمت کیسوی بڑا

مزے پٹے ہوئی میں آرزو
کنار جام میں وہ گردش ل
من نہ ناز گوش انجمن ہو
پہر میر جان شاد سے
ہجوم شام کا اک ابر آیا
کہا بانو سے نکو فکر ہے کیا
کہ تھان ساخون میں چند
پہر آئین ساسی دل شاد چند
اگر نہ کیا دلی نگین انعام
ہنسنے وہ دیر اگر گہان
دکھانے التفات بقرار
متیا انگن ہے ہر جانب ہوا
نگاہ سے کیا کہ سبھلو
پکارا ذکر میں نے آرتگر
گوارا کیا ہوا بکھیف تر
بنا جاتی ہے بلذت گنہگار
پہر آخر کو وہی رسم شام
نظر آیا مجھے کچھ اور لکھا
سنبھالا آکھو لیکن غم آیا
شنا کو کہولی ب سیر جگر نے
کیسے سحر الفت میں ہنسی کیا
یکے سبب نرخی سی قہر میں

پہرائی ہوش رفتہ جذبہ تمیز بجوہ شوق ادا سکون ہوئی سہراہ آئی اوس کا شوق کہو راضی ہو ہمیں یا خفا ہو اگر ہے چاہے سو دیندے حالا ہے قسم ہی اپنی سر خوش کے اشتہا میں مرد کا کہا میں شیعہ نفرت کا سبب کیا نورین معشوق کل گئی گئی اسی فکر میں آخر ہوئی رست بیان تک لطف افزائی کہانی اسٹے محفل ہوئی خاص شوق	نظر آئی مکی طافت سی ہمیز گلے سیری ملی وہ حور جگر سبارک تھا جو اکثر استخوان و غابازون میں مایسا ہوگا رہیں بیدار ہم محو طاعت پہر او سکے بعد گیسو کر کے خدا ڈالے نہ پالا انسی نہا سنا ہو جوسنا او ماہ سیا تم اوس سے پوچھنا کیونکر نصی لے رخصت کی اوس لدا کو کھانا سرخ کے تھی زبا کو پسپا	کستیں آنکھیں مایا قریاں جہاں دیے ہوئے میر دہن سے سرسند وہ میٹھی اور بھاپا ارادہ کیا ہی لب شہبخت میں سبھا ہی ہی انجسبے تلم کہ جلد اسکو یو بولی بہت میں انکی مال ساری سن پچھ کہا اوسنے کہ شب کم طویل ہے اگر ہے اوسکا چاہی گئی کہا پیاری خدا حافظ ہے ہم کہ اوس شب کی قدم ٹھہری ہائے	قدم پر رکے سر لگا کر اس کیا خوش دیدار من کے چین سے رغور شوق میں یون لب پر آیا طبیعت نہیں راحت اچھا کلا بے کو چکا کر اک ہر لہجہ نہیں میں جانتے ہوں جو محبوب نہ انکا نام پہنوسی کہی یون نہیں ممکن کہ ہوا انجام آغاز جواب شوق طلب محو فی گئے یہ کہکے وہ جھکو ہوا عم ہوا سامان رخصت اس جہان سے رہے فکر رسافشہ مضمون بلا ایسے کہ ہودل کو گوارا ہوا سلطان سابق حو امید کہا بانو سے ای محبوب صدآہ نورین دن تھا عجب حال ہوا تواک دیکر کا سبب ہوا جھکو روان گرد او سکے میج حشر پند پسند آئے دلو کو لطف طرا کہ اتنے میں خیل باسعادت وہ بولیں چین سے یا پھر کوئی ہم مخاطب یون ہو اوسا ہوا حقیقت میں عجب موت تر
رات ۷۵			
پہرائی دلو لون پر کرت زون ترخ یون ہوا ابرو استکان قریب شام آیا اپنے گہری وہ بولی وہ قلندر صاحب ہوا براعلوم ہو کاشا نہ جھکو بڑا جاکر ہوا اک جاہ چاند ہوای سرد و خوش دست گرا عجب کیا ہے کہ ہوا فرنگی گم کہا مجھے کو جی حال ہے کیا شایدہ اور اس سے کیا کہو نہ ایسا ہر تہ کسی بر طبع شیدا	مری ساتی جبکا مینا خدا را کہ گدڑی رات دیکھا وہی شہر ہوا بیدار سو کر شاہ حجاب جسین فرسا یون نون بیان طلسمے کار عجب آئین نظر میں کہ تھے اوسن جادویت شہر آ زمین شفاف تیرہ ماہا ماسا ایا دم میں نے بیٹھا چند ست جسکا لی مینے گردن تسلیم ہنسین وہ اور پڑے انون کو کہ اوسکی جھپٹن افسوس ہے	پہرائی ہوش رفتہ جذبہ تمیز بجوہ شوق ادا سکون ہوئی سہراہ آئی اوس کا شوق کہو راضی ہو ہمیں یا خفا ہو اگر ہے چاہے سو دیندے حالا ہے قسم ہی اپنی سر خوش کے اشتہا میں مرد کا کہا میں شیعہ نفرت کا سبب کیا نورین معشوق کل گئی گئی اسی فکر میں آخر ہوئی رست بیان تک لطف افزائی کہانی اسٹے محفل ہوئی خاص شوق بڑی خاطر میں سستی موت شوق دہن آبی سخن رسی زبان اثبات پترا زادن ہر برابر شب آلی تم پر تم کیون ہوا کہ چشم موت دیدار جھکو غصن کچھ دو پیر غل خاطر نور سبھی میں مرغان خوش الحان کہا دل نے یہیں ٹھہر کوئی ہم پہر آئے بھٹکے تھکے کہا پیر مینے ایک زندہ ہو چکے جسین حسن سرست ہوا	مری ساتی جبکا مینا خدا را کہ گدڑی رات دیکھا وہی شہر ہوا بیدار سو کر شاہ حجاب جسین فرسا یون نون بیان طلسمے کار عجب آئین نظر میں کہ تھے اوسن جادویت شہر آ زمین شفاف تیرہ ماہا ماسا ایا دم میں نے بیٹھا چند ست جسکا لی مینے گردن تسلیم ہنسین وہ اور پڑے انون کو کہ اوسکی جھپٹن افسوس ہے

کہا میں کہ مان لیکن نہیں کیا بٹین وہ اوتھیں جتنی پرزہ کہا مجھے کہ قرب شام آیا ارادہ یہ کہ سنے وہ کہانے جو میں پرکار دن تھا گرنا کہا سنت سیالی اکو میری ہوئی خاطر مری بھر ڈارا نہ اسفزار کا بار بار ہوش جگایا مجھ کو اس سرورنی کیا سخن انجام سے ناشناختا بڑے سامان میں گنگنات	جو گدزی خوب گدزی نہ کرو چلین یہ ککے حسنا نہ آیا تو گھر کا لب پر اب تک نام آیا کہ جو موقوف ہی سکی زبان سنائی گی تھیں وہ کل کہا کہ ہوں کیفیت خاطر کے سامان نفل میں لیکے وہ لدا لکھام ہوا غفلت سی میں زخو فرما کہا اب ہم ہو رخصت یہ نیا کمال لطف پر یہ اجاہتا	ہوئی میر خاطر اس سرور ہوئیں لاکون اوتھیں تین گر دل شوق کی کثرت سی کہ مجھ کو اس قدر زورست نہیں لے آیا میں صنو یا رکھام کہ اس عرصی میں اتار آئے وہو رکیف نے خود دینا یا نظر آنے لگے صورت سحر کے رہا میں مثل سابق محنت ہوئی گم صورت تسکین رہے پر کل یہ باقی کثرت تو
چلکے کیوں بنیں سانی لبتا کہ بعد از شب جو روی دیکھا پس اندام جاگات ہوا کہ دسویں صبح کو میں جیکجا زبان پر کچھ سخن مانڈا ارادہ تھا کہوں میں کوئی گذر خند اس گجھ ہی ڈھارا کہ ہم سہا میں تجھ کو یہ اشار غرض وہ شوخ آئی میری براہ یہ فرار کہ لا دو کوئے جام اناری میںی شیشے ہر کس پے یوں برابر پانچ سا	اودے کا ہے ہم زبون کلک اشا سلطان پر دن بہر کرنا کہا بانوسی کیوں مہی ہو جا پریشان ہو کے اک جان بگا کیسے خندان کہی گریان حیران کہ اتنی میں ہی خیل خوش آقا یہاں ہوتا ہی کیوں کا اتارا نکر بیوہ اس کے نظارے سکان کو دیکھ کر بولی کاچی کہ دن بانی ہی کم تر دیکھتے کہا حاضر یہ عیہ ای ماہ پیکر ہوئی خود رفتہ آخر کو دلی	اد اہول سی آغاز مضامین قرب شام پر آیا محل میں سنو وقتہ باقی وہ بولے نظر آیا مجھے اک طائر خوب مجھ دیکھا تو بولا کیوں تو آیا مقابل میر آیا اور سنایا یہ کہ کر اک نئے جلاک طرا ہشام مجبور اوس جانی گزل اسی میں آچا سک ہے در آ سرور کیف انکھیں میں شام پیادہ اور کہا لا دو سر ہے کہا مجھے کہ آہ پدین ہے
بیان ہو اسطرح رانضامین لیا مجوب کو اپنے نفل میں قند رنے زبان میں آج کو سرشتا سے تا باخوش است کہ عیہ ایڈا ٹھائی ریخ پایا اری عیہ کیا غضب تو سر لایا قرب آئے کہا جل دو غار دار یہ کتا تا قدم اٹھائی شکل اسی میں آچی کشتی ہے اوتا بڑا ہے ماتھ پیار باطن نیا اوسکو کہا پراور لا ہے کہ خطیں جو خطے ارمان ہے		

رات ۷۶

ہوا پہلو میں ادنیٰ میں بچہ	پاکر مجھ کو اسے باؤ نہ اب	کنا شب کہ ہی سویر بیدار	کرن گی راز نہان تجھے لگا
بڑے غفلت یہاں تک کہ	چھٹے خواب بیہوشی ہی کہم	تارن برب آیا ہزاران	ہوا معشوق کی خصلت کا سال
رہی آزار ساری لین با	نہ وہ ساغر نہ وہ میا نہ	سمن تیا اسطرح وقت لگا	کہ رخصت سی ہو وہ رات بیک
کہ مشرق سی چین سچ چکی	رات ۷۷		ہوے قہ کو پھر تحفہ کل کے
اٹھا ساقی وہ ساغر جو گنگ	کہ راجت اشتہا ہو خاطرنگ	فری بیہوشیوں کی آئین سلیم	دکھائیں لطف فیض طبع بونام
کہ نور صبح کو جب ہشتی نکلا	ہوا سووی جہان بہرہ و فنا	رہا دن بہر تاشابین جہان	قرب شام بہر آیا مکان
پیا سہرا بانو باؤ نہ اب	ہوا آنکھوں کو میل بوسہ خواب	رہا بیہوش راحت چند ست	پیا بیدار آخر حسب عادت
کہا بانو سے مان بڑوہ لدا	کہ اب یون ہے قلندہ محو لہا	کہ بہر سیر میں نکلا مکان	بڑا جب کہ س بہراگی ہاں
تو آئین و برہرہ ہست نگار	بڑے اک گیا رہیں آئین کا	مجھے دیکھا کہا جاتے کہاں	کہوئے ہو یا ناہر ان ہو
طبیعت میں لڑو اور کیا ہے	اجی کسطح یان آنا ہو ہے	کہا نے تماری آرزو تے	زمان سچ سے جیسے جوتے
کہ یارب ہو کہیں جلدی لاقت	کہ جذبی لطف سے کاٹن ہم انا	بہنہی سنکر کہا بہر کیون ٹال	چلو گھر پر سین کچھ سائل
برابر آئی لیکر ہاتھ میں تھم	بڑی وہ گرم رو ہو کر مری	مکان پر لاکہ جب جین بٹھایا	تو اسکو کچھ کدو روضہ بیا
کہا میں نے اور اسی کا سب کیا	کہا خاطر میں ہے اک اور جگہ	مگر قایل نہیں اٹھا کے وہ	نہیں شایان لب گفتار کا
اٹھا ساغر لبالب بکری جام	کہ پائے کچھ دل بیتا بہرام	گلی مل بوسہ عارض ہیں	کہ جوش خاطر شفاق شہر
لب دنیا سی اک ساغر لاکر	رکھا اسکی حضور چشم لاکر	پیا جسد کہ خاطر نہیں سیر	مرحبان اور لاجلدی نکو دیہ
پیچے نوجام نکلا دس زارانی	فراغت پائی جب پکڑے عا	ہوئے آغازات لخت جہان	سے قہ یہاں کے اور ہاں
انہیں باتوں میں چھپا کر	کہ دور مزدون میں ل ہی چھپ کر	کہ شب بتی اٹوین اک حیر پر	یہاں بیٹھے تھی سند پر بار
شکایت اوسنی کی قوم جبر کے	بیت پوچھا نہ ہرگز بہر جبر کے	کہا آئی گی جب کل اک پرزاد	تو اس سے پوچھا کچھ قصہ بیا
سوان و نون نون میں نون	رہن مصروف خواب نا زہر	نیا یا وقت استفسار اون	سے حیرا اٹھا راون
مگر آج آجکے سر رہا یا	زبان پر اس لہی بھہرا زایا	خوشا احسان کر اسکا بیان	یعین ہے ابکی و زبان ہو
کئے دل سی طبیعت پریشا	سنا سدی تری سیر دل بیا	کہا اوسنی کہ بھہر طلب نہیں	وہ پوچھو دوسرا بیان کی
کیا میں نے بیان طار کا قصا	کہ اس صدمت میں گویا کو گدا	کہا اوسنی بھہر شمس لڑ میں	نہیں ممکن نشان کچھ بگاڑ
کہر جالیسویں ہے جو پرزاد	وہ البتہ کری گی اپنا د	نہیں ہم میں سے کچھ طاقت کسی	کے یا کچھ جبر اور جی کے

گردوب میں ہے مایا بھار	اوسکے حکم میں بن کر طرہ	مرے نزدیک چند سی سحر	مکمل وقت آتا ہے برابر
یہ کہہ کر وہ ہوئی سرگرم تے	اچھے شوہر سی شب میں بیٹھے	ہوئی رخت سحر ہوئی ہی لبر	رہے سحر کئی چشم سحر
چایا خصمی اک جام طبریز	چے اس طرح پر ہو کر شکرین	مر اب تم اہ کہان کم لاکو	رہا تا سحر بھی غم کا اندر
بر آئی اشک سیر ہے برابر	ٹپ کر صوت سبک نظر	اگر اوس فرین پرانندیل	بر ہے سے زلف تپا پیل
فری اٹتی تی یون طرز سخن	صد آفرین تے بچن	کرتب کی عورت رخت جو چا	پڑی سامان محفل بیتا
ب خاتون ہوساک سخن سے	رات ۷۸		نہ نکلا لفظ پہر کوئی دہن
نہ جاسا تری پہلو سے دم بہر	کہ پر کچھ کہہ رہے ہی طبع	اشاری ہو رہے ہیں جا بجا	کہ لا لبر غم ہے وہ جو کلام
خدا را کی پر ہو چھ سہا	سراغ از آئے تاکمان	طبیعت جو ہو عرض سخن مینا	فسانہ یون بیان ہو سخن
کہ دیکھا شہ لی جب سن سحر کو	مبارکباد دی لطف تکر کو	برٹا گھر سے رہا صرف پرکا	نظر آیا پر یوں کا دیدار
کنارا دن ہوئی خر کو جیشام	محل میں اپنے آراستہ فنیام	کیا آرام ہو پیدا رہو کر	کہا بانو سے اسی شک گلی
کہو کتا سے آگی کیا قلندر	وہ بولی سب سنا آ سطح پر	کہ جگہ غم ہوئی وہ گیارہ برین	وہاں سے کو سینے کی یارب
کوئی سنگین خاطر کا ہوسامان	بہت مدت سے پترامون پرین	اسٹے تے ہاتھ عین حاین	اثر کو ڈھونڈتا تھا اتمان
کوناگ پرک باقی دل آزار	ہو مین حاضر کہا او تو کرتا	نیا کیونکر بے رات تو نے	فرا کیا کیا دکھا مار ڈول
کہا سینے کہ سب نفل خدا ہے	طبیعت ہر طرح لطف شہاد	برٹے اک بار مین معشوق طرا	ہایت شوخ کستاخی طیار
ادامین دل رابے شل اندر	گھامین قدر اہر گات مینا	مخاطب ہو کے بولی اور داد	سنا کرتے تھی ہر شوہر دیدار
حقیقت میں بہت پاکیزہ روئے	کہ بیرون کو برابر جیتو ہے	عنایت کی سے وہ موت جاتا	کہ حواس کسے ہر ہر پاسا
کہا میں تم سے ہر بائے	دگر میری کیا ایسے جوا	چلو کچھ دور ریس ساتھ آؤ	قدم رنج کر دتشریف لاؤ
سنانوں اپنے غم کے کچھ کہا	پہر اوسکے بعد دیکھوں ہوا	کہا اوسے کہ شرم ہو ہوا	قرب بستہ کچھ وہ بیجاہ
شاکت سی گری چن چن سبالا	پیسے سی بولی کرے دو بالا	ہوا دی نے دران برابر	تبسم راہو کچھ کچھ کچھ
اشاری سی کیا ایسا سوچا	مین بچھا آپ کے طالب بگشت	پایا آب نوح افزا جولا	تو مٹھرائی کہا یوں سکر کر
ہوئی ممنون حسان ہم شہاد	اب آدھین نفل مین کو بیدار	برٹا جب مین تو گردن مین بجا	اسی انداز سے پہر ہی بجا
نہارا دن شونبان اوزا پھم	کہ جسکو دیکھ کر ہنسی پریم	رہے بند دل چھپر شرم	کہ اس عیسی مین یا قشام
پہر سوئی مقام خواب باہم	سوئی مینا و سحر غم فہم	رہے با صفت شب صحبت	بسر کچھ طرح با طرز غم

پہرے کے بے سوکڑے دنوں کا کہ اتنی میں ہواؤں شب بگایا پہلی یہ شعر فرما کر زبان سسی جالی تینیں رنج جدا مقرر وہ ہی تاکوئی حفا وہ بدطن مجھ کو شرم طلب لنسیسم اسد بچہ تم کیوں گے گرو کہ وہ شب جا بجا صحت ہوئی	ہوئی پیش مراحت افزا اتنی گہری بیوی آل رام جسکین نندین ٹہری غفلت کساخصت خدا حافظ تھارا	رہی بیویں احسان تھارا تھے وکدار کا کرنا نظار بیویوں ولی ہوئی صحن مکان ہمین آہ پنج تیری کی آواز رہا ہر دم محاط یار سا غضب لائی گی زلفوں کا خیال سامعین تھے خود فرات چہا وقت سحر وہ راز طلب عطار کہہ تو آج انعام
نظر ہے محرومی جام ستی کہ ہر خاطر کو ہوسکیں کوئی دم بیسرون کو کیا سیرچین یہ کایک گمنام خود جب لگی وہ بولی میں مذہبی لطف طلب خرامان تباری سیر سیر ہوئی ایک دم راحت میر اوی جانب ہوا غم دل ار قریب دسکی تھی ایک نہ لب مجھے دیکھا تو ہنس کر دینا کہ راحت کا سبب تھی تھی بڑی سیر طوفان کہ جان میں سہواہ کیا کہیں ملے وہ عارض ہر زمان جن زبان اجی ہیرے ہوگی ہر تہا	دہائی دہائی ہے دہائی بتائی جسے رسم آستان بہت مشکل ہے اب بھی صفائ نہ تھی کچھ ذکی قضی میں خدا ہوئی محفل جدائی سے گریز کرین ظہار مطلب سطح ہم قریب شام آیا انجن من کسا بانوسی کیوں ایک ہی قلندراب دکھا تا ہی تیا مگر حاصل نہ تھا خاطر یہ قابو بشکل قلب عاشق محنت ہجوم شوق میں بونچا چکیا کہا دل نے اسی جا کا ہی شب اجی شب کو بڑا آرام پایا غیبت تھی اجی محفوظ و خور خدا رکھے یہ تیر فوج اپنے کہ جنکا سیر ڈول ان جی کرین گدول میں ایسی تیر گنا کہ ہو کچھ غلط لطف زندگان	کہ جب دیکھے سحر کی عاریت یا آغوش میں بانو کو سوا نہیں آغاز پر آئی کہانی کہ جب وقت طلوع ہوا نظر ہر تاشا و در بین تھی کہ پرت پرت دیکھا اک پر کو تو اک بوی خوش آئی سیر کہ ناگہ ہیرہ سب لاکھ خور سناسنے جو گدرا حال تیر یہ کہ تھی تھیں کہ اک اوغین زیادہ حسن کا ہونو ریا یلب وہ جن یہ صند ہر گز نیکو نکر قتل عاشق سبب ہو کہا میں نے یہ کیا کہتے ہو
رات ۷۹		

سجالاتون جو ہون منظور خاطر سے جب یہ کلام دستار آتا ہے میں نے شیشے تم کی پہر اسکے بعد ہم بستر ہو ہم کس میں نے کمان یہ بچہ شتا تہہ برائی تنہا حسب خاطر کیا میں بخیان وہ ذکر سنا وہ قصہ جسکو چوڑا اون کو اسی حال میں بھنسی کھگی اگر ہو کچھ تمہاری مہربانی کیا کارکن سخت بد ہے اگر اضر من میں اسکو سنا مگر اک بات کتنی ہون میں بچا پس از لطف سرور کثرت ظہم بہت عذر پیچہ وہ کری گی نہات تنگ ہو کر عہد کی بڑے جسم اوس جیو شئی مقرر ہوئے ہیں میں ہو گی بیا کے گی وہ کہ بہتر عہد لینا دہن میں باتوں میں گزری ہو گی نہان سطح مطرف سخن اسی یاران محفل شل ہر روز تری کیا بان کیا بات سنا	اطاعت میں نہیں ہونی کا تھا کما فرصت کام ہے اب نا بہری ساغر کپا پی او خوار رہو سامان لطف از فر فرام کہ اوسکو زندگی اپنی شوق رہے ہر امر میں تقدیر قادر کہ ان دوسا خون گامی شوق ندی جھکو خراب تک کسی مقرر کچھ خبر وہ بچہ دہی تو شاید پاؤں لطف زنگار تجھے بیفائدہ کیوں سہیں گے تو برسوں قہر مالک کا اڈا اوسی محفوظ رکھنا بل پنا بیان کرنا تمام آغاز و انجام جواب تہہ قہر آئینہ می گے حوالہ اور پر اسکا کری گی زرد کی انگوٹھی ماتہ میں ہے نظرائی تجھی جب چشم پر آت انگوٹھی بعد اسکے اوسکو نیا سچہ یہ ہوئی تہہ دھنک کے سرا با گوش سدا بچن تہہ	ازل سے ہی ہدای حسن دل مناسبت کہ ہو حاضر گل رہے تالاف شب است آسمان اوسی عالم میں بچہ اوں کو رہے ہم سدا قسم کے سنا سنا اوسی کما وہ کیا لیر وہ ملائکہ کو ماطع پیہ پنا کما اس بارہ میں محبوب بیا سودل مضطربا و سکی جھج سنا چند ہی رہے حاشو وہ بلا ناعن گکائی اوس کی سوا اسکی نہیں بات بات کہ ہی کل جو ہر ان کی لیا کے جو کچھ ہی کرنا جزار مگر تو اپنے ولین مرنہ لانا تو اوسدم شوق و دوا جاز کے ترکیب اوسکو چرا کر تو کنا ہم شکا دین غم کما مبارک ہو گیا آگاہ ہنے امٹی لدا نصرت کے طلبگار کہ شب گذری ہوئی سچہ بیا	اگر جان ہو طلب بلان کنا لیون تک ہے جام آفتاب کیا جوش ہوں نے خود فرام تجھے خوش ہی کیا بچان کر یہ اندوہ تہی فست و گریا کہ جکی آرزو باقی ہے ایجا نہیں وہ راز آگوش تکا کہ یہ آسان نہیں شکل ہی رہا کرتی ہی خاطر آرزو پہر اسکے بعد یو یوین بچ کہ کہوئی سدا رحمت تیر کی بیان کرنے کی کہ گمات با جب آپس شیر تیر و طرار یقین ہا د عاسی اپنے ہو یا بجھنا ہے کرتے ہی سبانا پلا نامنتین کر کے برابر چہ پانا سطح و یکے نہ لبر مگر جب یہ افسانہ بتا بنایا خوب بخود تیر دہم رہا میں مضطرب و بچہ واپنا نہو شئی تالاب مانو پنا مرا دینی گی آہ جگر سوز لب مضطرب کی صورت نشا
---	---	--	---

راست ۸۰

میں شیشے ہی نہی یہ گمات سنا

کے شیشے بند مہر میں وی غم

غائب کی گاہیں مستم و بزم	در خیال سے بویا بہت تیز	چہا کر منہ کہ ہر غم مستور	کسے مشتاق کی ہے کچھ خبر
چہا کشتی کے اک ساحر طائر	کہ اند بیان ہو اس طرح پر	کہ سلطان مسیح کو کلا جو گھر	تو یوں ثابت ہوا فیض اس طرح
کہ رہنے والی اس عالم کی ہین	تین ہی کوئی دل غلی جاو	بہر اوقات کن ہری مین	پہر آیا اس طرح سلطان کی مین
کہ دیکھوں سو خوشیہ جہاں	نظر آئے تو پایا چشم پر آ	چوڑا کر عالم ہستی سے ان	سو مغرب ہے تنہا گرم کو آ
کہیں ہر شام کی عادی لگا	ہر آن طفت تا شیر جادو	گاہیں غم کے گہرا ہری مین	ہو ائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آری
کہا شہ نے کہ پیلے سونے	درا دیکھیں رخ نیکی یا نو	ہست جلد کے دیکھا لطف یا	ہو اچھ مین بہر راحت طلب یا
بغل مین کی سوا پر لٹا ہو	کہا اس طرح بانو کو جگا جلد	کہ بان فانیہ کین کرے مریا	وہ بوسے وہ قند بخت میرا
سین کرنا ہی بعد از پنج شوم	چلا مین دیکھنے سا مان گشور	نظر مروت ہے ہر دیکھ پر	عجب جو بن پستے ب غم جو
کوئی گل تا بشکل جام بزم	کہیں ہے تھی با ہم شہم آمیز	کیا رنگ شل روی جان	کوئی نازک بدن کچھ کم ہما
کوئی مسرور خمہ موت یا	کوئی ماند عاشق سنیہ لگا	کوئی حیران بشل چشم عشاق	کوئی سرستہ شل کار آفاق
بشکل سا عذار کہ ہر اک شمع	بندی ہی سی نقاب جہر کاغ	زمر دگون ہار برک شاد آ	باب زریہ امن حشر آ
نوا سے مین طاؤسان جگر	تلفوز مین کشتو و خاطر تنگ	ترم ریز مرغان خوش احوال	کہیں فریاد بل مرغیہ حوان
یہ نیکی مین دیکھ کر خاطر خوشا	زرا ٹھہرا مزاج طبع آرا	بڑا حجب آو دیکھا صر صا	گزرات بشر سے سنا سنیا
منور صورت خوشیہ اطر	صفا فرش جیسے رو شفا	مہری پادوقی خوب اراق	باب سا غر و میناسی ہر طاق
طبیعت فی کہا میٹو کوئی آ	عجب کیا ہوش فتنہ ہون آ	آرا دہ تھا کہ ناگہ آئی آوار	کہ بھیر تیری ہنرین جاو غلط
پستہ رخ کر طفت آہ نکار	نیچے پڑو اس راز نمار	سنا حجب مین بھیر کد ہاں	لا اگر اوسی خیل زمان
ہنسیں وہ سب کر کر آہ لگا	کہ تھی او مین نہ بھیر شمع	کیا ہاتھن آہی کچھ اشار	را بھگونہ گویا کی کا یار
گرا اوں خاک پرانہ بیل	کشیدہ دم مہر کی سینی شگل	غش آ یا چند خط مین اوسی	قرب آوہ عالم اور پوچھا
کہو جی اس طرح حال زمان	کہا مین کہ درد دل فروں	کہاں نہ صفت ملاقات	زبان شگل سے تھی ہی مین
ہو امید غل ریخون ہی ہا	اٹھا ناما ز شگل ہا	سنا حجب بھیر کد سکور حما	بھیر نزدیک پہلو کے ہما
جست جیے بوسے دہن	کہا اس طرح سپر زبان	کہ چیلے سوی دو لٹا نہ باہم	جو بھین چند خط کچھ مین
غرض جانی مین چیلے	بست لطف بل پایاں لٹا	رہے پیش نظر نام لب	کہ اس صی مین آو ہی گئی
جو کم کیف کی گنیز مین	طبیعت یار کی پائی کچھ	کہا مین کہ خاطر ہے دگر گون	کمی دن سخی نال مین ایک

<p>اگر کیے تو چہین گپ پی ہم بیان کیے سنوت از رو کہ یہ گویا پری و دل شک اگر معلوم ہوں نکو عیہ سر کہ اب ہرگز زبان پر نہیں لایا یہ نہ نکو میں بہشت نہیں لایا کہا بی شک و غاد کیا ہوں تو رہے تاج اس کشکی کی سدا سخن انجام سے نا آشنا تھا کٹے شب اور نہ افسانہ گستا</p>	<p>مگر عیہ شرط ہے ہونا نہ ہم خبر دئی و سکوا پی جستجو کی ہوئی آسان نہ مشکل نہ جا تو جھکو کیجیہ کچھ کچھ خبردار مستم کما تی ہوں گرتوئی نانا ہزاروں طرح ظالم کو لہایا رہ گیا جب نہ باقی کچھ ہی بو نہ پیکلی آنکھ اک محطہ ہی نہا بڑی لذت پہ دور مدعا تھا</p>	<p>ورہ ہوئی ہاں کدودہ راز کیا کہ یوں ایسا ہوتا اور کچی زبا د دونوں ہی میں محروم سناجب عیہ کچھ جاتی باہر تو بی شک خاک چھایا گیا نسایت منتین کین تا پی جام تو او دم مدعا کیا گاہے ہوئی رخصت اسی عالم میں گرو کہ شب آخر ہوئی اور سچ ظاہر</p>	<p>سنو کی عورت سے خود دعا نیا انداز اک طاہر میں کیا غرض سکتا ہوں اتنی آپ اسی زبان پر لائی اپنی اس طرح پر پر ہوں گی اسے الفاظ کو ہوئی راسی کسی سنوت کھیم کے گاراز سے سیر دوم نظر سے دیکھ کر دی سحر کو زبان پر لائی بانو قول شاعر رہیں ہیوشیان اللہ اللہ تباکس جرم کا ہے ہمراہ نام زبان عرض طلب لب کمال کہ اندک سی تری آئی زبان لگی دلی کوئی محطہ بچا برآمد ہو کے پوچھا سو دیا قدم اپنا سو محفل بڑایا کہ میں سچ و خلق غافل نہا تو شب ہی زیادہ سچ اٹھا خدا جانے ہے کب عذاب عذاب بخت ہے ہر دم دگا نقطہ ہلہ لطف آسان تھا بے آغوش بین ایک لبر یہ کیا آیا نظر جس سے ہی شاد</p>
رات ۸۱			
<p>خفا ہے اپنی شتاؤں کا کہ اس تقصیر میں غور ہو تری قربان اب ہو غور قصیر زبان ہو کی ہوئی بیگی لگوں سنن پا پوس لطف گنگو ہو ہوای صید بحر می تھی تیر سہا غفلت میں کچھ نہ ہوئی بڑا وقت سحر اک سمت منظر زبان ہو کھی کمال تشنگی سے کہاں تک قہر قیالی ٹٹاؤ یہ کہتے کہتے آخر غرض آیا رہا دوچار ساعت تک ظالم نظر پوچھی جو رو خوشنما</p>	<p>جو اتیک ہی سے خوشگستا نین نہیں نظریاتی کسی دم کہ افسانہ کا آیا وقت تحریر تو رفتہ رفتہ کچھ نہ ہوئی ہم بیان اس طرح جوش از رو ہو رہا دن بہر دسی کی لگی تیر کہا بانوس کیونکر ہے وہ ظلم کہ دیکھوں کیا ہی تکلیف کہا او سوقت میں اپنی جی شکایت تا زبان کیونکر نہ لائے فلک خاک سحر اپر لایا کسلیں آنکھیں جو بعد از کاوش بہیم حیرت تھی نخت ناسا</p>	<p>نہ دیا ہے نہ بہر تہ لب جام خدا رکھ تو کھتا نہ شرم ہے کوئی چوٹا ہی سا سا غوطہ مگر توڑی بھی وہ ہو جو خدا کہ ہنگام سحر شاہ قریشام جب کچھ مہیاں آیا کہا او سنے تیر یوں کھتا ہوای گرم کے جھو جوا کہ اس صینی سی موت آئی تیر کہ آخر آدمی ہوں ضبط و ثواب نہ مونس تھا نہ کوئی مہربان تھا تو پایا زانو محبوب پر سر کہ یارب میں کہاں در عیہ</p>	<p>سناؤں کے غور سے خود دعا نیا انداز اک طاہر میں کیا غرض سکتا ہوں اتنی آپ اسی زبان پر لائی اپنی اس طرح پر پر ہوں گی اسے الفاظ کو ہوئی راسی کسی سنوت کھیم کے گاراز سے سیر دوم نظر سے دیکھ کر دی سحر کو زبان پر لائی بانو قول شاعر رہیں ہیوشیان اللہ اللہ تباکس جرم کا ہے ہمراہ نام زبان عرض طلب لب کمال کہ اندک سی تری آئی زبان لگی دلی کوئی محطہ بچا برآمد ہو کے پوچھا سو دیا قدم اپنا سو محفل بڑایا کہ میں سچ و خلق غافل نہا تو شب ہی زیادہ سچ اٹھا خدا جانے ہے کب عذاب عذاب بخت ہے ہر دم دگا نقطہ ہلہ لطف آسان تھا بے آغوش بین ایک لبر یہ کیا آیا نظر جس سے ہی شاد</p>

ہنسی داور کھائی جان لگا عشر جانی کہ دل آرام پا بنایا اپنے پہلو میں برابر رہے نصف شب ہیوں شر سحر کو ہوگا خضت کا بھانہ نہیں سیر ہجوم آرزو کے میں صد کچھ کہو جو دم کا نیا قصہ ہے طرفہ دستار تو البتہ مجھے اتنا گمان ہے اوسی میں بہت بکشان پایا مگر افسوس اتنا ہے کہ شب کم سحر کو وقت خضت کا بھی چلے گھر اپنے وہ سرایہ نام رہوں ہم بہر جواب جیت نہ رہا دل تیر حسرت کا نشان اٹھائی الجھن لون خزانہ نہ باقی بزم میں کوئی رہا گر طاعت میں تیر ہم نہیں پنا شک کے ہیں لب سا غلہ بگا رہے ممنون منت کثرت و قہر بڑا حاجات دنیا کو پرانا مزاج شاہ میں سطح آبا کہ سنے خوشحال باو بزم نا	کہ اٹھ کر میں ہوا صد گئی بار سنبھل پائی کہ کجی چین آ یہ آغوش میں یا مکان پر می صاعوٹے لب سے کئی بار جو کتنا ہو کہو کہ ہے زمانہ کہ خاطر ہو حسن نکو کی اٹھے پوچھا کہ بھیک کیا باخرا یہ دو باتیں کہ جکا یوں پانچ مگر تو بکے سیر مہربان ہے غرض جب دنوں قصوں کو ذرا دم کوسنا میں گتھیں ہم نہیں ہمت رہوں ہم جھجکا یہ کہتے تھی گہرے دلی آواز کسا طاق کمان تھی ہی سیر ہوا اد کے عقب میں بھی آتا کہ شب گزری ہوئی خاموشیوں	بڑا دل میں محبت کا عجیب جوش ہیں اپنا کرا سجان ممنون کہوں کیا اور گھر چل دلو کی طبیعت نے دکھائی مری طبع کہا دل نے ابھی ہی گمات با تو چوکی رہی دیکھا عیال وہی ہیں حوصلی از خود فرشتہ تردو میں ہوں ست گرفتار تانا میں ہر اک کو غر دکھیا نہیں لاریب تو مکار و مبار نگہیں زنگیر او مری جان فقط کچھ لفظ سن لیا زبا نہ کیا دینگے بی مغرستان کہ ہو پہر بادہ گلگون کا اکو یہاں شک ادھیری جیم تر ترخ تہا صاحب دستار	ہوئی رنج و قلق صد فرشتہ یہ کیوں بتایاں میں جانی یہ گھر دل گئی سیر گئی لب نازک کی بوسوں کا ہر پہر سے کم رہی جبات با غرض میں نے بوسے جویم وہی ہیں لوگوں کو دم جوڑ کہا میں کہ اسی یار و فادہ بیان کرا ہوں میں ماہو سیا کہ پوشیدہ ہو گا مجھ سے کہا میں اس لٹی تم ہو پریشان تانا انجام پونچھ گئی کہانہ پہر میں کیا ملی کا لطف ایستہ کہا میں کہ مٹھو جیند دم برشہ پھان ہوئی حد نظر گھر زری تھی یوں فیض و کثر گئے گھر اپنے اپنی تہنا دنا یہ بک بک ہی ہے سنا اٹھا مہر سوسا غر کو چھلکا ادہ ہر منیوش میں سر کر پنا دہن میں تھی بڑی ہوا رہا دن بہر شریک میں آرا کہ شب نزدیک چلی ہو جان
رات ۸۶			
نوازش کے آراہ کیا نہیں ہوں زینت کے ہی عینا کو ہوا گلابی کو اٹھاتا گرم ہو شوق کی جب رو سحر چکا تو سلطان فرخ مہر کو امیرہ پایا بڑھا آیا محل میں لہو اٹھا	ابھی تک کہ ورت دل میں کہ ہر خم ہو گرا بنا سچی ہکا خدا را کچھ تو احسان کچھ چھان بیان ہو اسطرح بیروہ کہا کہ اس جہت میں کچھ بکا جلا نظر آئی بہار رو جانا	یہ بک بک ہی ہے سنا اٹھا مہر سوسا غر کو چھلکا ادہ ہر منیوش میں سر کر پنا دہن میں تھی بڑی ہوا رہا دن بہر شریک میں آرا کہ شب نزدیک چلی ہو جان	یہ بک بک ہی ہے سنا اٹھا مہر سوسا غر کو چھلکا ادہ ہر منیوش میں سر کر پنا دہن میں تھی بڑی ہوا رہا دن بہر شریک میں آرا کہ شب نزدیک چلی ہو جان

برای چند ساعت بویاوه	که دن بهر کاتاشا دید تباوه	خرمن ماکا تو فرمایا که ایسا	سد تخرم دل مشتاق قربا
سناو نوکر باقی بزمین تاج	و ده بولی تا قیامت شاکالاج	قلندر کا بیان هتا مین گلین	طبیعت کو دیتی ک لکھن
فراق یار شب سی بیکار	بر ارجشتم تر سے انیکار	سرو امن قاطر ریز سہو	نظر گردش مین اکثر سوی سہو
تصور بھیا ہی کوئی نہیں تھا	قرب سینه یاز نار مین تھا	مگر افسوس اوچے ستمگا	تری احسان کو پنجے مین آزا
کہ جہا شکر بھی مکن نہیں ہے	ہمیشہ چشم زیر آستین ہے	خدارا در گذر ظالم سہم	مگر پادشاهت آتو ہے
بہت سوختے کبھی کبھی ناگ	مین پونچھا اک نئی جابرہ	مکان کچھ پیے کوشا خنجا	بہار افزا بھل فاست یار
نکون کی نکستہ میانین دل کو	اراد ایون ہوا اپنا کہ جوہر	مگر چندی مین بھرن تو ہتر	عجب کیا چین پاقاب منظر
دو زانو یک جگہ بیٹھا خلک	کہ اتنی مین ہی پھر نل چاک	مقابل آکی بولاد اوہ پیر	برابر اب تو ہوتی مین نظر
نہیں کشکا کہ ہم کس کے گھر	اگر وہ پوچھے بیٹے کیونکر ہے	تو کیا دوگی جواب و سکا میچا	کسانے کہیں گے مین پریشان
اد ہر بھی خاطر بخیرہ کا	کوئی دم اس جگہ راحت	قدم پرستا، آگی کیون خفاہو	بھلا ہو ہی بھلا ہو جی بھلا ہو
سنا جب یہ کلام درو فرما	تو ناگہ او مین سی کہ جو کتا	برٹے میری طرف بات چلا	قریباً کہ کما او مرد بیاک
یہ شونجی کستہ رہے نہاویہ	مقرر ہے بزلذت چشید	یہ گھر میرے کچھ تیر انہیں ہے	بھٹنا اچھکھ اچھا نہیں ہے
کسانے خدا حافظ ہے ہم	عشتای مہربان ہوتی ہو ہم	کما کیا خوب سمجھا تو اتنا	کہ ی تم کون کیون ہے تھی جا
گنگاری تو دو و قصیر کیون	کسانے بجا کہتے ہو بانج	غریبوں کے سزا جو ہو مین دو	مبارک ہو ہمارا اگر تمہیں کج
سینن باتین را سلطنت کر	یہ لکھ مین بڑا آئسو مبارک	برابر اگر او سے بجا روکا	کما کچھ خیر ہے یہ قصہ کیا
مین ہرگز انکو جانے نہو گے	عوض جب کتہا کشتی ہوگی	ہونی بر ہم کما ٹھہر مریجا	اگر آئی خوش قسمت کے جہا
تباؤ نام کیا ہے قصہ کیا ہے	طبیعت مین اجی کیا عا	کسانے بجز مشتاق کیا ہم	نہیں دنیا مین جکون خاکدارا
ارادہ و یحسن یار خوشرو	سو وہ جب ہو طبیعت پر قابو	سنا جب یہ مہنجی ہو تیشال	کما تو ہے برابر خوش دل
پس بیاہل ہم بھی جیتی مین تو	یہ لکھ مین میرا ہاتھ	خرامان آگہر پر سیری پراہ	مہیا تہ وہاں سامان نگاہ
را شعل طبیعت خوب نام	کہ تہ ہمایا عشت فرام	پرات کے بعد وہ ساغ آیا	دل نگین نے پیر آرام پایا
جی کیفیتیں سے پڑتین	تسانے مار دین اپنی پائین	ہا نا نصف شب با ہم وہاں	کہ جہا دکو تھا ہرقت اراتا
پہر آخر جو ش مستی خوب ڈا	کما اوس دلربا نے سوی گا	کسانے کہ بہتر چند دم ہم	ہم سوئی تہ کو کر خوش آ
کہ استے مین فلک پہر گایا	سحر چکی زمان درخت تہا	اوسے محبوب فرمایا کہ اسی مہا	بس اب جیتا مین چلے گا

یہاں تک لطف میں لنگھتا تھا	سخن پا بوس حسن آرزو دہتا	اک شب کا سایہ درمیں بنایا	سکے اور ہی جلوہ دکھایا
ہو انیس زبان مطلب کی ترش	رات ۸۳		
تصدیق کیوں ہوں ساقی تری	کہ ہر روزہ ایشامی لطف پیم	پہی وہ جام چکی لذتوں کے	سے یا نوی شہ مقصد فراموش
گراں اور اتنی آرزو ہے	کہ اک مطلب کی دلوں جستجو ہے	کرم سے اپنی دی وہ جام پر	ہوئی ارمان پوری سبکی گجا
ہجوم شوق مثل ابر بر سے	خبر پیدا ہو یوں انفاطرح سے	کہ وہ سلطان سحر کو باہر آیا	نظر نے دید کا نقشہ بجایا
قرب شام سویا گہ میں آگیا	کسا باونے کچھ دم میں جگا	کہ امی شاہ زمانہ رات کم ہے	یقین ہے عمر اسکی چھ پرچم ہے
ہو ایدار فرمایا کہ ایجان	کہ کوئی نہ کرے اب ہزار ہا	وہ بولی راوی سابق قلند	کہ جسکا ذکر آیا ہے کہ
بیان کرتا ہے یوں باقی فضا	کہ جب فرقت میں گذرا کچھ	پہرا میں مضطرب و بیاب پر	کہ شاید پہرے کوئی فاجو
کیا رخ اک طرف بہر تاشا	مضار میں سے سرحد پر پونچا	وہاں اک چشمہ شیریں پونچا	قرباں کے بہت اچھا کالا تھا
لب دیوار دور سے صدیقی	نہایت جو فانا آشنا تھی	سنائیے ہوا حیران بھی کیا	ابھی کسطح کا اجہا
بیان انسان حیوان نہ تھا	خداوند اچھ کیا ہوتا ہے ظاہر	بڑا آگے تو آئی اک صداؤ	وہیں سنا کر جابائیں گے پہر
میں سماخوت سے آخر عشق آیا	زمین پر اوج قسمت نکلایا	کہ تے میں ہی خیل جفاؤ	بھرے تھی جسکی ہر امانی
برابر سیر آگے یوں پکارا	اجی اب کیوں نہیں کرتے نظا	ہوا کیا کیوں ہوئی پہر میں	کہ جان مفلت سے دگر
کواپنی سنو پیاری کسی کے	زبان پر لاؤ کچھ تو اپنی جی	طبیعت آرزو مند سخن ہے	اجی کو سولے ساکت رہن ہے
غرض یہ کہ کچھ بھگیا پانی	نظر آئی بھار زندگانی	کسلی جب آکھکھ دیکھا خیل	ہر اک زہرہ چین شیشیر
مری مد مقابل سب میں جو	کیا مینے ادا سے شکر بھو	بہم وہ سکرانین اور کھایوں	کہو جی کیا نظر آتا ہی مضبو
طبیعت کسطح ہے حال کیا	اکلی آئی بان کیا مدعا	کہا مینے کہ ہوں آشتہ خاطر	مرے چھری سے مین آنا ظاہر
طلسمے بھیہ مکان میں جو دکھیا	تو برہم ہے ابھی تک جان سدا	عشق آیا خوفت یان گر پڑا	میں خواب غفلت لے سکے تھان
ہوا اگر نہ آنے سے کہتا	کھلے مجھ پر قسمت کے ہتھار	مسافر ہوں اگر رحم آئی لبر	تو بیٹوں کی سیاحت میں
کہا بہتر نہ مین پہر وہ پریشان	رہے باقی فقط ایک وقت جان	کسا اوسنی مین ستر ہوئے	ابھی تئیس باقی اور مین
ترختی مین سب آئین گئی پر	سین گئی ہر طرح حال مگر	بجلاؤں جو ہوا رشاد تیرا	کہے جیسا دل آزاد تیرا
یہیں تشریف رکھ یا کھر	جہاں جی چاہا ضرہوں برابر	یہ شکر مین اٹھا آئی ہر	بغل مین باپی جیسا کہ غرت
یہ بوسے کمال آرزو مین	سرود آئے مزاج خوب مین	کہا پیاری ملاک جام پر	کہ اکھنوں مین گہر آئے نشہ

جہاں ہی غم ہی گل رنگ بر کر کسو رات آنی گنتی سون گنچم گنہ می بہر بعد اسکو چنگو یا ایسا سینہ گلابی اک ہر جام کمال کیا آرزو وہ بیان کر سنتھری سکی بولی اس مطلب وہ کیا ہی جو نہیں تیا زبان پر گدڑ ہسارت سی بجان بندار وہ مالک سب کی نری پر آسے یہی تکرارتی باہم نمودار انہیں باقوتے تھا شغل گنڈا لب بانو ہوئی مطلب کا شام اتھاسا قی پلا وہ جام بریز صریحی کو جہاں کشنی نکون کر دہن پیانہ ہو عرض سخن کا کہ ویکھا شد نے جب حسن چو کو قریب بانو اگر سو رہا وہ وہ کما سامان لذت خیز ہو کو کتب حب کا قلندر ہے جہان تو خاطر نے یہ جہاں اب کیسے زمین دیکھی وہاں کی صورتیں بہت چاہا نہ وہاں کچھ نہ آیا زمرہ کا مکان پس اس کے پنا	پلا سب آؤ دو چار ساغر کہ اس دم اپنے قابو میں ہیں ہم تو کچی نیند میں آرزوہ پایا کہا سہ پی او یا رنگھام ہماری دوستی کا امتحان کر کہا نے یہی کتنی گھین سب وہ بولی تو ہے کیوں قیامت نہیں کہنے کے قابل بیٹا شلا یقین ہے کچھ کچھ بکھڑا سننے کہ وہ شب چپ گئی مثل رخا وہ شب سے ہی محفل فرشتا	تو گنہ میں بہی کیفیت خود کہا نے کہ شب ہی اب پہر اسی لیکن مگر سخت برہم بڑی منت ہی ہنصہ سے لگا وہی تھا جو کتا تباہ کرکے نہیں کوئی تباہ کیا غضب ہے کہ ہمارا ہے کیونکر کہیں ہم گر چالیسویں شب کو غیب کیا کہا جو سب کتنی میں ہی ہم ہوئی رخصت طلب ہو بہ شب کہ اتنی میں ہوا می سرد آئی	راست ۸۴	ہوں صرف بیانی ہی ہے زبان ہو مزاج شوق برہ معاذ من مطلب سے ٹکین دینے دن بہر جہاں کا انجم ہو ابیدار جب بولا کہ ایجا وہ بولے اسی سر سلطان دل کہ ستر ہو میں ہوئی رخصت جو دل برا سیر بہرتے پہرتے ہر سو ہوئی پر تھ سے کپڑے ارغوان برہا کچھ دور میں حیران شہ کہ اسکی نیز بھی کر لین راہم
--	--	---	---------	--

قدم رکھا جو ادھر سے کان میں یہ جاوے لہڑائی شاہ جہاں ہے پٹ جس سمت سی آیا خدا کہ اندر سے نہ دیکھا اور کان برابر میرے آیا اور سنا کہ یہ تھا قصر سلطان گنگوٹیا یہ کہو کہ وہ قریب آئی لہڑائی بہت خوش گپ بڑی طراعتی سحرک خوب گزری حسبِ خوا ہوئی نمون احسان ہم گستا عوض کچھ دیر معذرتی وہ پڑی ہو انگلیں میں فرقت سی ہوئی	کسی نے یوں کہا اپنی زبان میں بیان غیر از حشر ہی نہ دیکھا میان کی دید کا کہ ہے یاد بلا سے پہنچے گو دیکھا جان کو کہ اس میں دین کیا لطف پایا عبث لایا ترا بخت بد انجام بڑی تین اور جتنی وہ گل اندام ہر اک انداز میں ہشیا تھی وہ کہ اتنی میں اتنی وہ غیرت ماہ درا میٹھو تو ہوں کچھ غم غما پیرا مہر فلک کا جبکہ پہلو عجب حالت تھی بیباکی میری	کہا تو قوم بشارت دیا ہے تو علم آمیز ہیں حیرت بیان کی سنا جب یہ سن باہر پر ہیں اسی منوس سے تھا دل پریشان ہنسی و مین سے اک محبوب ملنا اگر دم بہر ٹھہرا اور اس جا سے ہوا گھر پر پہنچے آیا کیا دن بہر میری پیشِ مطرب کہا یہ جان زمانِ رخصت آیا رہیں دیدارِ آخر سے نہ محروم امی بولی خدا حافظ مریاں سخن تھا اس طرح پر راحت افزا	جو آ پونچھا قریب قصر جادو نہو گھو کہیں تکلیف جان کی مگر افسوس میں ہر لمحہ تھان کہ ناگہ پیر و ہی خیل پر امان بیان کرنے لگی اس طرح پر راز تو پھر نہ نہ پائی نگاہ حقیقت میں بہت آرام پایا ہوئی دست و پل آغا رجب بہت کچھ رات ہر آرام پایا نہیں معلوم کیا ہو کیا ہی معلوم برائین جو طبیعت میں جو نہ راز کہ شب گزری نظر آیا سویرا اگر جیسے سر شرب تک رہیں
رات ۸۵			
کہا بانو نے بس اب کل کہیں وہی وہ جس سے ساتی تھی سرور بادہ اکھنوں میں ہر رہا دن بہر شریک کا دنیا صل میں آ کے سویا شاہ کچھ سنا و قصہ باقی کا احوال کہ جب اٹھا دین مشغول پہر اک جانب بڑا میں لٹا یقین ہے یوں ہی جانیں گے انہیں باتوں کی تھی ٹکڑا سیاہی و سیمین مثل کچھ شہر	تساہ توں کی کچھ غل جا حدیث مدعا یوں شج پکا قریب شام حرم عالم آرا کہ کہتے کہتے شب باقی رہی کم کہا او سنے قلندر نیک انصاف رہی تھی جو حرکت خجے دلا فلک کے شعبدوں سے سخت حیرت نہیگا محضی رنج مگر سوز اجین بڑل نگار کی کسب نام کئی تھے زمین کے زمرین	طبیعت کوئی مہر ہمارا کہ وقت صبح پہر سلطانِ فنا ہوا پوشیدہ جیسے حسنِ جا جگایا نرم ذوالون نے جو کیا بیان حال سے یوں شہنا لگی گھر اپنے گھر آرا اول تسویحہ کہ کب تک چرخِ خوا احباب سے نہ یا روں میں گ کہ ناگہ ایک مار نقشہ بر سر وہ میں کا کچھ سو گھر سے زیادہ	تھی پے جوش بقاری بر سیر غلا گھر سے شرف انہر سے تے جایا اپاسا اٹھا سلطان کنا باکو دل زبان راحت فروش مدعا کشید و م ہوئی سیمین رکھا اس مصیبت میں گنا یہی حسان فلک کے پیر دراز سی میں بشل شام غزوہ ایک جانب وفاد

قدم کاس کے کٹھا جلد چکا	بشکل سنگ بیک کر چھپنے لگا	ڈرامین خوب بھاگا اون پرین	بھاو دیا پیسے کا جہین ست
یہ نخل آکے سٹھانا کہ دم بڑا	نظر آیا وہاں اک اڑہ صنوبر	کہ اک عورت حسین نکلا برین لاک	بن ہر روشن عارضہ پاک
کسی کی نظر اس میں اکہری سی	زمین میں ساق پائیک گڑھی	قریب باو سے گیا میں اور بھیا	کہ او دلدار تیرا حال نہ کیا
سینے وہاں رزہ بی سطح کیا	کہ جیسے تافک ہو کوئی دیوا	غش آیا کر پڑا میں دے کھڑے	چہا سامان عالم سب ملے
کہ اپنے من میں ہی نہیں بڑا	مقابل سیر آیا خاطر آباد	سو گھبرا کر اپنی زلف مشکب کو	کیا راضی خراج آرزو کو
کسی آنکھ میں ہی کچھ ہوش آیا	گیا جب خوف دلیں جوش آیا	بکاری اون میں سے انیسویں یا	کہ میں قربان حسن ہی ملدا
کہ کس سمت سے آئے ہر پاس	جو میں قربان جان دل ہمار	ادھر آؤ گے حکو نگا میں	کہ تاراج و جگر آرام پائیں
بڑا جب میں ہوا خیل مسر	نظر اٹھی تو پوچھا بہت دور	مہی انیسویں مایر گل اندام	رہی ہر اسیر تار سٹم
جس آئی اپنی جا پودہ پر ناز	ہوئی اس طرح گویا بادل شاد	کہ لاؤ کوئی می کا جام بہرے	کہ تہا ہوش خاطر اسٹ گیز
کہا میں کہ جبر ہر کے اک نام	لے آیا پیش دلدار گل اندام	پیا او کو گھر آیا ابرستی	ہوا گو یا خیال خود پرستی
کہ ہم وہ ہیں کہ جبر ان نظمو	قیامت تک نہ کم سوز جگر نو	رطائی آنکھ کسی تاب ایسی	تھنک بھی نہ بیٹھے پاؤں
اسی صوت کی باتیں نقشہ تک	ہمیں ہر دم کہاتے یہ کتب	ہمیں درختے بولی او وفادار	سینے میں صفت شیر بنے ہمار
رہی جو تیری مید میں مجھ سے	اوسی ہر دم تیری یاد خواہ	سحر سے شام تک خنجرنگی ہے	پریشانی میں اک ہر خطہ ہے
مگر یاد وہ کوئی پس تر	ارٹ سے سن کر ہوش میر	خدا رکھ تاج چچ مریمان	وہ کیا الفاظ میں میں اون قیام
سنائے بے بوسے ہن	کہا قربان اس باری سخن کے	بلا سا حرم ہونم یا میں ہون بچا	کہ ہر سر رخ ہے مرے کا سانا
ابھی کو تو کچھ تے کوئی بی	سرور فرا ہو کیا خاطر کسی	کہو اندازت وہ اک غصہ ہے	کسی بدو میں دل کو چین ہے
ہو میں اس طرح کی باتیں باہم	ہنستے وہ دل بکنے لگے ہم	تمہارے قول تے آتش تہین	حالی آئین کیا معلوم کیا بیز
پس زچہ ہی غایت چروالی	کلابی ماتھ میں اپنی اٹھائی	پلائے بکھو سا خواک ادا ہے	کہا مانگو: خا اپنی خد ہے
کہ شب جلد ہی گئی ہم گھر کو جلا	مرا دین آپ کی دل کی برائیں	کہا میں ابھی سے کچ ادائی	یہ کس تعقیر پریشانی
جن کی کچھ ہی خاموش و ترن	ہوا میر بھی ہنگ رو دو گر گون	قدم پر کہہ کے سراخو نما	تھکد رز اخن یون لب پرایا
میں اتنا قابل نہیں جو ہن ہون	کیا بے سبب حسان کوئی	انہیں باتوں میں نہ ہو گئی	میر آئی فست کی تو کہتا
کہا ل بچہ میں سینہ جو کی آہ	کہا مجھے کہ اپنی شیخ راہ	یہ گری یا رفو اکہ دکھانا	ہمارا دیہان بھی جی نہیں لانا
یہ کہہ کر بڑھ گئی و آفت جان	مجھے بستر پر چھوڑا شکل نشان	یہ ایا تھی تسنی کش ہر گون	کہ وہ شب بھی ہوئی محفل و شاد

صدائی رخصت آئی ہر طرف	اسٹے سامان راحت فریضہ سے	ہولی اٹھارے خاموش مایوں	رہا سلطان بھی غم سے نزلوں
تہ تیبا سیاقی خدارا اور دم	رات ۸۶		
می کلکوں کے چکر بھٹ پڑے	وہی احسان ترسے پیش نظر	کہ بہر کہ جامہ شاقون کو دنیا	کہ یہ خاطر ہوئی مشتاق
ہر اک سے پوچھنا کیوں نہ	نہ لانا لفظ بس ہرگز زبان پہ	انہیں باتوں کا دل ہے آرزو	طبیعت ہے تری بخشش یہ سحر
یقینے اب بھی فرمایا کہ ہم	کہے تھرہ کوئی ابر کرم سے	بہلے گی طبع بادہ مشتاق	نہیں رہنے کی باقی بچ آنا
کسین کے گفتگو سے عقد	دکھا لگا فرایون حسن آغاز	کہ جب نور سحر نے روشنی دی	طبیعت آئی سو سے
اشارہ ہی ہوا سیر جان کو	نظر نے خوب دیکھا ہر کان کو	کہ رفتہ رفتہ دن بڑھ کر دکھ	ہوا سامان تاریکی فراہم
چرخ و شمع سوی مغل آئی	کنول ورجہا نے جوبے دکھا	سیاہی دیکھ کر کیسوی شب کی	مزاج شاہ نے راحت طلب کی
محل میں ونی فروری کو آیا	جو تھا منظور دل موجود پایا	ہوا خواب بانو ساتھ دم بہر	رہا ممنون احسان مقدر
کہ اس عے میں شب گئے تپ	فراغت شد نے بھی راحت پائی	ہوا بیدار بانو کو جگا یا	زمان شاہ پر سطح آیا
کہ اسی جانی کہو باقی کمانی	سنا اب کیا قلندر کی زبانی	وہ بولی اب وہ کتاب کی کچھ	کہ سحر بیک تھا دکھواک غم
کہ شب گزری مگر راحت پائی	جدو ہر آج ہو بخت آزمائی	اسی دہن میں قدم نہ اکیٹھا	گر قمار فریب آرزو تھا
فلک کی کاوشوں سے سخت حیرا	کبھی گریان کبھی سرور کرینا	کبھی نہ صرف بیانی مدال	کبھی کتا زبان سے ہاشی گل
اسی صورت سے کچھ خوش ہوئے	سایا یون خیال رہنمون تین	کہ دریا میں ٹھائیں آج جل کر	عجب کیا ہے جو شہر قلب مضطر
کہ ورت جسم کی ہو جا بجا پاک	کہ غش آتے ہیں اکثر بر خراک	غرض اک سمت جاتا تھا پریشان	کہ دیکھوں کیا دکھا بخت سامان
زمین صندلی گزری نظر سے	مٹا باو کی بو پائی اگر سے	کہا دل نے اگر ٹھہرو تو بہتر	ہوگی اور جا اسکے برابر
مگر سایہ نہ تھا کچھ بہر آرام	مصفا موت جسم گل اندام	بڑا کچھ درج دیکھا عجبال	کہ اک مرد حسین لیکن خوش قابل
خدا مانے روشن پیرا کہ چن کے	زبان مصروف ہے غرض میں کے	کہ یارب غلغلی سے غلغلی سے	ابھی کیا دن نہیں چھپے ہیں میر
اٹھا دکھا فلک کے ناز و گلب	چپا دکھا میں ل کے راز و گلب	کیہ مکر آہ کی اوس خستہ بیان	کیا دامن کو ترا شک و ان
دل تپا تپا پاشل بس	صد آئی خوشا احسان مال	یہ صورت دیکھ کر میں باں آبا	اوسے خود رفتہ دیہوش پایا
بہت پایا کہ کچھ پوچھوں غامض	اوسے عالم میں ہے بکثرت جوش	تیر میں کھڑا تھا اوس میں	کہ کس باعث سے ہی تھلا تر
کہ اتنے میں کبھی اکٹھے اوس کی	ہوا وہ مرد اک عزیز ماہ	کسین بہتر قرے روشنی تیز	ہرے ارمان ہزاروں کی تیز
میں سمجھا ہے یہ جالہ زیر باد	نہیں ہتا کسی کا مل یہ قابو	مناسب ہے کہ اس سے سہو	چلو لیجائے خانہ اہل ہر کو

بہا پہچے کیا رخ اک طرف کہ اگر سپر ہی خیل خوش نام سید کسرا ایک نئی خوش ملا قرب آئی یا محکوبہ آغوش فراتھو ہے دل ناہر ہے ہم اوسے جب مہربان حال پایا بنا سید مرد عورت کس سبب غرض دولت مرثیہ جب تیرا تو پوچھا نے جودل میں تیرا گذر گاہ پر ریدیاں سید جا مگر فضل خدا ہے جو انجنت کہ تو ہے سیماں سوسے ہم سید باتیں جب ہوئیں اوس کرنا رہے سال ہر ہر طرح پر گجرنے دی صدا جاکر لدا سید ککروہ ہوئی خوش جگہ کو سید بانو کھ رہی تھی مبدل قیامت تک ترزا سید عابو زمین آباد میخانے شب روز مرزا بادہ ہمت نہ کم ہو کتاب سے بیگے دہن شوق سچی ہے زبان مان کئی اور کہ جب جاگاسر کو خاد عالی	کہ استے میں ہوا پید مجھے دور کہ جبکا پیشتر میں سے چکا نام بڑی ہی سیر لطیف بولی خبر سو گھمانی کنت تن لگنی ہوا نکھہ بہر خدا خاطر یہ کچھ غم تو اوسدم سیری خاطر میں آیا اور اس سے پہلے کیسی تھی غم کو تو اوس محشوق کو نشان پایا کہ میں قربان سید سلمان کیا تھا ادھر آنا میں اچھا بڑا ہے ہمیشہ سے ہے تجھ پر ہر انجنت ہنیں کرتے تری خاطر کو پریم فرایا عروس دعا سے برابر تھی دنیا و ساغر کہا ہوں حکم خست کی طلبگار ہوئی آمادہ جان شمع کو کہ چاہا رات نے پیر غم ہی جا	کئی چکر جو آئے ہر قدم پر برابر تھے پوچھا حال کیا ہے نہ گہرا نام میں پوچھی ہوں جاتی اٹا میں سو ہوئی ہمارا سیر تو روجو ہو مجھے وہ بیان کر کہ جب پوچھوں مکان پر سے چوٹو زمین سید صندی کیونکر ہوئی ہے پلاسے فتوں سے جام لبریز کہا اوسے سید ہے جاتے سی نہ آتے ہم اگر چند تری پا کہ ہر شکل ہوئی ہر وقت آسان وگر نہ سید مجال آدمی کیا پلٹ کر بعد اسکے سوسے باہم جو ہم کیفیت میں غفلت جو آئی خدا سا فخر ہے ایمان تمنا نہ قابو میں رہا سیر اول زار وہی سامان پیشین پیش تھے	جسکا میں اوس میں بچت منظر نہ دیکھ بھی طلسم آباد جا خدا رکے سید تری فوجا نی کہا مجھے کہ جان قربان تیر مگر اوس وقت جب پوچھی مکان پر کہ ستا پیش فکر کیا آہستہ بہت چچین اس پرست ہی ہے ہوئیں جو وقت آنکھیں کھینچ بشر کو ہوئی ہے تکلیف جی تو ہوئی زلیخہ سے حاصل تھی یک سبب کا فقط اتفاق ایجا جو ایسی جا پر رکے پاؤں لپا رہا باقی نہ دنیا کا کوئی غم تو حسن مسج نے صورت دکھائی شہر نے کامنیں اب بھو یارا نکھتا تھا زباں سے ہائی لالہ گہرا ہے مرد وزن لڑ میں آ بہلا ہو میرا ساقی کا شکار رہے بیگا ہوا دامن آفت نہ پیش آئی کبھی اعطاف کیل پر نہ فرصت دی سوال شوق اکدم خیر پیاہو یوں اوس سخن پر پہرا اتنا کہ دن بڑ کر ہر کم
راست ۸			
رہیں لبریز پیانے شب روز زبان آرزو تر دمدم جو نہ کم ہو حشر تک فزائش روز نہ ہو توفیق ساغر کا کبھی دور نہ تھا خاطر میں انداز بجالی	سب آنکھیں لشکر قلب مشتاق عطا جام سے خاطر رہنا پہیں جام لباب متصل ہم صداد و ریشی بچن میں کیا رخ دید کو میر سیک عالم	بہلا ہو میرا ساقی کا شکار رہے بیگا ہوا دامن آفت نہ پیش آئی کبھی اعطاف کیل پر نہ فرصت دی سوال شوق اکدم خیر پیاہو یوں اوس سخن پر پہرا اتنا کہ دن بڑ کر ہر کم	بہلا ہو میرا ساقی کا شکار رہے بیگا ہوا دامن آفت نہ پیش آئی کبھی اعطاف کیل پر نہ فرصت دی سوال شوق اکدم خیر پیاہو یوں اوس سخن پر پہرا اتنا کہ دن بڑ کر ہر کم

نظرانی بود مہی مہوت شام	کہا خاطر ہے جیسے ہر آرام	نہایت جلد سے خانہ آیا	سہراک سامان اپنی جاہ پابا
نظر تھا جو حسن برو مغل	بڑا بہر تاشا سے مغل	پہر اسکے بعد جو خواب ہو کر	سٹایا اپنی بانو کو برابر
کہا کچھ دیر آسائش ہے ہوا	کہ اسے بن کسی نے دی جلا	کہ شاہ رات کہ ہے رات کہ ہے	سہراک مشتاق کی خاطر کو ہم
بہشتی ہی ہوا بیدار سلطان	بچا را اپنی بانو کو کہ ارجان	خدا را جلد جاگو رات کہ ہے	اٹھو مگر سے سر کی قسم ہے
کہ وہ کیا ہے اظہار قدر	وہ بولی میں خدا شاہد اور	وہ کتاب ہے کہ بعد از مجربانہ	وہی سید امی سید امین ارمان
کہ ہر سر پہیے اک طرف کو	جلا سے غم نہیں سکا جو کچھ ہو	عجب کیا ہے سے کیسویں کو	نظر آجاسے کوئی سہجین ہو
یہ ولین سچ کر کچھ دور پوچھا	نظر اسے درخت چند یکجا	قریب ایک چشمہ زبریز شیرین	کہ جسکی دید سے ہر دلوں شیرین
ہجوم طائران زمرہ سے سچ	مزاج عند لب زار سے یخ	ہو اسرہ و خوش سحرانہ	وہ کسائی تھی کون کی او دشت
زمین پر سبزہ فوخیز ہر سو	سرگاہ خمیہ مثل ابرو	کمال شوق میں اوس جا پڑا	کہ جسے طغیانی دور پایا
نظر تھی قدرت خالق پر ہم	کہ عید سامان کمان او میں کمان	گڑی بہرے زیادہ میں جو تیرا	تو دیکھا اک تاشا اور او سجا
کہ دروغ خوش جان ہم سخن باز	یہ کہتے ہیں کہ ہم دور دلوں میں	خواب عشق سے کپڑے پہن باز	یہاں ہے سر گذشت حال کثر
شکایت ہے کچھ اس چرخ کمر کی	کہی ہر سر سے سامان طر کی	کہی کہتے ہیں ارب سیر قرا	کہ طائر نیکی دیکھنے نکل جانہ
کہی ہوتے ہیں ہم گاہ خندانہ	کہی سب بان افسوس اربانہ	عید عالم جگہری گداز نظر	جسے کچھ اشک میر سیم سے
نظر پوچھی جو بچہ طائرون کی	تو دیکھی مضطرب ہی شکل میری	کہا کچھ درد مند دن کسی کی	کہ تجھے آ رہی ہی عشق کی
بگمایا کہ سے ایسا تار دل	جو تجگو بات بھی کرنی ہے مشکل	کہا میں نے پوچھو حال کیا ہے	جسے اپنی ہی قسمت کا کلا ہے
فلک کی اس قدر میں سر پہ	کہ ہوں اسوقت تک سڑ گریا	میں طاقت جو مہر سے نکلے اک تاشا	گذرتی ہے عجب مہوت آفتا
کہ رشا ہوں سرشت تک پریشانہ	پہر اسکے بعد اک ٹی ہے مہانہ	وہ بہلاتی ہے کچھ نظر دل	نظرانی ہے جسم صبح کمال
وہ رخصت ہوئی گھر جاتی ہی ہو	نئی آتی ہے پہراک عافیت سوز	ہوئی ہیں میں ن مجکو برابر	کہ ہوں ہمنون تکلیف مقدر
خدا لا تم کہو اپنا ہی کچھ حال	کہ کیا کیا سائے آیا ہی خیال	جی ہی شکل طائر کسطح پر	مزاج شوق کیوں اتنا ہے منظر
وہ بولے ہم بھی ہیں قوم سیر	بہت سامان گداز میں نظر	کمان تک استکان سے گداز	کہ تو همان روز رخصت بہت کم
سبیت کی کمانی ہے بٹل	نہیں پہلے کو ہوتی وہ مقبول	نکر تکلیف پرش ہے اسی بار	کہ ہم محو بلا میں تو دل انگار
یہ باقین مہری تہی اپنی نام	کہ بہرہ خیال مستو قان ہونم	مقابل کے فرمایا کہ جیسے	نہایت جلد اس جا سے نکلے
کہیں یہاں ہو تو بھی ظاہر	کہ عید جیسے مقام عید ساہر	اگر او سکی نظر تیرے گی	تو صورت مثل طائر ہو گی شیر

جیسے سکرین موانع اور کھنڈے ہزار	کہ وہ تین اس زمین سے نکلیں	بڑی اور زمین سے ہر اک تیز رفتار	ایک باقی جو زمین چاہے طر
وہ بولی آج ہے کہیں کوئی اور	کہ آئی ہر شب اک ماہ شریف	بجالی تری نہت بھونٹ	رہی ہاں جو تک کر نہ تو
مگر اسوس تکو خوش نہ پایا	نہیں معلوم کیا خاطر کو بجایا	ارادہ کیا کہ ہم جھو کرین شاد	نہ کھہ مخون و نگین طبع آباد
یہ کھڑا آئے ہر گھر	لے آیا سائے تھا جو میسر	کہا خوش ہو کہ یہ کیوں ہلنی	کسی حی احتیاج قدر والی
گزران کوئی جام باہر تیز	کہ جو ہر طرح پر راحت انگیز	حایت ہو تو ہر کچھ طبع مسرور	زبان پر آمین کشر اور غور
کہا بیٹے یہ حاضر ہلائی	بہرا او سین سے جام آٹھائی	گھاسنہ سے رہ بولی کہ لایا	اسی پی تاکر خوش ہو ملک بان
کہا میں نے کہ بہتر جا پسافر	پہے اوس سہ کی باتوں برابر	پہر اسکے بعد بیٹے بھی لپٹے	طبع کیف کی جب بھٹ پائے
ہوئی اسی کہا کہ مقصد	کہ آسان ہو زمین شیراز مشکل	اوسے میں خجوسے لطف پائے	تو ڈرتے ڈرتے حال کسٹا
کہا کل کا ہوشہ جسے ارشاد	کہ حق وہ کون طائر خاطر آزاد	جو کہتے تھے کہ ہم قوم شیرین	جہاں کے حال سے اب بچرین
وہ بولی پوچھا ہے راز پنا	بتاؤں گے تجھ کو ہر پریشان	گورائے یوں آئی جو دلدار	انکرا اوسے ان باتوں کی کرا
کہ سنکر وہ کہے اک سے	غضب میں لائیں بھی اراں سیر	رہوں بہر عمر ہر محوین زندہ	نہو حاصل کہی کسٹش مان
کیا اقرار جب میں نہ کہ بہتر	یہ عہد و قسم دیتے ہر	پہر اسکے بعد بولی وہ سرور	کہ تھا اک شہر کا یہ مرد متا
کسی جگہ وہ دل نہ بچ پائے	تفسار اس طرف ہو لے آیا	بہت تھے اقربا و خواہ کے	بڑے سامان تھے ہزار لکے
ہوا شب بھش آکر اس زمین پر	کیا سکے غریبوں نے زمین پر	قرب بھٹ کچھ لگ گیا	نے انداز کے بابے بچا
ہر اک بیان کا جب خبر آ	کیا ان سکھو بادوسے گرفتار	رکھا رہوں اسیر طوقی فرخیز	سحر سے شام تک دیتا تھا نقد
کہوں پر سب کے تے فرادینا	ہوے آخر کو اک جن کے چہا	کیا اوسنے انہیں اک چاہ میں	رہے قیدی اسی میں جین
تفسار و خسر سلطان مادی	ہوئے اک دن انہیں و بھید	کئی دن اور کئی شب تک رہے	یہ وہ عاقبت برا بھنظر
کسی موت نہ پایا اور نہ	تفسار اک ہر دیکھ انجام	بکار کیجے بندی کچھ آزاد	کہ تا ہو فضل حق کی تیرا د
غرض تے جس قدر قیدی تھان	محببت دیدہ رسم اسٹان	ہوئے آزاد بے دمن و جبر	بڑی چٹکر ملاک اور سی
کہ ہوئے تے جو برکت کچھ	گرس باخون کے پیل پر پٹیا	بہت کہاں توڑا اور کٹا	نہ اپنے دلمیں مطلق خوف کا
کہ ملک باغ خبی کی گدیر	تو ہو گا کس قدر خاطر پریشان	غرض مبارک کسی یوں خبر کی	کہ وہ جتنے ہوئے آزاد قیدی
انہوں نے باغ کو ویران کیا	ترنگ کا عجب عالم ہوا	ہوا سکر خفا سلطان مادی	کہا بنجائیں ملائیں بھید
یہ بھی لکھی تھیں و کئی ملک	ہکایا ساحر و نیکو دانتے	بڑے کچھ ہنش ہارنے کے	چنچیں وہ شکر بید ہو گئے

اوسے دن سے اسیر ہو کر انہیں جھوٹوں میں آخر کبھی کہ لطف زندگی کچھ نہ تھا کہان جہان کی بہت اور کنگام سیان اس اتنے انجام پایا چلے گرا اپنے اپنے ہو کے ہم	بیان میں کہ چکی بنام مطلب کہا دلدار نے ہیات ہیات درباب لب جہان کے لگتے دگر گوئی کیا لطف فراہم وہاں اوس شب اپنا نہ چٹا اسے جو جوتے سامان فراہم	لوگ انجانی تھے حال موا کیا زمان رخت آیا و آتہ تہ پہرہ برسی غنیمت وہ دہات میر ککرا ککرا لٹا لٹا شریک بزم تھے جو جو ہوا خواہ لب بانو ہونے سناکت سن	جوان از زمان کو مجھے پوچھا نہ کی اس چسپائی اتنی تاخیر کہ حاصل جس سے لطف لانا گئی گھر سے مرے وہ ماہر ہوئی جب رخت شب کو دکھا نہ غلا حریف مطلب پہرہ مان
بتا ہے نہیں دہائی ساتی ارادہ کر نہیں سکے کسی نہ بچوم شوق کتنا ہے کہ لاجم کہ شہر سے خاطر مایاب کچھ نہ کہ جب سلطان کو دیکھ کر کانٹ غرض جو دلیں تھا آیا اعلیٰ میں کیا شکر خدا سو یاب بام کہ جسکی آرزو دل میں باقی تو نے یہی بہت صدر لٹھا بڑا ناچار بہر شغل خاطر اسی عالم میں کہ جانتے پوچھا میر شکر دلیں میر خوف آیا کہ اتنے میں ہی خیل مل گیا عجب انداز آئی پریر و کہ کیا ماجرا ہے حال کیا ہے ہوئے یہ دو کئی جیکہ ہم دوم و حسرت نہایت نوحیاں کیڑ	کون کیا جو طبیعت کا ہے عالم محاط تو بہ کتنا ہے علم ہم زبان سے نکلتے معنون فراہم ہوا طبع سے کو میر منظور جب آئی گیسو شب اپنے بل میں جسے یا طول شب نزدیک بنایا لب پیانہ ہے مخرج ساتی کسی کو ٹہنچکھوچین آیا زبان پر تھی یہ بہت فوج تو دیکھا اور ہی کچھ نہ لکھا قدم اپنا وہاں جلد اٹھایا کہ تھا ہر کام میں جو شوخ چلا کہ محکو کچھ رہا دل پر قابو کسی محبوب پر خاطر فدا ہے تو نے اپنے مکان پر کو بہر ہوئی کچھ کچھ دل سے نظر کوڑ	نظر مصروف ہے دیدہ بومین سنون کس کی میں کہ کتنی دکھاؤں شکل اک راز زمان کی جہان کی زمین دن پہر پہر بڑا گھر کی طرف دل شاہد ہم ہوا سیدار از خود اور کھانٹو وہ بولی اب کیوں توں قلند غشش کی آرزو بکچی ابھی دن تھا بھی شب کمان کہ کچھ نگلیں ہم میں خوش گین ارادہ تھا کہ پوچھوں جلد گھر کو نظر کے سامنے ہی سر گذرا ہوا خود رفتہ و ہیوشن کیا کہا میں نے کہ ہاں تو کہے معلوم رہیں دن بہر ہی صورت کی تین جو پوچھا کون ہے سلطان جاؤ	جوان از زمان کو مجھے پوچھا نہ کی اس چسپائی اتنی تاخیر کہ حاصل جس سے لطف لانا گئی گھر سے مرے وہ ماہر ہوئی جب رخت شب کو دکھا نہ غلا حریف مطلب پہرہ مان بلا سے اور دس جو کچھ رہا باقی غضب کے کونین آرزو میں بلا سے جو ہو داک ساعہ نظر لوں کچھ صوت و ہستاک سرا آفاق پر فیض نظر ہو نظر آیا جو ہر سامان فراہم کہ ہاں بانو سنا و پیرہن کہ جب رخت ہوئی مجھ سے نہ بھلا میں کسی صورت کسی بدلتازنگ کیا کیا آسمان درختوں صدا آتی ہی آہن مبادا پر تعلق ہو نظر کو برہے او نہیں سے پر کہ باہر ہنسنی مجھ پر طراستگار نہیں ہو جو خاطر میری آہ ہوئی جب رات آہن میں گین کہ جسکی ہوس ہاں ملک میں ہو

رات ۸۸

جسے آیا نام بھیہ برسم ہوئی وہ	ترود دوست حسب غم ہوئی وہ	کہا سلطان بادشہی من کیا	دیکھ شاہ پر پرویان جبریا
اوسکے ہم ہیں نالیدار ورتا	نہ نالاب پراسی کی بھی بات	خبر ہوگی اوسے جس وقت شیر	تو صورت وہ بدل بھیجا بھیجی
نہیں معلوم کیا جی میں سماں	خدا جانے وہ کیونکر پیش آ	کہا میں نے کہ سن او بار خود	برا کیوں ملتے ہی گرتا نام
وہ سلطان تو کیر خاں کی	اگر پوچھا تو کیا قصہ میرے	تمنا ہے کہ ہوں اوس کے قدم کو	مگر افسوس سدا فسون افسوس
کہ وہ شاہ اجہ نہیں شہر مولہ	نہایت مضطرب خستہ جگر مولہ	وہ کا ہیکہ بوسے گا سیری کچھ	کہاں تک جو حاصل مولا ت
بہت دیکھی جو تیری ہر لانی	سنائی اپنی خاطر کی کہانی	بتا تبیر کوئی او دل آرام	کہ برائین دل ناکام کے کام
ترے باعث سے مطلب ہزار	میرے پر یون کا نظار	کہا خاموش مجھ باتیں ہیں	نکرتا قصد بجا مان خبردار
نظر اوسے اگر تجا دم بہر	تو بی شک خاک ہوا قدم ہر	وہ گری ہے نگاہ تہ زلزلین	پڑیں جہاں خیال ساعین
خدا را اس جس کے در گذریا	نہو سپودہ مطلب کے گنگار	نہیں اتنی چاری نالاب یات	سہیں ہم بہر جو تہر شہم سلطان
ہزاروں مورتوں کے خرقہ فست	ہزاروں جن سے پیدا ہوئیں	وہ اوس کے ہر اشار کی ہیں	بشر کیا قوم جن سے تہی پویش
کہی جب رحم پر پوتا سلطان	تو کانے کے لیے جاتی ہیں	خسروی اک پہر رہی ہے حاصل	ہزاروں کی پڑی تھی شکل
نہیں بکار کوئی کام اوسکا	بتا کہنے بتایا نام اوسکا	انہیں باتوں میں گذرئی سی	ہوئی رخصت کی اوسکو بیواری
رمان جیوہ خورشید روشن	کئی وہ دہر یا کیر وہ دہن	گشتی جسم قلندر کی کہانی	ہوئی اوس شے کے جان جانتی
جی حاصل اٹی رخصت سی شکی	رات ۸۹		برہی افروگی خاطر میں سبکی
ترود آتشا ہے دل جو فنا	گذشتہ ہیں بس انفس نانی	دل اکجاب کہی جتنا نہیں ہے	ترجہ اشک کا تھا نہیں ہے
نہیں گشتی کسیدم بقراری	برابر ہے ہجوم آہ وزاری	مزاج آرزوید لاہو ابے	ہر اک امید پر ہم بد صاحبے
جو ممکن ہو سکے لاہر کوئی نام	کہ ہوں کچھ تو پر سچ بخت نام	طبیعت کو تو حاصل رخصت ہوش	رہیں دنیا و دین دونوں فدا کر
ٹپک مینا کی سنکر ہونچ خوشی	کہاؤں سطح کیفیت قال	کہ نگام محو ہر شاہ مشتاق	بڑا ہا اکست ہر دیا قات
کیا دن پہر ہر آخر سر شام	ہو اور فی فراغ قصہ آرام	یا بانو کہ آغوش و انبل میں	چک پیدا ہوئی دل کے کنون
ہوا خواہیدہ بہر چند رست	جو کی نیدون سچ پائی رخت	پکارا اپنی بانو کو کہ ایجان	زمانہ گفتگو کا شکستہ بان
وہ بولی اب ہوا امیون	بیان کرتا ہے یوں دلالت نو	کہ بعد از صبح حید خاطر میں آیا	کوئی سامان نہ لیا اپنے پایا
کہ جو چار دن رہتا برابر	بہتادل ہوتی روح مضطر	بھیک کیا اک شب کو آتی تھی تیر	دم رخصت بنا کرتے تھیں
اجی اس سسکو ولسن تو بہتر	کہ جب دیکھو فراق بنو تو مضطر	نہیں معلوم کیا ہے حال فقیر	جو ہر ہر امر میں تھی بہت خیر

اوسى ہندوہ میں تھلا مکان سے	کہا دل غے کو اب چلیے بیان	برپیشان حال لی کہ شیت کی لاء	گدزمیرا ہوا اوسن جانیہ ناگاہ
بہان انسان تو کیا سیہی	نہ تھا جزا لغات فضل مسجد	تازت پر فروغ مہر تابان	مسافر مہمان مرگ ہر آن
یہ عالم دیکھ کر گہرا گیا دل	لانا گاہ اک درویش کامل	سلام او سکویا بولا ہلا ہوا	بیان کر کچھ جو دلیں مدعا ہو
کہا نے قد سبوس ہے مطلب	خدا کے فضل سے موجود سب	فراغت ہی جہان کی آرزو	مگر صحت ہنیں ان جستجو سے
کہا وہ کیا ہے بولا میں کاشی	حقیقت آشنا ہو مطلب آگاہ	کون کیا آپ پر سب کچھ	ترد و تہنا ہے قلب دشمن
بلائین سیکڑوں آتی ہنیش	ہنیں ہوتی عیہ بیتابی کم و بیش	کہا تقدیر کا تماشین آہ	سدا محرومیان ہستی ہن ہوا
میان اک قلعہ میں سکے رہا	بظاہر پر وہی مدفن ہے میرا	مسیبت سحر کی کیا کیا اٹھائی	جیل سکی دید کی نوبت آئی
بیان چالیس مشہ فانی و کام	رہا کرتے ہیں باہم نیک انجام	مسافر پروری پر جو نظر ہے	ہر اک شب لطف بھر بھیر ہے
نئی دلدار آتی ہے سرشام	بعل میں سیر رہتی ہے وہ خواہم	سحر کو دیتی ہے رنج جدائی	نئی سے ہوتی ہے پھر شہنائی
اسی صوت سے ہائیں اچھوٹتے	سدا ہون نازیر دار کرمین	یقینی آج ہے تیشون وز	پہر آئے گی کوئی ماہ دل فروز
ابھی چالیس میں ہن چید باقی	پہر اسکے بعد جو ہود و رسانی	عجاوبے وز آتے ہیں نظرمین	بہرے ہن سحر ہر باہم و ڈین
کبھی امید گاہے کثرت بیم	ہنیں چار البتر کو غیر تسلیم	ترد و تہنا کہ دیکھیں کیا ہوا انجام	ہنیں ثابت کیا کال ہن نام
ہنیں حال کوئی تخفیف دینا	گرا کہ شککہ ہے روز پیدا	کہا درویش کامل سے جو عہد حال	بنولا کچھ وہ مرد نیک فعال
کہا پرینے ای مدوح آگاہ	مجھے تعلیم کرا سوت رشتہ	کہا بابا ہلا ہو کیا کہین ہم	پڑھا کر بشیر وہ اسم عظم
کہ جسکی خواب میں تعلیم پائی	اوسی سے بار حاجت رآئی	خدا حافظ ہے کچھ دلیں نگہرا	کہ بہتر ہوئیگا انجام تیرا
یہ کہ کوہ ہوا اک سمت آہی	رہا حال مجھے رنج تباہی	کہ بہرے بہرے بہرہ لبر حنیہ	ہوئیں مجھے مقابل شاد و خوش
بڑھی ہیرا کیا و نین پر زرد	کہا مجھے عیہ ہیک کون ہو شاد	کہ بہرے تر د کو کون سہی کو	جیو ہم بھی جلیں کچھ سیر نہ کو
پہرے دن بہرہ ہم خورشام	مکان پر اپنے آئے بہ آرام	سے وساغ کے باہم ہوئے تو	طبیعت نہ دکھائے اور ہی طر
و فور کیت سے ہنیں جب آئز	بڑی کیفیتیں باہم اٹھائیں	کہ اتنے میں بھی نوبت گرجی	نظر آئے گی صوت سحر کی
اٹھی وہ نازنین باوین کو			پڑھیں عیہ چند بتیں خوب کر
نکب تجھے جد اکرا تے جانی	رہے ہم پر گاہ ہر بانی	ہزاروں ہم سے جانیں گے پال	سلامت ہے اگر عیہ نوجوانی
مری گدزی ہو ہی پار نہ سنا	رو لائی مصیبت کی کمائی	دراہم بھی سینے ان کچھ ہو کیے	سنا کیا ہے غم میں کی ٹائی
بجباتے ہیں کنسیر اپنی گلی کو	ہنیں ہو چھرا شکون کی ڈائی	کہا مجھے خدا حافظ اور میرا	چلے ہم گہرا خان گنگا

غزل

سیر آخر کو کہیں نہ دیکھیں ہم	گلی مل کے روئے خوب باہم	اتھا اک مشور قلب تو نہ گھٹے	سپاں بھی تنگ کی جی نہیں ترستے
پڑی یاران نعل بن دہانی	ہوئی مصروف رسم بیوفانی	تو عیش شب بھی لیشیل نہ کام	ہو آتیسویں شب کا جب خام
سے یا قصص دل سے تراش	رات ۹		لب بانو ہوئی طلب سے روپوش
اتھا وہ جام گہرے ہاتھ لکھا	خارا اتور سے خم سے نکلا	ترستے میں سے صاف تانی	وفا سے عہد اجاب جان ساقی
محاط تو بہ آرزو ہے جی سے	سوال سے ہی گوہر کچی سے	خیال شوق میں تہ کا دیہے	بہراج آرزو راحت طلب ہے
کہ آغاز سخن پہ پہلک انجم	ہا شیشہ ملا لب لب جام	گدہ رہے مزاج قلب مضطر	نکاح میں ہو پڑتے ہیں مرغ
بڑے ارمان لیے ہوئے سفر	اتھا یار دہ جب رو کو سحر نے	بیان ہو اس طرح پہر اک کہانی	ادانہ لب الفاظ و معانی
کہ اس سے میں نے باقی ہاکم	غرض ان بہر پہر کی سیر عالم	کہ تاب دے کہیں بھید و رہجو	کما سلطان پہر چپے کی سو
شوق نے روشنی بخشی نظریں	گلابی رنگ پایا باہم و درین	تنگی جی التماس مدعا سے	چپے خط شاعری جا بجا سے
خدا ہونے کو ہر پروانہ آیا	فروع شمع نے چہرہ دکھایا	ہوا خوشیدہ پراحسان آرام	بڑی شہر سے لہرائی ہوئی شام
محل میں آگے بانو کو بلایا	مزاج شاہ بھی شوخی پر آیا	ہوا شہر کے عہد تو بہ و پوشا	دونوں میں آرمون کی خوشا
پٹ کر کثرت خود رنگی سے	محاط آیا نہ خاطر کو کسی سے	ہوا سامان بتیابی فراہم	یہ بوسے لب لگوں کہیں بہم
اتھا کچھ دم میں آخر بجا آم	ہوا جی ست سویا برسرا ہم	فراغت ہوش میں آخر کولانی	ہا گلشن و صلت اٹھائے
کہ چہرے سے دل بسکہ تھا خوش	وہ بولی التماس دسکا یہ یوں	قلندر کی جان گیا ہی سہاں	کیا ارشاد بانوسے کرا بجا
کہ از حد مضطر و بیتا بھالین	نہ بھلا جی تو اک جانب ڈھلین	کبھی گہر میں کبھی ہڑتا تھا باہر	اتھا بستر سے بیتا نہ کدر
دن کا ٹھہر مزاج قلب مضطر	نظر آیا مجھے پوچھا جو سپر	نصایت خوب بھوت نہ آنا	تضار اک چاہ مارہ بنیاد
ہنسین یوں و زبان اپنی لہر	عجب عالم سے میرا پرائین	بلی اذارسانی آرزو مند	کہ اتنے میں ہی ہوشو و ہند
بڑی ایک دین سے اتنی بین	کہا میں نے نین بولین پر اب	بتاؤ تو مرا اسکا کہ کیا	کہ پانی تے چکھا اس کنوی کا
زبان ہوئے کیا تعریف اسکی	بہرا اک جام اور مجھے کہا لی	یہ سنستے ہی کنواں نہ رسد بلا	وہ آئی اور کہا پانی سے پہلا
وہ بولی پوچھو لیکن بہت کم	کہا میں نے حید پالی پچھلین ہم	ہوئی از حد طبیعت میری سخی	مر سے میں شیر شیرنی میں تنہا
ہا بہر حال میں ہوں سکا دہ	سر سندوہ پٹی جس تار	بہت محفوظ اپنے گہر سے	غرض کہ جام بہر کو ہاتھ لگا
بہت کی دکان میں خرید گیا تین	سنائین میں عیشی تائین	کسی صورت سے آہی ایشاں	کہا باتیں کرو تاجی ہل جا
کہ اب تک ہوں میں کہیں خوش	اتھو لہ کوئی جام ہی ناب	ہمارے واسطے آرام جان ہوا	ہوئی راضی کہا کیا خوش ساں ہوا

غرض دو چار ساغریں گدڑی میرے بھی باقی رہی تھی دوبک کر اٹک نہ خوار ہو سبب اسکا تا ویر ایسا نہیں طاقت بیان کچھ بھی کرے اب اس میں گفتگو ایسا نہ کرنا میرجان سے خدا تیرا گھبران بہت راضی کرے گی سبزی کو اشک تھے یہ بانو کی زبان کو سناساتی نے جب بھی چاہا رہے تاحشر یوں ہی راتی پہل آنکھ ساتی دریا نہ واکر	تو دل میں لولے کچھ اور کہ لہرائی ہو اسے زلفا ہر گے لہلہ کے ہم وہ خوب ابھی مر جاؤنگا ہو کی پیشیا اسی م اور ہی ہوجاے عالم کہ ناحی ہو نگا جھکوسی مرنا نہ ہو میں گ قیامت تک چم نسایت چاہتی ہے کہ کیسکو کہ عرش ہوئی آخر ریا بر تو قانون پر سبوشیہ سب کہ ہم ہوں در برابر جام ساتی	ہو سے باہم انہیں بھیجیوں رخ و عارض پرانی درجیا کہا میں کہ کیوں ہی کیا ہی وہ بولی تم تو زمان چنڈ ہمارا ملک و مختار دسوار جدا لے سے ترے گوئیہ عالم اب آگے جو تیرے پس لدا سید لکڑہ ہوئی خست او دہر پکارے برنم وہ لو حرا اٹھے ہمارے محفل جا بجا کہا بانو نے بیرون شاہ آواز	پٹ کر سو رہے سرخو بون کہا میں انہیں تو وقت صبح آیا کہ تم رہی نہیں ہو دوسری آ بہت سے سید میں سین پوچھو کہے گی تھے جو جو میں پھرا مکراتت نہیں جلی سکون وہ ہم سب میں بھی ہی شوخ رہا میں دیکھتا رو سحر کو فراق شب پر شمع شمع کہا ہر ایک نے ہر شتا کہ اب عرس سن خاطر پہنار جسکا شیشون کو چیک کا جلد
رات ۹۱			
تسا تا قد بوس سیو ہو کہ دیکھ سے شادان ہوا طعام و آب سے جی اچھا زبان پر لاؤ ہر ارسانہ کہ جب چوسیں دن اور شب بار چلو جس سمت جی چاہا نہ تیرو کہ جب رکنا قدم میں خانہ کوئی تکلف ہو تو مجھے کہیے غرض وہ سب مجھے لائیں گان نئی پوشاک پر رز جاک لائیں کہا اون سیانہ خست ہوئے گان	خدا فیض ساغر آرزو ہو برآ سیر لی اک سمت کی راہ چہر کھٹ میں ہوا خرابیہ کچھ کہ وقت کا بہت کم ہے زمانہ ہوے آخر اسی صورت پہنچے مناسب ہے کہ گھر کا رستا نو سب آپو بھیجیں وہ عیار زمانہ خدا کیواسے یوں چپ پہنچے رہا کرتا تھا میں ائمہ بیان یہ خوشی آرام کی تکلیف نہ لکھائیں یہ دہر لڑن کی شب ہوگی ہم	زبان سے ہو بیان شرح مضامین دن آخر کر کے آیا سوئے خانہ رہی شب کم تو جاگا شاہ شتا وہ جواب وہ یوں کرتا ہے مکر تو میں غل گیا رہنے سے اڑ مجھ سوچا اور اٹھا نیا ب و نظر کہا کیا خوب مجھے ہم ارادہ کہا میں نے تمہارے میں لی جان طعام عمدہ میوے طرح کے کیا دن بہر سیر خدمت میں رہا وہ بھی میوے میں محبوب عیا	صحن اچھے ماپے سن میں ہوئی قربان شہ بانو خانہ کہا باپو اسے کتنا آفت پریشان دل قلندر مرد عیا کہا دل نے یہ جگر پہن کمان کیا تقدیر نے احسان بھیجے اجی مجھ جی میں آیا آپ کیا نہیں کچھ آپ ہی ل ہی پنا کہا اس خوب کچھ آگے کہیے نظر آئے گی جب شام پہنچا حسینون میں قریعت ماوا

غرض خیمہ گم گئیں سب ہزارم	برابر برائی میرے وہ گل اندام	کہا گبر اس کے تم کیوں مریجان	نہیں ہو کونسا اس باپ پرسان
نئے محبوب سے ہونے پر ہوش	سیا عیش سکین سار سہا	کہا میں نے بجا تھے کہا سب	جواب سے کہا ہلا کیا دیکھتے آہ
گدزتی جیسے پتہ وہ جانتا ہے	کوئی تہید دیکھ کہ بمانتا ہے	بھیہ لکھو میں اٹھا اور سکر اک صبا	سے آیا اور کھاپی ادول آرام
رہا عید دور با ہم نصف شب	کہا پر اسے بس تکلیف تک	اب آدھور میں کچھ غلط کچھ دم	کہ وقت میں تاخیر ہے کم
کہا میں کہ بہتر وہ بریر و	رہے تا عمر شب پہلو پہلو	ہوئی جب رات کم میری کہنی کچھ	کہ اس عادت کی کھڑک روڑ تھی کھ
ہوئی بیدار وہ بھی ماہ پیکر	کہا کہ اپنا حال قلب مضطر	کہ کس کس رنج راحت میں کچھ	بریں جی طرح کیونکر گذر کی
میں بولا وقت کم اور ہستان	سنو گی تاکجا اس مہربان طل	دم رخصت ہے کچھ دم میں تھارا	سنے گا کون فانا ہمارا
کہا ہاں ہم ہے پیار کیا کرنا ہم	میں فرصت جو فرصت لین کی	انین باتو میں پوچھی شب بانجام	ہوئی رخصت طلب مجھے خود کام
وہی مینا بیان پیر میں پیشتر	رہا دل تھی بس اندوہ سے پیشتر	یہ تھے الفاظ بانو کی بان بکھر	فنا تھا کمال اوج بیان کچھ
کہ شب رخصت ہوئی اوج میں نظر	بڑھ ہی منورہ حالی سو خاطر	اسے سامان ہی خاموش مانو	ادھر پاروں بندے اپنے زانو
رات ۹۲			
گئی گھر میں من جہاں اوجی	کہ اب رخصت ہوا وہ کیف باقی	کہا ہوں کوہ پہ گردش سوجام	کہلا چہرون سرنگ سوجی
بدل سا غم جگا اس غم کھانی	طبیعت ناز بردار ہو سکر	پلا ایسی کہ مضمون تر دہن ہو	زبان پر کاہستہ لگانام
غم تو بہ نہ پر دے حسن سے	نظر آنے لگا سامان جان کا	برٹھا سلطان پیرا دن بہر بہتو	تھاپڑ یز یون ابر سن ہم
کہ بعد از شب ہوئی جیسے پیرا	جو تھا مرغوب دل سامان چایا	ہوا خواہید ہاں جاگا بدستور	قرب شب ہوا دکھو سونہر
محل میں شاہ والا جاہ آیا	کہ جب پوچھی نظر حسن بھر	اٹھائیں تا ذرا ہلاؤن خاطر	کہا بانو سے ہاں آغیز تو
وہ بولی اب یہ کہتا قلندر	ہوا اک جاہ جاکر جھہ سامین	وہ جاو چھپ تھی ایسی ہلاک ہو	نظر میں آئیں کچھ سامان طہر
حرمان جانب صحران ہاں	کہ پیر وہ خیل مشوقان سرشن	مقابل آس یوں کی پرشن	کہ دیکھے سے سے دل شوق
طبیعت خوش ہوئی کچھ ستا چند	کبھی راحت کبھی شکل تنہا ہی	یہ سنکر کچھ بزمین جب گنہن کم	کہ کسے مزاج انیک اقبال
کہا میں نے کہ احسان کسی	یقینی فکر تھا پوشیدہ میرا	گئیں آخر کو وہ بھی کچھ تاک	تو پیکے پیکے گویا ستارہ نام
نہیں معلوم تھی تجویز دل کیا	سمجھ کر محکومہ تازہ گرفتار	میں ولی دیر تک ہر جذبہ چاہا	سے ادھر کے سامان تاک
رہی جب ایک طراز دل آزا	کہا سنت سے جا کر اپیل کیا	خدا را اس خوشی کا سبب کیا	جو سمجھایا تھا اور سن لٹا
ہوا آخر کو دل میں پریشان	ہوئی اس طرح وہ خاموشی	کہ تم ہے نہ ہم شے جزا	فرمیں پر سامان غنیمت کیا
سنے جب یہ کلام سنت آئیں			سخن ہو کہ طرح شایان تھا

سب سے بہترین طرح کی آواز سے سیدہ سنا پس اس کی آواز سے وگرہ جھوک بیل سخن ہے بڑی ہی کچھ دور اس ناز و آواز میں سمجھا سا حرا کچھ سنگر ہیان آدو میں شہر حذرا پوچھ کر ابیں جب وہیں پھوٹا گواہ کو نہ بچر رحم آیا کمان لوشا نے طبع پارٹین کسبیں انگنیں کسبیں نے کوئی بڑی شکل سے آہستہ بڑی غرض پہرین لاکو کی مشین کی ہجوم شوق سے تھا میں جھل پڑا شدوار پر جب ہاتھ میرا کھانے کے مر جائیں تو بہتر دزا، مہ لو کہ دم ٹھہرے جا بہتر کرے تہنیں ہوا کے کام بہر صورت بہت چاہا مگر آہ کہ اتنے بن گئی سخت کی سیان تک جب سخن ہو بچا بنجام ہوئی خاموش باوجود ہم پران ہوس چو خواست کار جام باقی جین کب تک سہا یا سہوید	نہیں عادت زیادہ گفتگو سے خدا حافظ رہے خالق نگہبان گزر گاہ سکوت اپنا دین ہے کہ جنبش قلب کی اپنی جا ہے جو دکھو بیکاری ہے برابر کہ اب عالم دگر کوں ہے ہمارا بڑی شکل سے منہ کا پڑھوٹا نہ سیر خاک پر سے لڑھکیا ہیں نے ہکو ڈالا کس باہین اداسے سکرانی اور گناہ کہ پانڈزاکت بھی قوتی وہ نئی انداز کی متین بھی کچھ نانا لے لیے بوسے مکر تو بولی کیا تجھے شامت نے گھیرا نہیں گے کہیں ہم سنگر نہیں گستاخیان ایسی گوارا ذات سے نہیں خالی بھینجام نہ نگلی رسم و سنت کی کوئی راہ نظر آنے کے پنج جدائی تو ادس شب کو ہوئی تلخ آرام	کسبیں نے کہ ہاں ہم ہے بجا پریشان دل ہوں بھر غلغلہ یہ سننے سے ہی جی پریم ہوا نراج آہ نے گری دکھائی بہت دوڑا پکارا آہیر و نانا جب تو میں ایسا ہوا تیر قدم پر گر کے رویا دوہرین کہ اس عرصے میں جٹا ہر موٹی شام یہ لکھ کر زلف مشکین پارٹی کہ میں نے کہ چلے ساتھ میر مکان پر جب آئی شامت ہی تو شرما کر ہوئی معصوم آرام ہوئی ہر چند وہ برہم گردان ہوس کچھ اور ہی نقش کر گئے سہنی اور بولی صبا ہوشیار کہ وہ باتن کہی کو جین آئے کسبیں نے کہ مر جائیں گی تانی رہی وہ قاسم پر کیزہ داس وہی سامان سابق پیش آیا صدادی طائران خوش سوانہ
رات ۹۳		
نہیں سنتا ہماری ہاساتی پڑے خاک اس طرح کی جستجو پر کمان تک اس شوق مینا کہ انگنیں تک ہی میں جٹا ہم		

سیان کا دشتون پر سوزاری	وہاں خاطرین نگ نگ می	سیان میں رگوشاق سحر	وہاں ہوتے نہیں شیشے کی
ابلی مید خاطر کو سلام یہ	نہ لیں گے تاقیاست کھام نہ	مگر تاشا غورا چامین ہے	کوئی ساقی ترشید نہیں
تجے سنے سے اہمت ہو گیا	کہ اب تک عام ہی تال رہا	اوی پرناز بجا کچھ حیا کر	نہوی درد ہے ہکو عطا کر
کہ عرض گفتگو میں طبع نہرا	زبان پر سبہ نال طرح ہے	کہ جب اوس نے انجام پایا	جسین صبح پر اک نور آیا
اٹھا سلطان پر سیر طرا	نظر آیا اوسے روح جان مٹا	کیا شکر خدا راضی ہوا دل	کہا ہر طرح کی آسان ہی شکل
وہ دن جب گئے گئے کوئی شام	قدم رنج کیا شہ نے لب بام	زربہ راحت اکھنوخ انشا یا	نہو یا تھا کہ وقت خاص آیا
جو تھے مد سنگار مغل شاہ	پکارے یوں کہ سلطان تکی گاہ	منا سنے شب ابی رہی کم	ہو ایدار خاقان مکرم
کہا خاتون سے ہان لی شاہ	بیان کرتے یوں وہ صبا جاہ	کہ ستائشوں دن جیکہ کیا	نظر آیا مجھے کچھ اور لیکھا
کہ ہنگام طلوع صبر روشن	خدا شکر ہے کوئی زریزین	اناری حین پر شا کا پی کیا	کہ دیکھوں کوئی تیا ہے عین
نیا یا کچھ نشان میں کسب کا	کہا میں نے نقطہ ہو کا تھا ہی کا	اوسی عالم میں بنی ہر چو شک	تو یوں راجع ہوئی طبع ہونگ
کہ بیٹے بیٹے گدا بہت دل	جلو باب و دیکھیں کہے شل	یہ جگر گرات دن یوں ہی بکا	کوئی ہو یہ کہوں آرام دے گا
یہ دلیں سوچ کر تھا قصہ کچھ	کہ اتنے میں نظر آئے وہی طر	کہ تیرہ ناز میں سب حور پکر	پیرائیں و فتا میرے برابر
بڑھیں اور میں سے وہ پیچھے ہیں	نہ اندر سے پیشین بود ب	کہا میں نے کہ مطلب لبت تسلیم	نہا سنے میں ممان کی تعظیم
یہ کہہ کر اکیلا وہیں سے پریر	کہ جسکی آنکھ تھی لبر زریا دو	وہ بولی یہ کہ چیلے تو پستے	مگر اس صط کو کپڑن میں سے
یاسینے ملا اوسکو جو کیا	عجب فرحت ہوئی لبت فزا	رہا حیران میں بولی وہ ہم	کہ کیے بچ نہ طرست ہاکم
کہا میں نے کہ ہان ابلی سبک	تہا را اپس ہی ہو کا ہی تک	ابھی کس کس طرح ہوا میں دل	نہا مان میں منزل منزل
اب آلو کچھ تھو دیکھائیں	خود چشم وہ اسباب میں	کہ برسوں جان رہتا جسکی	جدالی یک دم ہوشان جسکی
یہ سنکر دل ہوا پیشین سل	کہا میں نے کہ تھے خوب گہرا	غرض ہوا اوسکے ہوا میں	تاشے دیکھتا تھا بجا میں
کہیں تھے طارن ہونگ	کہیں تھے نغمہ زن طارن سے	کسی جانچھے دیوار و درے	کہیں کہا ہوا عید آب و شر
نہ کہنا یاں قدم آدرست	مگر جسم سے کوئی خنڈار	نہایت دور جب پونجی وہ حیا	تو بولی اکیلا وہ نہیں کہ شیا
کہا اوس نے دوسرے دھڑل	کہیں ایسا نہ ہو ہو کا ہیں ہو	پڑی کچھ لفظ ہوئی سو شجا	وہ بولے آئے ہم سب میں طار
پیرا کے بعد کچھ برخان خنک	ہوئے حاضر ہم کرتے ہو چنک	پڑے اور نیز ہی کچھ لفظ ہو	نہو طار اور اب ادھیچا باہم
یہ آیا اکیلا بر سر ننگاہ	وہ مشوقہ جہنی ہوئی کہ ناہ	ہیں یہ دگی باقی میں نہ	جسے کرنی لتیں آتی نہیں

<p> در این در کبریا فی الجان و ز او کیو تو سامان فراہم جوشل زلف خاطر پریش بشکل آئینہ شفاف دہ تا درون من گہ سہ زبانا میں سمجھا یہ کوئی ناگہ کالی یہیں سے اسے کچی کو دکھایا صدا آئی اسے لائیں کیا ہوسے جانی ز تجھے ہم قہر کیا جو ہو منظور دیکھو آستین در و دیوار کرب نقش حبیبی سنابین گتھیل کہ دستا کو رہا میں تاسحر پیر شانہ آباد مودن بولی اٹھا اللہ اکبر گئی آخر پریر و سر گھر سے اب اس کے کل کیگی عید خواہ اوٹے ساغر ہو شیشہ پیا فتنہ ساز زبان دگوشن آئین تو قصد گشت عالم دل میں آیا محل میں آ کے سویا فرش لہو سنا تا اس طرح ہے قصہ دو کہ دم بہر جہوت راستہ کچی کبھی کھٹا تھا اپنی جان کی </p>	<p> یہ سستہ ہو ہوا وہ ابر نہان نگہبر اوٹھتا سنا تھہ میں ہم پیر سین جوت کی کیا یا تکیا نظرائی تو اکی کبند کو دیکھا کہ او کو دور سامان گمانا ہراس کے بعد اک کچی نکالی سو ہند و ق لب ز بند پایا زبان عاجز اب اوٹھ گیا کہ کوئی کھ رہا ہا ہا ہا ہا بڑا تگے جو میں لوہن ہیں ہزاروں طور کے سامان طلسمی وہ بولین مجھے ابھی مکان کو وہ آئی سیر گھر تک خود مشاد ہوئی وقت حشر سیر دیر با اٹھکون کا چشم تر سے کما خاتون سلطان فری شاہ </p>	<p> انہیں ہی سیر کرنے کو میں کا وہ بولین اس قدر خیران ہو گیا طلسمی میں بیان کھل اور جا کہ بولی دوسری لادہ بچہ سے کیا آستین پیرا ہم عید طار بڑے تازہ مصیبت اور سر پہ بشکل مارا کچھ سا پیدا نظر آئے عجب موت کے دیر پیرا کے بعد یوں کہ شو پایا نے سامان کشف اگر ہو نظر کی حیرت دیکھنا لگے نظر آئے لکھا جدم اندھیرا رہی پیر بعد اس کے ایک ہم نکالے رفیعہ فرہ چو کشادہ قوا بولین دے اپنے دگو پایا وہاں اس نے چہرہ چھایا </p>	<p> ہر ہی ہم سین بہ حکم آئے عین قضا سے غن لیکن میں کہ کیا کیا اس میں پچھ میا عید کھر پیر پھی کچھ دیر باکی قریب اور کے جب میں دیکھا کہیں ایسا نہو آئے یہ باہر یک شل زبان اس سے ہو یا ہنسنا وہ در کھلا شل بیا او نہوں نے کھ تباہا اور شایا کہا مجھے کہ بڑے سیر دیکھو عرض جب آستین کو کھ کھینچو سر شب مک راحو تماشا عید کھر دور تک آئین ہا ہم ہر کے قصہ جقد خاطر میں لانا زمان غصت جاناں چو آیا بیان اس سے انجام پایا ہر کھت برابری ہم دے دقتا ہوش سے خاطر بیکار لیکن لطف غن اب سے برابر بسا اوقات کی دن بہ خوشی رہی جب رات کہ جاگوا پہلے کہ اٹھا میٹھراں جب روز دیکھا کبھی دقتا تھا اپنے حال پرین </p>
رات ۹			
<p> کہیں سے جوڑی کجوش آئین کہ جب شہ نے فروغ صبح پایا کہ مل کر دیکھے بانو کو دم بہر کسا اوٹے وہی اوی پیر تو بڑھین بتایاں اسد صبر کی کہیں کھٹا تھا یا رب محضی دو </p>	<p> اوی شہی کلا ہے ساتی جی طلبگا کہانی آئی یوں عرش سارن پر قریب شام بہر آما عید ہی یز ہوا ارشاد خاتون سے جی مان ہوا پیرا وہی کچھ حال پیرا کہیں نہ تاجا کچھ اٹھال پرین </p>	<p> ہر کھت برابری ہم دے دقتا ہوش سے خاطر بیکار لیکن لطف غن اب سے برابر بسا اوقات کی دن بہ خوشی رہی جب رات کہ جاگوا پہلے کہ اٹھا میٹھراں جب روز دیکھا کبھی دقتا تھا اپنے حال پرین </p>	<p> ہر کھت برابری ہم دے دقتا ہوش سے خاطر بیکار لیکن لطف غن اب سے برابر بسا اوقات کی دن بہ خوشی رہی جب رات کہ جاگوا پہلے کہ اٹھا میٹھراں جب روز دیکھا کبھی دقتا تھا اپنے حال پرین </p>

کبھی تھے بر زبان میری چہ نہ	تبا سے حسرت دل کیا کرین ہم	نہ غافل ہو غریب زندگی سے	ایسی مومن کی سبی خاطر کر
فلک نامہ بران تقدیر پر ہم	وہی ہم اور وہی پیا نہ غم	اہل سر پر نظر صورت مرست	یہ سامان جان و مال کی کج
نہ فرصت ہوگی احسان فلک	کوئی دم دیکھ سادیا عالم	نصیب دشمنان میں کج آرم	ہجوم شوق بس نصیب سے کم
کہان تو اور کھان پر بھیہ	بہت سو سے ذرا چو کوئی ام	نہ پہلا پہلے ہی چیل ناز	لے گا خوب اسباب فراہم
تسلیم آخر یہ ہوئی کائنات	جگر مومن زخم نشیں تمیر	کہ اتنے میں اک آہو رسیدہ	تو پہنچا اک طرف شل گندہ
نظر شدہ احسان قدر	ہلا کی طرح پیچھے پیچھے میا	اوسے عالم میں گویا ہر قدم پر	مرے دل کی طرح رحمت رسیدہ
غریب بخت سے مخدوم ناشائ	کہ جسکے بسے ایسی دشمنی کی	نہ کیا یا تھا کوئی سبزو زین کا	کہ سیر خرچ ہوگی عین تر
فلک سے استدر رات کہانی	ہوا آہو خدا سے لطف قدر	قریب آیا جو میا و سنگار	عوض میں جسکے ہے یہ حال
یہ کہتا تھا کہ پوچھا سر پر	نہ سمجھا تھا یہ قدرت کا اشار	کہ اسکی جان جائیں جوین دم	تو دیکھا مردہ آہو دل نگار
کہا انوسن نافع چن مارا	منین معلوم کیا اسکا انجام	خون دیکھا مجھے جیل منی کا	رکے جھکوا میرے ذق منوم
ندامت ہے ہوا کیا مجھے کیام	ویا جوین ہوئے جھکوا آزار	رہا منت یہ تو راضی نہ ہو کر	تو زور کر اپنے دل کے کچھ کچھ
کہا میں کہ سن اور مہینار	یہا نے بڑھتا اور کئی ل	شکر ہے تجھے کیوں تم آیا	ہوا آخر کو اس سرست پا بوا
ابا یہ گریہ ہما سے میل	کہا میں نے کہ دم اسے سنگر	بتا مرد کو اسے کیا کر گنا	پہلا اور دغا کیا اس میں پایا
یہ سنکر بھلا آہو کو سپر	اوسے سے آج ہو گا رزق پر	اسی کرار میں ہندو سنگار	مگر اسکو بھی کوئی بول لگا
کہا اسنے کہ لوگ کھانوسکا	طبیعت ہے مکر یا کہ راضی	کہا میں نے کہ احسان سے آہ	ستمگار و خضا کا رد آزار
مقابل آئین اور بولین کوئی	بھلا ہر خبر و لیکن سنگار	جسین میں بل شکن کیسے ہم	اتھار لطف ہنسی انہما ہے
پہر دو نہیں سے بڑی کوفت	بلا آئی ہوئی جسکو نظر	اکاوٹ سے لب دل جو فدا	نظر صرف جلا دی کاکام
غضب نیز حقون اشار	دہن کھنکر کو نکھن کر کچھ	دل یا بہرستقبال لب پر	کھا آرزو ہر وقت برابر
برابر آکے بھر گین کھان	تیا یا رہتا جویش جنون	جگر بکا ہر می عین تش شوق	تیکے تسلیم پا کو گردن سر
مبارکباد دی بخت نبون	کہا میں نے تراج بچہ سن	کہا میں نے کہ کوئی آرزو ہے	طبیعت میں برائی کرتا نہ
دہلایا نہ کو انک چشم پر	دکھا و لطف و سیر جاکو	سے آیا جب دے ہر گز	کہا میں نے ہنار جی سچ ہے
سینیں بولیں ہو و دت کر	ننانے بکا رہے ہر کے طر	پسے جوش ہوس میں سا جین	حسہ پہو میں ہنسی ماہر
ہر سے جام شراب کیک دور			مہولی ہوت غافل و مست

طبیعت جانب خمیازه آئی	نظر سے اور ہی صحت کمالی	کمال میں کہ لکھو سکر کر	ہوئی مصروف راحت و سکون
قرب نصف شب پہنچ کر	ہوئی اسکو مطلب کی ہر گز	کہ اتنے میں ہی صحت طلب	نہرے پانی کوئی پیرے آب
صدادی جبکہ نوبت نہر کی	اشی وہ نازنین کی آہ لگی	کمال میں تھکے روی جان	نیند اندوس نکو پاس
ذرا شہر کہ اپنا کچھ کھن سال	خدا اور تمکو عروا قبل	غویں کہو نیز ارجان	کئی شب کوئی ہی نکلا نہ ارمان
ب شیریں بوسن کی ہر گز	سہنی وہ دلربا بولی کہ بس	بید غربت اور پر بند کڑا	مری تسلیم ہی مقبول کرنا
لب با نوپہ بید غرض نہ تھی	کہ وہ شب جو کز یاب غریب تھی	ہوئی صحت حسنہ منہ کمالی	اور اسی کا زمانہ پاس آیا
بڑا ساقی بھل میں طبع لیکر	سو پر از آئی قلب منظر	نگاہیں پر گزین بہانہ ہر گز	گمش ماند شب فراش فرقت
ہوئی چپ عرس باز سے طاعت	اسنے یاران محل سب پریشان	رہا انسوس شتا توں کچھ نہ	کہ فرق آیا ہاری نئی گلی
سینن خاطر ابھی سرور ساقی			
مزاج سیرامی جو حق پر ہے	ہوس کا بار احسان و شوق	نکاحہ آرزو ہے حسرت آمیز	اگر کچھ ہو تو کچھ اور ساقی
کہ جب نذر سر سلطان ہو گیا	کیا اسطور اپنے ہی من لیکھا	کہ دید خلق ہو بعد از عبادت	طبیعت اسطی ہے چاشنی
کسا حاضر ہوا سب تیز رفتار	جب آیا شاہ عالی ہو اسوار	پیر اطراف عالم میں چپا	رہے سیر زمانہ محبت عبادت
قرب انجام کے جب نہ کو پلا	خدا بود اگر محفل میں آیا	نظر آئی سماں سب بستہ	نظر میں آئی ہر شیئی نہ کہ کسا
لیا بالو کوسا عتہ آیا بام	تو جہشیم نے کی سو آرام	یکایک بعد بیداری کمال	ہوئی راضی نہایت طبع مسر
وہ بولی صبرہ عرس قلندر	شہ والا ہم ہے اسطرح یہ	کہ اٹھائیں ان گزہ طبع سے	اٹھو بانوسنا و حال صمان
طبیعت کو ہوئی دیوانگی سی	بڑی ہر چیز سے بیگانگی سی	قرار و معبر نیالی پر آئی	کہ میں اوس قید سے مطلق نکلا
ارادہ تہا کر بیان کیجے چاک	پرے اس شرم و انگیر غیاک	عرس چا مانہ کیے کچھ کسی	ہزاروں ناز و حشمت کی کسا
کرد و چار دن بایں و شہر	نال چاہیے دیکھو تو کیا ہو	اب آج انیسویں آئے گی دلدا	وہی بہتر اجازت جو ہوگی
بید با نین اپنے دل سے کر تہا	فریب بت سے کچھ ڈر تہا	کہ سپر آئین وہ باقی چند لاک	وہ دیکھیں رحم دل ہے ہنگام
بڑی پہر لیک و نین سے دل ناز	ہشین ہتین اور جتنی تیز فطرت	مرے جہاد وہ کفاسم آئی	گھر ہر ایک کچھ افسردہ غمناک
سیر کی رات ہر پیش و طرح	اسے طار یا پامین نے نسب	کہا آخر دم صحت کرا سے یا	قرب منزل آرام آئی
وہ بولی کچھ سبب کا جو ہو	بتاؤں کیا کہ تم آرزو دل ہو	بید نصیب ہے بڑا کیسے کمال	بید نین افسردہ کوں نکلا
بید نہر میں ہوا افسردہ منظر	رکے وہ ہی طبیعت میں نظر	ہو ادو دیکھو باہم جگہ مسوس	نین فرصت جو ہم لائیں
			ہو یوں آیا سخن تال پال

<p>کہ اچھا ہم بھلائے ہیں کنا فقط اس بات کا ہم سب کو پہنچا مگر بایا ہمیشہ نکو برہم خیال ہے کہ کوئی ہے ہنسنا میں اور کہا نا امری نہا نہ گاتا تو گائیہ تین مگر میں کیا کون کنا کر مسیبت استدرتے اور سمجھتے ہو کہ یہ ہے سحر کوئی فاسق کوئی مغبول زیادہ اس میں کہ کرنے سے اشو لاؤ کوئی جام باب اتار طاق سے شیشیا تو اوکو ہاتھ سے اٹھا جلی منروہ خاطر جو گھر سہان اس نے کرنے انجام پایا جدا ساغر ہوے سو سو برس کہا بانو نے بس اب کھجور اتھا سلطان برا طاعت حق تروہ کیوں ہے اسے ساتی ہے ختم و ساعر کوئی دست و بل میں پکار و نئی افروز مکان جو کہ سلطان مسیح کو بعد از عباد</p>	<p>قلق منظر ہے خاطر سہنا کہ تم جیب سے اس گزین نہ دیکھا ایک موت پر کسی اسی سے رنگ ہر سحر کا حق ہو منظور خاطر کب بطحس سمجھتا ہوں ہر اک موت کی گناہ جوانے اوکو گئی ماہ سیا گرا منوں و جہاں تک آئی پہر او میں پوچھا بڑے کیا نہیں شایان کہ مستعار پڑا وہ دیکھو جانڈ آ پوچھا مقابل کہ ہو مسرور خاطر خوش بہر امانوں سے اپنے ایک ساغر اوسے میں مزے آرزو پایا نہ کیا میرے جانب پہنچو وہاں پیغام رخصت شب آتا مزے گئے گئے گئے گئے خدا و محمد و آل شاہ عالم</p>	<p>سبب سر کی کا کچھ نہیں اور ہزاروں خاطر میں طے پر کین طبیعت خراگرفت ہے سبکی کہ ناحق کیوں ہوئی اسی مٹی سبب کچھ اور تھا اوکو چھپایا نہ احمق ہوں نہ ہوں سہل سنا جب یہ کہتا کہ ہو بدتر برشے ذی فہم ہو اور برتر کوئی خوش ہے کوئی آرزو سمجھتا کہ یہ ہلکا از کوئی گہری پہرے زیادہ نہیں پہنیں دو چار ساغر طبع شام لایا منہ سے میرا اوس سے کہ رہو کے توڑے چند ساغر بست میں نے کہا شہر و دو نیم مسیح ٹھنڈے کیل اسی ساغر سے ہر شے کی سمجھتے ہی اٹھیں شمعیں برابر</p>	<p>طبیعت کا ہے کپڑے کی طرح زیادہ جو میں نے لایا محبت ہے ہون میں ایک کی کہ جس روز اک حال ہے اس زبان تک خوف مالک سے کہ جو تم جھگو بھا دو کون میرجاں جان ہو سچے دشمن کسی موت نہیں ہے خبر کوئی کلین کوئی ہے دل گئی چھپے کا ہیکو ایمان از کوئی مزا کیا دگی اتنی دیر میں عذاب فکر سے خاطر ہو آرزو نہ رعبت کی جو کچھ وقت ہے کہ اتنے میں سحر آئی برابر نہانا اور ہوئی نظر کچھ پنا ہوے بے لطف سبب مان مغل سیمہا ہر طرف سے نہ وہاں نہا آنے لگی اسدا کبر کہ نہا وقت اس طاعت حق زیادہ دیر کرنے سے غم کیا کہ جب کو دیکھنے والا کھن اد اہو اس طرح نفیس بیان جسے کہتے ہیں شام شام آرزو</p>
<p>رات ۹۶</p>			
<p>مگر وعدہ کیا ہے کچھ کسی خرامان جا پوچھ اپنے محل میں سخن تانا زبرد زبانی ہمیشہ جھٹلے تھی دیکھی عباد</p>	<p>ضرورت ہو تو بسم اسدا گھر کراک ساغر لریز گلگون مناہین قصص کلین زبان پہر اہن ہر قریب آخر روز</p>		

عرف دولت ملکہ خوشدل آیا	خزاویدار باؤ کا اٹھا یا	کلیے سب کام راحت نہ آجیو	ذرا سوایا تو پھر جاگا بدستور
ہوا اچھا سہا تو سے سنا	کہ تاگوں میں سے پھر کیفیت سنا	وہ بولی لطف لفظ و سفا	بیان سے یوں قلند کی انانی
کہ جب صفہ میں سن لکھایا	طبیعت میں سحر یہ صفہ آیا	کہ آج اوس سمت جیسے ہرگز	جہاں کچھ صفہ سے ملے گنگیز
مناجیح آرزو ہو خود بخود شاد	نظر آئین حدود ملک آباد	اٹھایا سو چکر تھا گرم رقا	کہ دیکھی میں نے اک قوم گنگار
نکاح میں مضطرب لب خود زاد	تردہ آتش نالہ دل ملج لٹاؤ	مقاطر ریزا بر چشم لگوان	ہر اک آنسو نیک فطرۂ خفا
ربان ساکت بو نہیں جوش شوق	بغا ہر تپ کر دل رغب و ف	کیسے پاؤں میں زنجیر آہن	کیسے اشک تر قبان کن
کیسے سر پر احسان نہ ہست	کوئی مہنون سامان نہ ہست	کیسے پر پاسبان کے قزویم	کوئی شل ملج مایہ بریم
قریباً دسے جو میں بوجھا تو چچا	کہ مردان خدا یہ حال ہے کیا	کمان سے ہوا نے ہو کمان سے	کہ ہر روقی خزا ہو گی نیچا
خطا کی کہ کہ جس کا ہے طے ہوا	عمل میں ہے ایسے کیا بد حال	بنولا کوئی کچھ دامن سے جزا	اشک سے کہا ہے خون ہوا
غریب میں پیمان کے پاس آیا	پے تسلیم گردن کو جسکا	سنایا دست لبتہ اسطرح پر	کمان سے آئے ہن یہ جھنڈا
یہاں سے کس طرف لیجایا گیا	زبان سے حال کچھ فرمایا	کہ انکا جرم کیا ہے کیا خطا	یہی انکی سزا دینے کی جا
وہ بولا لکھوان با تو نے کیا کم	نہیں کہتا ہے یہ آغاز اجم	نہ تک یہود وہ اپنے جوش میں	خزاوار اب نہ ایسے جوش میں
وگر نہ ہو گا نیز ہی میں حال	خبر سے پہلے اپنی او بد حال	کہ کیا کیا کچھ نہیں آیا عمل میں	موسے پاس بہت دست نہیں
یہی مکرارتی اون سب نے ہم	کہ استے میں ہی ہر چند ہم	مقابل آئین اور کچھ نہ پہنچا	نہ وہ مجرم نہ وہ سامان کیا
نگاہوں سے ہو پرتشید ہو	انہوں نے اسطرح کی گفتگو	کہ کوں جی تلو بہایا ایسا	کہ صفہ میں تنگ گئی اپنی
گر تے نہانی ایک جی بات	نہیں اچھی نہیں اچھی یہ کہتا	کہا اکثر نہ گھر سے باہر آؤ	خطا ایسا نہ کوئی اٹاؤ
کہا میں نے کہ ان مجبور ہوں	ناسخ جی تو صاحب کیا کرؤں	یہ سنکر ہر بڑی کھوچا	کہا مجھے نہواتے بھی ہیناک
کہ وہ عذر خطا بہتر ہی ہے	میان کا قاعدہ اکثر یہی ہے	کہ جو آیا کمانا اوسے بکرا	کہ بے شک ہر طرح میں خطا
یہ سہما کر وہ حور پاکہ اس	مرے ہمراہ آئی تا بسکون	پہری دن بہرہ بر خاطرین	کہ اس ع سے میں شب نہ کھایا
ہوئے سامان عیش افزا رخت	سمجھ کر بار بار کی رعیت	بہرے ساغونے لگوان و جا	پلا سے اور کہا قربان دلدا
اسی صوت سے وہ بھی مٹی آئی	بہت تالغف شب راحت آئی	پہرے کے بعد سوئے اک بہریم	ہجوم شوق میں جہان سے باہم
کلی جہ شیدہ آنکھ لڑکی کیا	تو بولی جانم تازہ لا کوئی بار	بے وساخو رہیں تا صبح حاضر	ہوئی از حد جو وہ محفوظ طر
تو مجھے یوں کہا آنت جان	نہ ہر روز خاطر کو پریشان	نقطہ دس دن میں اس ساکن	نیا ہی ہوگا پھر تو دور ساقی

کمان بزم اور کمان تمام اور میدان	محبوبت ہوگی پرست گریبان	غنیّت ہے یہ نعمت چند دم کی	کمان ہفت میسر ہوگی ایسی
انہیں باتوں میں وقت نہ خست آئے	اوی مسطر بحال خویش پایا	کسا جاتین کو خالق کو سونپا	گرا ایمان رکنا دیمان میرا
دعا کرنا کہ پریمی ہو ملاقات	میسر آئے پہر اسطرح کی ات	کہ ہم تم ایک جابون عوارم	سے شرمندہ فکر بخت نام
گئی یہ کسے گھر اپنے وہ لڑکا	رہا میں مصطوفیہ نایاب	سیان تک جب سخن آ زبان پر	نوا دس شب کا ہوا کچھ حال تیر
بہینہ شیخ کی شعلوں میں آئی	نظیریں ہو گئی شکل جدائی	پریشان دل ہوے یاران نظر	اشانا چارہرہ ہمان مغل
کیا نصف فلک شب کو نہ بٹا	سے ہر طرح کو تکلیف بیداد	ہوے سلطان کو سخت بزم آ	کسا بانہ نے خالق کے عوا
دکھایا صبح نے حسن جبین کو	رات ۹۷		کیا تابندہ دنا ز زمین کو
نہ پہلی خاطر بیتاب تھی	پلا جام سے نایاب ساتی	طبیعت آرزو مند سخن ہے	اوی تھے کی شانیں تہن
کہ جسکا ذکر باقی ہے زبان پر	توجہ یوں عرض ہستان کی	کہ پروہ شاہ بعد ارجح و شہرہ	ہوا رونق فراہ کھیر
سے پیش نظر دیدار عالم	ہوا ہر طرح حب محظوظ و حرم	نظر سوے فلک کی شام ٹائی	طبیعت میں ہوں اسطرح آئی
کہ چلیے سو با نوبہ آرام	بڑا گھر کی طرف شاخچہ نکام	جب آیا سو با جاگا تو کیا بار	کسا بانوسے میں قربان لدا
سناؤن پر عرض تہند	سنہی ہا اور کسا وہ مروضہ	نہایت سے یوں سخن چکا ایشام	کہ جب گھر کو گئی وہ غربت
ہوا اکتیسواں دن تہر چکا	وہی نقش جا پہر رخ و غم کا	طبیعت رخ تنہائی سے برسم	زود سے نہیں فرصت کہیدم
ارادہ یہ کہ چلیے پر کسی جا	مگر کچھ خوف بھی اوس کنگو کا	غرم دل نے نما جو کچھ چھپا	کمان تک یاں کن ہوسٹا
بڑا مین اک طرف کو مسطر	گھر ریزی پہ چون دیدہ تر	پریشان موت کیسوئی زبان	محبوبت ستم دہ گریبان
نہ پونچھا تھا کچھ ایسا دور گھر	کہ گزری کہ حسین میری نظر	کہ زیر غل مٹی ہے وہ خوشتر	چپائے میں رخ شفاست
مگر لب پر فغان کہ نہیں گزری	زبان کچھ سخن میں شکوہ آمیز	قرباں کے میں آیا اور چہا	کہ اسے رنگ پر ہی چھپا
تجے اس رنج سے کیا واسطہ	مگر دلو کسی سے سلسلہ ہے	یہ سننے ہی شائے اوس کی	نظر آیا ار سے جسم مراد
وہ بہاگی اور بنی الکافی تیز	مجھے گمراہ بچشم چشم آمیز	ڈرائیں اور بیتا او سجا یکبار	چپا اک سمت کو شل گنگا
تمام اعضا میں غرض تھی ہن	قرباں و سجا دیکھا اک چنک	دین اک حوض اور فواد پایا	کسی نے خوب دیکھو کو نہایا
کہا دہشتا تا مزاؤں سے نظر کو	کچھ جاتا تھا دل زخود و دور کو	گیا میں پسلاؤنگے اور چنک	ہو ثابت کہ آپونچا دین
وہی شہر انیا اور گریبان دیکھا	وہی سامان ہی منزل چلی	عزیز اقربا احباب موجود	کی میں تہا ہر شکر مہود
نقو یہ طلسم اور آئینہ جا	نہیں معلوم ہوا کہ میں کی	ابھی نوارہ دھوئے دھن تہا	ابھی یہ ہو گیا اک شہر میرا

کمان میں اور کمان گہرے پڑے
 ارادہ پتا کہ اپنے گہر آ رہا
 گہری ہر طرف سے بھیجیے
 کہ اتنے میں کسی بیون مہدی
 رہی ہیں خشم زار اونٹ پتار
 یہ لکڑی لچیلین محکومہ ہا ہم
 نہایت دیر میں ملی وہاں
 خدا حافظ بسبب جاؤنگا
 یہ لکڑی گھٹین گہرے پیکار
 شرب سے ہوا دور نہاب
 تو بولی وہ پری سو پیکار
 اسی وہ نازنین جیشم پر
 نگاہ مایوس سے کتا تھا خرا
 اگر کچھ ہی محبت ہو تو جانے
 مناسب کہ کر لین کہد مایوس
 زبان پر آئی جیانی کی پٹہ
 سہم مسرورہ دل پہل پہل
 بڑا ساقی اٹھا کر جام خالی
 پلاساقی شراب نشین نگ
 دہان خم کوچ کر جیہ جام
 ہوا سے شوق جھونکے دہر
 زبان مصروف ہو عرض چڑھ
 کہنگام سحر شاہ ملک جہا

مناسب کہ پیر ویاں پہلو
 کہیں دم لون زار آرام پون
 قدم اٹھا ہوا او سوخت شولہ
 غم کیا اب جو کچھ حالت ہوئی
 کہ بولی ایک وین کہ پیکار
 گر تیری ہتھین کچھ ہر محض ہر
 ہوئی نزدیک پر اپنے مکان
 کرو آباد اپنے استان کو
 رہی باقی فقط پیر ایک لدار
 حسیاب سے عشرت کے سبب
 گلے سے جلد بجاؤ ہمارے
 ادھر میں جاگ کر قلب بیتا
 او دہر وہ نالہ بریل شل ہمار
 انکم کرنا خیال ہوسر مانی
 کہ تا او سکا دل ناشاد شو
 تو اس محفل سے پوشیدہ ہوتی
 اٹھے ہر حذیب لیکن بیکار

رات ۹۸

کہ بدین خاطر قیاب کا ڈھنگ
 کہ راستے ہو مزاج شوق نام
 رہے باقی یہ تکلیف مقدر
 مضامین شوق بن جائیں وہاں
 بے کتا تھا عالم غیرت ماہ

سرینا جبکا پھر سو ساغر
 امیدیں و کویلا کون آج
 شکایت کا زمانہ ہوں جلا
 بیان چمکین الفاظ و معانی
 خدا نے حسن و ایسا دیا تھا

قدم اپنا نہایت جلد نہایا
 اوسے دیکھا تو رنگت میری ملی
 کرم کا وقت ہے اسوقت کچھ
 تو دیکھا میں برابر ہر وہ لدا
 ادھر آو ہمارے ساتھ بٹھ
 برابر ہونے مٹی تین سب برابر
 کہ لوٹ گھر تھا را پس آیا
 پیرا کے بعد ہو گے راحت پون
 مکان پر پیرا بعد عث جہا
 جب آدھی سے زیادہ آگئی رات
 پیرا کے بعد بچ بچر بابا
 فراق مایہ کا پیش نظر غم
 مرجان سے تم غافل ہو پنا
 رہا تھا ایک شب اسکا اٹھا
 رہا میں صحت سیما بظن
 بیان بانو ہوئی چپے ان فتنہ
 و فور اشک سے حنا و ہون
 مسی یاروں کے چہرے کمالی
 کہ و اماں تنا کچھ تو ہو تر
 اراد آرزو کو نذر دین آج
 مراد میں لطف اسٹش اٹھا
 دیکھا لطف اپنا بولن کہانی
 کہ ہر خیل حسین امیر نہ تھا

جہان کو خرم و دشا دیا یا	اٹھا بستر سے سو قصر آیا	قدم سے تار بہر تھوڑا مایاب	جبین حارث بخش جہان آ
کبھی شہر و رعایا کی خبر لی	کبھی گلشن کی خاطر نہ ہوئی	ہوا اسیر اطراف صفا	شگایا سپ خوش رفتار اپنا
سیاح کے ہی شان کو کب	کہ اس عرس میں سلطان کو	رہا شہید عالم کا نظار	عرض جون توں ہزاروں گلا
سے آئی سوے ناز کثرت تو	مزاج شاہ میں پیدا ہوا شوق	نظر آنے لگی کیفیت شام	قدم فرما ہوا کچھ ہر آرام
طبیعت جانب انش آئی	طعام آب سے فرمت چو پائی	توجہ کی بسوس عیش منزل	بخ بانو کو دیکھا خوش ہوا دل
ہر اک بیدار جا بستر لیٹا	عرض جب رات نے دہن لپٹا	شریک ہو گیا بانو کے گلہ فام	قرب نصف شب سویلا آرام
کہ شب نے طول دین کو کھٹایا	دم بیداری حضرت اب آیا	کہ اسے سلطان عالی جاہ شہر	پکار سے حاضرین محفل شاہ
وہ بولی اس خدیوہ کو کستر	بیان کر اب نیا حال قلندر	کہا بانو سے جاگ اوجیز شاہ	یہ سستے ہی اٹھا شاہ فلک شاہ
سختے نور کا نقشہ بجایا	کہ جب تکیوں میں ن پیش آیا	کہ اندر بخش لطف مدعا ہے	وہ یوں عرض بھی کچھ ہے
یاد یوں کام لفظ التجا سے	فراغت میں فی کی ذکر خدا ہے	ہوے قصر و مکان ہر مینو	فروغ مہر چمکا بام و در پر
بتا میرے لیے کچھ تو ہی جیلا	بہر تیرے نہیں کہتا سیلا	بتا دہر طرح سے کام میرا	کہ یار یہ تجھ رکھتا ہوں فرسا
قدم اپنا ہر اک جب اٹھایا	یہی کہتا میں گھر سے باہر آیا	رستہ باقی نہ کوئی ہر شکل	کہتا پھلخصی اس سے حاصل
بے تلم مریں ہے جھکا یا	سو مشرق سے سرست آیا	کہنا گاہ ایک مرد بس کرم	بڑا ہاتا ہتا بہر دید عالم
حرف دنیا کے کیا کیا کچھ بکھا	کو کس سمت سے تشریف لا	سید صاحب آبا و اہم کو	کہا خاق رستہ کے دشا و تگو
مرنے کیا زندگی کے خاک شاہ	یہیہ ایٹھن اٹھا کر این تک	کہا درویش نے اسد اکبر	کہا سب حال جو گذر اٹھا خبر
فلک کا اکیسوت پرندوں	پہر اسکے بعد ہو گا برج اک او	کئی دن اور یہی برج وقت ہے	نگہبر او زمان راحت ہے
کہا درویش نے حکم مقدم	یہیہ سنکر میں جوابیتا مضطر	اذیت اور ہی تقدیری گی	مگر اس قید سے رستہ لگی
کو جی سس کے کالے کھنڈ	مقابل سیر آئین اور کیا یوں	کہ اس عرس میں پہر ہنڈ	ہوا حصت یہی کہکر مرد کابل
خدا کرتا ہے آسان ہر شکل	جو ہو گا دیکھ لینا خوش کنول	ابھی سے فکر سامان کیا	تہمین درویش کے باتوں کا علم کیا
وہاں سے جھکے آئی مکان	تشنہ زار سخن لی زبان پر	رستہ باقی وہی پہر ایک لدا	یہیہ سمجھا کر چھپیں مہر خدار
کہوں کیا جو ہو اہم و ست	ہوا پہر بادہ گلگون کا اک دو	طبیعت سو الفت کچھ لائی	نہایت لطف سے وہ چشم
تواو سے یوں کی جھٹ	کہا میں جب اپنا حال سارا	خراوی عقی اوں ظلم کی پرا	بڑی آرام میں آخر ہوئی رستا

کو مشرق و قون سے کبھی نصیب کہ اور نہ کے ساتھ جانا آج کہ وہ رخصت ہوئی گریہ کیا اسی میں سن چکی ہوں آج ہوا غل ہر طرف کو سحر ہے سفید سی ہمایون می تیرے نہ ساقی تانا مینا تانا نہ شام وہ کس ساقی جو ہستی فرشتہ سفایں مقصود آواز پائیں رعیت کو خوش و آباد پایا پشکار کھلبپ تیز و چالاک بہت کچھ دیدہ و حق ہیں گدرا زمین پر سبزہ نوخیز کاوش کسین گھماک خود و رنگ زمین کے سٹنے کی پرہیز چمک سی شمس کا شعلون پر کما بانو سے کیا ہے حال مغل غرض کچھ دیر سو شاہ بان رہی شب کم بیان ہو کیا فی کہ جب تین تیس دن میں نہ گیا زیادہ کوں سبب ہوئی اوی میں اپنے تہی برابر گذرنا تھا جیسا پہر کچھ نہ تھا	ہو آنا بت بڑا تو بے ادب جو کجا آفرین کتا زمانہ راہ ایران میں مثل گنہ گار بہلا لٹا ہے ہی کب تجھے میرا عبث ہر عو طلب بخیر ہے جکلب کم سے شعلون کی گریہ مرب دے رفتہ رفتہ نصیب ہوا بیان پر ماسطح الفاظ تین مزاج شاہ میں عید مقصد آیا ہو اسیر طعنه خاک تاسے سے نہ تھی غالی جا زمرہ گون سطر اجا پاش کسین کہ پھر ہی موت نہی سبک مٹی ہر فلک کی گرم جوش ملا محفل میں ہر پیر سے پہلو وہ بولی کثرت سامان حال کہ رفتہ رفتہ بے لاش بنے رانو سین پر کچھ قلندر کی زبانی توسب و زون سے آفرین شہ نظر آتا مجھے لبریز اک چاہ پریشان ہو کے گرتے تھے زمین تو یوں تاگوں آتا تھا نانا	ہر اک نے داغ غم تیرا دھنایا انہیں باتوں میں گزری گئی نہایت منتیں کین کچھ نہا بیان بہت قصہ نو نے کہا تھا نظر اٹھی جو بانو کی فلک پر ہوئی یہ دیکھ کر عاشق خالو اونہیں پہریشیوں میں گفتگو ہو کہ سلطان صبح کو کھلا جو کرسے کہ جیسے سیر کو تادان گذر جا کسین دم بہر کین ساعت آفرین نہال سبز مرغان تو اسج نگاہوں میں طراوت جس سے انہیں دیدوں میں آخر ہو گیا ہوئی آغاز کو تکلیف انجام بڑا سلطان بڑا ود جانان کہا بہتر جلو سو میں اب باہم یکایک شاہ عالی جاہ جاگا وہ بولی آج سے تین تیس دن کسا خاطر نے چلے باہر آیا نظر آیا قریب و سے نیا رنگ وہین ہوتے تھے غائب نظر کہ جلد اگل کر ہارانی دکان	مگر کچھ نہ اتنا رسم آیا نور نے پایا میں کچھ عرض کسا ہنر عبت ہے یہ سنا کہ پہر تیرا سامان شب کا تو دیکھا چپکے اختر برابر نہ آیا پہر نظر و ان ایک صفوں زبان پر تہا نقطہ اس کا کام زبان سے وقت فیض آرزو ہو ہو آگاہ حال خیر و شر شعل ہر کو ٹھونک آفرین وہ شہر اجا پاش تان صفوں ہوا چپکے بڑی رنج دل بیتاب کیفیت اٹھ بڑا مغرب کو ہر عالم آفر قدیموسی کو آئے کیو شام ہوا رونق فرا سے تھری شام کہ آب و شور فرصت دال ہا کما بانو سے اٹھ او باہر بیان کرتا ہے یوں بہر حال قدم پہر ایک جانب کاٹا یا کہ کچھ الحسن کو ہر سن چنگ اٹھاتا تھا کوئی خاک پر نوب نخل پہل اور پہول لا
--	--	---	--

یہ سستے تھی صدائے تنہا کہ ناگہ ایک باز تیز پرواز در آیا او سین وراک یونیکر سیکڑا کر تا ہے ہم ہی یان ہون جو چشم غیظ سے بھی انکو مکیون مقابل آئین اور بولین کہ بچان سادا اپنے دل پر بچ اٹان یہ سنکو وہ سنیں بولیں کہ بچان ٹہری وینوں سے آخر ایک طر بڑھین گستاخان ہر نہ طر بچ کیا آخر فلک نے ہکو بیدار اٹھی وہ نازین بولی اوہ تر ہین ہم زندہ یا مر جان ہم کہ دل پہلو میں مشتاق بڑا مرے ہدم مرے پیارے مر جان ہوئی بھیکے وہ ظالم آ اور آجلو ہا سے مج نے ہوا خوشی چاہی عن گفتگو نے دعا کو میرے آفاق آرزو صدائے رزیش سے پھر سنیم یہی ٹھلین دہن سے لفظ باقی کہ وقت صبح صادق شاہی وہ شبیدیز صبار ناکا گاہ	عجب اک باغ ہو جاتا تھا طیار پروں میں مسکنے باہم نسمان بہت غرا کے دوڑا جلد و چیمبر سرک ہٹ سٹھے جلد مڑو یہی بہتر ہے اپنا رستہ انون پارے تم ہو جس جسدن مٹان جدائی کی مصیبت ہم پہ لاو بجز آفت بہتا ہے نین جی ہٹی ہنس سین کے پہر ایک یک لک کبھی چہیزون کبھی بوسے برابر و کما سے مسج تنہائی کے آثار جدائی ہے گئے سے سیر طر جان چرا تانے فلک تیر قدم سے بوسے آہ حسرت رزا بوساز چلے ہم لے خدا تیر انگھان بیان پیدا کیا دل نے زانہ بڑھین بیابان گشتے کے بڑا	میں اوس جاہد تماشادیکھتا تھا وہ آیا میری جانب کو بصد شہ میں سمجھا لیا ظلم نے جگو وہ سنکر خوب کانپا اور بولا ہٹا وہ دیو بیہ الفاظ لککر کبھی تکلیف دہنت نہیں ہے کہا میں نے کیا نام تو ہوں میں چلو نون میں باقی اپنا مرے گہر پر وہ آئی شاد و خرم رہی جب رات تھوڑی ہی باہم گھونکے منہ کھلے فیض ہوا خدا جانے فلک کیا میں لاک یہ چند انفس کی الفت باقی ہوس کہتی ہے آج سے جمل سے یہ حسن عالما بوشہر کیا پیدا سخن نے جیسے انجام نہ وہ سامان وہ دیار ان محل	نہ تھا قابو میں سیر قلب میرا زمین پر بیٹھ کر اوسنے کیڑ گرا آئی صدا اک اور ابلی او کہ میں قربان کیا مقدور سیر کہ پہلو سے مرے نو حور بیکر زیادہ کہنی کی طاقت نہیں جواب این بات کا کیا نکودون کمان ہم تم کمان یہ طیف تھانہ پے جام سے خوشترنگ باہم کہ نیدین سیتون کی تین فرام ترجسا ہوا ابرو عاسے یہ موت سانسے آئے تھے نہیں ثابت مجھے ہوتا کہ کیا ہتی جو ہوداغ فرق یار بزل الہی تاکہ ہے دنیا کا گشتن تو رخصت ہے چاہی آہرام بجز چند آہ یا کچھ حسد دل لے ہاتھ اپنے کیا کیا آرزو ایسی جلد ہو آسان بیکر ترقی خیر خوش آرزو ہو زبان پر عرض مطلبان سیر کیا سلطان نے اپنا گرم کوسر خیال خام سے ثانی گمان تیر
رات ۹۸			
مراسقا مرا پیمانہ ہر دے ملین لب سے برابر جاہم ہم خدا را پیرا اک جام ساقی ہو اپر ایک جانب کو خزانہ اٹرا ایک کر بولا شاہ ہر دے	ہجوم آرزو تنگ ہے دل جسکے دنیا کی گردن خم سب ہو ہو گستاخان بنی و کما طبیعت نے ہوس کی گوی شہ تراہم سر نہیں در جہان میں	ایسی جلد ہو آسان بیکر ترقی خیر خوش آرزو ہو زبان پر عرض مطلبان سیر کیا سلطان نے اپنا گرم کوسر خیال خام سے ثانی گمان تیر	

غرض صبح پونجا ایک چارو	کہ تہا وہ باغ نسل شوق ہے	قریب ایک چہرہ شیریں	کہ جس سے روح کو بہتی تھی
طواف باغ میں تماصلہ آو	زمین مرگ و شمع و نخل ہے	خوش آیا شاہ کو گویا ہے آرا	کہا دل میں نہایت خوب تھا
مناسب ہے کہ دن سارا بہر	فریب چہنچ سے و منت اگر ہو	بہرہ مکر زمین تارا اور بھاپا	مگر ہر دل میں سلطان کا عیا
کہ کچھ دور اور بڑا کر سیر کرو	حدود باغ کی کامل خبر لو	بہرہ چاروں طرف سلطان خورشید	نظر آئی وہیں اک اور نسل
منہایت مضر خالی ست براق	بطاہر تماشا عسکری افاق	ہزاروں طرح کے سامان آرم	مناسب فرس رنگین ہر زورام
چمکے مین ہزاروں فرشاہ	کہ تا ہر دور کس رحمت راہ	کہ اس سے مین نور ہر روش	جو پھلاے ہے تہا پناہ
شکل اس میں لدا رہتا	چنبا جلد اس قدر گویا نہیں تھا	بہار شام اکھنویں پہ آئی	محبت سے کو سو خانہ لائی
نظر کی سو سے بانو خوش چوہا	وہاں سے جلد آیا سو سے محفل	میا دیکھ کر ساز طرب کو	کہا صد آفرین ہر باد کو
کہ تہی جوابت میر دلکشانی	نظر نے خوب کیفیت اٹھائی	پہرے کے بعد بات کو کیا یوں	کہ اب مختصر اس کا نمونہ
کوئی دم سو مین ہ بولی کہ تہر	ہوئی پنجاب سلطان کے برابر	پہر آخر کو جگایا حاضرین نے	کہا سلطان یوں کہ نہ سہ
کہ شب ہے دو گھنٹہ ہی بیشک	کہا پر شہ نے بانو سے کہ ہم	سنائیں تیرے صدقہ وہ کہانی	کہ جس سے آئے ہر مہرانی
وہ بولی اب قلندر صاحب ہوش	بیان کرتا ہے یوں بکثرت ہوش	کہ جب آیا نظر تیرے یوں روز	تہا زت پر تہا ہر عالم فروز
کہ مین ہا ہی ہوا گھر سے پرکھو	کہ دیکھو آج ہر سامان جاؤ	غرض ان دشت بہت زینت پوچھا	وہاں دیکھا محب ک تہر رہا
کہ اک غل ہے اسی چنانچہ	کوئی ہے جلد کو کیچنے لگا	مین گہرا یا کہ جانوں کے پر کو	الہی کس طرح پہرا یوں گہر کو
کہ دیکھا مین پہر وہ چند ہزار	چلی آتی مین کچھ کرتی ہون	مجھے دیکھا کیا کیوں جی نانا	پنچوڑا اس طرف کا تے آنا
بہرہ مکر کچھ پہرا کم ہو گیا شو	کہا مجھے اوہوں نے یوں کہنی لگا	چو اس جا سے یہ پہرا یوں لگا	میان دم بہر شہر نے مین خطا
وہ سپاہ تھ لیکر محکوم آئیں	پہرے کے بعد تین سخت کمان	کہا کہ دم اور اگر مین آئے	تو زندہ بھگو ہر گز ہی نہ پائے
مگر فضل خدا ہے خوش قیلا	کہ بہتری ہوا جو کچھ ہوا حال	لو اب آرام کراحت گزین ہو	نکالو حوصلے دلیں ہوں جو
بہرہ مکر وہ گئیں جب گئی ایک	حقیقت ہے، اون میں مین لکھی	جال ایسا کہ صد تے ہر انور	ہوا قربان دل او کے کار
قدم چوے مین انگنیں بصد ہوا	پہرے کے بعد جب آیا مجھے ہوش	تو بچا مین نے جانی نام کیا	مہنسی بولی کہ تھو کام کیا
کہا مین نے کڑنگا ورد اسکو	کہا کیا خوب اسی خبر لو	بہرہ گرمی کس سے سیکھی ہوئی	نئی تے نکالی آج تو راہ
کہاں تم اور کہاں نہیں ہم	مگر ثابت ہے کچھ گویا	وہ بہرہ کتنی رہی مایہ گل اندام	کہ سیر دل نے چاہا اور کام
نما کچھ مین لپٹا اوس سے	مڑے اٹھنے کے عیش ہم سے	کہا کبھی شاعر کی جیسی سہی برابر	کہاں دامن کوئی کئی تھی

اسی میں رفتہ رفتہ غفلت آئی اٹھی وہ حور طاعت سیر سوحاصل ہم چکا لوح نگین یہ کہتی تھی کہ نور صبح چکا چکارے سب کراہی تھی نہیں اس شب الجمن دل برابر جلا ساقی وہ غم والی گلابی مہی اکثر لاپے سیر نقدیر میں اوس کی آرزو اٹھا لاجلہ شیکا پیر دین میں مزا دے گوش لطف ترانی بڑھا قصر فلک منزل ال تواوے کا حسن بانو کو کہا گہرا حلقے میں لیکن جیت کر کیا رخ آخراوے سو خانہ وہ بولی میں شدہ آتش عالم غرض سمجھا کہ نہ کو سنی وہ اٹھی اور ہوا آواز آغا نہ میں اوس میں نہ نکلا گہرے کما خاطرے کب تک قید بڑھی پیر ایک و نہیں سیر یہ کہ کر وہ ہو میں گہر کو روانہ پلاسے فتون سے اوس ہی کو	اور اسی نیند کی آنکھوں میں جیانی کما دامن ہو کر حشمت دم خصلت قریب آنا ایجان گنی وہ گہر بنامین شغلہ غم کا کما بالونہ ہم کرتے ہیں کت گر اوس جام میں ہے وہ جوانی نہایت لطف طراز ہے لفظ کو انتہا کی جستجو ہے کہ لطف بخودی آئے سخن میں بیان ہوا سطح لفظ و معانی نظر آیا اوسے خوش رنگ ہو محبت اوس کے دل کی آواز نہ ہاتھ آیا کسی فرد بشہ کہ استے میں ہوا دن بھی آئے نہ دلیں لاپے اس بات کا غم کما اوس سے میں آیا وقت ہنوت کما اوس سے کراہے ہر متا رہا پابند حکم چنید و لبر نہیں ہا منیط کا باقی زمانہ کما جو کچھ کہو ہے آج منظور رہی مابقی لفظ بھی نہ خوار کیا محفوظ کچھ اپنے ہی کو	لیٹ کر سو رہا کچھ دیر باہم کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا بگر یہ دن فرقت ہے ہم میان کت تھی بان پر لڑائی یہ کہتی تھی ہوتی خاموش خانہ مسارک ہے معاف ہے صد اوس سے کچھ محبت ہو گئی میں صد تے اب ہو تائیں ہلا زبان مصروف نہیں گفتگو کہ ہر وقت سحر سلطان فیہا اٹھا یا راہوار تیز رفتار یہ سوچا اور رہا گوش میں ہوا نام دم نہایت دلیں سلطان قریب بنام آیا گہر میں شہاد سبت آہوا ہی ہوتے ہیں حاضر ہوا سیدار سلطان اور بھی ہلا بیان کر رہے تھے ہنوت غرض خوب تھی جب وہ بہر کی ارادہ تھا کہ چلے پکری کما تھے جو نا خوش ہوئی ہم آاری طاق سے میں گلابی کما میں بگاڑا دیار دل آرام	کما اس سے میں خوشی ہی کم نقطہ اک بیچ دنیا نہ تھا اسی کی مہمانی تھی یہ کچھ کہ اوس شب کا درگاہ گلابی نظر میں ہر گیارہ صفت کا ہنوت رہا فتون تکلیف نکلت تعلق ہے اوس کو بچا کہ ورت دل سے اہل ہو گئی کہ اتر ہے نہایت حال دل کا سخن سیرا شہنشاہ آرزو ہو لازم چند لیکر اپنے ہمراہ ارادہ تھا اگر ہو یہ گہر تھا مگر وعدہ نہ تھا اوس کا برابر کما ناحق رہا ایک پریشان کیا بانو کو حال دل سے آگاہ عجب تھی اس لیے افسرہ حاضر کہ جاگ اور حور طاعت کا سیا کہ چکارے ہر عالم فروز بڑھیں بیابان قلب و ہر کی کہ آہنچین و مستحق خاق خیر نہیں خاطر میں باقی کبھی غم ہوے لبریز جام آفتابی بطیعت کو چھتے آج اک کام
--	---	--	---

رات ۹۹

وہ کیا ہے کہ جب میں میں سنا ہے نام اک سلطان جا تسا ہے کہ ہوا دس ملاقات پتا ملتا تو اس کے کیس جاتا مگر یہ ہے خیال عام میرا سنا جب دس ہی سہ ہوتا تھا سلطان اس کا ہے بیان چاہتا کبھی وہ ملک بن جاتا ہے بھرا قدم رکھتا ہے جاوے سرزمین نہیں کرتا کسی بھی علاقہ نقطہ پر یوں گنج کی پوشی ہے وہاں جا بھر بھی کیا ہے تھکا جہاد سور میں پیکر کوئی ہم نظر کی آسان پر سبج پائی کما میں خدا حافظ میرا جان یہ بانو کھ رہی تھی باول شام ہوئی ربیم جو تے سامان محفل	نظر آتے ہیں ہر دن نافہ سنا میں معلوم خوشخبر ہے کہ بچ عجب کیا ہے غریبوں کی سہ مصیبت اپنی رو رو کر سہ نہیں ممکن کہ ہویں لطف ترا کہا ہنکروشی تیری گوارا یونچنا ہے وہاں مک سخت شکل کبھی آباد یوں لطف افزا وہ ہو جاتا ہے ہمیں مورخچر ہزاروں سال تک تھی ہوائی وہاں دیوار جادو کی بنی ہے نقد رنزلوں اوس ام سے تو کہ بکتے بکتے فرصت رہ گئی کم کما رخصت کہ ہے وقت جدائی ہو سہ ہجر نہایت تیر جان ہراک سامع تھا مولطف ترا	مگر کتنا نیند کا کبھی مال وہ رہتا ہے کہاں کاشیال ہوا ہمارم دیکھیں ہم ہی ہم یقین ہے جسم کچھ آنا سفر جو اس کا کچھ نشان مجھ کو تباد میں جان دہشت شاہ ملک جادو طیسی ہے سراسر کارخانہ کبھی گلشن نظر آتا ہے ہر پہر اسکے بعد بتا ہے وہ طار جو جی چاہا تو اسنے کردار و وہ اون سب زیادہ تراروش یہ لکھ کر وہ ہنسی ہوئی کہ یوں ہی کما میں کہ بہتر بعد آرام ہر آئے آنکھ میں سیر کی گئی گئی وہ اپنے گھر تار مالین کہ شب رخصت ہوئی اور صبح کی	یہ کیا ہے مرجان میں کھجلا سیا کون سی اس کو نہیں نظر میں آئے ہستو کو کو حنایت لطف فرماتا وہ ہم خدا جانے کہ کیا ڈولین کر درون دیو پر رکھتا ہے قاب نہیں ہے ایکھوت پر زمانہ کبھی کچھ اور ہی صورت کا جا عجاب زک کچھ چوتے ہیں ظاہر نہیں تو ظلمت شب جہاد افزا ہزاروں ملک اوسین ہنکشا کہا تو ملتا را خوش ہوا جی اٹھی کیا ہر ہلو سے و گھٹام کہ ہوتا تھا جدا یار پر پرو اوسی غم کا ہوا پر متلاں نظر آئے گی تصویر غم کی قدم اٹھتا ہوا اوس جاسکے
رات ۱۰			
ادھر آو صراحی جام دے کہاں تک اضطراب کثرت شو ہم اس کے نازے گئے غن کا مناسبت محاط اس کا ہی ہم غرض سب جانتے ہیں عن مانند باد وہ ہے طبع	ہلا شیشون کو چپکا جلد پالی یسی کہتی ہے اب فرشتہ نور نرکنا چلی ہے ہرگز ہر سا بہت کچھ سر پہن اچھاں ہم کہ لا جام لبالب کوئی اب نہ چھوٹو نہ اپنی آنکھ چپکے	وہاں خم کو واکر دل ہے ششما کہ ساتی کی تنہا کس ہے گوشہ صحبت کھ رہی ہے ذرا سی یر میں آرزو کیوں ہو کہ جب کوئی کے عن گفتگو ہو نہ زبان پر آئے اک نافہ کمانی	کہ تا بولیں کوئی نم فکر آفت اٹھا لو آپ کوئی سا ہے کہ گوشہ شوق ملی سوت بجی کہو اتنا تو منہ سے ہی میں حصہ سامین کچھ آبرو ہو کہا ہی لطف صفوں جوانی

سنبھل اسے خاموش گفتگو سے	تصور اس طرح اب رو برو	کہ ہنگام و دلع شب ہم سلطان	رہا مصروف و بوجھ اک ان
پیر اسکے بعد گرسے یا ہر آہ	طرف مشرق کے گھوڑ کو تیار	انتظار کر کے اطراف جہان کے	بند و بست دیکھ ہر مکان کے
ہر اک جاہر طرح آباد پانی	دل سلطان میں پہر پانی	کسین پھیرن کہ ہوس کن انجام	نظر سے جمال گیسو شام
اسی عینت میں اونچی سو گداز	وہاں پایا کسی کو خاطر انکار	کہاں درو دل سے در رہا تھا	رخ اپنا آئینوں سے دھو رہا تھا
کما شہ نہ بیان کر سال اپنا	سنا جسطح ہو جمال اپنا	وہ بولا اسے خدیو دا گستر	ترے احسان میں عالم پر بار
مگر عید درو میر لا دو اسے	کہوں کیا جو کہ میر لا جاے	زبان موحیا ہے گفتگو سے	میں خود نام تو ہوں پی ارزو سے
اب اس کو گداز ہی سہر سلطان	کوئی خط ہوں اس عالم میں نہ	گدز جاؤ گا جب پتی سے اپنی	خرا پاؤ گا کچھ سستی سے اپنی
یہ سن کر شاہ بولا ہاں ہاں کہ	خدا را اکتس استان کر	وہ بولا کل سناؤ گا کمانی	اگر باقی رہی گی زندگی
اسی عہ میں ہر عالم افزو	کہ جو تھا اس جہان بہر اندو	ہوا اطراف مغرب کو روانہ	بڑا سامان شب کا شامیہ
پیر سلطان مگر افسردہ خاطر	کہا جی میں ہو مطلق نہ ظہر	کہ عید کس مجھ سے ہے یوں لگا	ہنسن کر کوئی ایسا بھی لڑا
غرض دولت سراپن سے کیو	کئی دم بعد نقد ہوش کیو	ہو واجب تنید سے فارغ وہ سلطان	پکارا اپنی بانو کو کہ ایجا
اوداب راتہ کم ہے کچھ سناؤ	وہاں بیٹی ہو کیا پہلو میں آؤ	کہ وہ کیا نقد رکا بیان	وہ بولی اس طرح پرستان
کہ جب بیٹیسگون میں پیش آیا	تو وہ کہتا ہے خاطر نے بھایا	کہ چیدے جانب سلطان جاؤ	مگر کہتی تھی ہے وہ پررو
کہ مشکل ہے رسائی اس کے نا	گدز ہو گا بشر کا کسطح پر	ابھی ہے کچھ دنوں تک ہیرت	سجھ لین گے دم حکم مہتر
اسی تجوڑ میں تھا مصطفیٰ دل	کہ یارب کسطح آسان ہو گل	کہ ہر وہ چند معشوقان باہم	ہو میں پیش نظر میر فراہم
ہنسن بولین کہ ہو گا بھی	مگر نا قصد ہرگز او سطرف کا	خطا پاؤ گے بن جاؤ طاؤ	ہوا اسے وہاں کی سختی
یہی سب سے بڑا جب تک اپنے ہار	وگر نہ او بھی ابتر ہی انجام	تمنا ہے فضل و سکی ریحان	نہ جو امر آسانی کے شیان
عبث خاطر میں بے عید خوشی	بشر روئے گا کیا بے فضل و	کہا میں بھہ جھانا بجاہت	بے اوس عینت کیا نہ را
میں ہوں مجنون آسائش لہرا	جدا کی کب سے اسیوں کی گدرا	تمنا ہے کہ نکلے سے گریا	تو اس دم تک ہے محل عیا
کہ می ہوا درم ہوا درم ہون	ہر اک خط ہر اک ساعت ہم ہون	یہ سن کر خوش ہو میں بو میں لڑا	کہ ہم رخصت عید حاضر گنگا
قریب بی سری ہر وہ پرزاد	جو تنہا رہ گئی تھی مثل آزاد	گلے مل کر کہا مجھے کہ جانی	ہیں ہی ہے امید ہرانی
یہ سن کر میں مسند پر بیٹھا	لبالب ایک جام سبج لایا	پلایا اوس سچ ہی کو دل لایا	کہا مجھے کہ صاحب خانہ آباد
وہ رچ رچ مستی میں جو آئے	کسین کیا جو مرد نے آئنا	بڑی راحت میں گدز رہی	پیر آخر سنکے وہ بولی

ابو اسود بن مال کچھ آدم جگا یا اریسکو وہ بولی کہیں گئی وہ گھر باہر میں نظر نہ شریک بزم جو جوتے وہاں ہوئی طلب کچھ جوتے نہ منہ آرزو ہے تنگ ساقی	کہ آج بھی ہے شب نیکلی نیم ایٹو پیش نظر ہے اور سامان کسی پر گیا پیراج اقبال نچر میں تے لطف آسان یہ	غرض ہم وہ ہم سو یا کیے خوب وہ چکی مسیح رخصت ہوئی ہم یہ باہر زبان لالی جوتے کہ کس رخت میں یہ سامان کہیا	ہو آخر فلک کو یہ ہم نہ جوتے کیا اس سبب آرام بریم ہوئی اوس بات کی ہوڑ و گرن کسی نے ایک کو کچا نہ بابا
بہار افزا ہر رنگ ارغوانی کہ جب آتی نظر وہ مسیح و نواہ کہ آج اوس شبت میں چند بزم رہا مصروف وید سبز ہر سو کہ سو ہیہ کوئی سہتی جا کہ میں وہ جو برابر غل یا ہم کہ وہ طائرین آسین سخن سچ یہ کھر جیہ کچھ ہوتا کاشا اشا نا چاہیے احسان تقدیر ہو احران دلین شاہ شکر	و کما بجز کچھ رنگ ساقی منہ پیدا کرے جوش جوانی تو پھر ہر تاش شاہ دیباہ کیسا بھی نہ جس جا پر گذر ہو کہ اس سے میں بلا دن نہ پہلو پیر اسکے بعد دیکھیں اور ستا اور تین کے سائے میں بھر گئی بیان کہتے ہیں کچھ کیفیت سچ تو وہ جو دوسرا تھا رو پوش جستہ آرزو سے حسن تیر کہ طائر اکھٹے سے گزرے ہیں کچھ	اب نیاسے چکا کوئی تعوا مقص احسان لین عرض سخن کے ہو اسیل لطف سخن خاکی غرض رہو در خوش رفتار شایا منہ مہرے سر می کہانی نظر کی جانب اخبار کیا ر بڑا سلطان قریب ونکے جو آیا کہ صد افسوس کھہ ناحق اٹھایا صد دیتا ہے کیا قسمت سچا رہو راضی اجی جو پیش نش گر گو یا نہیں پایا کیسیکو کہ بولا ایک کیوں کیلیرین ہم یہ کہتے ہی آواز وہ دونو باہم پیرا و سچ سے لیکن طبع ریم واعظ کی جو کچھ منظور دل تھا کہ جاگی وفتا بانو و سلطان جو میں گہر کے گہر سے باہر یہی دو تہا نہواں سے ملا تھا	رہا سلطان شائق سر زانو کہ ہو گلگون کس جام صہب تصدق ہو بیان یوں سخن کے ہو میں اس طرح خاطر شکی مناسب شوق کے مہر جو پایا ہو اسے شوق یوں گئی آتی ہوئی اسطور پر خاطر طلب گار وہاں کہ اور ہی صنون پایا اور اسپر ہی واسے سنے پایا کسی ہے گفتگو کا اسین پایا کہ و شکر اسکا جو قسمت کما درا مٹھروہین ہلا و جی کو کہا اوس و سرے ہاں کوئی آ منہ شاہ مین پہلے ہوا غم نظر اٹھی تو دیکھا دن ہاکم ہوے بانو و شہ آخر کو کشتا کہا بانو سے سلطان اجی آ قدم آہستہ آہستہ بڑا پایا جو بھجین نیچے میں کہ گئی

مرد پوچھا تھا ابھی گھر تک نہ گاہ کسی موت پتا ہرگز نہ پایا اناری سر سے پاؤں بچائی مین یثا ہر راحت اوسن پنا یو سے برگ و مال و شاخ گویا نہ آیا اور ناچا سپر آگے اڑا کر لپچلے جھکو دھانے دعا میری ہوئی مقبول اسیم جب و سکی طبع ہوتی ہے پریشا لیا ہمراہ اور آئین مکان یہ یہ لکھو وہ ہوئیں خست بڑا جو اس جانب قدم رنجہ کیا تا اٹھو لاؤ گلابی اب ہر جام سحرک لطف باہم خوب نمایا نہ بھلا دل کسی موت کسی جم انہیں باتوں میں یاں ہیں گئی	مین ہو بلا سہا دیکھی نئی راہ ہونا چار تہ جی مین عیا ہو اپون سے تندی تندی آئی کہ غفلت غنید کی آئی برابر کہ ناسخ سے ایسا وقت کہو کھالی منہ سے اوسے چار کا کہ آیا ایک شغلہ آسانے کہ نا کہ ہر وہ مشوقان ہم بیان کے دیکھتے آنا ہے سانا کسا ہنسکر کہ اب تم کیوں مسطر رہی پیش نظر اک ماہ پیکر نہایت فکر کا عید سانا تا پیو تاکچھ طبعیت پائے آرام رہا موجود جو کچھ دلیں آیا طبعیت تھی جو بیابی سے برہم	پہرا چاروں طرف گہرے پہرا کہ مٹھو وزیر نعل سایہ دارا سپینا تاجو احضامین وہ کوکھا یکایک ویکتا کیا ہوں کہ وہ یہی غل تار کہ اک طاووس خوش رنگ وہ لپٹے میرے احضار برابر وہ پیلا ہر طرف سے گہر گیا مین ہوین وار و پکارین اسطرح پر بہ لکھ کر کچھ پڑھاؤں سب ناہم تھارا گہرے میٹھو سوڈا ایجا وہ سیر پائیں آئی اور سنایا گھر مالک کی خاطر نے بچایا کسا سینے کہ بہتر ہر کے ساغ گئی گہرا سپنے بعد از سچ لدا تو دیوانوں کی صورت کب کا تھا	مرد اگر کا پوچھا سخت دشوار چھپے جب و ن لسنر کردوین طبعیت خوش ہوئی ہوش بڑا ہوئی آئینہ سان و تن سنا جسے دیکھے سے ہوں غفلت بڑا پہرا کے بعد دکھا ہو گئے پر پکارا اپنے رب کو بجا کہ ہے نادان عید ممان مسطر اتر آیا مین و ن چار و سی ہم بغل مین آئے دیکھو فرہ مان تھارا جی مین بھیک کیا آیا جو ایجاں پاس ہ شغلہ آیا پلائے اوسکو اکثر اور کر گھڑی کتنی ہوئی وقت کی شاد نہیں معلوم اوسد مٹھو گیا نہ نکلے پہر لب بالو اک بات اگر محروم رہ جائیں شہم کہ پاس تو ہے سیزا جی توقع دی ہے یوں سے اس کر و مضبوط عید شین مگ کو ہر اک کے سے نمٹا ہے بجا اسفند سے کہ خوش ہو بجا سرو آئینہ یوں ہر استان
رات ۱۳			
گزر گاہ جہان چٹنگ ساقی اشگون پر پہ عمر جوانی فریب زاپہ ہی سے ہر غافل کہ خیانت مین چند جھجھ ہو سودت سے بجا لاتے مین بچھ خدا کے واسطے کہ عفو تقصیر دہن مین سہائے کا کوئی نظرا	عین ذکر پر تیسرے مین باقی پلا توڑی سی لیکن ارغوانی رہی کچھ روز محو نقد باطل عجب کیا ہے جو حاصل مدعا ہو تجھے ہر طرح جھٹا تین سب کچھ کہ تھوڑی ہو چکی اسد بقیہ وہی ہر خوش ہو خاطر مین بچھا	کہ فرصت زندگی کی چند دم ہے ستم کہا تا ہوں دنیا و سب کو سواب تو عید بھی تو بیک ہے تھے سب و بام کے چرمون قدم کو گرا منوس نکلے وہی ہیاں پہرا سفید خم کا ہر کرنگ ساغ زبان ہو کے سخن نقد بیان	اگر محروم رہ جائیں شہم کہ پاس تو ہے سیزا جی توقع دی ہے یوں سے اس کر و مضبوط عید شین مگ کو ہر اک کے سے نمٹا ہے بجا اسفند سے کہ خوش ہو بجا سرو آئینہ یوں ہر استان

کسیب اجماع سے نہ گھٹا خزانہ اپنے گھر سے باہر پس از گردش جہاں میں سفر کیا اوی سحر امین ہو یا ایک جاہل ہوا سحر وقت طاقاں آسمی غرض جب بندگی سے سر اٹھایا یہ سنکر اپنے ولین غم میں آیا ہوا اسوار سپ خوش خان منہا بولا طعام و آب لاؤ یہ آتا ہے کہ بانوسا کھلاؤ کسا سلطان کسا دوسا کھلاؤ رہی سستی رات کم سو رہا کہ بان جی کچھ سناؤ دیر کیا وہ کہتا ہے کہ جب مہر چاہا اشامین اور ضالیہ سے شاک یکایک آنکھ چپکی اور غش آیا زبان سے پڑھ رہی ہیں نظر کتر کسا بہتر جلو اپنے مکان پر کہ سنی ہمارے زبان سب ملے سخن کی گرمیوں سے جان بیا تردوسے طبیعت نزلوں پر کیا چوڑا دیا جھکوا داسے کسی کا کیوں بہن چلو غرض کیا	سحر کلفت تو آنکھوں کو مایا حنان شبیر کی سے اور چڑایا تو اور کچھ نشان تک بھی پایا کہ تاگز نہ بیدار شب ہو برابر وہ عاکی دور ہو یا بیتابی تو گوش شاہ میں یہ حکم آیا کہ سخی مدعا کی میری کچھ راہ قدم رکھ کر گیا اپنے مکان پر اٹھو صاحب نیابت جلد جاؤ خو امین جلد جائیں ان کو لاؤ وہ بولی سینے دل سے حکم مانا پڑا جب عکس مہ سلطان کتر کہو اب کیا فتنہ کرنے کا ہے ہوا رونق فترا قصر سب آیا طاعطرا اور بڑا اک سمت دیا نہیں معلوم ہو کہس نے اشایا وہی کرتی ہیں دم مچھ پر ابر مرے ساتھ آئیں تمہیں چھو کر نہایت خوش سلیقہ گرم دیا سرور آنکھوں میں لوشی آیا قداروی روشن مجمع حوا میں سمجھا اوسکے طرز دعا ہنسی اور بولی آہستہ کہ بھیا	اٹھا سلطان سابق میر بستہ تہنا یہ کہ چلے پہاڑی سو ہوا بخیرہ اپنے ولین سلطان کہ بعد از دو پہر پہاڑ یہ عطر سال نیا کچھ سنائے کہ کل اسوقت یہ نصہ کہیں گے بہر اوقات کی محراب میں نہ سہو بانو ضایات شاد آیا ہوا موجود سب کچھ اید میں یہ سنکر آئی پیش شاہ بانو فرغت پاکے آخرا بنو شاہ ہوا بیدار بانو کو جگا یا وہ بولی آج تھوڑے ٹیوں پر تو میرے ہی میں آیا دن رات کم نہایت تیز خاتا اخبار ابر کہلی جب آنکھ دیکھیں میں لار جب آیا ہوش بولیں جی آہ گئیں وہ رہ گئی ہر ایک وجہ جہین سے تا پانور مجسم زبان سے کچھ کلام شوق پیدا کہا مجھے کہ حاضر کوئی جام کہ اوسکو تم پیر تا قلب ہوا سمجھ لیکن غرض ان سے ہم ہی	کہ سب کا حال ہے ہر شب میں کو جہاں دیکھتے تھے دو طائر کو کہ صدا فسوس برآیند اران نکاح شاہ نے جب پا طائر زبان پر ہرستان شوق لائے تنگسیر آج بہر ساکت رہیں گے چہا یا مہر نے جب رو انکو کسا خانوں نے کیا کشادہ پایا کسا شہ نے کہ طبع باکر میں جہکا یا سرادب سے بانو فرز با م پر و تو تھنے کی راہ زبان پر اسطرح اوقفت آیا نظر آتا ہے اوسکو سخت دسو عجب کیا ہے جو چوڑی قبیعے میں کہ ٹوٹا دن کو اک تار اسامبر کہ میں سر پر کمر بن شگ کہ گاہ کہا میں کہ ہوں ہر طرح اچھا نہایت خوش ہوا جی دس ہل میرا کہ انداز میں ہونا زبام جہین شان مشتاقی ہو یا اشایا میں بولالے دل آہم کہا میں کہ ہے عہد تازہ ہوا کہ اب باقی رہی ہے رات کچھ
---	---	--	--

یہ بائیں ہو کے بٹے یار کا کہ آخر صبح نے چہرہ دکھایا اودھڑا ہی ہوئی کچھ لڑکتا	رہی مطلق نہ پر دسہ دزدان اوسے آمادہ خدمت جو پایا رہی دوزخ طرقت تکلیف بھرا	حرکت ہی عجب راحت قرار آ تو چٹکی اٹک سپر چشم سے یہ بانو کہہ ہی تھی جو کئی رات
رات ۱۵		
جہین صبح چکی آسان سے یامال پر ہوا کچھ تن ساقی کہ تر سے خاطر شتاق نہم	کہ شیشے میں چپا یاد دہانی مزلج بقیاری ہوئے برہم مگر گر نہ تو تکلیف ساغر	نظر میں ہی مگر دیرا ہویدا دل بیتاب ہو مصروف پرواز لب دینا دمان خم زمین بند
زبان کے فیتن نخلین برابر نہ مطلق رحم سے دل آتشا ہر بہلا آزدگی یہ کس خطا پر	خیالی نخل وقت عابر سبب غیرت کا کیا اس انجا خدا را جلد برسا ابر بہت	یہی ہے مان بھی ہے خوب کج کہ سر بر قدم برب بناریز کہ سر سے تابہ پاکین نہائیں
سین بہتر جواب ہو مصیبت کہ یارب عمر ساقی تاقیت مضامین حسن شیشہ فی گماز	سبب لبریز ہو مینا سلا زبان پر اسطرح الفاظ تیر وہی کی رو پر گردش بستو	اور سیستی میں تکلیف سخن کہ صلوہ و میکہ حسن بھر کا دلجاب دن تو زیر نکل معلوم
بڑا پر جانب بھراے مغز برائے استراحت زین بھایا کہ اس عی میں دوزخا تر	تک تانید کا جو کا سا آیا زبان پر عین مطلب تو لگا اسی صورت سے کچھ حسرت کل گیا	مراقب کی طرح کنین جو نین نہ کہ تو تاجر ہے میں سلطان عالم وہ بولا باپ سوداگر تیار
طبیعت کی عجب ہر کربل کا تمام اسباب دنیا تافہم کمال مافون گرا ہون آکا	بہت محفوظ رہتا تابلہ کم جلو تم ہی سفر کو میرے ہراہ کہ تہا پیوں کی آمد کا وہ شہا	نہا غفلت سے ہم محبت دم چند سناؤ اپنا اپنا قصہ باہم کیا کرتا تھا ہر جانب کا پیرا
یہ کسکری بھلا پو پھانڈا اوجھا یہ کہتے ہی اکاندی آئی ناگا اڑا وہ دوسرا ہی اوسکے ہراہ	ہو انا کی عالم حبیب گئی راہ رہے شتاق مطلب طرشتا ہو اراجع دل اوسکا مطلب	تو مجھ سے اسنے اپنے یلایا کہتے فہم سامشکل ماری جہاز اپنا بڑا جلد ایسی جا
مراغت پالی اکو شربتے پہر اسکے بعد سو گشتاہ عاتل پہر اسکے بعد سو گشتاہ عاتل	لایا آغوش میں بانو کو کیا جگایا شوق کو لایا یہ سلطان کہ اسے بانو کو بے حال مہا	سین معلوم کس جانب تبار ہو ادخل محل میں شانہ نام راہ راحت و روشن مہوفا

وہ بولی راوی سابق قلندر اشیا بسوسے انجمن پریشان کمال نہ کہ بل لیکن بعد عیال بہر سوسہ طبیعت کو سنبھالا وہ دونوں باہر رائیں مسکے بڑی اکل و سہی وہ یارانی رہی تالصف شب و گرمیوں کہ جسکو سو گنتے ہی کوئے کھڑے کہ سیری بھی تھی بڑ کچھ دم یہ عالم تھا کہ چسپ کیڑی نظر بوجھنی جو اطراف میں کسا اٹنے کہ یوں رہو تیار بس اب کل ہے دل بیاں یہ فرا کہ ہوئی خست بیری اٹنے سامان مہنی خانوں کا	بیان کرتا ہے یوں حال تندر ہوا اندوہ دست گر بیان کہ ہوگا ساشا ہیرا کہ ہلاکا بڑی شکل سے وہ دن تیرا مجھے دکھا اگر بہتر ویکار دکھائے اسے لطف نوجوانی پیر کے بعد کہو اٹنے گیسو ہوئی کیفیت ہی وراموش نہوں چند سے خیال ہونے لگا ہوا صرف ادا یوں مکر تو دیکھے جلوہ ہاسے صبح محشر ابھی ہوئی سزا دن ہی انتظار پیر کے بعد ہوگا اور ساقی سیان باقی رہا دل پرینقاہ	کہ جب چمکا جال مہر ہر وہ اتالیقوں تھار و رفت خدا جانے سفر ہوا یمنین کرن غور شید کی ہلکی چہی کھائے کہ یوں ہے آج منسوار کہی ہی بدوین تھی گاہے گنجوار شیم شک ز لپٹی ہوئے بغا ہر نیند لیکن غشی ہی اسی موت سے سو باہر شو کہ پہلو سے جگایا اوس کی ہجوم شک نماز کو رہو پا اٹھا کہ چند لطف آشنائی نہ ہم ہونگے نہ عیالان عیال سید مر شوق باز کھری کی جا	نظر آنے کے رخ و ہیلو بہت سنی کاوش و زلفت یہی بہتر کہ جو کچھ ہو سہین ہو بڑی کچھ کچھ ہوئے دانش قرب آؤ کہ ہے شوق بندہ نئی شوق کی گستاہن تنہا ہو حذر مانگا طبیعت نے خدا سے وہا شاید فراموشی کی تھی کہ اکھین مجھ غفلت بر میں ہو عطا کی بیقرار ہی سیر ہی کہ ٹپک کر اٹنے دہن کو بگولیا جگر پر پہلے دافع جدائی اٹاؤ گے ستم گردوں کی کیا تو دیکھا صبح ہے خست ہوئی گئے یاران مغل خود فراموش
رات ۱۰۶			
کوئی دم اور ساقی جہرانی طبیعت نے جہان تکے طلب کی نکالیں آرزو میں سیر ہو کر نوازش ہر گہری پچا دل میں گروا این جہہ اک آرزو ہوس گستاخیاں کرتی چہر گروہ جام جو گہرا بہت ہے سمن سطح آتا ہے بیاں میں	کہ اب باقی ہی ہی اکل کمانی تری بہت نے ہر ساغر میں نہی وہا میں دین لجان بزار رہے بچہ ہمیشہ مفضل ہمو طبیعت کو اوس کی جیتو ہے دکھاتے ہیں آرزو میں ہم ساقی او سہیل کشیشے کی ہے مزون کا جوش ہے اس دستان میں	ہوا چائیں شب کا خوب جام دہن شیشوں کے منہ ختم ہوئے حقیقت میں تری بہت چالی زبان دلا ہے سیر کرم کی کہ جسکے کیف ہوئے دل شاد سوا مید غایت میں طلب ہے لامنہ سے بقصد مہربانی کہ جب گدڑی شب سلطان ہوگا	نیا یا فکر نے اک عطر آرام رہا بریضے ہر جام کیا کیا نہیں پیرا کوئی شقائق خالی نہیں چھینچا جیتا جہنم کی رہا کرتی ہے خاطر مانا آباد اگر ہو لطف تیرا کیا عجب ہے کہ پیر آغاز پر آئے کمانی نہیں باقی کسی جانب نہ ہرا

رات ۱۰۶

فروغ صبح سے تارک ہونے تک	زمین پر آسمان میں نور افشا	خیال مشت میں خاطر میں جاکی	ہوئی تیرے فخر و شکر دعا کی
کہ چلیے پیرا سے دیدھوا	سین آج آکے طائر کتنے ہڑیا	دو غور شوق میں گھوڑا اٹھایا	ہوا سے بھی زیادہ تیز آیا
نظر پوچھی جو سو شاخ و خبا	تو دیکھا دو نو طائر میں لڑا	مہی کل دلا طائر کھ رہا	کہ بعد اوس لفظ کے عید دعا
کہ جب عالم ہوا آندی سے تارک	کوئی شے جلد آئی سے تارک	اڑا کر بجلی بجھو ہوا پر	بچارا سینے والہ کو برابر
نہ آئی کچھ صدر گرگزی کی	رہی جی ہی میں باقی سیرجی کی	کسی آنکھ میں تو دیکھا انگشت	پری پہلو میں ہر صومے کی گستا
سے گولگ کا اک جام بہر کر	وہ بولی مجھے سب بی اس کو بھر	میرے لہر ہو گئے طائر روانہ	رہا بہر شاہ مشتاق مناس
نظر سے زمین پوچھی خوشی کی	تو حسن شب نے مطلب کی خبر	محل میں پیش خاتون شاہ آیا	طعام عمدہ کچھ تھوڑا سا کھایا
فراغت جب ہوئی سوا بام	ہوا آخر کو آخر وقت آرام	کسلین آنکھ میں کما ہوتے جاگو	اجی اپنے شے کی خبر تو
وہ بولی اب ہوں کستا ورتو	کہ جب آیا نظر چائیلون ورتو	تو بجھو جی برہی کی تیاری	کیا آنکھوں میں نیل اشکباری
کہ اتنے میں سب مشتوق ہیں	جو مجھے ہو چکین تین پنج محم	اور اون میں ایک ان سب کی شرا	جو باقی تھی ساشی کی طلبگار
نئے کپڑے ہیں کے خوب نیک	مقابل آئین بولی ایک تنکے	زہے قسمت کہ عید خاتون بچا	سین چشم فلک تک جس آگاہ
وہ تم سے ہم نعل ہوئے کوئی	محبت کی کشش یاں کیلائی	کر و جد کماں عید میں میر	کہ ہو شب بائیں مشتوق کو میر
یہ ککر بٹ میں یکبار باہم	کیا سامان عشرت کو فراہم	وہ خاتون جب کوئی تین موزا	سرسند پر بیٹھی تے کے ناچا
نگاہ میں شرم نہ کچھ رنگ رفت	سخن میں پاکدامنی کی وقت	جین سے نقش عصمت تشکارا	سوزا تو نگھا ہوئے نظر ارا
ادائیں حبت نازک از روئین	فقط کچھ اپنے دامن گفتگوئین	سوا فلاک حسرت سے نظر ارا	جہان کی نے ثباتی پر اٹھا
پس ز چند کہا ہی رہا ہے	کہ تھے فرش سارا اس لئے	سعفا ہوئیں بالکل تھریاں کے	درو دیوار بے ہر مکان کے
سرا پا لاجوردی رنگ پائین	نئے سامان ہر صومے کتنے	طعام عمدہ کی تیاریاں ہونے	دل صنان کی دلداریاں ہونے
سنا جب اپنے مالک کا اشار	کیا اون سب یہ سامان ارا	نہ کہانے تھے جو کما سب کھلا	جہان دیکھانے سامان پا
زبان سے نچ رہی تھی	خیال عقل میں مجھوڑا چا	پہر اسکے بعد عمدہ سازا	انہیں خد متکارتوں نے بچا
جب آئی نصف شب کچھ زیاد	ہر اک اسطرح بولی سر نہادہ	کہ رخصت ہو تو کچھ دم سوئیں ہم	کہا مالک نے بہتر بر کوئی دم
بشین وہین ہوا اتنا جو کیا	تو یوچے اوس جی سے سارہرا	بیان دہنے کے تاجکارا	پہر اسکے بعد بولی امر بجان
بہار کسمان ہو کیا کین ہم	متاری فاس سے پونچھے بیٹم	گواشوس عید دیکھا فانی	نہیں شایان لطف زندگانی
ہمیشہ اسکا عالم ہے دگرگون	نظر اتنا ہے ہر دم تازہ شمعون	محبت کیا کوئی کوئی کسی	بھلا کب دور میں کتا نہ جی

کرمی دم کے لیے کیا شومزن خدا دی طائران خوش شوق	پھر انیکا سقر چنچ بدطن لب پھر غنچہ کو کھوہ صبا نے	یہ مکڑ خوب بولی وہ لہرا یہ باتین تین لب توستے	کہ استے مین ہواوش شہنشاہ کہ شب گزری گجر کی آلی آؤ
رات کا			
اٹتے محرف نہ اپنی جا کے می گلگون پلاسائی خدارا	کہ دل یون چاہتا اب ہلدا بیان پر آب یون عزم بانی	کہ شیشے کی ٹپک دیکھیں کوئی کہ سلطان پر حواری ہی ہو کو	پیکر کے جام کے بھلاؤں جنم پے دیدار رخصت دی نظر کو
وہ نور شوق مین گمیں کہانی پیل نہ سیر زمانہ سو سحر	کہ دم رنج کیا شہ نے اوی جا کہ اس سے مین طائرانے ناکا	جہان وہ طائر اگر مٹی تے ہوا وہ ایک گویا دوسرے	بیان کرتے تے کچھ گزری باز کہ سن المیران الفاظ میری
تماشا دیکھتا تھا ہر طرف شاہ کہ ساغب دیا جھو پری	تو اوس دم یہ جہا بیا شیری نے ہنسنے وہ اور جھک یون سنایا	کہ تو واقف نہیں اس جہا کہ تیری شکل مین تون بانی	نہیں معلوم اب ہوسا ناکا نکرا فوس ہے اسے تو دم
لیا ساغر کھٹکے نک لایا کہ جھکو مہربان اپنا نیا پا	سقر خوف کچھ دلیں سایا کہ رکون چند دن اب جھکو مہا	کہان منمت جو ہوشوق ہلدا یہ مکڑ بھلی ہر ساعت لہسنے	بڑا نادان ہے اسے واہ آؤ نہایت جلد ملی کی راہ آؤ
اسی پی جلد چل کر میری نظر اٹھتے ہی دیکھا اک مکان تھا	درود یوار سننے تے خوش ہوا بہ شکل آئینہ ہر شے مقابل	فریب فریش نگین ہر مکان مین کسین اس کے مینا و ساغر	کبھی ایسے نہ دیکھے تے جہا طلسمی سیکڑوں سامان برابر
جھکا ہون کو ہوا اک لطف حاصل کہون کیا کیا نظر سے جو گزرا	عجب اوسوت کچھ عالم راتا کہا میا ختہ اوسوت جی نے	کہ مثل آئینہ حیران و شمشد کہ لو بوسے لب نازک کے حوایا	طبیعت مین ہجوم شوق میر کہ تا مخطوط ہو کچھ خاطر یار
بٹھا ہا بکھوسند پر پری نے غرض بھی وہ میری آؤ کو	کہا میا ختہ اوسوت جی نے بہرے کچھ جام کج کر کے سب کو	کہ لو بوسے لب نازک کے حوایا کہا لبے اور بولی کہ کریں	نہیں اب بھی تمہارا جاتا ہی دکھنے جو سٹے اپنے نکالے
ہنسائیں اور پے نوہ جام پر رہی شب بہر ہجوم شوق کی	ہوئیں آخر نگاہ مین کیف آمیز بڑی ہی ہر دم و فور ذوق کی ہر دم	گھلے مین اوس پری نے ماحو یہ مکڑ کوٹ گئے طائر وہاں	رہا محروم مطلب و ہستان گر تکلیف بتا بی نظر مین
پہر سلطان کرا فتر وہ خاطر طعام و آب سے فرصت چاہانی	جو دلیں جسرت مین صحت طائر رہا سرفراحت غنچہ آئی	قرب بنام آیا اپنے گھر مین ہوا بیدار آخر حسب معمول	کہا ہنس کر کہ اسے خانوں کہ حسین ہم نفل تھی خوش آؤ
کہو کہتا ہے کیا مرد قلندر عجب آرام سے کافی حرکت	وہ بولی اسے شہ انشا گستر کہ شیش کر نہ سکتی تھی نظر تک	یہ کہتا ہے کہ وہ چالیس آؤ غرض کب تک کہون جہا لانا	بیاں کیا کیا کروں مین سال نا طبیعت خوش زبان نیرنگ
رہا تا سال اوس قلی مین سکر پیشہ سلبے انکھون کے گھر	پیشہ سلبے انکھون کے گھر پیشہ سلبے انکھون کے گھر	پیشہ سلبے انکھون کے گھر پیشہ سلبے انکھون کے گھر	پیشہ سلبے انکھون کے گھر پیشہ سلبے انکھون کے گھر

<p>۱۲۵</p> <p>رہا جب تک روز سال بانی وہ کیا یعنی کسب و تلاش کسائیے کہ بھیک کیا ماجر ہے جدائی ہم میں تم میں چاہئے بہنہب اسکا تمہیں ہم کیا تائز ہوئی انجام کو اوتک جدائی وہی سامان ہے اسوقت موح کہ جبکہ بدلے میں غم گر فتا بھیک چاہیں وہی ہم سے بھیک برے چند حاجت یاک کچھ سو وہ دن جب کالب پڑو آیا سپر حق کہتے ہیں یہاں مرفع صبح کے سامان دیکھ اشا ساغریں ساقی خدار</p>	<p>تو ملا اور ہی سامان ساقی کہ جن کا کھ چکا ہوں شہر حال بتا دیجیہ کیوں وقت بگاڑے مراق طابری اب مدعا نگر مان کچھ زبان پر ہے تائز نہ دی پیر شکل ہی ادکائی گئی کہ باب دوستی ہوتی ہیں ہوے قمر محبت کے گنہگار برای شغل دل و بیان ہیں پہر اپنے گہر میں ہوتے ہیں مریجان آج اسے نہ دیا گراک بات ہے اسکا کڑا دھیان کواکب چند دم ممان دیکھ</p>	<p>کہ وہ محفل ہوئی امنوس کا گھر گھل لے لی کے جسے رہن باہم تو بولی ایک اونین سے پڑا خدا حافظ کمان تم اور کمان وہ بھیک ہی آئے اکثر آدمی نہین معلوم کیا اور کجا ہمارا مراق دالی کا وقت آیا ہر باب میں سلطان طرا رہا کرتی ہیں اس قلعی میں سال کہ رہا تو میں جب پائش لالہ جدا ہوتے ہیں بھیک سکو بڑا لب بالو پتہ تاجاری بھیک ہوئی خاصو شش بانو گفتگو</p>	<p>جگر گھر سے دل مشتاق بر زمین بربش محبت کو ہم کہ بھیک سپر ستم نرا جو ہوا عرض را حاکم دلین بھیک رہے سال بانی لاشا تو کمان میں کس طرف میں بھیک نرا اتنا نہ تھا ہے اٹھایا وہ میں چاہیں شاہ حکما بسر مہتابے جوش شوق طرا تو پراتے ہیں ہر سیریم بان ترقی زاب جوش بھیکاری کہ اس شب کی موئی بھیک لگی حسرت ٹپکنے آرزو کہ دل مشتاق یون ہے بھیک</p>
<p>رات ۱۰۸</p>			
<p>کہ برے می لب مینے ہم کہ ہنگام سحر خورشید بھیک پہر کچھ دن بھیک نظر کی جانب اشجار بیکار ریمان ہوتی ہے یون گزری گئی تو ہنگام سحر وہ مایہ بانی وہ ہے میرا بڑ جاتی ہون نہ گہرا کچھ اپنے دلین بھیک لکھی جانور طائون گویا</p>	<p>رہن بہوش اپنے جوش میں کہلا خضر ہر طرف ہر شیل گم جب آیا دوپہر دن ہو کے اکام تو دیکھا پردہ و نون طائر لب آغا ہے غم زبانی لگی کہنے رزاہ مہربانی پہر ہر سہی مون ان ہر اند کہ میں موجود ہر شیل در ویاقت سے لبرزیہ</p>	<p>چمکے جام کے بیکے جود ہن بڑا سلطان بڑا بوجھرا بڑا اوس شیل کے جانب بھیک برا کہ بیٹھا ہے اپنی اپنی جا کہ جب رام سے ورات گزری کہ میں ہوتی ہوں خست بھیک پہر او کے بعد آتی ہوں بھیک وہ درازہ ہے نای جان بھیک گہر میں بھیک</p>	<p>تو خاطر اسطرح ہو گم تو وہی صحر اک حسین مدعا سے آیا جلد جوش کثرت خلش ہے اکس مدعا مرون میں ہر طرح کی بات پے دیکھ سلطان معطم برای سیر سہی ہون نہان تاشا ہے دمان ہر دیکھا نظر آتے ہیں ہر شیل</p>

دہان کچھ سٹہ کرنا سیر بجان	کہتا ہر خاطر افسردہ شادان	ابھی آئی تھیں میں ہی غم کھانا	کہ گزرتا کابیت بھگوانا
یہ لکھو وہ تھی راہی دیر کو	رہیں بتیا بیان سیری نظر کو	ماہوم غم سے چشم تر بہ آئی	رہی آرام سے ناشائستہ
پیشانی شل گیسو ہو گیا دل	کشیدہ دم رہی ہر وقت شکل	طبیعت صوت دیوانہ برہم	رہے اپنے نہ قائلین زہم
بڑا سو گشتان جنتیم	گر خاطر میں پیدا کثرت بیم	کہ ہم واقع بنیں اس شرم	نہ آجائے بلا کوئی کین
غرض کچھ دور تر وہ کہہ پڑیں	شکستہ تہا برابر جابجا میں	کہ اس ع سے میں آئی وہ آل آرا	بالب ہاتھ میں اپنے لیے جام
ہاں اسٹہ سے اور بولی کرتا	کہو کیسی طبیعت ہے مریجان	یہ کہیں تھے میں آئینہ مابین	یہ کہیں بگی صف شرکان میں
کہا میہ اور بامیں لین رہی	بھایا جوش الفت سے چھ جی	کہ سینے سے گلوں ہی کی	یہ محبت کب میرے کیسے
یہ لکھ رہے وہ طائر وہ رہی	رہے مصروف حشر طبع ہی	پہرانا چار پہر سحر سے گھر کو	نہ بانی تھی کوئی صوت نظر کو
کہ اس ع سے میں شام آئی برہ	ہو احوال رشید عالم تاب مضطر	رہا زب محل سلطان آفاق	طبیعت کو جو تین ہزار شاو
فرز نام بانو پوس سویا	ہوئی بند اکھ نقد ہوش کو یا	غرض تھوڑی ہی حیات باقی	قریب آیا زمان دور ساقی
تو جاکا شاہ اور بولا کہ ایجا	کہ اب کیا قلندر کا ہے سانا	وہ بولی یوں بیان لگا احوال	و کہتا ہے نئی کیفیت قال
کہ پوچھا اوں جی سینے پر	زہن کس بات کا پیارے کہنا	وہ بولی کر رہے گا دیان کو	ٹے گا برہمی سامان تنکو
میرا گی ہے ملاقات	یہی دن ہونگی پہر ہو کی ہی آ	مگر شکل ہے اسکا صبر کرنا	ہوس کا ضبط ہے جی گزنا
سوہ یہ ہے یہاں چٹکان	ہمارا پاس سب کی کنجیاں ہیں	تین تو ہیں کہ جلتے ہیں بجائے	میں ہیں جن گھماے خندان
طعام و آب ہو ہی ہر طرح کے	سین دیکھا جنہیں اب تک سینے	سوان سبکو عمل میں آجانا	جسے جی جا ہے بے وسو کار
ہر اک جا سیر کرنا صبح اور شام	جہان جی چاہے سونا ہر آرام	گھر ہے ایک دراوسین ملانی	نہایت اوسین ہا لطفا اونٹنا
وہ کو کہیں چاہے حسن اسکا	عجب انداز ہے اسکو کہوں کیا	سوا و سکے پاس تم ہرگز نہ جانا	سنا جب یہ کہانی کہ مانا
کہا پہر اسے گرا یا کو گے	تو میر بجان بڑا لازم لو گے	اٹانگے قلع تم عمر ہر کا	نہوئے حشر تک ہم تم پہر کا جا
یہ لکھ لکھو متھیں دین کئی بار	کہا یہ کام تم کرنا نہ زہار	کہانی یہ کہوں تاکید بجان	نہیں بھگو سمجھتی ہو تم نساں
عم فرقت سے کب ہوگا جھوٹا	جو میں یہ حکم کرونگا فرشتہ	مستم کہانی کہانی بیان	اور اوسپنہ بھی ابھی خاطر میں
کہا پہر ایک نے بہتر تو تو تیا	ندیتے کنجیاں لیکن کریں کیا	کہ جسے بد کمان ہو گے تم بجان	رہو گی رنج سے دست کرنا
کہو گے اعتبار اتنا نہ مانا	ہزاروں کہانیں متھیں بڑیاں	سواس باعث سے میں ناچار ہوں	جو یوں دیکھ دیکھتے کہیں ہم
کہا میں نے سب سچ ہے بجا ہے	بتنا را حکم بہتر مد غلہ ہے	نہاؤنگا خلاف اسکے عمل میں	نہ دورا نہ اچھے رد و بدل میں

غیر باتین لکے بانو نے جو کیا	تو عالم اور ہی تنہا رہی شہ	اٹھی محفل ہوئی ناموش خاتون	لطف زمین پیر کے رحمت کے زمین
اٹھا ساقی لبالب جام کوئی	راست ۱۰۹		کہ راحت پائی آرام کوئی
سجھ کے کولے خاطرین آئین	جوانی کے مرف مضمون کما کر	وہیں چمکین زمین کے لفظ برین	سامانی دما کی یون خیرین
کہ بعد اس کے جب صبح چکی	بڑھی غنیمت شہ عالی ہم کی	کہ پیسے جانب دشت سین	تریا با اوس طرف پہر اپنا تین
بہ قرب بصف روز آید ہا پیر	جہان وہ بیٹھتے تھے طائر کر	وہ صاحب دن تو آئے دلو با ہم	تسکے تھے نخل پر لینے گھم
کہا اوس دوسرے ایک نے	کہو کیا کیا سو بعد اس کے سامان	وہ بولا جوش مستی جب بڑا ہو	تو میں پٹا ہوا قروان جھوٹا
نسایت بقراری کی ہوس نے	وہیں مطلب براری کی ہوس نے	عرض بعد از فراغ چند است	ہوئی گویا وہ مصروف اعانت
کہ کیا شب بہر پیمین آرام ہوگا	اسی جاشوق کا انجام ہوگا	کہا میں نے جہان ہی چاہا پیر	وہ بولی تیر ساقد آدھ پیر
غرض لاکھ مجھے پہر اوس مکان	کہ جسکا حال گدازا داستان	اتنا طلاق کشیشے پرچی نے	اجازت اسطرح دی تو نون سچے
کہ تا وقت صبح ہریشیاں ہوں	زمین چرخ سے رو پوشیاں	سچے جب چند ساخول کے باہم	ہو سے غفلت کے سامان فراہم
کہا اوستے کہ آؤ تو میں ان بیان	جب بیٹھیں گے تو کچھ ٹھیکیں گے ارنا	کہا میں نے کہ سیر جو خوشی ہو	مگر سچہ من اپنے جھکو جاو
امین باتوں میں نہیلائی جو کیا	لیٹ کر سو رہا آپس میں دیار	کے لیے جب کلمہ میری دھڑکی پکار	ہو سچہ اول مضطرب اسوار
بحکم رنج میں اک جوش آیا	کہوں کیا جو قلق میں اٹھایا	بھگو یا پیر من کو چشم تر نے	لگا دی آگ سی سوز بھگنے
کہ اس صحن میں آئی ایک آواز	کہ کیوں ٹھگیں آدھ سرائے باز	قرب آتی ہے تیر بار جانی	کے کی سبت کچھ گدڑی کمانی
ہر پاسا سبانی میں ہوں موجود	بہر صوت ہے تجھ پر فضل مہبود	بھیہ باتین بتیں کہ آئی وہ پیراز	بہت مضطرب نایت طبع ناشاد
گھل گھل کے رونے اور کیا رونے	ترے صد نہ کو کچھ دلیر خج رونے	عجب تقدیر نے صوت دکھائی	کہ جھکو تا کچھ ہی من نہائی
بجز اس کے کہ چوڑوں ٹھکوتنا	رہوں تاج اوس حاکم جھوٹا	طاعت تو آون بہر کان کا	جس میں ہر گون میں تیر شہنشاہ
یکے لکر ہر پڑا طائر وہ کیسو	بسوے خانہ شہ تے بھی کیاڑ	نہایتہ جلد آیا اگر میں سلطان	ہمار شام کے دیکھنے چاہا
تو فرمایا کہ ہو طیار محفل	بسی اکدم میں وہ جاشا منزل	وہی سامان جوتے مرغ خفاہ	ہوے اک باج کے کتے میں شہ
چراغ و شمع دساتی شیشہ ہوا	حسینان پی بیگر گل اندام	غوم جب ہم نے تربت یابی	بگاہ شہ نے کیفیت اٹھائی
کہا بانو سے لاؤ خاصہ کائنات	گدڑی بہر سو رہیں آرام پائین	ہوئی ان سب فرصت چند ڈیر	فراغت پائی کچھ سچے گم
کہ جا کا شاہ اور بانو بولا	سنا کچھ میری جان دیر کیا	وہ بولی آج کتابت قلند	کہ آخر دل کے وہ جب پیکر
ہو میں خست کی جب طلب کیا	تو کیا اوس دم کہوں حال آرا	کہ جزا اوس تنہا سو رہی بہتر	مگر کیا چارہ حکم مستدر

کیا دست انہیں آخر بعد ہوا	کبھی نہ تو بیاں بانی نہ ہوا	کبھی طوفان جوش چشم تر تھا	کبھی اڑا ہوا دود جگر تھا
کبھی گمنون کو حیرانی میری	کبھی وحشت کرات ہوا	کبھی عید فکر مئی کو نوک چین	کمان کمان شک تر و این چین
کبھی قیامان ماند سیما	کبھی رنج و فتن کے اوس باب	کبھی حسرت کہ بدوین کسی لین	کبھی وحشت کلاب طے کسے
کبھی لب پرجوم آہ فریاد	کبھی نالوں کے غل سے خا آباد	کبھی مہزون احسان مقدر	کبھی کچھ خند ہست خلف بر
کبھی وہ جا جان ہسب کمال	کیا کرتی ہتھن کچھ کچھ غلام	نقدق ہو کے بوسہ دیکھ لیا	تسلی یوں دل مضطر کو دنیا
یہی عالم رہا میرا کئی روز	کہ کم ہوتی نہ تھی کیفیت سوز	برابر غش یہ غش آتے تھے ہر	نہ ہوتا تاکبھی دم ہر خبر آتا
بدلتی تھی جو کڑوتھ میرا	تو ہوتی تھی محو کی خواہش گاری	کئی حب چار دن بھر برابر	کہ دم بہر ہی نہ ٹھہر قلب مضطر
تو آشکواروں مکان سے باہر آیا	قدم اک سمت کھینے بڑھایا	نظر آیا مجھے اک حجرہ خوب	بہت دلکش شکل رو محبوب
نگالی میں کبھی اوسکو کھولا	نظر سے اک نیا سا ان گذرا	کہ ہے اک باغ ایسا ویشا آ	سناں پر گل مین حسین نایاب
نذکیا تاکبھی صحن چمان مین	بہلا کس طرح وہ آب بیان مین	بہت خوش رنگ پل لاکھون	نظر نہ جو کبھی دیکھتے ہیں
وہ شاخوں سے ہم شاخیں جید	کوئی پکا ہوا پیل خود یکید	بہت ایسے جنہیں میں جانتا	بہت وہ جو نہیں پہچانتا
کہا بانو سے زب بیاں نہ ہوا	ہوئی وہ رات گہرا کر وہ	جین مسیح سے پیل ہوا نور	یہ کار سے وہ ہوا چشم بدو
رات ۱۱			
ابھی ساتی بجا مدد مہر	توقف ایک لمحے کا بھی نہ	جکامینا کو دے چیکا ہوا	کہ ہوا نماز مطلب کا پھر بجا
بلایت میں گلگون کی شہ	جین مدعا یوں جلوہ گر ہو	کہ پروقت سحر شاہ فلک شاہ	کہ جو تھا خوب دس سحر آگاہ
کلام کیف زاحوا اثر ہو	کراتے مین ہ طائر و نو خوش	اوسی عباد و ہر کے بعد آ	بہتسی بولی خوشی سے چو پیا
بڑا مشتاق ان لہو سی	مستار از نکا اس طرح کھولا	کہ پوچھا اپنے آئرا اوس کی	کہ کیوں تے ثانی بات سی
غرض اک شخ پرست ایک بولا	غرض کیا جو سنون میں لکھا ہوا	کسے کے دل پہ حاکم میں نہیں	بلا سے میر ہو گا کوئی سنون
کسین ہو کے کوئی ہو گا تیرا	مرا اچھا کوئی دلیں سما یا	کسی سے مدتوں کی موسی	تسلی ابد مدت اوس کے کی
مبارک ہو جو بہا یا خوب بہا یا	اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا	مبارک آج ہو چکا گھر	بلا سے گوہر و مین خوا مضطر
بیکس مدہ چوٹا جھکو تھا	زادہ اور اسے کہیں کیا	یہ سننے ہی ہوئی چشم پڑا	بہت تر پائی اشک بکریا
گھر لے تعلق اب نوگا	جواہر سناں کا کیونکر نہیں	کہ جی قربان آفا طر سے پوٹا	کرن کیا تھر کے آتے ہوئے
کہا کیا خوب مین کیا فاحشہ مین	کہ پیرا ہم نون تاحشر تم ہم	عید لکھ کر کھلا اوس سے نخر	یقین تھا اوسکو پوچھائی جگر

کہ سینے ہاتھ روکا ہو کہ بیتا	کہا یہ کہ بیداری ہے یا خواب	میں صدمہ ہوش کیوں کوئی میرا	ابھی دیکھو مبارک نوجوانی
ادھر لاؤ مجھے تو دھیمے خنجر	وہ کماؤن شوق کے میں شیخ چور	مجھے دشمن تم اپنا جانتے ہو	طبیعت کو نین پچا پتی ہو
عصبت میرے آگے ہر پھیلا	ابھی تھرو کہ میں ہوتا ہوں قربان	سیدہ مکرو میں لگے سے اس کے لپٹا	بہایا اشک کا اکھونے دریا
نہائی میرے شکون سے وہ لدا	ادھر اوسے کیا تر چکو ہر بار	ہم زاری رہی تا دیر باقی	کہ اس عرصے میں بدلا دور پانی
اوسی ہوش آیا بولی سن جا	کہاں تجھے ملے گا اب خوش اقبال	خدا نے حسن و تجھ کو دیا ہے	کہ میری روح ہر خطہ خدا ہے
پری ہوں گو کہ پرستہ ہوں تجھ	ترسی نسبت برائی ہوگی کیونکر	سو اس کے چاہوں گی ایسا	گمان ایسے مرے باب میں قربان
خلاف شرط الفت کیوں کی آ	مقرر اس میں ہی ہوگی کوئی گستا	بھڑکتے ہی ہو طائر روانہ	رہا محروم مطلب پریشانہ
قریب آئی جو شب سلطان گزرا	ہر اک سامان نہایت خوبیا	کیے سب کام کرنا تھا جو ہر روز	کہ اتنے میں وہ ہائے دل افزا
لگی کہنے کہ سو چند دم شاہ	کہا سلطان نے مان میں مٹی اگاہ	کہ اب شب کہ ہے سننے ہی کہانی	مقرر ہے یہ راحت رسانی
یہ کہ مکرو سو رہا باؤ سلطان	بھکارے بزم دل تھے جو ہماں	کہ آیا وقت بیداری ہے شاہ	اٹا وہ اور لیا باؤ کو ہمراہ
کہا پیاری سنا داب قلندر	بیان کرتا ہے اپنا حال کیونکر	وہ بولی کہہ رہا ہے وہ گرفتار	کہ نرین ہی میں تین پہر دیکھا
لہا لب آب شیریں و نین باری	عجب موت کی پیدا آبداری	کہ جی قربان صدمہ توجہ دیتا	گھر سے ہی زیادہ میری خوش آ
فرے صانع کے تے اس کے پڑ	کہ یہ عالم تھا ہر بند سے پیدا	عید ہر دیکھ نہ جان کیو وہ میں ہن	جہاں جا وہی بھو میں تیرے
در خون کو انہیں سے فیض مل	جہ ہر دیکھو عجب ک لطف کمال	خوش آیا جب مجھے سامان کا	تو کچھ خطہ دل متیاب سٹھرا
کین بٹھا کین بٹھرا کوئی دم	کہ شاید چین پاس طبع پریم	انہیں دیدوں میں آخر ہو گیا رون	اٹا شب کو وہی دو دگر رون
پہرا دلنے کیا بند اس کے کو	خلس سی ہر ہوئی پیدا افکار	وہی سامان شی شگین معنون	زبان سے کی تخفیف فزا
اوسی صورت سے گزری لایا	کہ ہر دم آہ زاری جی زاری	بڑی مشکل سے رو ہی بچ گیا	کہا دل نے چلو آج اور اک جا
بڑا میں اور اک در آگے گمرا	تو اس کا حال میں ظاہر کر دیا	کہ وہ تھا اک بہن ہو پون ہن	بہت دھپس خوشبو میں گونیز
کہاں دنیا میں ایسے ہوں پیدا	ہزاروں گنگ ہر گل میں پیدا	نظر جس پر چپے لوٹا گیا دل	قدم اٹھا ہوا اور جس شکل
ہو انہیں ہرزو عطر آئین	دہن خنجر کے اک جوں کماز	وہاں ہی جی کو بھلائی ام	کہ شاید کچھ کی سپاس ام
گر خاطر نے آسائش پائی	وہی اٹھری ہوئی ہیرا آئی	اوسی درد جگر نے سر لٹایا	وہی تکتے پر سامان کیا
انہیں آہوں نے آتش بارا کن	انہیں نالوں نے پکشتین بن	اوسی صورت سے پھر ٹوٹا کیے ہم	رہا ہج پیر و پائی عالم
جیہ کتے کتے باؤ جو کچھا	تو پایا کچھ دگر گون حال شہ کا	جہاں جج کے اندر مایا	اٹھ مارا ان میں سب کتہ

رکست ۱۱۵

<p>کہ ہے آغاز کا انجام باقی بڑا ہشتاد سو و شصت و دو کمایا اس طرح انداز اپنا کہ کیوں جی کچھ یقین نہ کیا جواب کا کہ نہیں کیا کوئی دیکھا تو میں ناچار بولا اوس سے نہ تھا خاطر میں باقی کوئی سوا بیان اوس میں کروں کس طرح گئے یہ دیکھتے ہی ہر شے سے قوی ظالم ستمگر دل پریشان ہوئے میں دیکھ کر کچھ بھی نہ بہت اسنے اسیا لطف تمام کھٹک پیدا ہوئی خاطر میں وہی طوق اور وہی پھر لگا وہی عصہ رہا بس کو بار اذیت بخت دشمن باپ اوس تو بایا شل اپنے دل کے مضطر طعام آب سے آرام پایا سنا وکل کا باقی تباہ سنا زبان پھر عرض طول استہان کی کی کثرت و دودھ کرنے وہاں کا اک نیا سامان دیکھا سننے ان کو تو تھا دل سے ہر نام</p>	<p>کہ وقت صبح سلطان ہر نام کیا اوس ایک نے آغاز اپنا گلے میں ہاتھ ڈالا اور سنا یہ ناحق کا غضب کیونکر لگے بہت سی منتیں کیں جب برابر کہا میں سو رہی تھی آپ کا پاس نظر آیا مجھے اک دشت ایسا برابر حلقہ اور ہر طرف سے کہ پیچے اونکے دیکھے چند گران کی طوق آہن ایک پار یہی اسکی نر کا ہو گا انجام وہ انھی جیسے لپٹے سر ایک کہ وہ ان میرے پاس نہ آیا رحم عرض کیسی بار کہ میری نصیبی شرا اوس نظر پونھی جو سو مصلحتوں نہایت جلد سے خانہ آیا کہ بانہ سے کہا جاگو مری جان اب آگے یوں قلندر کا بیان یکایک ہی صداغ سر نہ پہونچ کر اور دروازہ کیا دا دینروں طائران نو نواسخ</p>	<p>بیان استہان کا سخن میں زبان پر قصہ باقی کو لکھنے لیے بوسے مر کب کے برابر بچائے اپنے کہڑی کوئی نہ مان کہ میں پیکر بین ہرگز بد حال ہمارا جو ٹھہ کیفیت دکھائے منتیں آزرہ و بیاب دیکھا حکما میں جنگیں ان کی وہ چالاکی نہ صلت تھی غلبہ سے ہری زنجیر ہاتھوں میں بیٹھتے کہا اوس دس گنے کچھ نہیں کہ پڑا ایک نے دھن کو سیر کٹا دم چاہی خست تھی جی گر پیرون پاد کی التجاز کہوں کیا وہ کھانا تھا قریب پہر اسطمان ہی رخ شوق سے حال انجام کا دیکھا فلک سے پہر آیا یوں مزاج باکرم میں زمانہ ہے ترا منوں نصابت تو بد تربت سے ست مری تھی بڑا سپرین بسوی مار گھشم زمانہ یہ لطف اٹھاتا تھا جان</p>	<p>سے لبریز کا دس جام ساقی زبان سورت اعرض سخن میں بھی جب وہ ہر طائر ہر شے کہ آخر اوس پر ہی ہرے مضطر بڑے بہن ہو ڈورے لپٹے پیران مری تھیں بخشو تو کون حال کہ اچھا کیے جو کچھ جی میں آ کہ اس سے میں نے خون کیا ہزاروں انھی ہر جن غضبناک نہ نصرت پائی تھی ان کے غضب سے نکلے تھے وہ ان کے شے پکارا ایک تھہ ٹکوسار ک عرض ہباگی میں ان کے ساتھ میں چلائی گلا گھونٹا کسی نے اوسے ڈالا گئے میں دیکھو پاز اٹھا کر اک کہڑے میں بکھو ہینکا اڑا طائر یہ اتنی بات کہہ کے ابڑا شام کا دیکھا فلک سے ہوا خوابیدہ جاگا چند دم میں وہ بولی اسے خدیو ملک طرا کہ جب بیتا پون میں ات گوری نظر اٹھی تو باقی صبح روشہ کہ طائر خانہ کیے اوس مکان کو</p>
---	--	--	--

برابر غل قدین جہد سنے قس مندل کے آویزان شجرین طبیعت کو خوش آئی اوسکی ہر بات غل کروان سے دروازہ کیا بند وہی حسرت وہی بتایا بیان غصہ جو تون گذری گئی کہ چل کر آج پھر کہو میں کوئی قریب آیا زمین جھڑکے ناکاہ کہ دروازہ جو کھولا ال مکان کا گنا تو اوسین پہنچیں پائے یسین تک کھینچی تھی حال انہ جالی آئی اور کیف ساقی طبعیت میں جگر ہی تھی کم نقل عرض طلب ہے ہکو بڑا پوچھا جب آئی ویران بیان کیا ہے یوں دوسرے کہلی گبر کے آخر کھد میری اسی عالم میں خاطر تھی پشیمان اسی میں جا رہا ہے پانچار کہ اوسکوں خاک راہ لانا میرے پیچھے صدمہ آفتاب نما تو فرمایا ادھر آپس میر یہ کیا باعث سبب کا تیا	شبنم مہاسا خون پر اوسکی عجب نقاشیاں دیوار و دریز ارادہ نہا گد جا وہین رات ہوا نکلین مزاج طبع خوشند برابر کنگش میں جان نکلین کہ اتنے میں جہن صبح جنگی عجب کیا ہے جو بیٹے نکل منظر وہاں دیکھ نئی موت کی گراہ عجب نقش نظر آیا وہاں کا گنا جو نکتہ کچھ لطف تھا کہ یہ لارک نے پیرا نیا زانو	زمین پر سنگ مرمر فرش بادو مستعجاب سارا صوت دل گر خاطر ہوئی کچھ دم میں برہم پیر آئی گردش شام جدائی وہی ہر وقت تنہائی پر دنا اٹھا میں بہ طاعت سر جکایا عید ولین سو چکر نکلا مکان سے چلا اوس سمت سے پوچھا پشیمان صفائے عمارت دو تک نہ چلا گر پایا کسلا ہر در کو اوس جا جہن صبح نے جگہ کما سے	مزا ہو دیکھنے سے طبع سر بجائے اوسکو کیے نور منظر نہ قابو میں رہے اپنے ذرا ہم لگن دینے تنہا میں دہائی وہی گبر کے اپنی جان کہنا پس از فرس اسطرح خاطر آیا ہوا جب وراپے تہستان سے نظر آیا نایت خوب سالہ مکان و زمین بہت خوش نظر قدم لگاہ اک ویر جی کہا لگا مون میں غم نکلے سے غایت کرجہ ہوشی میں باقی کہ آغاز سخن کا ہے عید نکام چہ راہ دشتے مناخو نگاہ زبان پر سے آواز چوتھا رہی باقی نہ آزادی کی آس کہ بے شک کچھ نہ کچھ ہوگا ہوا از کر دیکھنے کو میر آئی کہ امانے کہا یوں سوس بلا سے گو کہ ہو تکلیف آسم نظر بھر پڑی جب کی ناکاہ عید ہوا تھی ہے انسان کی سکی کہ عصمت تھی برابر سکو موم
رات ۱۱۲			
وقت ابو دم ہر ہی شہم زبان کہتی ہے یوں پڑن کم نظر آیا وہی اوسن کا سنا کہ آخر وہ پری عید مجھے کھنہ تو دیکھا شے میں ہن میں شہر کہ اک میری بہن از ہونی پانہ کہا شریف لائین کس طرح پو نہ ہرگز اتنا کوئی عیسا نا کہ ہے وہ قہر کی سراپہ ناز فراد کیوں تو عید کپڑے بہن نہ تھا اب تک تو زرا حال ہا	کمال میرانی سے اٹھا جام کہ ہر وقت سحر شاہ فلک جاہ کہ بالا بخر طائرین گویا کہ میں اوج میں جہم ہوئی گو کہ گناہو اسطرین پیدا ہو اسے تخت اپنا بچے لائی ہستی وہ اور کہا چل ہاتھ میر ابی چل ہے سفر کھنہ کھنہ انین کپڑوں کے پوچھی اوسکے گئی جب میں تو سو گنا اور کہا وہ ہلا دی قرا میں تھی نئی ہم		

رات ۱۱۲

بہرے شکر و ملی گن گزوم	تو بولی اسطرح وہ کیف اختر	کہ اسے فرزند میں پھر سے قربا	گر ایسا کرنا اسے مرے جان
کہ وہ بہا خاندان میں تو لگا	بلا کوئی سارے سر پہ لاس	عزیزوں سے ہاری آنکھ شربا	نکک کچھ اور ہی سامان کھلا
یہ کہہ کر محکو جیاتی سے نکھایا	طبیعت نے جو سیر چین پایا	تو لپٹی اپنی ماں سے اور کہا یوں	کہ امان کیا کہاتے تھے پھر نہ
بہا بھر گمان بد یہ کیسا	ہو اتنا کیا کہی کچھ مجھے ایسا	سین میری جو بین کیا کیوں	ہزاروں طور کے طعنے وہ دینا
میتیں لازم نہ تھی بدیلت کبھی	ندامت ہو گی ناحق محکو سہنی	یہ کہہ کر لڑ گئے عاثر بہر اکبار	پہر اس جلسے سلطان کو بچا
قریب خانہ آتی سی ہوئی شام	ہوا داخل محل میں بامبد آرام	راہ خواہیدہ سلطان ساعت چند	پہر کے بعد جاگنا شاد و خوش
کہا بانو سے اٹھو تم بھی بچا	وہ کیونکر ہے کہا فی کچھ کہو مان	وہ بولی اب قلندر صاحب شہزاد	بیان کرنا ہے یوں اس پر کا بڑا
قدم دروازے میں جسوقت کیا	تو او سین اور بھی کی رستہ تانا	وہاں پوچھا تو کوٹھا اور دیکھا	کہ پر تما موتیوں سے سب بھرا
کہو تر کا ہو سنیہ جسطرح پر	دور اسطرح ہر گویا ہر تر	بہت سے ڈھیر لیسے اور بہت	کچھ اس سے کم زیادہ بیٹے دیا
منقش و سراجہ حیرت پایا	تو او سین اسطرح کا لطف لٹا	کہ الماس جواہر لعل ہر جا	برابر ڈھیر میں خرم و عزت
زمرہ درمیں سے بیٹے پہنے	جو چوتھا تمارے اوسنے کہا	کہ او سین خشت زر کا ڈھیر لایا	بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھا
پہر اس کے بعد دیکھے اور بھر	کہ چیت مکت اشرفیوں سے بھر	کہیں چاندی کی انہیں لکھتے	کہ اب تک کھنے و پینے میں
کہیں باقوت و سلیم ہر طرح کے	کہ خشکی شمع نامکمل زبان کے	غرض ہر خیرہ تھا ہر شے بڑی	نظر پڑتی تھی میری جرت امیر
کہ بار بار کس قدر دولت لایا	نہیں حد سکی دیکھا یہ یہ کیا	سوا اس کے عجائب و راکش	نظر آتے رہے ہر خطہ دن بھر
پہر آخر جبکہ خورشید جھانسا	ہوا منزل گذار ملک سہا	کہا در بند میں باہر آکر	رہا راحت فروش قلب گہر
سرسبز سحرکت بن و غم میں	میر کی ہر طرح لا کمون لم نہ	ہوئی جب صبح پہر ہو کر اوس	ہوا وار دینا کہ حجرہ پہنے نگو
اوسے کہو لا تو دیکھا اور مان	کہ جسکی شمع میں عقل حیران	عوض گزری جلتا تالین	تو خاطر میں نیا پیدا ہو نک
کہ گونتا جو حجر وں کو کہو لا	گروہ جو جبین در سے پیدا	کیا ہے منع اون شہزادیوں	کہ اس کے کہو نے میں بن ہو
مناسب آج آو کو بھی ہوا	اگر کچھ عقد سبہ ہوں تو ہوں	نہ سرت بھر ہی خاطر میں باقی	میر پر گمان یہ جام و ساقی
گردل نے کہا وعدہ کیا ہے	حلاف اقرار کے کرنا خطا	خدا جانے ہے میں صحت کیا	کہ اون پر یوں نے اوس کے باز
کہیں بیایا نہ کوئی بلا ہے	یہ اتنی راحت النفس ہے جا	بھکر چاہیے یہ کام کرنا	اب ایسی فکر سے لازم ڈرنا
بیان تک کچھ بھی جیال انو	ہوئی اوس بات کو تکلیف انو	آنکھ الٹی تو سامان سحر تھا	نظر آنے لگا اکھنوں کو کھلا
پلاسائی کہ کچھ شیکہ دہن ہے			ترش یوں ہو متبہ سخن

کہ بند از شب ہوئی جیسے چرخ مخاطب ہو سکتے ایک یون تھا بے کو تیرے اتنا کچھ نہ تھا یہ لکھ کر ہر گے اپنے لکایا ہن کی تیری ہے پریشادی شعبہ ہر شخص مجھے پوچھتا سواب تم کل سے میرا ہوتا یقین تہا دم بخوابے اسی یہ سن کر کچھ ہوا میں ہی پریشان پیرا افسردہ اس محل سے گھر بڑا سلطان ہوا اہل محل میں وہ بولی اب قلند کی زبان کہ کچھ ہو کہو وہ چہرہ مقرر بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا جب اس صو سے ٹھہری غلط بڑا پایا عجب سامان میں نہ پایا صاحب خانہ جواں جا غرض اہل ہوا صحن مکان میں نہایت خلوت اسپ چاکا منقش لپیٹ پر اک زین پزار کہ بیٹھ بیٹھ پر اسکو اٹاؤ کہ پوچھا وہ فلک تک چھٹاک گر اجس دم تو مارا اوسنے اک	بڑا سلطان ہو دست میں ہوئی آخر میری اسطی کو آیا سمجھ تو کچھ مجھے ہی تھا محبت کا جو دلیں جوش آیا نہ وہ اب باغ میں رہنے کے گیا کہ او کو یوں میں رہنے ہی کیا خفا ہو گئے ناز و گے جو کتنا گر اچان آیا وہ بیان تیرا کسا جی سے نہیں آیا یہ سامان اجازت دید کی بخشی نظر کو رہا خوابیدہ بانو کی نعل میں ترشح زاسے یوں جال مگر بلاست جو دکھ اب مقرر قریب غمش ہوا دان حال میں ہوا دور نظر سے میرے غما نہ و کمی سہی کہی یہ شان میں تو خاطر کو ہوا اک رنج پیدا رہا کچھ دیر اوس جنب نشان میں نہ پوچھے تیز رون کو اوسلی اور فروغ مہر سے تابش میں ہر ذرا نقدیر کا حال آکر ناؤ وہاں سے نکلیا پرہیز خانہ بڑا وہ آنکھ پر میری کر	قریب چل پوچھا شاہ و ادا سہی جب اکسرا ان تیری کہیں ایسا نہ کچھ باب سن پا یہ بوسہ رخ و عارض کو چیا غریب ابرا آتے ہیں ہر روز یہاں آئیں میں بنم طلب میں میسے تے ہی اور یکبارگی پوچھ میں چپ کو ہاں یان فی ہون یہ لکھ کر اٹھ گئے طائر جو یکبار اٹھیں انہیں تو دیکھی ہر تنہا رہے جب رات کم باگا کیا یوں کہ آخر کو ناما میر ہی نے اٹھا پوچھا اوسی خبر کو کویلا گرتے اوسنی مہند کی ناک کہ اسین اور اک عمدہ مکان کنول روشن و دیوارا پاتا کہا دل نہ کر آگے اور پیچھے نظر آیا مجھے ایک سپ منشی سیون سے زیادہ حسن بن تھا قریب و سکے گیا باہر میں آیا ہوا اوسار مارا تازہ یاد اتر کر لپیٹ کو اپنی دیا ہو کہ کب شہید اوس صوفی گیا	نظر آئے وہ طائر و نون کہا نادان نہیں دشمن بن میرا کہ تمھیں اور مجھ پر اک ملا کہا قربان مان تجھ ہی سوار نئے سامان وہاں میں ہر روز شرک کا محفل مونہ میں سین ہوے دنیا و دین و نون و کوشم و کھائے آگے جو محو مقرر رہا سلطان شائق خاطر نگار طبیعت نے کہا ہے وقت آہم کہ مان باز نہا کوئی پہنوں اجازت دی یہ خاطر کی خوش کہوں کیا کیا نظر آیا چوین کہ تا قیام میں آئیں ہوش و دل مقرر دل لگی کا کیران مسفا فرخش ہر جا گرانا نہایت بقدر اسی تاسعینہ کہ وہ جا اوسکی غاس آرام گئی تہا دن مال او کے اور میں کیا طبیعت نے ہی اوسہم سمایا نہ گذارتا ہیبت ایسا زمانہ فرز زہر سے میں سنی کرنا کہیں انہیں کی سنی منجھتا
---	---	--	---

غش آیا کثرت و دگر سے
تو میں تھا کہ بے شک یہ تھا
اسی جانب بلاتین مجھے تین
جنوں کھڑائی مجھ کی تھی
سفر رائے رہنے کی وہ تھی
پھر کے بعد آئے مجھ کو دیکھا
خدا اچا کہ انجا طلب
کہا تاتے پہلے ہم نے حال
اب اس دم اسکا حیا رکھتا
اسین باتوں میں آخر ہو گئی
پلا ساقی سے باقی کا اک جام
زبان مصروف آغاز سخن
اٹھا سلطان سر منتقل خاطر
وہی اشجار جن پر دو نوا
کہ اس سے میں آئی و نہی
وہ بولا پہلا طائر اس سے
غرض میں تے سب سے ہو گیا
ہو اعرصہ کہ جی گہرا رہا ہے
جو گزری تھی وہ سب تجھے بیان
گر و پیش ہے شادی کسان
زبان پر آئے گی فریاد ہر دم
زیادہ دیر میں ہو گا پھر خاتم
کہا دے گہرا اس قدر تو

ہوا پوشیدہ وہ گھوڑا نظر سے
جہا نے ابتدا سے نہ تھا
ہزاروں بیچ ایدائین ٹائین
خبر اس قلعے کی آفت سے ہی تھی
زمین امیہ بخش التجا تھی
مگر یہ بھی پوچھا حال ہے کیا
اسی عالم میں ہیں مجھ پر ہم
کہ ایسے کچھ نظر تین گنجال
کہ ملک غیر کی یہ سرزمین ہے
ہوئی خاموش باہوی خصل و قفا

اسٹامین بعد چند انفس منظر
یہیں ڈالا تھانج نے جھگڑا کر
پہر اس دم وہ جوان آئے مجھے یاد
غرض پوچھا میں اک بارہ دیر
گر اوکو نیا یا چند ساعت
کہا مجھے مبارکباد کیا دین
جو گزری تم پر ہم پر بھی تھی
کہ جسکی شرح نامکن زبان
اگر تم جانب بغداد جاؤ
اٹھا سلطان بڑا سامان محفل

راست ۱۱۴

کہ بعد از شب ہوئی سب سے
بڑا کچھ دور آخر ہو کے تنہا
شہر کو نظر مٹیا تھا شتا
گہری بہر بعد طائر دو ٹوٹا
کہ اب کوئی جہان کر کے چلے
اجازت ہو تو سوئے باغ جہان
یہ سننے ہی کہا دے تے کچھ
کہا میں نے کہ ہون سمان تنہا
ہم تہائی تھی تے حال
کسی دیوار پہنچ گئے سر کو
کوئی تدبیر کر اسکی ہی اچھا
نجاتوں کی جان بکسکی گا

پہر اس قلعے کے بہر تے
یہیں سے سب بلاتین مجھے یاد
کہ جو باہم تھے دس آن آواز
کہ شاید وہ جوان آنکھوں سے دین
گئی تے سیر کر چوب عدا
یہی سیر کہ اب تھو عدا
صدر بڑائی سے کی ہے
ہو یا ہو گا سب کچھ امتحان
عجب کیا ہے مراد اپنی جوت
گئے گہرا اپنے سب جان محفل
کہ خاطر کو ہوئی تکلیف آرام
زبانوں نے دے طلب کیا
اوسی جانب چلا صحر جان
نکاحین تین سوا طراف آفت
زبان پرانیلا لہ نہ وہا
اجازت مانگ کر ان سے چلے
سکان میں سوؤں کچھ آرام
اڑے اویس جاتے میں پرانی
کہو گی جو وہ سب کچھ پورا
نامے کا کسی موت مراد
محبت اک کر دی گی جگر کو
کہ ناز نہ رہے کچھ روز نہا
کہوں گی عاصیہ بے جگر پیرا

بانی سیکردن ایسے کرونگی	میںوں نیا تمہارے دلوں کو دنگی	یہ سنکر دل محبت سے بہر آبا	طبیعت میں جہنم جوش پایا
تو مل کر گنگے ہم خوب رہے	کوئی دم داغ دل شکوہ نہ رہے	پہرے کے بعد دہلائی کھائی	سہا کچھ دیر دور آفتابی
لبالب جام اترے گوسے	مرے سپہ بھجوم اترے	لا سینے سے سینا بسکرتا ہوا	بہی کیفیت عالم فراختر
یہ بوسے ترانوں دہن کے	نئے کل دلوں عارض کے چین کے	یہ لکھ کر اڑ گئے طائر ہر اکبار	رہا شتاف سلطان خداداد
پہرے محل سے آخر سوسے	کینچھا تے میں شب کا شامین	محل میں شہسوار شاہ دہی شاہ	رہی شب کہ تو سلطان ہوا
جبکہ کراچی بانوسے کہا مان	دکھا دوجی نیا اب کوئی سال	وہ بولی یون ہے اب من قند	کہ آخر ب وہ مردان لاؤ
ہوئی دریا مری بغد و جاؤ	میںوں شک مراد اپنی جو پاؤ	کے سے اس کے میں نکلا ہوا	ہوئیں نازل بلائیں آساکے
نہایت گردنوں بیان آئے	ابھی تک راہ طلب کو نہ پایا	سوئی میں میں پر شام مجھ کو	نہ مٹی کچھ مروت آرام مجھ کو
ہر اک جانب میں بہر تہا پڑا	کہ شاید اب خدا کو نہ پانا	کہ جس کی تکت جاے سحر جو	کسی پہر اور ہی تہا سفر جو
نئے کچھ منتشرا یہی قلمت	مجھے دیکھا جوان و نون منہ	تو پوچھا کیوں یہ حال پیش	کہاں سے آئے سیر گردان پرچا
کسا بیٹے ٹھکانا ڈھونڈنا ہونا	بلا سے آسمان میں مبتلا ہونا	کہا تم ہی ہمارا ساتھ آؤ	سبب اپنی نصیبت کہناؤ
ہوا انا چاہ میں ہی نہ ہو	لی اس کی گھر کی چین اہ	سوئل لطف سے آرام پایا	نہایت خط آسائش اٹھایا
اداسے قلمت میں قلمت زان	تہا لطف کا مارا کہان	زبیدہ نے سنی جب کہانی	تو فرایا زراہ ہر مانی
کہ جاتی ہی خطا ہی نہیں تھی	فقط دریافت کرنے سے تھی	چلا جاؤ قلمت سے بیان	بر آیا ہر عاصہ دل بیان
کہا تو نون قلمت نے کہ بہتر	بجائیں کہ ہم حکم کر	کروا بی ہے دلیں اک قنا	امارت ہو تو ٹھہریں کچھ کم
یہ قلمتیں شخص باقی کا سنیل	بیان کرتے ہیں یہ کیا نیا نچل	زبیدہ نے کہا اونسے کہ	کہو تم پر جرات کہ جو کہ
کہا اون قلمت باقی نے کہ	بیان ہم کر چکے جو تہا سہ	کہ ہم قلمت میں ہر گون مول	بہت ہمراہ ہے سا مانل
نئے تھے نئی چیزیں ہیں براہ	یقین ہے ہر اک نے قابل شاہ	سنا ابداد کا تہا نام سینے	بیان اگر کیا آرام سینے
فر و کش میں سزا میں دیکھو	بیان ہے اک ہمارا دست شجھو	ہماری دوستی و عت کی تلخی	سیا صیش کا سامان تہا
قصد را کو قوال شہر آیا	بہت ہنگامہ محفل میں جویا	تو اسے چند انسان اوقا	کیے محسوس زندان میں جی
ہوئی محفل ستم سے ادھی ہجم	یہ حالت تھی کہیں تم کو ہریم	وہاں سے ہوا گراں تک جوا	تہا لطف سے آرام ہے
یہ کہتے کہتے شب نے گات	او دہرما نے اپنا ڈنگٹا	ہوئی خاموشی ہر زور ہریم	نظر آیا پریشانی کا عالم
کہاں ہے میرا سانی مان لاؤ	رات		سزا و بد جہام کی جہاں جی لاؤ

میں گنگون کے پیمانہ کا ہر دو	کہ پہر خاطر کو ہے منظور کچھ	وہی قصا جو باقی رہ گیا ہے	وہی مطلب جو برہم مدعا ہے
پہر آئے ناز بان غرض غنیمت	بیان ہوا طرح اسلحہ میں	کہ جب سلطان بحر کو گھر نکلا	بہت مشتاق سیرشت جوتا
وہیں پونچھا جہاں تے تے نظر	کمانی بڑا بان لاتے تے طائر	کیا آغاز اوی طائر نے پہر	کہ آگے اس طرح پڑھیں
کہ جب سے سماں اس پر	نو گہرا کر چو ثابت بھی جی کو	کہ عید اچھا نہیں آغاز انجام	یقینی اب بدل جائیگا آرام
غرض اہل کے ہوگا برج میل	غضب لاسکا جوش قصد باطل	طبیعت نسو جہا یا حال انجام	ہو اما نذ نخت خویش نا کام
بسر کی سار دن جون تک	ہوئی جہات سویا میں بہت	پری ہی سویا سیر سا تھیرا	کہ کیوں ہا اس قدر مضطر بنا
رہی جب رات تو ہی نینا	ہم آئینوں میں جب غفلت سیلی	ہو ابیدار مطلب نخت نا کام	نئے آغاز نے پایا عید انجام
کہ وہ چھوٹی مہن او کی پہر	ہو اسے تخت اپنا نیچے لائی	پکارا چپکے چپکے اوس ہی کو	نچا ہاست بد نے خبر ہو
پر نشان ہو کے در لئی مکان	رہی جو بان ہرا کچ نہان	غرض بالاب بام آلی جہا کا	تو دیکھا جھکو اوس کو سوتے ہوا
نہ بولی کچھ گھو مٹی ہاتھ سے لی	پہر اوس کو جا کے باکو اپنے دوی	کسا عید ماجرا آئینوں سے گزرا	کہا اوس نے طوفان سا
نہیں تیری مہن اسکی سزا	وہ ہے بچپن سے ہوئی درنا	اوسے مردوں کے نفرت مرچا	بہلا کسا وہ ان باتوں کی
میں اوس کو یا کہ اس جانبی ہو	اوس کی پار سائی مانتی ہوں	بہت رقتے ہر شادی آئے	بہت باتیں جہ نیر خویش کا
مگر منظور دل اوس کے نیا پا	سہنی میں ہی دسے اک غلط	کسی نے گر کیا ایسا شادی	تو پایا اوس کو گریبان شادی
بہلا اسے یہ عید ہتان غنیمت	مگر کہنے کا تیرے کچھ کسب ہے	میں سمجھی دسے اید اپنی تو	سمجھایا ہے عید تیری ارزو
کہ اوس کو ہی کوئی تکلیف پونچھے	عید سار کر میں نے شک اوس کی	سنا اماں سبب و سنے لکھا	کہا دل میں سے جھوٹا
کہا اماں چلو مکتو و کماؤں	جو گدرا ہے نظر سے پیش لائو	دنگا کرتخت اڑی مادر پری کی	ہو اکی طرح حیدر اوسجا پہنچی
نظر آئے اوس عید و دل پونچھا	گی سر پیٹنے ہی سبک بیک	پکاری کیا عید تم نے دکھایا	غصے سے بچ کیا پیش آیا
غرض میں اور پری جاگی کچھ	تو بالین پر نظر آئی وہ خوش	پری لپٹی گلے سے اپنی ان کے	میں ہا کا اوسط حال
ہوا اک نخل کے تنائے میں نہا	پریشان دل اسید مرگ میں جانا	عید کھراٹکے طائر بعد ہوا	پہر اوس جگتا ہوا صامت
وہ تیرے شام اپنے گھر میں آیا	وہی عالم وہی سامان پایا	کہ نرم آراستہ بانو شست تازہ	زبان پر بارب شہ آفا
پونچھ کر شاہ نے آرام پایا	جو تھا منظور دل وہ طوطا	ہوئی فرصت طعنا تم سے	میا صوبین است کی سہن
جہر کشت مہن ہا خوبہ سلطان	کسی جب آنکھ فرمایا اسی ہا	کہہ بانو قلم در کا کچھ چول	وہ بولی اب وہ مرد حساب
بیان کرانے مطلب اس طرح	کہ جب بسن چلو قصہ ہوا	زمیدہ نے کسا بگھر کو بیاز	خطا بخشی مرادین نے اپنا

ہوئے رخصت ہواں گنگا	نبیدہ نے کیا در بند کیا بار	خلیفہ اپنے گھر حقیقت آیا	وزیر نیک اختر کو سنا یا
کہ کل تمہیں نقد ہوئی	مکڑا کچھ کسی کی اسین غار	وہ جتنی عورتیں اون جاتیں ستو	انہیں ہی لایو اسے سیر ہو ستو
پہلے سکر وہ ہمیں لایا گنگا	کئی شب انتشار میں آئین	سحر کے وقت بنا کا شاہ لایو	کیا اون عورتوں کو اور نہیں لایو
وزیر باخود آیا بدر بار	ہوئے حاضر اسیر و خوشی	کیا ہر ایک نے مجھ کو سیر ہو	رہے الطاف فرما شاہ دستو
کیا پھر شہ نے ایسا مانا	کما تھا جگو جلد اب و گولاو	مجھ سے ہی بڑا دستو ہونا	کیا جس جگہ دیکھا تھا مگنا
کہا اون عورتوں کو ہوا	کہ شائے ہے تمہاری خاطر	زبیدہ نے کما تقصیر کیا	کما دستو نے کچھ مدعا ہے
غرض ہمراہ لیکر و گولاو	حضور شاہ سے سر جکایا	پس تسلیم ہو بھی حکم شاہی	کہ ہے دربار میں انکو تباہی
پس وہ بڑی ہمت طلبا	کہ یہ خرم نہ خاطر کی گرفتار	ہمیں بیان کسی دبی ہوتی کر	ہو میں ستادہ پیش شاہ اگر
کما سلطان فیون کے چوک	کہ کل کی شب بہت سامان دیکھو	ہمیں گھر میں تھے عمان کل	فلندراور سوداگر وہ باہم
سو وہ میں آمد تھا میرے دستو	نظر آئے عجائب ہائے دستو	تیرا وہ میں ہے خاطر کو حاصل	سمجھنا ہر طریقے کا ہے شکل
مگر برگزینہ اپنے دلین دنا	نظر میری غایت پر کرنا	وہ جو گزرا سو گز را باک کیا	ہمارا اور ہی کچھ مدعا ہے
اگر گستاخان تھے نہیں	شکایت اب نہیں ہے دلون کی	مگر بیکو سناو حال انیا	کہ اون کیتوں کا ہے وہ ہاجر کا
انہیں کیوں مار کر جاتی لگایا	ہزاروں کے بعد اوپر رحم آیا	یہ سینا ایک کا دامن کلا	ہو اکس سب سے بچ جیکا
مفضل حال اسکا ب تباو	جو گزرا ہونہاں پر جلد لاو	زبیدہ نے سنا ارشاد ملکا	ہوئی دلین بہ اپنے پیشانی
کہ کل کی شب ہوا بچو معلوم	کہ یہ شب ہے منو کچھ دلین ہوا	اداسی خدمت چکا مینا	یہ کیا نے کیا جسے ہوا کیا
اب اسدم راز دل کنا پڑا	دکھایا کیا بھر نقدیرے دس	یہ دلین سو پکڑے تھی وہ	مظاہر زندہ لیکن مردہ تھی وہ
کبھی کبھی تھی کبوتر اب بند ہو	نہیں معلوم کیا بیش نظر ہو	خدا جانے نکلت کیا رنگ لا	زمانا کون سامان دکھا
مجھ سے سلطان اگر ملو میں	نہ پیرا نیانہ گھر جو کانا ہیرم	کوئی تدبیر ایسی ہاتھ آتی	کہ خاطر شاہ کی تسکین پاتی
مگر مجھ سے خیال خام ہیرا	نہو کا بہتر اب انجام ہیرا	معدر بر سر رخا شش آہ	نہ بھلی گی رہائی کی کوئی آہ
کہان تک ضبط آتے خبر کدیں	جواب شاہ کب تک ہم نہیں	ایسی قوی وہ صوت دکھاو	کہ تسکین ملی یہ دعا د
انہی کھنیت بکیوں پر	ابھی کر علاج قلب مضطرب	کہان سلطان کہان ہم دای	لے آئی کوئی جاہ نیست
جو تین جہراہ پہچا اون کیون	ستاد اسگھری کنا ہے کیا ہی	کین جہراہ زاپا انخا کرن ہم	کین وہ ہے جو ہر تجویز ہم
خدا کے فضل سے تم سب بڑا نا	بہت اگھو شے کڈا ہے بنانا	بلند ولایت دنیا خوب ہے	برش سامان خوش صورت

بزاروں مجھے گدازین میں لے کر نوا اٹھار کی دوسرے پاس وہ بولیں کہ رشید کیا کہیں گے اسی کرار میں آخر ہوئی بت	ہوئے ہیں امتحان دور سے بنو ہے راز مخفی کے اشار نہیں میرے زخم ہے شایان ہم	وہ طوطا جو جس جان لایا جا جواب اٹھا تو وہ خاموش گھبرا بیان کہ جس طرح خاطر میں آئے
رات ۱۱۶		
پلاہانی سے احرار اکرام منگا کر راہوار تیز رفتار غرض پوچھا اسی باد پر کو میرے مرنے کا وہ طائر بھی آئے	کہ عزم مدعا کا ہے ہنگام سو مہرا ہوا چلنے کو طیار کہ جس حاطف نشتا نظر کو زبان پر پیر وہی فائدہ لائے	کہ بعد از شب سحر کو شاہ ۱۱ اٹھائی بال گمبزی کی دشت بیان کرتے سے طائر حال انیا کہا یوں ایک آغاز مطلب
کجب تہائی میں پوشیدہ ہوئے یا ہمارا واسطے لے آئی ہو امین قید اور تھلے کی گار ہوئے پر لہا کے وہ لہائی	نظر سے اس کے نہان سکتا ہے نظر پر نہ میں دیکھا تو نہ تھی نہ جھنڈ دست و پائین پائی پڑی مجھ قیامت کی تباہی	تو دیکھا میںے اور نہ پری کے بہن آئے اسکے پڑے کہ چند فتر بشکل مردہ تھے اعضا بدن کے اڑا یہ گلے کا ٹرا اپنی جگہ
پہر سلطان محل میں آئے وہ بولی اب یہ کھتا سلطان تو وہ ناجار ہو کر شہ سے بولی سچ سلطان عالی سن طالب	ہر اک سالانہ نخل صفت پایا کہ جب دن جو رونے ہو کے حیران کہ مجھ میں اس قدر قدرت نہیں ہے تے انداز کا حامل ہے جمال	ہو اخواںیدہ جاگا اور کہا پان زبیدہ سے کہا کہ راز سارا کہ حکم شاہ سے میں منہ کو پیر یہ دو زعفرین ہنسن میں ہی
جدا ہوئی نہیں مجھے کوئی تم انہیں کے ذات ہے کاشانکا کہ ہنسن پانچ ہیں کہیں سب ہم وہ دوستی میں ہیں لے کھا	یہ مثل جسم و جان سے ہر پانچ امینہ اور معافی انکے نام پر کے موت سے بے خبر کے ہم گئیں ان پائیں اپنے ہو کے کچا	جست مجھ کو استے انکو مجھے زبیدہ نام میرا ہے شہنشاہ ہو میں جہان کے سب سن بر رہیں ہم تمیوں میں اپنی جان کا
رات ۱۱۵		
بیان کہ کھسکے بانو مال سارا سے دوشینہ کی خواہشیں کھاتی جیکے میاں کی گردن سو گرا	کہ تا حال مجھ وہ بھی لطف باقی سب دیکھیں ہر پانچ برابر	تمنا ہے جسکے لعل کی کہیں تو قاطر عام سے ہو ہر دہن تہ
ہوئی چپ سچ کا دیکھا اشار ہو سچا بوسہ ختم متصل لین خبر ہے ہوں کیف کے طرے میں		

زبان سے فقط کلمے مع مین	اتنا شاہو عیان ہر ایک شی من	ہجوم شوق میں لب و اگر ہو	وہی سستی کا مطلب شہر ہو
ہر اک ایسا ہوشی کا مستعمل	اشک کیسے سے ہی ملے گا	نہان نطق کی گفتگو ہو	بیان اسطرح لطیف آرزو ہو
کہ ہر وقت سحر سلطان اوسے	لگا کرتے میان شہر کدو	فریب آیا جو سامان و ہر کا	وہ طائر آئے پہر لوں کی لگا
کہ عیدہ حالت رہی میری کئی روز	کہ ہر سر سحر خان میں تہا لکڑی	برگشت شغل بن جتا تھا سارا	نہاں برگ کرتے تھے نغما
نہ تھا انسان جو کوئی تو تھا حال	منقطع میں یا اوسے جادو کا جال	ٹپکتے تھے سر سے آنکھوں سے	گر مٹی نہ تھی انسان کی بو
زبان پر چٹا بھی ہر دم کہ بار	رہو گناک بک اسین میں بند	اسیدہ مخلصی ہے دل سے مسد	کرم کر مجھ پر ایسا سیر مجھ
کوئی صورت تو ایسی ہی دکھاو	کہ برے مخلصی کچھ مدعا	کبھی پنجہ بری کا وہ بیان آتا	تو مثل نعت لاکھوں چمکاتا
کبھی دل موت سیما بیتا	کبھی شکون سے جا مل لطف گرا	کبھی کی بخود ہی یاد پری میں	کبھی مر جائے آتا تباہی میں
کبھی عینہ فکر تھی گدڑ کی کیونکر	کبھی غما را حسن معتد	کبھی فنا کہ کیا اوسکا ہلو حال	خدا جانے طر کسیا ہے جلال
جواب تک کچھ خبر میری نہیں	یقینے بان رہی حالت او کی	وکر نہ صبر ک تھا اوسکا اتنا	کہ وہ نودن نہ دیکھے حال
کس وقت میں پہننے یا بکھا	مجھے اتنی نہیں تاب تو ان ہے	کہ ڈھونڈوں یا کسی جانب کو جان	خبر اوس وقت عالم کی پاؤں
اسی تکرار میں جب کٹ گیا روز	وہی چہا ہونی پہر کشت سون	ہر اک موشخ تہا سیر بدن	رہیں بتایاں شب ہر بار
قریب صبح کچھ کچھ عینہ آئی	تو اوس غفلت میں تاثیر تھی	کہ دیکھی خراب میں شکل اوس کی	بیان کرتی ہے وہ یونہی کی
کہ پیارے میں نہیں ہونے غافل	مگر کیا کیجیے بے غفلت شکل	سعیدت کی مری ب سن کانی	کہ کیا کیا کی فکر شہرانی
اڑا طائر بیان کر کے عینہ حوال	پہر اشتاق سلطان خوش قابل	دم نہ رنجہ کیا اسچہ محل میں	یا خاتون تھانہ کو نعلین
دو فرشتوں سے سوایا اوسے	رہی شب کم تو از خوشاہ جا	کہا بانوسے اب آگے بے کوکر	سنا قصہ ہی پہر سمن
وہ بولی اب زبیدہ یوں گویا	کہ اسے سلطان سناب نہ میر	کہ کچھ دن بعد میری آنا گاہ	فضا کی اس جانب آہ صلا
فراغت جب ہوئی رد و اک	تو ہونے لگا اسطرح ہم	کہ مال داری سے ہو حصا	سنائے کسا ہر اچھا
ہوئی اس مال کی قسمت برابر	کیے آپس میں اون دونوں نے	رہی بغداد میں تنہا میں کجا	کیا سوداگری کا سا طریقا
بڑی ہر شے شہر سے کیا	سب اپنا مال بچاتا جونا چا	کیا پہر سو افریقہ و ہائے	رہا ضررہ تکلیف جہان
ہوئیں تو پیلی اپنی چوٹی	محبت دوستی سب لے تھی	بن میری ہوئی خاطر رپنا	کیا اس سست آنے کا سال
غرض گسار کے سرے پائے	عجب موت عجیب شکل پائی	گئے مل کے رولی مجھے پیر	کہا آئی ہون میں مجھ نہا چا
بن کچھ رحم کر حالت پیری	کہ خالق نے کیا محتاج تیری	یہ سنکھٹ خاطر کی شب و روز	رہی گھر میرے وہ شمع شافرو

بجالاتی میں غنیمت ہر طرح پر نگذرتا کچھ ایسا اوسکو صرا جو پوچھا سال دسٹے پشایا جہاں تک مال پایا تھا با خدا کے فضل سے زندہ ہی تیر زیادہ حد اوسکی خاطر کین رہیں ہم قیون بہتین اگیہ تیر نہ تھی کچھ فکر خیر آرام ہو ہوئی خاموش اتنا کہہ کے خیر	دیا اوسکو مت ساسیم اور زور کہ وہ پہنچی بہن ہی آئی اس جا کہ شوہر کا مزاج آوارہ پایا نہ توڑ ساسی میرے ہاتھ آیا مستار دید کی مشتاق تھی تیر کسی سو فدا شرفیاب دسی تیر ہوئی فوت دل و نور فدا تیر تردوس نہ تھا کچھ کام ہو	ہوئی جسوقت ہر خستہ و مشاد وہی اوسکا ہی وہ کہا سال تیر بیان آئی طلاق اوسنے کیا خیال آیا بہن کے پاس پہنچے جب اپنی کہہ چکی ساری کہانی نے سامان اوسنے بے جان سحر سے شام تک غنیمت تیر اسی ہو سکتا گنیمت جب کسی لالہ	بجالاتی میں شکر لطف یزدانی اوسکی طرح سرگردان مضطر غنیمت ہے ہزار احسان کیا ہے سواری ہو نہ یون ہی نیکی بہت کی بیشہ و سپر مہربانی ہزاروں طرح کے آرام پہ جہاں کے عیش و مساکین فراہم طبیعت نے دکھایا اور چل
رات ۱۱۸			
امثال ساقی مہر ہی جام لب لباب کہ بعد از صبح پوچھا دست بخت کہ آخر کو اوسی غنیمت میں آگاہ کہا کہ صاف کیونکر حال گذرا نہ کیہ امان خدا نہ شکل سیری کہ جو میری طرح ہو یون اخیال کہی شاید کیسے کا دل دکھایا الہی کیونکہ مجھ کو موت آئی سوجھا کچھ کیا تھا لطف لٹایا چپا سکتی بہن میں برا تیر مراقب بے ہوش کسی دم نہیں طاقت جہاں دوس تیر کہا بیخیر تھا انسان خوش تر یہی چاہا کہ اوسکو نے آئین ہم	کہ پہر یاد دم آغاز مطلب نگاہوں طارون کی نہ کیے راہ کہا جسے پری نے کہی تیر بھیا ان کوں تھا باہر کیا کہ دہیا پر گپا حیرت میں تیری نہ کیے نیک بے اپنا کوئی حال جو اوس بے مین بھیا انجام پایا کہ نیکی کے عوض پائے بڑائی کہا تقدیر کا اب پیش آیا کہ شوہر کشف دل کچھ تیر نہ کس جاتا اوس پر حال عالم وہی ہوگا جو کچھ تقدیر میں ہو اڑی جاتی تھی میں ناگاہ کی لے آئی یاغین آؤ تیر سیدم	نہیں ہے منہبط کا ماتی زمانا ہوئی جیہ و ہیرہ و فزون شاہ کہ جو کسے اور ہی جیت برائی قدم پر گو کے سنت کی برابر نگاہ داغ میں خاندان میں خدا جانے ہا کیا ہجر آئی اگر بخش کسی کی بد دعا مگر صمت میں تا بہ نام ہونا بھیا لکھ روئی میں ہر کی زبان فقیروں کی جہاں سے بخت تیر یعنی غور جہد و کہ گنا مگر کھ جسے اپنا حال سارا نظر مجھ کو بھیا آیا تو بھیا نہ تھا اس راہ ناگاہ کوئی	بجالاتی میں شکر لطف یزدانی اوسکی طرح سرگردان مضطر غنیمت ہے ہزار احسان کیا ہے سواری ہو نہ یون ہی نیکی بہت کی بیشہ و سپر مہربانی ہزاروں طرح کے آرام پہ جہاں کے عیش و مساکین فراہم طبیعت نے دکھایا اور چل کہ تھا حسن و سحر کا پیش میرزا زبان پر وہی اگلا نہ وہی جگر وہی قصہ سنا اتارا آسمان گہر میں لاکر کہا کہ قتل مجھ کو میری اور نہیں کوئی اب ایسی آئین تیر جو صمت نہ بھیا بنای دکھائی جو بھیا نقش کیا میرے خدا یہی منظور تھا انجام ہونا کہا مادر سن اسیر فزون و عائن سب طرح کی ہر آواز بڑا صدہ تجھے ایمان دکھا کہ بھیا بنایاں کیوں کہ گوارا طبیعت کے نہ ہم ہر چہن پایا نہ کی غنیمت کی بھی اگلا کوئی

ہوئی خود رفتہ اپنے شوق میں	سہی ہوش اپنے ذوق میں	کمال لے کر آج کنوین	کدامیرے چہاڈا میں ہلن
مگر بولی حیا میرے سیانی	نہیں بہتر ہے دیکھ کی صفائی	بہت چاہا نہ کچھ لایا زبان پر	غضب تناخا غزا ہر بان پر
اُسے غار سنا کر اس قدر	پہر مجھ پر سلطان خوش حال	نہایت جلد سو گنا نہ پر معنی	کو چپ کر روز فرشتاں ہی معنی
گھر و دین تہا فروغ شمع ہو	امید خواب میں تہی چشم ہو	بلا یا اپنی بانو کو کہ آؤ	طعام و آب جو حاضر ہو لاؤ
فراغت پاکے سوا شاہ کچھ	اٹھا از خود ہی نہ جب بگڑی	کہا بانو سے مان لگی آشاہ	نہیدہ اسطرح کرتا ہے آگاہ
کو وہ دیکھیں کہ دن غفلت	کہ تے سیکڑوں ہی لختیں	گورجی چاہتا یوں ہمارا	کہ ہوا کہ تازہ شوہر کا نظار
بسر اوقات چند یوں ہی جا	پہر کے بعد دیکھیں پیش کیا	کہا میں نے کہ مجھ کیا وہاں آیا	ابھی اتنا بڑا صدمہ اٹھایا
کہ جس سے ہوش نہ رہتا	سراسر ہے مہیا کلفت جان	خدا اس قصد بجات ہے بہتر	جہاں میں دن و رات کی کوئی کور
اگر تقدیر میں ہوتا کچھ آرام	تو کیوں بہترین تمام حالتیں	نہیں انسان اب دنیا میں پیدا	کہ جس سے شکل راحت ہو ہر
یہ میں خود کام انہی دوستی کیا	کہ تو توبہ کہا مانو مجھ میرا	مقرر یہ خطا پاؤ گی دیکھو	نسب ہے نہ ہنگام ہی ہو
خدا نے تم کو کمانے کو دیا ہے	بہت سا کچھ مانے کو دیا ہے	ہر اک صورت کا ہے آرام حاصل	کسی شی کی نہیں لگائی شکل
نکڑا عاقبت کو اپنی برباد	غضب ہے تر ہے فریاد فریاد	کسے جب مجھ کلام بند آئیں	ہوا شوق طبیعت اور ہی تیز
کہا بہتر جو کشتی ہو کہین گے	اجی اب مجھ بلا سریرہ لہیں گے	عزم پہر بعد چند منے سولے	کہ دیکھیں اب نیا کوئی تشا
بہت اسباب لیکر لائے ہیں	برائے میرے جانب سے کئے	نئے ملک در دریا چکے دیکھیں	بیابان و جبل کی بہی خیر
کیا جلد اک جہاز تازہ طیار	ہر اک تحفہ ہر اک شے اسیرہ کی	روانہ جانب باریا ہوں میں	شکر ہے اپنے انہیں شعلہ کی تھی
نظر آ یا بس اک شہر خوش	طبیعت کو موئی و منہ و سکی	کہا ٹھہرے ہمارا نیا اسی جا	کہ نا دیکھیں یہاں کا کچھ شا
موافق حکم کے آغاز پایا	جہاز و شہر کے نزدیک آیا	میں تری اور تری کچھ بڑھی	نظر آئی عجیب صورت وہاں کی
کہ اک درجہ عظیم الشان آیا	نہیں دیکھا کہیں کہیں نہ	بہت سے ماسپان ہوں میں	برابر صورت لفظ مقدر
ہر اک کی شکل خوف آئینہ پریم	جس کا ٹیپے گون بہر تسلیم	نیائی او نہیں قدرت گفتگو کی	گرہ کھلنے نپائی آرزو کی
رات ۱۱۴			
بلا وہ جسکی ساقی آرزو	کہ وقت اکتاس گفتگو ہے	سخن کچھ لگد لگتا ہے زبان کو	ہوئی ناتون ہی چپ چپ
کہ بہر سلطان شوخ معلوم	بڑا پوچھا قریب جا معلوم	پہچایا زین بیٹیا چند عسات	بیان کرتا ہوں کہیں اس
کہ اس سے میں طائر آئے ہوں	وہ بولا اکیل و خنک کہ باہم	بیان کرتے ہیں ہر اسی کہانی	ہو اسو خدا صبر و صفا
			سنہ ہائی زراہ و ہرانی

پہری کہتی ہے اسی میری راز	کہا مجھے کہ چپے اس جگہ پر	وہ تھا اک حجرہ تارکب تنہا	ہو ایسی آسمین سکتی تھی ازل
تقدار شب کو دل آئے گزرتی	کہا کچھ درد اٹھتا ہے گزرتی	نینم معلوم کیا اس کا سبب ہے	ابھی اچھا تھا بن لیکر عجب ہے
یہ کہتے گئے گہرائی طبیعت	نہ راحت پر ذرا آئی طبیعت	مر من افزون لگا ہونے ہر اک دم	خبر سنکر ہوئی ہم تو مہم باہم
غریزہ افراتیش و بردار	سرشب تک سب تھے جے برابر	اوسنی میں مرشد الدہی آئے	قدم انہوں سے اور سب لگا
مراقب ہو کے بوسے ہفت	کہ میں نگہ بان حال کو ہر	کوئی غلوم مصروف دعا ہے	سفر کچھ ستم اوس پر ہوا
فدا کی قسمت اب اسے زمین ہے	کہو جاے کوئی دیکھ دین ہے	اوسے لاؤ کھلاؤ تو راکھانا	کہتا بہر شہنا ہو جیسے دھانا
بھہتا سانس کے عین غفلت سے چکا	اوسی عالم میں کیا اوقشا	کہ سر ریچہ خد شکار پونچھے	ہوے حاضر اوسی جگہ کے
نظر کی ایک صاحب نے جو چیر	کہا کیا حال ہے اسی موصطر	کہا میں نے کئی دن کا ہون پسا	لاکھانا نینم اب تک کچھ
کہا تو کوئی ہے بولامین نہ	کہا آئے کھانا کیونکر ہے آسان	کہا میں نے کہ آیا ہو کر راہ	نہ تھا اس سے ہرگز میل نہ
کہا اٹھتا نینم تو کیوں نہ	مرن کیسا ہے حسین مبتلا ہے	کہا میں نے کہ ہے نام اچھا کیا	وہ بولی چکا اوس سے مدعا کیا
بیان کر حال جو کچھ ہوئی ام	کہ بر لائین فنا تیری سبب	نہ گہرا میں ہوں ویش خداؤ	بہت اس شہر میں میت نہ تھا
بسر کرنا ہوں اپنی یاد حق میں	کسی کو دیکھتا ہوں گرفت میں	روا کرنا ہوں وکی حاجت ل	وہ گواہان ہو یا جو شہر کل
مصلح حکم ہے یہ شہر میرا	سجھائیگا مطلب خوب تیرا	بیان کی سننے اور فتنے کیانی	سننا بولی زراہ مہرانی
کہا ستراب وکی ہوگی تعمیر	گوارا نہ ہے محکوم تقدیر	ارٹے طارح اب اتنا کھ کھل	ہو اس سلطان عہد سار سیکھ کھل
محل میں کچھ سویا پیش مانو	ہوئی جب رات کو تکلف نہ	اٹھا بانوسے بولا سے میر جان	کہو اب کیا سیدہ کا ہے حال
وہ بولی اب وہ یوں کھی کھی	کہ باپں وکی گئی دیکھا تو او	وہ ہیں تیرے جتنے چہاں میں	زبان بات کے قابل کہاں میں
مکان ہی سب میں تیرے خوش	مناسب سے ہر خاطر کو مروت	ہر اک جا سیر کی دیکھا تاشا	طنو قدرت حق جلوہ گرنا
وہاں ہے پرتوی میں سو بازا	گلی کو بچن کو دیکھا تیرا	تعلق سنگ کا ہر شئی میں پایا	کہلا یہ سب ہے تیرا کانا یا
ہر اس کے بعد پایا میں سید	بڑی دیکھا ناک ہاک بی	عظیم نشان زردہ سقد رستا	نینم ہو گا زلزلے میں اب
علی سر سے ہاک ہر طرف سے	نظر کی تاب کیا جو ہو سکویے	پڑا تار شئی اک اوسین پروا	بہت اچھا بہت بہتر وہ سارا
گوارا نہ تھا جی جو پایا	ہوئی حیرت تعجب جھو آیا	پڑی آگے تو دیکھا اک مکان	وہاں کے بھی نظر آئے تھی
وہاں نے تیری دولت سرائین	گئی جیسے نئی اک عمدہ جان	ہر اس کے بعد دیکھا اک مکان	کہا وکی بھی نہایت خوب تھی
وہ تھا چو تھا گران چنگ بہتر	ہر اک درخ میں تھماں برابر	میں بھی صاحب نہ کی جا	یقینی اوسکی بھی نہ سارا

غلام جن جس ہی دیکھے کثر	کہ حاضر اپنے کو ہی جابر اور	گر تیرے اور کے جسم و اعضا	ہو لی جہان کہ جیسا کہ
بڑی جبار توڑی و منظر	تو کلمہ سینے دیکھی تاج بر سر	اوی موت سے ہی رنگ	جب کیفیت اور کے رنگ کی
کہ آنکھوں کو مڑا استا جابر	نکاحین کستی میں قربان لدا	جو اہر گویا قوت والی	بہت بہت رہے جو پاک
دیکھے تے جابر کبھی	بتاؤں کیا کہ ستہ وہ کیسے کیسے	چک سے اندکے تاکہ تے زبان	نظر کو غریگی حاصل تھی بہر آن
مصفا فرش عہد ہر کان	میر جو ہون لب اس جہان	بیان کیا حال ہو ہر شی کا انداز	گو تھا قدرت خالق کا دربار
گر شمعیں جی نہیں روشن کرنا	تو میری فکر میں بیٹھ ہیان آیا	کہ کوئی زندہ بھی ہایان مقرر	جو روشن کر گیا شمعیں ہر جا
پہر آگے اور کچھ سامان پکا	کہ وہ جو زمین ہر گز نہ آئے	گو خاطر میں ہر کھٹ خشن تھی	کہ تیر کس لیے ہر شے تھی
کسی تدبیر سے دریافت ہوتا	کہ بعد آغاز اور انجام ہے کیا	غرض ہر تہی سیر ہوئی شام	طبیعت نے کہا ہے وقت آرام
رات ۱۲۰			
یہ باتیں تین کسے دیکھ گیا	کہ اب دلیں نہیں چیم سہ	پاک رنگ جس سے رنگ ہو اور	ہوئی چپ دیکھ کر بازو وہ جلو
اتنا ساقی وہی کی ہوس	خبر آغاز کی یوں مدعا دے	کہ نہ کام سحر سلطان بیدار	نظر آئیں نظر کو او رہی طور
زبان پر کعبہ طلبیہ پڑا	ہو اسے ہی زیادہ تہا جو تیز	پس کا مین اوی طرح میں آیا	جو تہا شتاق راہ دشت پڑا
ہزاروں فزائے لبت شبنم	اوی جاسوت بت پگیا وہ	اتر کر شاہ زیر نخل بیٹھا	بیان سلطان تہا بستر حایا
کاشٹے نے ٹھہر سکت ہو وہ	کہ جب یہ راز اپنا شیکولا	تو اون ویش نے مجھے کایو	گہری کے بعد پر حضور تھی
کہ آگے دو نو طراز ایک لا	کہ ساری حاجتیں تہا میں تیری	گر تاخیر کہ اس میں کئی ماہ	کہ محکو ہو چکا ثابت یہ حضور
کوئی تدبیر میں کہ انہوں سکی	نکندے اعضا ہوئی تہا رنگانی	کہلایا محکو کہنا خاطر میں گز	جو نکلے تیرے مطلب کی گئی
یہ لکھ لکھ پلا پلا محکو بانی	کہا درویش نے مجھے اوہر آ	مرے گھر چل مار کرات دینا	دعائیں میں دل سے تہا بیکر
ہو افی العوز درد اور کا اچھا	پے تسلیم نے حاضر میں سب	بر آذر لاس مال اسب	رہے باقی نہا خاطر میں سب
وہاں شاہ جی رخصت ہوئی	نہو تم اس کو اٹھ اس میں پڑا	دیا وہ اور اس سے ہی زیادہ	ہر اک سنی ہر طرح کی خوش آیا
کہا دو اسکو بچہ ہے مرد ممتاز	بیان کر اور جو مقصد ہو تیرا	یہ سنکر شاہ صاحب کس کو	اوپر شکو میں تہا سر نہادہ
کہ مجھے صاحب خانہ نے چوہا	کہ یہ چپ سے ہی قیاب و منظر	ایں وقت خلوت ہر جا	اگر توفیق کچھ تو خدا دے
تو وہ اسکا جاننا اس طرح	ناسٹ کر کے پایا جہاں	تو منظور طبیعت یوں ہوا	نہیں ہر چند یہ ہو گوارا
گرے قابل رحم اسکا ہول	مقرر ہو تو خاطر خوش ہو تیری	یہ سنے تھی وہ پولا صاحب	تو قیام سکور دینی چوہا
لہذا کچھ خبر گیری کو اسکے			بہار شاہ و اسکا بیکار

سجالاتک جی کچھ سنا ہے	مردنشان سل بایں کیا ہے	کہا داروغہ سے کاغذ نگاہ	علم ہی دستخط کرنے کو لاؤ
ہوا حاضر کما خوش خط چیدہ	کہ جب حکم مرشد یون بہتر	کہ دوسرا شرفی اپنے بہراہ	ہاں بخشی و نوک ہون اکاہ
اڑے طار دھانے سینا کر	گھر کا ہاں ہر شوق منظر	تراغت باپ کے اپنی جان سے	کیا خوش من باؤ کو اوسے
ہوا خوابیدہ بہر جا کا تو بولا	کہو حال زبیدہ اب ہوا کیا	وہ بولی اوسکو اوسجا جی شام	زبیدہ کہتی ہے میں بہرام
دہن ک فرس عمر پر سی ہو	کہا دل نے جو ہونا چاہیو	گر چہ نہ آئے قنید دم بہر	کہ تھی جو یاس تحفہ بقدر
کتنی جرات اوسے زیادہ	بڑی نئی رنج سے میں نہا	سنی قرآن پڑھ کی سنی آواز	کہا دل نے مگر چھ کھوئی آواز
چلو دیکھو کہاں ہے یہ لہجہ	کہ سکر جسکو نادان میں لے گیا	بڑی سڑے کر مکانوں کو چھوٹی	تو اک مسجد نئی اوس راہ میں تھی
وہ میں اک مرد خوش رو نیک کر	کہ نہ شک تھا بڑا ممتاز دل	تہارت میں تھا قرآن کے سر	طبیعت لفظ و معنی سے تھی آواز
ہوئی میں دیکھ کر اوسکو چیر کر	کہ اتنوں میں ہی کو کھیلے انسان	نہ کیوں تیر ہوا اسکا سبب کیا	سین کتنا مجھے کچھ پسند کیا
فراغت اوسے جے آئے جی	تو میری ہمت کھلے اپنی اٹالی	کہا آتی ہو کس جا غرض کیا	مناسب ہونا و حال اپنا
یہ سارا شہر منسوب تھا	ہر اک مقہور و معنوب خدا	گند انسان کا نا ممکن بہر طور	میں آئے ذہن کے تیرا ہون غبار
کہ تم کسطح ایسی جا میں آئیں	عجب ہے کس لیے تشریف لائیں	اگر کیسے تو کچھ میں بھی کوں گا	جواب اس حال کا اپنے ہی گنا
کہ تیر کا یہ کیوں ہے جہاں سامان	ہر اک بت بن گیا ہے خوش گمان	کہا میں نے کہ بہتر ہے حال	تبا یا جس طرح گزرتا جہاں
سنا بلا زراہ مر بائی	کہ ہے اس طرح بندہ کی گمانی	کہ میرا باب تھا اس کا بسط	دیا تھا ہر طرح کا حق نشان
وہ تھا آتش پرست اور قوم سک	ہمیشہ معتقد شیطان کی تھی	کوئی تانا مار میں یوں گوار	اوس کی کرتے تھے جو چاہیے
نہ واقف تھے خدا کا نام کا	بنا مخلق کا ہے کام کا	شیاطین کی عیادت میں شہ	ہمیشہ شکر سے رہتے تھے ان
قضا را میں ہوا اس کہ میں با	کیا دایہ کو میری محبت پیدا	خدا کو بس کہ تھا مسطور اک کام	تو اوس نے اپنے سوا جان لیوا
کہ میری طرح میری ہی ہو گیا	رہے اسکی زبان پر زور قرآن	وہ تھی خود حافظہ محکوم پڑا	پہر اسکے بعد خاطر میں آیا
کیے اس اسلام کے احکام تعلیم	ہوا ہر امر محکوم دے تسلیم	یہ بانو نے سنا پہلو کو میرا	کہ گزری شب نظر آیا سو
جکا ساتی کہ جسکی آرزو	رات ۱۲۱		وہی شیت جو مانند سبوتا
باب بہر کے اک ساغر عطار	کہ آئے قصہ باقی زبان پر	دہن مسمولی حسان سخن ہو	بیان حال میں انجمن ہو
کہ ہر سلطان اوسے محفل میں	جہاں طار کما کرتے تھے قضا	مخاطب ایک ہونا دوسرے سے	کہ یوں سے اوسکا دل نہ
غرض جب دوبر کا وقت آیا	بیر آئے دونو طار اور سنا	کہ کاغذ دستخط ہو کر دیا ہاتھ	لیا داروغہ کے واسطے منجھ ساغر

کہا یا جہود اور جسے کیا تو	کہ تم تو کہہ ہوئے اب کیوں مجھ کو	کیا سینے سلام و گوہر کہہ	کہا درویش نے اب کیوں ہر
وہ مطلب بھی کہ جسکی کہتو	بہنیں شایان فقط گفتگو ہے	خدا چاہے تو راہیگا اک رو	سین بہن کسی کا مہر سونو
یہ فرما کر کہا بل ساتھ سر	کہ تا بجا تین سار کام سر	ہوا ہوا پوچھا اک مکان	کہ اس دم تک نہیں دیکھا جا
سکان تھاموت خوشید و شر	قرب او کے نہایت خوش	جھاٹ بنگ کے عاڑ تو سنج	کہ سیکر دیکھ کر عاڑ ہے بچ
زمان پر سیکے اللہ کا شہ	کوئی کم نفع کوئی صاحب زو	قدم درویش نے رکھا جو گھر	جسکے عاڑ پہ تسلیم دین
قدم پر شاہ صاحب کر کہا	کہا ہر ایک سے خوش رہہ براو	نہ نہنا ذکر سے خافل کسیدم	کہ اک دن یہ جہان ہوتا کیرم
نہیں ہے اعتبار چند انعام	مناسب کہ کچھ تو شر ہے پکار	یہ کہہ کر ماتھے پر اپنا پیرا	بھٹے زیادہ اور گسرا
تو بوسے ہی سیلے ہر اک شہ	سے رو کر گئے سے اکڑوں کے	پیرا کے بعد فرمایا کہ جاؤ	کہ ذکر خدا ہو سناؤ
یہ سننے ہی ارٹے عاڑ پر گیا	گئے اپنے شکافوں پر ہر شاہ	ہوئے معترف مویا ذخیرا	صدا دیتی تے جوش امتحان
نگہ زار تہا بہت ایسا زما	کہ روشن ہو گیا ہر شہنا	خدا کا نور ہر جانب سے چکا	کہوں کیا جو کہ عالم ہو گئی
طبیعت نے کہا سیری اپنی	کہ بیشک ہے بھیر و شین مکر	نہایت صاحب طاقت ہے مہر	عجب کیا ہے تھا پا کر درد
قدم پر ہر گرا میں اور کہا تو	کہ میں جو کا حق ہے مضمون	وہ وقت یاد حق گرا د آسے	تو اک دم میں مرسلطیے کما
سنا اور نہ پس فرمایا کہ او	نہیں اس وقت میں تھی ہم	ارٹے عاڑ بھی کہہ سکتے کیا	پیرا ہر اپنے گھر سلطان
وقت بشارت ماں واپس آیا	ہوئی مسرور خاطر لطف لٹایا	رہی شب بک تو پھر سلطان	اشامو کر کہا خالوت آجی
کہ باقی کہانی بولی آشاہ	زمیدہ اسطرح کرتی ہے آگاہ	کہ ہر ادسنے کہا یوں لایا	سنا یا اسطرح جمال انبا
کہ وہ اب مر گئی بعدا کہ برس کے	رہے افعال دین حق پیر	کئی دن بعد اک آواز آئی	بظاہر عین ایسی عزائی
کہ خالق ایک بہشت بار چاہو	زبان پر لفظ کھرا و شکر	پرستش کب شایعین کی تھی	کہاں اعلیٰ سے ہوا ادب
خدا ہے ایک شہاد کے پہن	سوا اس کے پرستش کوئی	خطا ہے ایسے دھوکین تو	محبت کھڑکی دل سے شاؤ
کے یقین مانا قوم غافل	غلاب آئیگا تیر سخت مشکل	مغرر گر نہو کا اوس جلا	مناسب ہے ڈروا ہے خدا
وگر نہ پرست ہو گے پشیمان	خبر کر دے برا دیکھو گسان	عدا یہ تین سال آئی برابر	نا ایک ہی ہو سکر
رہے جو جہاں میں سب یوں کھن	انہیں افعال سے تے زناؤ	پہر آخر قہر حق اسیر آیا	تو ساری قوم کو پتہ پیا
نہ فرست پائی دم لینی کی ہم	سے دیوار و دریا شجارت	گر ٹپتا تھا میں دم جو تو	تو سب واسطے تھل نوا
کہ اب کٹ نہ وہ شہار ہر تار	کسی صحت نہیں عاڑ ہون	ہا کوئی ہوئی نازل مجھ پر	رہا میں فضل سے خالق

ہو آفتاب میری تھی تاثیر اسلام اور اوپر سے پناہ میری چرخ خوشا تقدیر ہو تم ہی سدا سنی جب میں یہ باتیں دل آفرین خدا نے آپ کی طاعت جو کی یقیناً آپ طبعیت کچھ سنا تو میرے ساتھ ہوں جلد آئے	کہ اوس نے غار کا دیکھا بیجا کہ ہر جا کجوسیر سے باں بجا کہ ان بخت ایسی غافل جانا ہوئی مخطوط طبع وحشت انگیز تو یوں خاطر میں آئی بات پری کوئی دم برج تنہائی کا مل جا جہاز اب با پس ہے پیکر کیا بھی	کہ ان تک شکر حق مجھے دیا بہت دلت میں شکل انسان کی کچھ لیس اب بیٹو زراہ مہربانی کہا میں بجا قول آپ کا ہے کہ از خود اس کے کی تم سے ملاقات گر ہے میرے دل میں یہ فنا کہا یاد اور ہوئی خاموش مابو	ہو آفتاب میری تھی تاثیر اسلام اور اوپر سے پناہ میری چرخ خوشا تقدیر ہو تم ہی سدا سنی جب میں یہ باتیں دل آفرین خدا نے آپ کی طاعت جو کی یقیناً آپ طبعیت کچھ سنا تو میرے ساتھ ہوں جلد آئے
رات ۱۲۲			
تعلق اوس کے لازم ہے سخن کو کہ جب شاہ علی سہروردی سنا اظہار مطلب طائر ونگ تو میں شکر ہو ا خاطر میں کہا جسے نگہ بول گئی تدبیر ہوئی تقریب شادی اگر دن ان وہ بیٹھے بزم میں جگر تہا یا میرا خوب ہوئی بے باک مفضل کہ آج چند دم سو یا بارام دہ بولی اب زبیدہ کہہ ہی جا کہا اوس نے کہ میرے مرادیا ساتھ بہت اسباب نجا اور اپنا برا بر پیر سے ہر طرف میں نہا میں اور میری جان اوپر تو خاطر میں حسد کہہ کر کیا	کہتا حاصل ہو لذت انجمن کو چلا شتاق سے بخت منظور کہ وہ اکیلے سے یوں کھڑا کہ برائیکہ کیونکر وکام نہیں وہ معشوقہ ملے گی پر تاخیر جہاں پہنے کاٹھا جانا کے سامان شہادت باعزت میںے پایا تو اوسم شاہ صاحب دل جب آئی شب درجہ جیل نجام کہ میں یوں کہا یہ بیضا کے لے آئی رے کے اوس کے ہاتھ اوسی عالم میں سیر کیا تہہ میں اور پسند میں تین ایک صفت بصدق جن دہر انسان و سیر کیے وہ دھیرا یا غیر مرغوب	نفاق گفتگو کے لطف کمال گیا پوچھا اوسی کا میٹھن کہ جب دوسری نے مجھے کہا ہاں یہ خطرہ میرا ہیچا نا اوسوں نے غرض تانناں خدمت میں بائیں گئے جب شاہ صاحب میں جی رہی شب سے سحر تک تم شاہی بیان تک قول طائر ونگ جگا یا اپنی مابو کو کہا ہاں اگر منظور ہو چلتا تو سپہ جہاز اچھا جو یا باخوش بول زرد گوہر نہاروں میں خوشنگ سہون کے درمیان مہمان خوش گر تین دو نو بہنیں وہ جو بہار طبعیت میری کشکی دل میں آیا	تعلق اوس کے لازم ہے سخن کو کہ جب شاہ علی سہروردی سنا اظہار مطلب طائر ونگ تو میں شکر ہو ا خاطر میں کہا جسے نگہ بول گئی تدبیر ہوئی تقریب شادی اگر دن ان وہ بیٹھے بزم میں جگر تہا یا میرا خوب ہوئی بے باک مفضل کہ آج چند دم سو یا بارام دہ بولی اب زبیدہ کہہ ہی جا کہا اوس نے کہ میرے مرادیا ساتھ بہت اسباب نجا اور اپنا برا بر پیر سے ہر طرف میں نہا میں اور میری جان اوپر تو خاطر میں حسد کہہ کر کیا

کہ اسے کیجیے ایسی برائی پلا ہو کہ سے خوشترنگ باقی	جو از خود میر پیکر ایشین دانی	میر برب تما کہ تو صبح چمکا	ہوئی خاموش با نونہ چمکا
کہ جب سلطان نے روی چمکا	بڑا ہشتاق مطلب کو سچا	پونچکر دشت میں بیٹھا اوی چا	کہ عین گنگو پیر دین ہو پانی
گزر کر دو پہر وہ نونہ آئے	تربان پر پہرہ ہی اتنا نہ لگا	کہا اوس ایک اس طرح چال	کہ تاجن ہاشمین طارون کا
ہوئی رخصت ہو کر اوس سٹا	چلا ہمارہ میں ہی دکنی آن سے	ہوئی جب آہ آدھی طو پیر کر	کہ آخر شاہ صاحب نیک انال
یہ سے تعویذ جا سکا مکان کا	نہ لانا دلیں اپنے کچھ بھی کوا	کہڑا رہنا جو پوچھے اوس سے کنا	کہا مجھے کہ سن اور منظر
لیا تعویذ آیا بیشیش واو	مجھے دیکھا کہا اس طرح سن کر	وہ جادوی آپ کے رہتے کو رہے	کہا اس کے جو ہر منظور کیے
بجایا میں دل سے راسم حنا	ہوا اپنے مکان میں جاکر حنا	اگلی جب نصف شب کمانی کو گیا	نہ تھا دنیا میں جو کچھ وہ پایا
بہت آرام سے گزری رات	ادب سے حاضرین کرتے رہے با	سحر کے وقت اٹھا میں بہر ط	پہر ہر دن چمکا پانی فرات
اڑا طائر ہوا پورا مطلب	پیر سلطان ہی سوجانہ پیر	رہی حیات کم بانوسے بولا	کہو جی اب بیدہ کہا کیا
وہ بولی اسے جاندار زمانہ	بیان کرتی ہے یوں غرضت	کہ آخر تھا وہی جو ہے سوچا	دیا ہونے میرے مجھ کو ہو کا
میں اک شب سو ہی تھی غافل	جہان کی فکر سے بی فکر تھا دل	سمندر میں مجھے بہتوں ڈالا	قتلارا اوس بل کو تے نہالا
پیر کے بعد شہزادے کو کیا	کسی جانب کو پینڈا کھینچا	وہ ڈوبا گرتے ہی ہر گز نہ کھلا	میں اچلی قہر دیا تے اسی جا
تھکا کے ماتھے پانی پانی	سحرنگ کی برابر چہرہ سانی	کیے سجدے ہزاروں ہی غلو	کہ پایا زندگی کے مدعا کو
پہر اوس سے طرف شکی گئی	دو بار از نسبت اپنی بیٹہ پانی	نظر آئے دیان بیرون کاشجا	جسے دیکھا وہ تھا سرسبز و پربار
موافق ہو کر کے ہر شے کی کیا	بطیعت نے ذرا آرام پایا	نظر آیا قریب اک چشمہ خوب	نمایت اک شیریں کو مرقو
گئی میں وان پیا اوسین پانی	ہوئی حال ہمار زندگانی	بطیعت کو ہوئی روت جو دنا	تو خاطر میں ارادہ خواہ کا تھا
کہ اس عرصی میں اک افی پڑا	بڑا از حد قوی تر بہت ہو گا	بیان انجام مطلب تھا کو آ	چہی پیدا ہوئی دن کی ملاش
ہوئی خاموش با نونہ شاہ	رات ۱۲۳	رات ۱۲۳	گئے کہ اپنے سب یاران ہزار
پلاسائی وہ گوری و خوش	کہ بہر خاطر کا بد سے اور کچھ	سرینا جکا منہ کول خم کے	کہتا ساغر انروین لفظ تم کے
زمانہ خسرت اٹھا رخن ہو	بیان فسانہ پیش امجن ہو	کہ بہر وقت سحر شاہ زمانہ	قدم فرمایا ہوا بیرون خانہ
منگایا اسپ بہر سیر صحرا	نہ گذر اتنا بہت چرسہ کہ پوچھا	اوسی دشت سین میں جان تو	بیان کرتے تھے طار صورت ہونہ
جب آئی وہ پہرہ و کو آ	زمانہ پر یون بیان حال	اسی صورت سے گذر وان کئی	کہ اک دن ناگمان اک فردیجا

مکان پر میرے آیا اور بچا میں کا حکم تھا اب تک میری بہ صاحب خانہ اک رکشا کشاہی و سکی کے ساتھ تھا کہ اس پر پہاڑی ہے اب میں نے دریافت نہیں کی تو میرا کہ دل برین احتشام غریب بڑا نوا محتاج و مسکین بجائے ہوں لیکن حکم والا کاس پستے میں ہو گا عتیرا خواہن جو پیکر ساتھ افین ہزاروں کے زیادہ تھا انکھ روانہ ہو گئے طائر کیکر کئی ساعت وہ سپاہ کو بیدار کہ وہ افغانی گریزان مسطر تبا کیا اس سے طوائف سہرا سفرائے نیا یا جب کسی جا ہوا وہ اس سے خرمی اور جان سہی اس خبر کسی میں بھی اسی تجویز میں خاطر ہوئی تھی کسی جب بالکھ حوت ایک کبھی ڈری میں اور چوچا کون ہے تو بھی گو تو نے دشمن چھڑایا	کہ ہے منظور خاطر کوچو کیا خلاف ارشاد کے کسم نظر کی سمن بریا طلفت حور پیکر فراغت ہو تو بہر محکو خبر کہ کسم و جبکہ اونے حال ہے کہ ہوا اس و زبریم عشرت ایزد قد مہوس قنا مدعا ہو نہیں کتنا کسی صورت نکلیں کھمار قہ کیا حاضرہ پرزا کہا میں کمان میرے بخت میرا بہت کچھ مال اور سہا پائین راٹو پی یہ یوں پران کو دھکا بہرے سلطان عالیجاہ بھی گھر کہا بانو سے ہاں امیری آ وہ کہتے ہی کہ میرے پیس آیا میں سمجھی مدعا کوئی اسکا تو ریح آخر کیا میری طرف کا بجای افغانی اول اور دھادی کہ باریب کیا نظر آیا یہ سامان نیا یا بلکہ اپنی طبع کو حسیب کہ سبزو رنگ خوش صورت برتی ہنسی ہوا اور کھاسے نیک و خوش ہوئی ہر زندگی آرام نیا یا	کہا میں کہ تا بعد ہوں میں یہ شکوہ ہنسا بولا مبارک سو حکم شاہ صاحب یوں ہوا نہیں ممکن خلاف انکی پوچھ اگر منظور ہو تو کو بھی نہادی اعزا اقربا ہوں جمع سارے سنا میں نے تجھے یہ بچا کمان میں اور کمان یہ نہیں گئے لیکر ہوا مقبول خاطر غرض تیار روز جمعہ نیک انجام مرصع ایک چورامو میں سے کہ یہ دولا کھہرے کم نہیں ہر اک سامان کو موجود پایا سنا و کیا زبیدہ کا بیان ہے وہ پہلے دہائی جات ہے پھر غرض دیکھا تو ایک اور لڑکا وہ میں نے اٹھا کر ایک تہر بجایک کھول کر پانچ گیارہ یہ افغانی کون نہا کون لڑکا تھا وہاں گھٹ کے بیٹی اور چار رسن میں باندہ کرد و کالی کتیا میں وہ ہوں جو کونانی جان بخشی بڑا احسان کیا کیا شکر ادا ہو	زیادہ ہے زیادہ جو کھون میں جو کتا ہوں نہ ابوسن جان بونگ یہی ارشاد اوستوں کی کیا ہے کہ بہر فرد کو ہے خوف آہ تو کھو قہ عالی خفاہی برابر ہوں حسینوں کے نظارے کہ سیر حق میں یہ غبار کیا جسے ماس ہے کالی منادی کیا ایک شخص نے یوں محکوم کہ کپڑے آئے مانجے کے شکر بیان ہوں تاکہ سامان اس کے مقرر اب نہیں الہی کہیں ہے ارادہ خوب کا خاطر میں آیا وہ بولی یوں شروع آستان گیا یامین کو پیر اس کو یہ ہوا گا اوس سے وہ پیچھے پڑا بڑی طاقت سے مارا اس کے کڑ ہوا ثابت کبھی اس جان بوتا سبب کشت نہیں میں دشمنی کا میں غفلت کسی کی سونہی ہم یہ ہر ہمتی دل شہو خندان بظاہر میں ہی افغانی بن گئی بجلا وں کو جو بدعا ہو
---	--	--	---

سید و کھیاں ہی بہنیں ہیں کی دوبارہ تیرا شہزادہ انہوں نے بارا اور پر یون کو دیا حکم انہوں نے ہر طرف بہت ڈھونڈنا وہاں سے پھر میان لائی ہیں کو متحدہ گھر میں کھائی ہوئی بین بک کہے بانو نے عری	کہ جی بھر سے یہ شکل دیکھی اب انکو جو مناسب ہو سزا د ہراک کے واسطے تاجاچک انہیں باپا بڑی شکل سے اگا اذیت جو ہو خاطر میں انہیں جو ہر منظر ابھی تعبدا دیو تھو	اذیت باج بک ایسی اٹھائی میں پر یون کی ہر طرف ڈھونڈی کہ لاؤ ہر سنگ کو مری پیر کیا حاضر بنائیں سینے کعبان جو اہر اور سب سبباب در در کسے کہیں سے دہر	کہ اپنی کچھ اور ہی اپنا اراد کہ جسکی دہوم ہے بکری وہ کائنات میں سخن کی فوجی کہا فی سسکے شہ پرتا گھر کو کہ کپڑے سینے ملنے کے پیر خدا رکے ہمیشہ ایک حال پھر آج اذان ہر زبیشک ہوئی ہر وارث خانہ کو مقبول عزیز و خویش و اہل شہ ممتاز برائے رسم استقبال تا دو زبان پتا کیا جگو سرفراز بر آقص لستے ہر صاحب ز بند ہی کچھ اور مسنون خیالی کسی کو اپنے قابو میں پایا کے قربان رقص ہر سن بر رہا صاحب ہر کا دہو کا نایا	سہر دم بہر میں دجام فی ہون سو خالی کرین شیشے تنی روز کہ سلطان صبح کچھ پشت پوچھا غرض پوچھی جب ادھار وقت آیا جبکاستیم کو محفل میں ہر سو محبت تا قیامت لطف و فرا کہ حسین مقد کی ہوتی ہی موت لافرمان کہ ہوشیار کا سامان سب سے اہل طرف سے مستعد بہت شادان پوچھتا تاباں اسی صورت میں آ رہی تھی صد اکہ نکر کی پوچھی آسانک مزاج آہ نے شونی دکھائی کہاں شوق میں آتسو ہر کسی نے گوہر اشک سسل کسی نے کچھ چاہوں کوں پایا	کہ گویا ہر حیات تازہ پائی تر ہی احسان کا تاکا کہ بھجی کہ وہاں دھنوں کی پانی آ رکھا کچھ لطف اپنے گھر میں ہوا تاجو کہ قسمت سے میر سہر ہذا دلے آئی اورا کر گئی شب پر گئی موت نظر کی کہ پیر بیگ میں خاطر کے کچھ ذرا غلط ہم رہا دیکھ جی ہون ہو ارات گون چھوڑی جا اوسے سے کا یوں سامان بھارا ایک دہیز سے خارج مرا دین دکی خانہ بیکار اگلا کرتے ہیں گھر ان وقت کے رہتے آج میں ان یرے سامان کے توجہ کی بھکا تا سرتاپا ہر دم جی محفل سولی خوش رہا نہ ان میں آج حسین کن جہان ہوئی خیر ہر جانب دہانی ہراک نے ہاتھ میں آسانک کے صدمہ پر ہذا دل کہ وہاں ہر جی کے گدا
---	---	--	---	---	---

رات ۱۲۵

ہرے راہی دھار کے پھار سے آؤ گھیر جو ہو جو دکھانا جکایا اپنے خانوں کی جسد شوق کہ سب اسباب سے گزرتا ہے ہوئی جبرأت اور دم مہم آگیا اور اونکا اضطراب منشی بیج کہ سو صوفیوں پر آئینہ ہر شب سو میں اس کے سوانح جو سکا بت امنوں کی ہون نہر کا سنا جب شہ نے یہ حق تعالیٰ حقیقت میں نئی ہی یہ کہانی نشانہ اس کا اور سب بوسطہ بیان کر راز مخفی دہی ایا زبان پر لا جو گداز ہو میرا بتا تو میرے سر پہ کس خطا کی کو ارا کی یہ کہیں تکلیف تجھ دم بجا ہے لب کہول بیان سی گستی سنی باز جو کشتی رہا مستم ہے تجھ کو اسے ساتی ہوگی کوئی بیاد اک سا غریز بیان میں آئین کجیہ از منقشہ اشما سلطان سابق پرست ہو بنگایا جلد اس پتیر زندہ	ادھر وہی شاہ کے توسل آؤ کہ کہانین جلد سننا ہے فنا کسا پیاری کیوٹا فز و فز ہوئی راسخی طبیعت میں جگایا کہ تجھ کو اور سن ہی نے یوں نایا اور اونکا ہر طرح پرستی اوج پیرین نا اور جتنی خلق ہے سب بجالاتی ہوں کیا میری بھلائی کہ بھیہ آخر ہو اکس مدعا کا کہا ہے یہ کہانی حیرت آمیز کرے سلطان اب اپر مہرانی سین میں میں اب اس پیش کے نیا کہ ان افون کا سینے پر سب کیا سنا ہو کہ تھکا سطح سنا ادیت ہے یہ کس نہ تھکا نہ سمجھتا تھجے شاید سمن بر کہ ہو ہر دل ترا ممدون احسان	پہر اگر اپنے سلطان کی پیش فراغت پاکے سو شاہ کچھ دم روہ بولی اسے کراک شمشاد کہ اتنی زندگی اب این لمبو کہ وہ حاکم کہ قابو میں ہے میرے فرماتے کہ دنیا برابر وہ پہچانے یہ میں کو کی گنگا پہر اس کے بعد خوش خوش شادی مگر تجھ کو نہیں اس درجہ یارا بکارے سب کہ ای شاہ خوش شاد کہا شہ نے امینہ کا ہے کیا حال یہ کہ کروہ ہوئی خاموش کیا مقرر راز ہوگا اسین کوئی کہ جسے رنگ اپنا یوں دکھایا بجے حیرت ہے تجھے رنج کیا تھا کوئی ہو تا ہے ممدون کچھ دم کہان تک شوق اظہار کن	محل میں کچھ بانوسے کہا کہ اتنے میں ہوئی خاطر جویم زبیدہ اسطرح کرتی ہے اکا نہ ہرگز اور جانب کو سفر ہو بفضل ازوی دریا میں ہے سزا انکی یہ سننے کی مقرر کہ جو ہر رات اپر مہرانی ہے میں آنسو پڑھتی ہوں انکی آہ کہ بد لون انکی منت کا شاد سین اب بت سنی کا شوق ہے زبیدہ بولی ہے شاہ خوش اقبال کہا شہ نے امینہ سے کہ دار نیا انداز ہوگا اسین کوئی دیا دل کو جو جکا دکھ لایا جوان ہر ممدون سے مدد مانا بیان کرتا سین یہ قصہ بھی ہم فنا نہ نذر گوش انجن کہ ہر اوقت سحر جاتی رہی گستا طبیعت خوب مطلب ہے شاد ذرا محفوظ ہو جو دل انجن کے سحر کی نگاہوں کا کاش کہا دل ہے کہ بہتر ہے نیلے کہ دیکھا طار و نکا شادنا
رات ۱۲۶			
مستم ہے تجھ کو اس گنگوگی کہ ہو جاے دہن پر مدعا کے مطلب کی ہر یوں چشم ہو یوں خاطر والا کو خطو ہو اب ہر تماث گرم بازار	کہ جبکا ذکر اکثر ہو چکا ہے زبان احسان رزمین کے کہ جب گدزی ہنسا اندھا کہ نہر اور شیش کو اس کی حیل نہ گذرانا بت ایسا زانا	کہ جبکا ذکر اکثر ہو چکا ہے زبان احسان رزمین کے کہ جب گدزی ہنسا اندھا کہ نہر اور شیش کو اس کی حیل نہ گذرانا بت ایسا زانا	کہ جبکا ذکر اکثر ہو چکا ہے زبان احسان رزمین کے کہ جب گدزی ہنسا اندھا کہ نہر اور شیش کو اس کی حیل نہ گذرانا بت ایسا زانا

اویں چھوٹا ہونے لگا دل	طبیعت شوق میں طلب کراں	کہ آئی دو پہر اور عطر اڑے	رو بہا ہم یون زبان پر چلی
کہ سن بیاہی ہو باقی کھانا	کہا اوسرا ایک نے کان بجی سناتا	ہوا گویا وہ پہلا اسطرح پر	کہ توفیق حیرت ہی برابر
رہا سامان رقص ناز نیناد	ہوے محو خاطر سا کہ بہان	کہ ناگہ نور خورشید جان تاب	سہرا اکھنوں میں جا کثرت ہوا
فرغ شمع نے خدمت طلب کی	مزا جون کو ہوئی بہت ادب کی	جوتے دیکر وہ شرم سے باہم	جکین آکھنیں ہو میں گستاخانہ
بڑا اعلیٰ آستے میں لار قاضی	پٹاساتی ہوا آرزوہ ہری	سہوشیے گلابی جام ساغر	آستے پہلو سے منہ سے برابر
اویں ہر دل شائق یہ چیتے	بہشتاں پر آئی وہانی	نظر رہی ہوئی آواز محزون	پریشانی پر آتا بھٹکے منہ
ہوے خاموش سا کہ ہاں سطر	برای پیشانی صاحب دل	برشہ اور قاضی مصطفیٰ کو کالے	ہوا اک شور و تہلی ہی آئے
رکھیں کھاجو کچھ سناتا	زبان پر آگیا جو دم عانتا	اجازت عقد کی قاضی سناتا	زبان سے لفظ نے کی شنائی
پس از حد عذابت پیہر	پرشہ قاضی نے لفظ عقد شتر	صد شور مبارک باد سن دی	تلی خاطر پر باد سن دی
کہا دل نے کہ وہ مطلب برآیا	ارادے نے مزا اپنا دکھایا	بسم زہو سے بھلے خاطر	طبیعت میں محبت کا بڑا جوا
تھوڑے کے بعد خدا کے	کہ جلوے کی دیکھے دھاکے	خوشی سے اسقدر بالیدہ تبا	کہ میں گویا بار اکھن متا
یہ کہہ کر اڑ گئے طائر ہر اک	ہیرا اوس منشت سے سلفا شو	گہرا کر آہنی بانو کو بلا یا	لنگا یا کہنا باہم ملے کہایا
پہرے کے بعد چکر کو کے جاگا	کہا بانو سے جان جی دیکر گیا	سناد ہو افسانے کا آغاز	دنا دیکھیں امینہ کا بھی انداز
وہ بولی کہ خدا یوں کستر	امینہ کا بیان ہے یوں مقرر	کہ جب مجھے کھی اوس شہنشاہ	کہ بان کہہ تو بھی بنا حال دشا
تو نے اسطرح کہ لا زبان کو	کیا آغاز طول داستان کو	کہ شاہ سیری مان گہر کھلائی	ہوئی بشیرہ کے گھر سے لائی
پہلے چندے مری ٹھہرائی	ہوے سامان گہر کو خوشی	شام دیکھ کر روز مبارک	کیا ناں نے میرا عقد بیک
گئی دولہ کے گھر رات تانی	زیادہ وہم سے دولت یہی پائی	برس کے بعد شوہر نے قصا کی	نظر میں پہر گئی قدرت خدائی
کہا بھنا بڑا بھکوڑا با	دکھایا خودی نقد پرے گیا	غرض جون تون بسر کی اپنی تانی	گذرتی تھی پریشانی میں جانی
مگر دولت بہت سی مانعہ آئی	طبیعت نے یہی راحت تانی	بنائی نے عمدہ اوسین بوشاک	امین ہوتا تو جسے طبع غنا
سنے چوڑھدہ تھی تھی ہر اک شو	بھی رسی تھی ہر عالم فروز	قصا را ایک دن بیٹی تھی گزین	جہان کی دید تھی حد نظرن
کہ اک کوئی تھی نے اگر عرض کیا	کسی برشیانے بھکو یون خبری	کہ میں ہوں آرزو مند ملاقات	مری جانب سے کہہ جا بیک
اجازت ہو تو میں بھی گھر میں آؤں	تنائیں زبان پر اپنے جانوں	بہنا چے کہ اوس سے کہ بتر	وہ آئی گھر میں لیکن بھٹک
بظاہر حسن یادہ ساٹھ متا	جکی تسلیم کو بولی کہ بٹیا	منا را نام سنکر آئی ہوں تین	یقینی کچھ غم نہی ہی ہون

کسانے کہو بولی کو قربان ہے اور سکی گتھانی آن کی رشا کہ جس سے کچھ کمون رحم ہوگا جیسا میں نے بیان دل کی گھر اگر کچھ مہربانی آپ فرمائیں انہیں باتوں میں خستہ ہو گئی	تتا ہے کہ ہو کچھ نزل جسے نہیں کوئی جاپس سے وہ کہے بتا مری خاطر اذیت کچھ اٹھائے تو نزل ہو گا اور ہرے اور اور ہے اور اس نیکس کے گھر نشتر ہے آگ	وہ کیا ہے کہ اک لکھتی ہوں میں تنہا یا وہی لڑکی ہے گھڑنے چہ گھر ہو شریک حال ہم ہر میں تنہا کیا کروں گی اس کا قسم تو میری آبرو ہو بات رہے چاہے	بت خوشرو پری بیکر من سینن ناما کوئی ایب نظر میں کہ راحت پاک میرا قلب مضطر بڑی حیرت نہایت ہی اکلم حد آجائے زمانہ رنگ کیا لگا ہوئی خاموشی از رخ شوق
رات ۱۷۷			
شہر ساقی مری خاطر سے ہم لاٹھ سے کہ کچھ کچھ ناک معینت پر وہ طائر ہے ہوئیں باہم وہ سچے تھیں نظر وہ کیلئے کہ بعد از رسم ہم ہو آریک اسد مجہد ہے	کہ گہر فی طبیعت نزل ہی مضطر ترشح اسطرح بود ہستان وہی قصہ زبان پر آجائے طبیعت ہی بہت محظوظ و مسرور وہیں مٹی ہوئی تھی شاخ و جرم کہ شہر ہائے گیسوی لبر	بوسے پر مری جو کچھ چکا تھا کہ پر سلطان اوسے بھڑک رہا تھا کہ جہدم عقد نے انجام پایا نہ تھا دل میں کسی صورت کا کٹکا کہ اٹھا ایک برتیرہ ایسا پکارا سب نے گہر کہ کچھ کیا	نور گار خاطر جام ہر لا جان تھا دکھ کو مسکن طائر و نا دل بیابان آرام پایا کہ تھکتے دیا اک اور جھنگا جو اکھنوں نے کبھی کیا نہیں تھا کوئی بولا اسے جاگو بلا
جلا و مشعلین کچھ نظر آئے پر ہر کف رہا عالم بخت اسٹے ہیوش اپن ہم سار کسا دکھو مکانوں کو برابر خبر کی صاحبانہ کو کیا فش آباب کو ماننے جو کیا	نشی خاطر مضطر ذرا پائے اوٹھا گہر کے میں آخر بچو ہوئے حیرت باہم کچھ اشار نہو گہر کے یوں آجائے یا وہ بولا ہا اسے فرزند غمخوار گریان پیار کو پوچھی وہ صحرا	ستیا باقی کسی میں اس قدر ہوش جلا یا شمع کو محفل میں کیا کوئی بولا وہ میں ہا ہی کیا غرض جتنے مکان تھے کہ ٹھہرا یہ کہو وہ گرا رو زمین پر عزیز و نیک ملی حصار پر خاک	کہ وہ ستا کسی کی خود فرشتا ہوئے روشن مکان و صحن و دیوار پکارا کوئی اکھنوں کے مکان پر کسی جا پر تپا ہر گز نہیں تھا ہو اشادی کی جاسا مان شہ جو حاضر تھے ہوئے بیت و غناک
یہ دیکھا حال صدم حیرت فر ہوا غلح طرف گم ہے دور اسنے پانی سنگا کچھ منو کو کسا اب صاحب خانہ کو لاؤ ہوئے خاموشی طائر کی گتھانی	کہوں کیا ایک سکنا سناک جتنے زبانوں پر ہی ستا و آہی آ ہوئے مصروف حاجت جستجو کہو جا کہ صاحب ہم تک آؤ پیرا سلطان بھی کیا ہر گز	کینرین کے چلاتی تھیں باہم سناجٹا صاحب پیر حال مرات ہو دلیں چند عسات گھر آؤ عجائب نا جرا ہے گھر آیا اپنے سار کو کیا کام	کھٹکنا تھا وہ سامان فراہم کہا طرفہ نظر آتا ہے جھجال بلا ہی چند پابند اطاعت روکمن قید بلا میں مبتلا غرض ہو یا کہ تھا وہ وقت آرام

<p> رہی توڑی سی شب ہو گیا امین اب یہ کہتی ہے کہ ناپا کہا آؤنگی وقت شام لینے نہ اور دم کیجے گا مجھے انکا نسائی جلد پہنی عمدہ پوشاک کھیر دوس نے کہا قربان سچ نگہ آزمینہ مینے جو دیکھا کہ یارب تو نے کیا موت بنائی اسی عالم میں تھی جو کم ہوا روز وہ عالم آج تو ہے چشم بیز کہا ہے کہ بہتر اب نہ گھبرا ہے لیکر جلی گھر میں آئی کنول اور فرش عمدہ جا بجا تھا بھی تھی مسند پر زربس لکھو جو گھر سے آئین ہیں دلہ کی آرا عید کمرہ ہوئی آنکھوں سے نہا اینین باتوں میں شب نہ چڑھا </p>	<p> کہا بانوسے ان کی میری کیا بڑبہا کے گھر چنے کا قرار بہت اذیت بڑی تکلف دے کیا ہے آپ اس وقت قرار جو اس پریش قسمت عیب پاک عجب نام خدا عالم ہے اس تو بہتر اسے چہرا مرا تھا کہ دنیا میں کہیں ایسی نپائی گیا گھر اپنے مہر عالم افروز نہ کیا مہر میں ہی اس قدر نور میں چنے ہوں نہ کہ چھپ چھپ وہاں یونچی تصویرت اور پائی نہ کیا تانا نظر اب تک اس بنزدون نکلے دیتے تھے شوہر وہ دیکھیں آپ کے چہرہ کا جلو رہی میں چند ساریا لان </p>	<p> سنا ان کے باقی کا یہ حال وہ خوش ہو کر لگی لینے بٹن گوارا زلف و مہر مانی گئی بڑبہا یہ لکے اپنے گھر کو کیے آ رہے سوت سے ہر جا ذرا آئینہ لیکر دیکھیے رنگ ہوئی میں آپ اس عالم پر شیدا لیے آپ اپنے بوسے خوش تر ترپ بنام پر وہ زلال آئی میں سنے کیا خدا کی باری قربان بہت سی لوندیاں اور زکیاں کہ تہا اک قصر شادان میں سالان براک صوبہ کے ساز و مدار مجھے لانی کہا سند یہ بیہوش کہ ایسے حسن ہی میں اپنی جان نہ گزرتا تابت عرصہ کہ آئی </p>
رات ۱۲۸		
<p> اٹھا ساقی ملا سفہ سے وہی جام بدلا دیکھیں تو اس کے پہن کر اسی عالم میں ہوا آغا مطلب گیا اور منتظر بن گیا اسی جا کہ سن بانی ہوا آگے عید حوال جس کے آگے مرشد نہ آئے اب </p>	<p> کہ جب تکلیف والا ستہ ہیں کہ کیا لطف دنیا ہے نظر کو بیان ہوا سطح پر از مطلب جہاں تہا مسکن ان کا قرار کہ پر بھی جلد اک مرد خوش اقبال محب کیا ہو کسی موت سے یاد </p>	<p> بڑی دقت اس کی آرزو ہے غصہ خاطر کو کیا کیا بھرتا ہے کہ لب اوج پر وہ شاہ دیباہ ہوئی جب وہ پر وہ دونوں آئے اٹھا یا خاک سے اکس کو کیا بار سنا جب مر وہ اس کو خوش آیا </p>

بدل کر کرے پوچھا اور کہا حال	سنا جتا صاحب کچھ خیال	کہا یوں گفت سے ثابت ہوا کہ	کہ وہ مجھ سے چاہا مدد بلا ہے
قریب کہ وہ قاتل اک چاہا کچھ	دراہدہ موسے جکی اہا کچھ	وہ ارسین بیگ اور راجہ پچھ	کسی سوت سے ہیں ست گیارہ
پھر فرماؤ کہ چاہا ہے اسکو	نہیں ہم لینے کا یا ہے اسکو	خبر لو جد مر جاگی ورنہ	بہر غفلت گذر جاگی ورنہ
کہا پھر صاحب خانہ نے اشیاء	نہیں اسن باجہ سے مطلق گچھ	کہ وہ کس کے عمل میں سز میں ہے	کوئی سلطان ہاں کچھ پچھ
کوئی دستور بھی دوا کھا آخ	کوئی ہے یا نہیں اس سے کچھ باہر	کوئی بستی ہی ہوگی ان بستی	کسیکو ہوگی اوس میں بستی
اور اسکو قید کرنے کا سب کیا	نشان تھریا وجہ غضب کیا	مراقب آپ مون پر اور دم	مفسل دیکھتے ہیں خلی کچھ
کہ پھر اوسین کرتی بر کچھ ہم	اعانت آجی بھی ہوئی باہم	کہا درویش نے ہنر کر کچھ	تھار کئے سے اٹھنا نینچ
اب آئیگا ہمارا وقت طاعت	زادہ نصف سے گزرتی گچھ	تو غور اوس حال میں ہوگی غور	نہونا چاہیے سدرہ مضطر
کہا میعاد اور اجازت دہی جاؤ	بدلتین جب کہ ہم اور موت آؤ	کہا بہتر موارضت مکان	کہہ آیا صاحب خانہ وہاں
رہا خوش لیکن سخت مضطر	نہ تہا آرام اسکو آہ دم بہر	زبان پر نالہ دل میں تیاری	بکھل ارجوش انکباری
کہا طائر نے طائر کچھ حال	اڑا کیا باردا کر کے پرو بال	پہر سلطان بھی گمین آیا	موافق طبع کے سامان پایا
فراغت پائی کہانے سے ہو	اٹھا کچھ دیر میں دولا کہانو	کہو باقی فسانہ تاکے رست	وہ بولی ہنس کے اشیاء خوش
بیکھرتی ہے امینہ پرہیزیا	کہ جبکا حال ثابت کچھ نہ تھا	گئی کئے کہ اسے داری قیام	میہ آگے ہے مکان اور زمین
قدم رنج کرین آپا وسین ہم	بڑا احسان ہو گا میہ بھی غیر	کہا میں نے کہ بہتر بچلی وہ	کہہ پھر پراہی گاہ تھی وہ
بت جلد کہیے وارڈ یہ بونھی	کڑی ہو کر دھان سنگ چٹھی	کسلا دروازہ کیا اک مکان	بطاہر ہم فراز آسمان
کھنڈی راز سے پرے اک عہد	جنین معلوم کیا ہے وہ نہ تار	عبارت سے میہ سے الفاظ پیل	میہ گہرے عیش و آرام خوشی کا
گئی اندر تو اک دالان پایا	نہیں ثابت وہ کسے نہ مانایا	نہ دیکھی تھی عمارت عمدہ سی	تا سکتی نہیں ہون میں کی تھی
منفائی سے سیلانی تہنگ ہیز	نہ حاصل تھیں قصو کو بھی راز	نہایت فریش عمدہ جا بجایر	تو عقل کو حاصل سر اسر
شکلیہ ایک نہ ہر صورت جو	سرستہ پر بیٹھی تھی بہت دور	مجھ دیکھا اوٹھی تعظیم کو وہ	جبکی نزدیک سے تسلیم کو وہ
بڑی کچھ دور ہستیال کے	لے آئی اور کہا یوں مجھے وٹک	نہایت ہم یہ کی نیندہ نوازی	ہوئی منظور شاید چارہ ساری
یہاں سامان شادی ہے فراہم	ہوے ممنون احسان آجی ہم	نہایت غلو سے جھکوسنایا	کہہ بنی آکچھ ہر طرح پایا
نخل باہ و ہنستہ ہے حسین	بہلا نسبت کسی تمسی سین	خدا نے اپنی قدرت کو کیا	نہیں معلوم کیا خاطر میں پایا
جواہر حسن بہ مثال نخب	اور اوپر اسقدر قیام نشا	کہ جو دیکھتے رہے ناصر قران	نہوں صرف راحت پر دل پایا

اسی موت کی جسے جو پڑا کہا ہے کہ اس مطلب کا ذکر سنیں آرام دل اصل کسی ام نہ کہا ہے نہ پتہ ہے نہ خبر اسی مطلب پر شب بھر گئی	نہ بھی میں سخن سازی کی کیا مرا اک بسالی ہے شتان لیر متماری زلف کی موت ہے جو وہ بیانی کہ فرزند ہے سیا	ہوئی مخطوط گردن کو ہیکہ یا بڑی مدت سے جب کا سنام وہ کتاب ہے شکل حسن خسار نشان ہے کہ ہو اک دم قد بوسا	وہ بھی مھر کام اتنا کر آیا برہے بے اعتبار کا انجام دل ہو کا آتش الفت ہے ہزار نہوگر خاطر والا کو انوسم ہو ابریم وہ بے سامان کیا فرے کچھ در عرض مدعا میان ہو یوں زبان از رو وہی باقی ہے جو خیال سینے کہ صاحب خانہ تھا الیحد کی پر گیا کون لوح اقبال نہیں ثابت ہے ہوا وہ کیا صیبت اس طرح ہے نہ سخت میں جاؤ گا جہاں گار شاہ کہ جو آیتا پہلے روزا کار بہت عرصہ ہو طے کیجے راہ کہا بیتاب ہوں حضرت میں نہیں معلوم اک ساعت میں وہ تھا اک عمر سے شیدائی کا کہا کرتا تھا حال اپنا سراپا کہ میں ہوں آتش الفت ہے بوسہ نہر کستی سنی خیال ہر مانی بحال سبج کا جلا نظر کے کہا بانوسے بولہ پھر ہو گیا
رات ۱۲۹			
کے تاج پر بھی سوزالم کو کف ہر زندین ہو پاک ساغر تو سلطان کو وہی ہر آؤ ہوتی سر آغاز وہ افسانہ پایا کہ جیسے نزع کی حالت میں ہار بھید و داغ تازہ مجھ کو دے گیا کو جو رکھا قید میں آؤ کو آئے یعین جو دم بھلجائے گا میرا زمانہ سچ کی قسمت فی باری جہاں اون شاہ جی کا رہتا تھا پہن کر ٹپے پونچھا شاد و خرم نہ آئی موت ہوتا فاعل ابدال ہو ثابت مجھے اس طرح نے افروز بسر کرتا تار و زوشت فرزند سدا رہتا تھا بھید بیتاب و منظر افیت دون گاور نہ مجھ کو کر کے سلطان نے حسرت سے ظکار کہ تاج کو کے ذرا نشیدین آئیں	جبکہ مینا صراحی پر صدا مے لب سے گہوٹا ہر گز کہ چلے دشت کو اور حال سینے کہ طائر کھڑا تھا اس طرح پر یہی کہتا تھا ہے کیا ہر حال پر ہی ہے جن سے انسان کا جلا کبھی تقدیر سے کہتا کا تخت مگر افسوس نے دیدار فرزند کہ آؤ پونچھا وہی مرد خوش اطوار کہا چلے نہایت جلد ہمراہ جہاں تسلیم کو رو کر ادب سے کہا دل و لیش نے کراہی حق کر کہ سلطان اجنہ کا ہے بیٹا جہاں سنی سنی پھیلتا تھا اون کا بہت کچھ سنیں کرتا ہر روز نہ سستی سنی بھید کچھ سا کی گھر آیا مضطرب تارات کی چرخن کچھ کہا کے سرو جلا جلا	کہ تاج پر بھی سوزالم کو کف ہر زندین ہو پاک ساغر تو سلطان کو وہی ہر آؤ ہوتی سر آغاز وہ افسانہ پایا کہ جیسے نزع کی حالت میں ہار بھید و داغ تازہ مجھ کو دے گیا کو جو رکھا قید میں آؤ کو آئے یعین جو دم بھلجائے گا میرا زمانہ سچ کی قسمت فی باری جہاں اون شاہ جی کا رہتا تھا پہن کر ٹپے پونچھا شاد و خرم نہ آئی موت ہوتا فاعل ابدال ہو ثابت مجھے اس طرح نے افروز بسر کرتا تار و زوشت فرزند سدا رہتا تھا بھید بیتاب و منظر افیت دون گاور نہ مجھ کو کر کے سلطان نے حسرت سے ظکار کہ تاج کو کے ذرا نشیدین آئیں	اسی موت کی جسے جو پڑا کہا ہے کہ اس مطلب کا ذکر سنیں آرام دل اصل کسی ام نہ کہا ہے نہ پتہ ہے نہ خبر اسی مطلب پر شب بھر گئی یہاں سستی سے دوشیزا ہو سہو ہوں جھید سا بالاک ساغر کہ آخر ہو کے شب بے سچ چکی نغمہن اشکوار اسی مھر میں آیا تو سراپا بیگنا تھا وہ بہار مے نور نظر کو لگیا کون خطا کیا تھی مے فرزند کی کا تخل ہے کیونکر ہو سکے گا اسی موت سے کاٹی رسیا ہا کر ساتھ اپنے بیگیتا اشا پر صاحب خانہ اون ہی ام سنیں معلوم کیا سیر احوال ترے کئے سے بابائے کی خو نہ تھا آرام اوکو اسکی یاد منوتی تھی تو جہاں اوکو سپر خدا را مہربانی کی نظر کر پس اتنا کہ کے طائر پر ہوا کہا بانوسے کہانا لاؤ گناہ

وہ بولاشاہ صبا کہو کر اب	جوتے عقد کشائے مطلب	لے گئے کہ وہ فرزند جن کا	ہوا ایس جیب مقصد نہ کیا
کہا اور سے اپنی جگہ کے یہاں	کہ گدڑا میں ہے مضطر کھال	نہیں اک مدعا میرا یہاں	غضب بہتر حق سلجھ گیا
کہا وہ کیا ہے لو او کو بیان کر	شہر شہت کا اپنے آخان کر	سنایا جسطرح تعامل سارا	کہا اور سے نہیں بھگو گوارا
کسی کی لائیں لڑکی ہر قسم	کرین دس خانان کی مفت ہر	کلام و لشکر باور سے سنکر	ہوا وہ اور یہی قیاب و غم
رہا خوش چہلہ مکر میں تھا	کہ ناگہ سنکے وہ شادی کا شرا	بہم کر چند جن آیا غضبناک	بشکل جوش خاطر حشرے لاک
بشکر لکھیا او کو ہوا پر	اتار ادا کر نوے میں جلد ہا کر	وہ تھا مارک شل محبت دشمن	بہم اتری زمین سے سنا کر
گئی جن سے انہی پہلے سے	نکلتے شعلے میں اوتارے دہن سے	جلاتے ہیں سروں دس بج	قریب مرگے حال او کی کا
کئی من کی ہے پائین اور کچھ	نکھو میں طوق آہن ہے گلو کمر	نہیں ہے یہ خیر اوتارے دہن سے	مناسبت ہے کہ جاؤ گئے گلو
کہو باب سے اس کے یہ حال	نہیں وہ بھی کہ ہے بھلا اقبال	سزا دین او کو نصرت میں کی	کہ ہو راحت تندرست کچھ تو
یہ کھٹھ طارنے کی سحر آواز	کہہ تار شاہ بھی سنکر کھٹھ	گئی جیب نصف شب ہو یا یار	کہا رخ رات نے آخر انجام
اشاہ سلطان کیا باتوا شاد	کہ ہن جی اب سدا و قصہ باد	وہ بولی یوں امیہ کا ہے لہا	کہ جب آتا نظر حکوہہ دلا
کہ جب کا شل تھا عالم میں کیا	بولی موجود بیانی کے سہا	کر رو کا نہایت ایسی جی کو	کہ نہ ثابت نہ اولت کسی کو
سنی سب و سکی فرخانشا	کیا اس وقت اوسے یوں سہا	کہ بھگو دوسرے سہا ہے کچھ غا	سزون کی اور وقت الہ کا
اجازت ہو تو دم بہر ہو تو	کوئی دم نہ بکا احسان میں	یہ سنکر اکھنہ میں ہر اسنو	کہا بہتر زمین کیا یہ قیو
خوشی میں اوسین جو مرضی تھا	عبان ہے ہر طرح مست کی لاری	کچھ نا امیدانہ سے دیکھا	میں سمجھی خب لایا کیا
کہا آہستہ اور ہستہ میں ہوا	گو اتنا کر دم ہم سے اقرار	کہ جب تک نیست ہوں ہی کر	ہمیشہ حال لایا کہیں
بہتر زمین لگا طاف عاشقی کو	نہ سمجھائیے کچھ اور اپنے جی کو	نہ دیکھیں کسی کا توئی بان	نہ دیکھیں کسی کا ولین بان
نہ کم ہوگی کسی دم کثرت فروز	رہی گے ہر نفساں فرارین فروز	وفا میں عہد میں ثابت نیگی	جود میں آئینا بر و کسین
نہو کا تذخوئی سے سرد کار	رہیں گے ہم خدا سے قامت یا	بجائے گئے جوار شاد ہو گا	تساؤں کا گھر آباد ہو گا
عزیز و اقربا گر کچھ کہیں گے	تو ہم او کو جواب صاف دینگے	نہیں سننے کے ہرگز کر کی بات	محبت میں گزر جائیں دقت
ہست سے ہیں فانی نہیں بچا	کہ وہ کرتے ہیں شکل کا آسا	شریک ال موکر کچھ غرض دست	جدا کرتے ہیں کثرت گشت دست
سکھاتے ہیں کہ ٹھوکیا ہوا	جہان میں جن بہتر جا بجا ہے	چلو ٹھو قماشے ہم دیکھا	بغل میں ماہ کامل اور لکڑ
اجی دیکھو ہمارا نوجوانی	جہان میں چند دن کا فرزند گانی	نہ ہرگز چاہیے پابند رہنا	اکو کچھ نہ تو پارتان کینا

پیر کو تاجا انسان کی پیشتر فرمانی جو سنے کی ملک کے سین ہیں کیسے کیسے کیا انداز بھید بانو کھ رہی تھی چوچتی سنبھل ساقی کہ گر تیرا منہ البتی ہی طبیعت سو کساغر ارادہ جو شہرین الگوئی باہم کہ جب آغاز صبح ہونے لایا کہا اس ایک یونہی حال سنا کہ دم بہر ہی کرن میں گزرا صحت بیلو قتل و سکوڑ کا کہ گناہ اس کا گناہ تاراج سارا عین کم اوس سے نہیں جنت و نشت بہن آپ اس مری گری خبر خدا ناموس پر اپنے ہوا میں معتز ہوئی او میں میں لڑائی بڑا لشکر بہت رکھتا ہے ساتھ مگر اک اسم حق کرنا ہون تعلیم پہر اوس کے بعد ایسا قصہ کرتا ظفر سوئی جب ہر ہون کو گستاخ نراحت پاک کے سوا حدیث پکارا شاہ بنے مایو کو یکبارہ کہاں کہا تو سننے میں کہی نہیں	عجب کیا عہد ہو جا فرماوشم تماشے رہنماؤں کی دکھاے نظر چہ جاے جیلاک حسنا باز ہوئیں کچھ اور پیدا جستون ہوس ہر پڑھو پڑھتی ہے جو کساغر کہ ہوا غار مطلب کا میرا انجام موس صحر اسباق شاہ آیا کہ نہا مطلب ہو قسمت سے طواف برہم ہو یا سہلا ہو اسکا انجام نہیں قدر خدا سے ہی ڈرنا نہو کی غلطی ہر گز گوارا یہی سن بھیجے گا آج کل میں اگر جیتا ہے گا یہ گنہ گار زادہ اس سے کرتا اور کیا میں خدا ہی ہے جو ہر حال میں صفائی نہیں بات تک ہوا کہ دم پریشانی کہ اوسین کاف ری کی اور کیم نہ خاطر میں کسی صورت سے ڈرنا پڑ جو جیلا ب کہ وہی میں جو کچھ ہو کہ اس حق میں پابند اچھ ہوا ارشاد ہو بہر کل کا اظہار نہیں مرغوب تائیں پائے کر آئیں	ارادہ اور باب ہوا یہ کہ کہ جسے بیخ تو ہے جیسے کہ تو ہر مجھے زادہ دیا روکا ہوئیں ٹھنڈی ٹھنڈی آبی ٹپ دین ہے قطرہ گلون کا شستہ زبان سے قصہ باقی ادا ہو گاہیں ہر طرف تھیں گرم دیدار کہا اوس صاحب خانہ نہ سکر میں بات تاپہون لشکر کا تھکر وہ بھلا کیا ہے اپنے جی میں پڑا جان کہ تو مہو گی وکی لڑا مگر اتنا ہون حضرت نے بھلا تو پر پاؤں کہ آئی گا اس جا سناد رویش نے جب یہ ارادہ کسی موت وہ کم تھیں نہیں کہاں ممکن کر کر لوک پٹال سوالا کھاسکو پڑ لوک پٹال خدا انسان کو گنا کار شکل بھلا لکھ کر عروج نے اپنی لی راہ اٹھے اور جیلا سلطان کی جگہ وہ بولی سے بیون باقی کہانی اگر اسکا نوشتہ تم مجھے دو	مرسدہ ہیں ہر راہوں کا انداز کہ تا کہ میں زمانے کے ہیں کہاں قبول قلب ہو ہر کار و کسا بیکار اہل محل صفت پریشانی عقب کی بدلیان کچھ جانی بس بات تاخیر اک دم کی چوچتی یہ اس صدمہ سے عرض نہ ہوا کہ آئے دو تو طائر ہر اظہار کہ با حضرت گران باب یہ مجھ نظر آجائے گا گروہ سنگر نہیں دیکھی مصیبت کی بھی آ پہنچو تو گناہ نیز از قتل پٹ کہ میں ہون غنہ یہ ہوش و شمار جو موت آئی تو بہتر اور اچھا تو فرمایا کہ بہتر خوب چھا کہ وہ ہی ایک سلطان پریشانی خدا جانے دکھا نہایت چال نہ فرق کے کسی صورت و شمار وہ کیا ہو گا بھلا تھیں مقابل سرب تھا پیر آیا اسے گناہ کہا شب کم سے کل کا وقت آیا کہا جہم امین نے زبانی نوعان بہر عقد میرا ہے
---	--	--	---

سنا جب ترو لولا عاشق زار	کہ میری جان لال قمران لار	کہان منت جلیس قافل ہی کا نام	جو پوچھو تم کوئی نہ حال نام
میں سدرے کیا کیا بجان ہے	مجھے ایسا ہونسا کیا سبب ہے	کہیں عاشق ہی ہوئی جلیس بانی	یہ کیا بھاس ہے اور سنا ساز
سوا بجان کیا مطلب ہے	نہ کتنا چہرہ ایمان ز بان ہے	مرا نرس میری جان زبان ہے	کسی کی بات سے نہ کونکر
یہ کہنے انکو ایسا کیا	نہیں آپ سے جیتو آیا	صاحب کوئی ہوگی نساوا	کیا ہوگا کسی نصے کو اظہار
سو وہ سنکر طبیعت میں بیٹا	محبت کرنے والوں کو ڈرایا	ابی بہتر جو کہے گا کر دنا	مگر بوسہ لب لگون کا تو گا
نہ کہتے سوچ دل پہنچے لکھ	میں کھہ دون شا اس میر لکھ	لہتیں ایمان یقین ہرگز تو گا	بیان نہ مانے گا اور جگر کا
یہ اسکا ہوگا کیونکر مجھے	جدا کی ہوگی خدمت گوارا	یہ سنتے ہی ہوئی پریم لدا	کہا کیا احتیاج ہے ایسی کار
ہو تو تم کون ہو کون تو ہے	اجی گدز بن حب کے کرم	یہ گاتین جہ فرار تہ اوچی	یہ تیر کیسین باقی اللہ اللہ
بڑے ہشیار ہو جو بن جاو	یہ کیا تفسہ سے کہا کچھ ہی بڑا	مجھے دیتے ہو وہ ہو کا آفرین	مقدار ہر طرح ہو یقین ہے
بس اب آگے کیسے سن چکا	رہو خاشوش کچھ خاطر ہے برہم	یہ کہ کر افغی گیسو کو کہو لا	بیان خاطر ہوئی شائق کی
کہا دل نہ کہ مر جاؤ تو بہتر	زمانے سے گزر جاؤ تو بہتر	طاؤن سے ہر اک دم سامنا ہے	ضلع محبت پہر ہے پہر ہے
دل لاق سے کہیںچی آہ کر	ہو خوف صدم سے بگڑ زرد	نہ ہٹا رہی تو پاؤں پر کمار	کہا راضی ہوں وہ کہ حکم
غرض صے خفا سے کہے کام	ہو آغا مطلب کا یہ انجام	نوشتہ لیکے حقہ اپنا پڑایا	موافق شوق کے قسمت پایا
مبارکباد کی ہر سو تر بی ہوم	ہو سے محظوظ ب دکان ہو	زبان پر تھا یہ بانو کے کدوہ	چھپی عالم سے دیکھی سب طلب
پلا ساقی وہی ہر امر کی گنت	رات ۱۳		کہ دلا خاطر شائق کا تنگ
نہا پر ہوئی جام و بسو کی	ترقی ہے برابر آزر و کی	ہوس ہے بہر کین باقی کمانی	سنا میں اسطیغ لفظ و معانی
کہ وقت صبح آشکر شاہ دیجا	رہی سحر اک سبکی ماوتی باہ	بڑا اور چند ساعت میں تو بچا	مناویں قصہ بہر ان طائر بچا
کہ وہ اک ایک کیے کتنا سنا ہے	کہ آخر کو وہ درویش خوش افتا	سنا کر یاں صاحب خانہ کرب	بتا کر بشیر انفاط مطلب
ہو اخلاوت گزرن آیت کائنات	رہا صرف ترکیب ینان نہ	کہ مطلب صاحب خانہ کار کا	پڑھوں یہ اوہ دنیا عیا کا
بیان و مع صاحب خانہ نشین	کیا دوا ہم کا ہر دم برابر	سوالا کھہ اسکو پڑ کر اپنی	ہوئی دوتہ و جہوت مہلت
ہا یا لشکر ہمارا اپنا	کیا ہر ایک سے اظہار اپنا	کہ تم اک عمر سے ہو بنگار	کہے کہ نہا ہوئی نہ نہا
رہے باقی اگر تم ینا کر مر	نہ لاسے اپنے دلین ہڈا	وہیں سر جانا او بکو بچا	طاف و میر سے لڑ سنا
دو بولی دیکھیے گا ہا نشین	بشرط عقل حق اور نہ بگانی	سنا چہ یہ ہوا محظوظ لدا	کہا سدا فرین پاران خوا

میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	سے سب کو ہر پہلو پر اس کا سر	کے ہے اس کا سر کاٹ دیا	کی ہونے نیا ہے آج نہ تھا
وہ میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	جس کا ہر فرد ہر رسم تسلیم	پہرے کے بعد آؤ وہ میرے	نظر آتی تین کچھ چیلین ہاں
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	پہرے میں نظر آیا اجالا	رہا تھا میں جہاں اس کا سر	کہ تھا ناچار طرز امتحان میں
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	کہ اسے مالک سر کو تو ہر دم گار	نہ تھا میری تو اس کا سر کاٹ دیا	بامید نشان مدعا میں
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	اس کا سر سے قریب سے ہوا	کہا تو کہوں ہاں تھا مدعا میں	تجے لازم تھا ہونا جا پا کو
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	پر نشان بخت مون فتنہ بکروں	کہاں طاقت جو ان کی ساتھ تھا	جو میں جاتا تو یہ کچھ کچھ تھا
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	بہلا میں حال اور اپنا کہوں کیا	وہ بولا تو پہلے گالی چوں میں	ترا بوجہ اپنے ان شانوں پر
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	تساویر سے میری بھی تھی	اثر اٹھایاں تک کیسے آئے	گھر آیا اپنے شاہ واقف از
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	پچھرا اے مری بانوئی گفتم	بیان کر فتنہ باقی کا آئے	وہ بولی یوں سننا سنیے
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	حسرت کا بڑا باہم قہر	نہ تھا شوہر کو نہ زچہ کراہم	اوس کی دید میں کراہم شام
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	تقدیر اپنے شوہر پر بدلتی	نہ کہتی تھی کسی سے کام کر	نہ تھا حاصل مجھے آرام سر
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	نظر رہی تھی بہیم سو شوہر	کسی دن بیٹھے یوں سنایا	کہ تھی وجہ کو سنے جو پایا
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	بہت مدت سی اس کا سر کاٹ دیا	کہا تھے وہ کیسے جلد کیا ہے	سنون کیا شوق ہے کیا پایا
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	خدا ہی جانے کیا ہو پیش سا	کہاں طاقت کہ لائن میں بان	سمجھتا ہوں کہ بن جائی گناہ
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	مہار کچھ مقرر مدعا ہے	نماؤں گی کہ صاحب خدا	وگر نہ کیوں کیا تھے افکار
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	طبیعت کو نہیں پہچانتے ہو	کہ اک لمحہ میں آفت ہوگی بڑا	نہ کیسے گا بہلا دیکھیں تو چاہا
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	کہ بہتر سے کتا ہوں جو کچھ	مجھے اک آرزو اس طرح پر	کہ میرا جان دل ہے مستان
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	کہ تھے تو کیا سب کچھ گوارا	مناسب جو تم بھی لی لائق	کہ اپنے وقت پر کام آئے ہاں
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	کہ وہ تم محمد مجھے آج کی رات	خلاف حکم میرے کچھ نہ کرنا	نہیں کتا ہوں میرے بیچہ
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	نہو گا میری خاطر کو گوارا	مقرر او میں ہو گا کچھ بسا	مجھے زیست اپنی ہو جائی گناہ
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	طبیعت یہ نہ لگی جبر گز	مگر تم صاحب صحت ہو تھوڑا	یہی شرم سے آفریں دوز
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	جس کا ہر فرد ہر رسم تسلیم	نازین پڑیے دامن پر ہاں	بجائے انکے خاطر کچھ نہ
میرے ہاتھ سے اس کا سر کاٹ دیا	مہار یار سائی ماننا ہوں	مگر خوش صحت ہوں مجبور	بہت دلیں طے ہیں میرا ہوں

بیان کیا کیا کہ دن کی کیا کیا کیا	سینوں پر ہالکا عرشید	چایا آج کت ایسا کسی کو	کہ راحت چند دن ہی ہوتی تھی
یہ کہتا تھا پر اب خوش تھا	مین حاضر جی مین آجور	اشک تھے میرے ہانوں کے گنا گنا	ہوئی رخصت وہ شب بھر سہری
وہ ہی داندو جب کی ہستی	راست ۱۳۳		ہمیشہ جستجو کی ہستی
زبان ہوتی ہے جس کے گفتگو	مندان میں ہوتی ہیں کچھ لگتی	دین مونی مین یاتے سخن کے	بہتے مین سدا دل سخن کے
طبیعت میں یا شاکرے ہیں بھر	بدلتی ہی فرست و رہی ہوش	بیان ہوتے ہیں شایا کی ہوش	بے کلتے مین سب چرخ و فیر کے
مکھن مین سب ہی افسوس دار	مڑے سوطح کی ہتھ مین	لہو کو جنبشیں ہوتی ہیں سہم	شخص کا زون مین آئین کا دم
خدا را جلد لاتا کچھ بیان	بہت عرصہ ہوا ہر امتحان	جدا مضمون سے ہون لفظ مین	سنا مین اسطرح ہر کھ کانی
کہ بعد از صبح پوچھا دشت تیر	ہوا اسطرح ہر قسم سے اکاہ	کہ طارنے کمی طرے عید	کہ اوس جن کو سوچی کھ
تو اوسے مٹھو اک چرانیایا	فقس ہیرا کی نہایت جلا یا	مجھے پھر ڈال کر اوسین ارادہ	ہو انا بت مطلق رہتا وہ
کھلی جب آکھ دیکھی تھی	کہ وہ تھا ایک کو حمد و ثنا	اوسی پراو سنے پھر سے کلا	نظر آیا مجھے اوس جاو جلا
کھا اوسے کہ ارجا دیکھ ہر	نظر آگیا کھجو ملک جاو	وہ مین ہر قسم کی شکا پیش	وہ مین ہے ایک عقرب جس پیش
کہ اوس کے دم پہ پھر ہر آب	قضاے قوم جن کا ہی ہر آب	گر زبان اوس سے مین جن جھجھ	خدا کا اوس سے سنا مانو تیر
یقین سے ہوں مین سب کرا	کہ وہ مانع ہے مل سکتی نہیں	عید سنکر مین آرا آیا جلا	کہ جس جاتا وہ مالک جو تیر
نظر آیا مجھے ہر ایک لیش	سنا غل ہے بلا سخت و شیر	نہایت منتہ مالک کو پایا	کسی نے خاکے اوس کو یون سنایا
کہ آخر مٹھو کیا ہوتا ہے ارشاد	کھا ٹھہر مین ہوں محتاج طیارو	کوئی دم مین خدا کرتا ہے آسان	سین ہم ایسی شکل سے ہر سنا
یہ کہہ کر کچھ پڑا اور سب کھا	ہوئے خوش پیدا جلا	کہا ارشاد جو کچھ ہو جا لافین	جد ہر کھو جا زت ہوں جلا
کر مین جو کام ہو اعلیٰ کہ اوس	سنا ملک نے فرمایا کہ اس جا	کوئی جن موت عقرب کچھ	سین سے قتل اوس کا دھن
سوا و سکو تم نہایت جلا	توقف باعث ترخیش جاو	وہ بولے وہ موکل ہم زبرد	نہین مکن جو اوس کو سکو
بہا مین آپ شکر جلا پنا	نہین دیکھا ز مین یا کی تپنا	کوئی دم مین عید جاو کی گی	نہ دم لینے کا ہر مارا گی
یہ کہہ کر طارون نے راہ پری	یوئی مایوس مطلب طیش کی	پہرا اور گھر مین آیا ہر آرام	ہوا خوابیدہ سب کھ کا کام
اوس ہی معمول پر کھا جلا	بکار اپنی نو کو کسا مان	وہ بولی اسی مری شاہ زمانہ	امیہ نکستی ہے یون ایسا نا
کہ لینے اپنے شوہر کی جنتا	کہ ہے اقرار نامہ اسکا مطلب	کہا بہتر کھانا نا کھجھارا	جو ہو منظور سب کچھ ہا گوارا
سند کھ دی ہوا محفوظ دل	کیا آسان ہر اسکا کار شکل	ہوا وہ مین خوشی مین کیا کیا	کا راٹھا کہ مین قربان لدار

سیر مونی گئی پیر تو بہ آرام کیا ستو ہر سے اپنے ذکر کا جیاد سنا جب می خوش ہر سے کیا تو کہا شہر ہر سے بہتر آپ جاؤ کہا سہرا جاؤ جان ضرور سنا بیہوش شہر کا لہجہ حلاف حکم کو کر مجھے ہوگا بیکہ کہ وہ ہوئی قربان کئی بار نہ گذر تا بہت ایسا کہ نہ کہا میں کہ بہتر لاؤ وہ تہا نہ مثل او کا ہو وضع و طرز گئی وہ مینے ہی غرضتہ جا کا نین معلوم کیا خاطر میں آیا کہا اوسنے کہ لا لایا وہ کچھ تہا کہا باز نے بس سلطان ہوئی بتا کیا مزاج ہے ہی ساقی	گذر فی احسن میں ہم ہوش کہ ان ہشیام کی خاطر طلب کا کہ منظور نظر ہے اور مستعمل مفسد لاکھ کمارن کو بلاؤ بکر نا کچھ خلاف حکم نہ مار کہا سے بندہ پرور خانہ آباد کہ دست کھینچہ ہے بیکہ میرا کہا واری جو بوس کچھ ہے علیا کہ تہہ پانے سنایا لوں نہ کہ عمدہ ہو جہاں سے جگسا پان بہر صورت وہ ہون شاہ چون کتا پان کہ دیکھوں ٹہنگ کیا کیا پان کہ اوسن ٹہیا کر اوسنے پان نہ جگا کم ہو ساری عمر ران سما حکم کا لوگوں میں کہو لا	ایسی حالت میں نبی کی سیر جیاد کہا اوسنے بہت چاہا سنگاؤ وہ عید ہے آپ جاؤں ہی اگر وہ بڑیا لائی تھی جو بچو کرے جو فرما میں بجا لانا ہی کام فری ہی آرزو ملی ہی تھی لقد جان کروں کتہ جیاد فس میں بیٹھ کر کی چوک کی راہ کہ چوک آباد کا میں ملوں ہر جا بہت پرور کھفت زاسر کہا اوسنے بہت چاہا بہت تو قضا را ایک جو کی پڑی کھ کہ سیر با پس تہا عمدہ ہیں آپ سیان تک سن چکا تہا سنگا کہ اب کل پر پرما انجام پائی	کہ فون پوشاک کو کچھ عطر اجازت نہ کروں کو دو کر لایا خیر میں وہ کہ کھٹے ہیں کل بلایا اوسکو ایسے نظریے میں خوش ہو گا مین میں میں تالبدار و زون کھوار مصیبت دوست ہوں نہ کترین ہی کئی میں نے کھوا جو کچھ منظور ہو لاؤں میں بفسق قب شاعر سیر ہر میں اتی ہوں کہ کچھ ہو تو مرے رخصت کر اوس کی کھ نہونگے ایک کبھی پس آپ کیا اوس شب رخصت کا بہا رہی زندہ تو ہو گا دور ساقی جو بہت ہو تو وہ جام فی
رات ۱۳۲			
کہ آنکھیں کھینچتی ہی ہوں بڑ دکھائے چہرہ آغاز فساد اشا اور پیر گیا آخر اسی جا جال سبز سے قدرت تھی چپا ہو ای سرد آتی تھی جو ہرم مزاج شاہ میں فرحت فی ناکی نہو تکلیف خبر راحت کسی کو	زبان ہو جانب مطلب گہر نہ کھلے اسطرح پیر راز فساد نشین تہا جان اداں طار و کھا مرا تہا حسن باطن کا ہو پرا تو دکھا تہا حجب و سوقت لہ اشائے ہاتھ اپنے اور دعا کی نہو افسردگی یاں ایک جی کو	سخن ماندے چپکے دہن سے کہ ہنگام سحر شاہ خوش اوشا عرب آگیزہ کیا روی طراش نہال با لڑ سر ریز میں سے کہ جیسے ہو کنول کا پھول خندا کہ یار بیکہ زمین آباد رکنا یہ کہتا تھا کہ دیکھا دو پہر	سین حسین بان انجمن سے کہ جسکی کٹ گئی اس طرف بہت ہو میں مائل کجا ہیں سوا ادا سے طار کہیں راحت گزرتے بیکہ کچھ اوس سے زیادہ شاہ میان جو آئے اوسکو شاہ کرنا خیال آیا کہ وہ طار کر کے

جنگ گمیل کے آہن چادر من شاہ	جہان سے طائران فصحاء گاہ	سنا ایک ایک برون کھڑا ہے	کہ چپ رہنا تو سہرا ہی ہوگا
بیان کر کیا ہوا انجام مطلب	موتی کس طرح ہر وہ نام مطلب	کہا بوسے موکل چو کے میل	کہ ہوتی ہے بیان کچھ مہربان
سنا ملک نے جب عید قریب	تو پوچھا اس سے یہ ہوا جو کیا	کہ جو بہت اسکو کر سکتے نہیں	سنا خاتم کسی شکے نہیں
زیر دستہ تیرے چاہ بہر حال	جنون کو کرتے ہوا کہ دم چلے	زمین سے عرش تک تانی ہوئے	رسانے رکھتے ہر لوح و قلم
اگر مہربان لاکھ دین ایک کم	یہ عذر ہے سب کی سبب ہم	جناب شاہ صاحب گمانا	کہ جو کچھ عہد ہوا کا تھا
وہ سب اس ہم کی ہر گاہ	نہ دیر نام کے کسے خوف و کدے	سہرے کے فرامین رہیں گے	جو اس بار مشکل نکو دین گے
بجائے بھنگی ہر فرمان تمہارا	وہی ہوگا جو کچھ ہوگا اشارا	رہنمائی ساتھ ہر رخ و بلالین	مگر البتہ امر اسے بین
وہ سے چاہیں گے کچھ دم بدلی	نہیں کر سکے ہر گز شنائی	نکڑا ایسی جاؤ تو کسی یاد	کہ وہ بین امر الایچ آزاد
مگر ان وقت مشکل باورنا	نہو جب مدعا آزاد کرتا	یہ اتنا سن چکا تھا کہ طائر	ہوئے پوشیدہ مثل فخر شاہ
ہر شاہ سلیمان جاہ گھر	اجازت دید کی بخشی نظر کو	ہر اک سامان حیا او سے بلیا	پہر آخر کو خیال شد میں آیا
کہ دم بہر سوئے پہر جاگتا ہے	کہا بانوسے لاؤ ساغر سے	فراغت پا کے کچھ رات چلی	کمی پر آئی آخر عرش کی
اٹھا بانوسے فرمایا اچانک	کہا او سے امینہ صاحبان	بیان کرتی ہے جب وہ تان آئے	لگا ہونے نہایت لطف تھا
کہا نے کہ تمہیں انی کیا ہے	کہا تا جرنے وہ اک مدعا	یہ سن کر آخر اس سے پوچھا	کہ قیمت کی عرض ہے آزاد کیا
وہ اس تا جرنے بولی کہ	جو دستور طبیعت ہو تباؤ	کہا او سے کہ اک بوسہ منظور	میں اپنی طبع پوشیدہ ہونے
بغیر اسکے نہ دن گاتان کوئی	نہیں مقبول دل صاف کوئی	یہ سن کر میں ہوئی دل میں کہ	گرتے رکھوں گے اکثر شکنجہ
انہیں اس سے پوچھا کیا	ہوئی اس فکر میں غلط رہنا	کہ یہ تاجر کے نکلا کیا زبان	نہیں کہتا کوئی ایسا زبان
مجھے تاجر نے بھی کیا ہی نہیں	خدا ہی جانتا ہے حال کا	نہیں کا توں اتناک یہ کسی	مقرر اس میں تاجر کی گھبراہٹ
ہوئی خاص شمع من کھنگوڑ	رہی شرمندہ اپنی آئینہ	کہا تریا سے ان پل سواری	وہ بولی عرض کہ کہی نہ
کیا دل و گمانا ہی برہم	نہیں معلوم سبیل سیو کی	اگر اسے کسی ہے شے یہ	ابھی وہ چاہتے ہیں کہی نہ
مناسبت کر تم انبال کرو	نہیں ممکن کسی کو مجھ خبر ہو	میں حاضر ہوں مجھ تو حق بان	پہر اب کس بات کا ہر گز
اجیلا کہ بوسہ اور تان سے	نہیں ممکن کہ اس میں فرق کچھ	جلو ہونے لگا محظوظ نہ	بمشت و لیلین مع اچانک
نہ اشتہا ہے ویکو چو کتی ہو	کہا تا تو تم اسکا امین جو	مجھے تریا نہ بیا بیا	تو میری ہی طبیعت میں
کہ اچرا کیسے تریا کا کہنا	بلاتے گو کہ ہے خفیف معنا	کہا تریا سے یہ ہر گز	کہ تاجر سے یہ بیان ہے

غرض جب ہو چکا پر وہ بہتر عوم بنے کے گانا کو سنائی مگر وعدہ نہ تھا کچھ دن بلکہ	کیا برہم کی ضد نہ ہو جو ہوئی اور سوقت ہو کہ وہ ہوئی خاموش رہم نہ اٹھا کر	دکھایا عارض نامان کو اپنے یقین تھا جان کچھ ہی پر ہوئی شب خراساں طائرین	علا یا تاجریجان کو اپنے کوسے پر از مرغ مرغ سب کھانا بنے کل سے گاشی
مرے سانی پر ایک ایک باغ تتائیں کیدر خوش نہیں غور مگر وہ پرکوالی کتب میں تیز	ابارت دیتی ہے کیفیت فن کہ جس سے طبیعت ازوریز مزاج بنامین اسطرح آیا	کہ لالہ سے ملا گلگون کوئی نام نہاں پر نہیں آفت فحش کے کہ ہر چلے ادھی جاعین	کہ کچھ بگاڑا ہوا ہے قلب مضطر کہ تختے جو شہت ہو کج انعام کیدن اسطور پر عقد ہنر
کہ جب انجام شے نہ کھاتا غرض پوچھا جو شہ قنیت بیا اک جبر واد میں جو بانی	نظر آتا اک چشمہ آب ہوا معنون لطف زندگانی یہ حیرت کشن شکل ہے بگو	کیا شکر خدا بودا عجیب ہے اسی تجویز میں بیٹا تھا سلطان نہ اسپر چاہیے کہ ناہر و سنا	کہ جو تختے مزاج و دل کو بیان چشمہ نہ تھا کچھ کھاتا کہ آئی دو نوطا کراد کرمان
کہا اور ایک نے امی مری غم سننا کچھ حال ناسپہ ذرا دل سوکل سے کھانا لکے حال	یہ دنیا ہے سد آگرم باز کہ ہر کہم میں رخصت ہوا کہ یوں دلش کا ہنسنے حال	کہ اس جا ایک سے مرد خدا دوست خدا کو ہی ہے خاطر او کی نفل وہ ہوتا ہے جو کہتا ہے زبان	کہ واقعہ رسیست کا کتہہ سخن کو یوں کہتا ہے آشنائی بجا انگلی جو جو کچھ کھاتا
مگر کچھ اسمن کم مقدورین ہم عبادت سویر سے کر رہا ہے فرشتے کر رہے ہیں پہاڑی	کئی صورت سی بان مجبورین ہم ہر اکہم راضی حکم نہ دے کہ ناہو اسکو لطف زندگانی	کہ اس جا ایک سے مرد خدا دوست خدا کو ہی ہے خاطر او کی نفل وہ ہوتا ہے جو کہتا ہے زبان	نہیں تن میں بحر کچھ شکران توا و سکے واسطے کچھ نفل لیکتا ہے زمین و آسمان سی
یہ عقرب ایک سب سے بچتا کہ میں اس ہستان کا جھہ پون نہو غلبہ مرے دشمن کو مجھ	سہا دت میں جان و کی ہر با غلام بیدم دل سے ہوا ہون بیکس حکم حضرت نا مجھ	بہت برسوں قدم چوی ابر تنہا ہے عنایت کچھ مجھ ہو ارادہ جو کروں ہو جا حاصل	کہا اک روز اپنا حال مضطر کہ ناراحت ہے کاٹوں زندگی کو جد ہر جاؤں نہو کوئی مقابل
ہر اک مشکل ہوا آسان بلکہ ترم کھاجی میں کہ چھ سو خانہ کیے سب کام سوا چن چن	زرا کہ میں سرخ بانوئی خانہ تقدار اتنی جو پابند اطاعت نہیں شب دای ل تو چھ	ہوئی غائب سنا کر حال غرض سلطان بھی آگے لیر لگے کافی پی بیداری شاہ	رہا سلطان یہ سارا قصہ وہی محفل وہی سیان بابا بھہ الفاظ غزل تادل ہوا گاہ
			سب دیکھ کچھ دم میں بحر

کمان تک استون میں چھوڑی	وزا کہول کچھ بان مال کرے	روادو برین چند انکس	سہیل کچھ دم میں جھپٹ
بہر وسا کیا جودم آئی آئی	اہل کج کب کسی سے درگزر	نہیں سم اسد رجب ناظر چو پیا	سفر کچھ اسے نہ نظر سے
مدد اسٹہ کی جو کارن میں آئی	اٹھا وہ نذیر سے درخت چو پیا	کسا بانو سے بان جی کوں چو پیا	وہ یوں ہی سی سلطان پاز
بیان کرتی ہے پرل بہ مینہ	کہ دل ہوتا ہے مثل آگینہ	سوہ اس مدد سے جی ہے لڑا	مرا آج رستہ اپنا خوب ٹرا
سے وہ تہان بھی ہرگز نہ گجو	کہا تقدیر سے اپنی خبر نہ	کہ اب کچھ اور ہی آگیا پریش	ابھی سے اس قدر بتا ہی پریش
ہوئی آدم کے سی آہیہا	کسی بڑیاٹہ مضطر ہو مہیا	کہ بعد تاجر بڑا بذات غلا	نہ سمجھی تھی یہ اس کا یہ تارا
ہوئی تکلیف کیسی ای میل	کہ اب اٹھا قدم کا بھی ہی سنگ	میں کیا مالک کو منہ اپنا دکھاؤ	چھوٹا آہی کہ برکس مست بان
آئی ہوت دے بجو دستر	کہ یوں اس رخ سے مینا مضطر	یہ کھنکھوڑ برہنی اور سنایا	کہ لی جی اس سے باعث رخ پایا
میں لونڈی ہوں خدا کا پیغمبر	کہ وہ صبیح جا ہو پار پھر	نہیں کچھ عذر میں فرمان لکھا	نہ سے معلوم نہ تھا اس کے
کہ اس آغا کا ہو گا عیہ انجام	ہوئی میں ہفت میں فسون نام	گری پاؤں پر سرے اٹھایا	کہا تقدیر میں جو تھا سہ پایا
بگمبر اتنی ہی مرئی خدا کی	خطا تو نے نہیں اس میں ناکی	کہا اوستے دو آہ بجو معلوم	نہوں آپ اپنے دل میں کچھ سمجھ
لگاتی ہے شفا ہو گی غفر	وزا چلے بیان آپ گھر	نہو گاتین من میں عینان	یقین ہے کہ جو حیرت آپ ہر گی
تشفی دہی لانی وہ مکان پر	عش آتے تھے ہر اک خطہ ہر	نہ سنی اتنی ہی طاعت جو کلن	یہی کتابتا دل اور زبانا
خدا کیا کی تیری جو پیغمبری	یہ کیوں پر جمیوں کو دلین دہی	خدا سمجھ برا ہو حال تیرا	کہ اس نوبت کو پہنچا پر میرا
ابھی ناگفتہ تھی باقی کسان	کہ اوس شب نے دکھائی نوالی	ہر ہی رخصت شکل ہوش کیا	ہوئے جڑ سے حمر کے پیر لڑا
رات ۱۳۶			
ادھر بھی اتو ساقی مہربانی	بگیتی ہے توجہ سوی ساغر	طبیعت پابندی ہے کیفیت بید	کہ ہے کسی ہے کیا ایک
لگا ہرین دیکھتی ہیں سو ساغر	کہ مینابی ذرا جو بن دکھا	سرور فرما مزاج گفتگو ہو	بیان دیون انکس آؤ ہو
ضیقت ہے دم سستی چو آ	مزاید کیا دور نظر نے	اٹھا سلطان علیجاہ خوش دل	کہا شہد ز کو لا و متقابل
کہ جسم بلف شیا اٹھی ستر	بڑا پیر سوی سحر مثل مضطر	نظر اٹھی تو پاسے دور طراز	کہ وہ ایک ایک ستر کا ہے قبا
ہو ارونق خزا زین پاز	تن کا کچا جبیل کی طما	نواوس مد خدا دان کیا بول	کہ ماہو کچھ ہے تیرے ہی سخن
کہ آئینہ کو وہ چن جو خستہ لگا	نکرا جھ سانی اب تراں جا	سواس صورت سے سبالم ہی	یہی شہر ہے اوس کا تیرا
دیا چنے نہ آسمین فرق ہوگا	وہ عصر ہے لاکوئی بولا	نہیں دنیا میں اب دکھا بولا	شہر زبانی دکان ستر پاز

وہ جسم چوڑا گانے انگا	نہیں طافت ہو گئی ہی پام	زمین ہوئی ہی شل غلہ و شبنم	درو دیوار بن جاہلین گن
سہم چھوڑ دین اسین ملیر	بجلا میں لہارا حکم کیونکر	اسنا مالک نے جب بھال سارا	کسا پر کیا کرین ہم سکا پیا
وہ بولے جابے دریش پال	عشرے چند ساعت خیدا انگا	وہ جسم آنکھ اٹھائیں کھی	کہ ہمیں ہمیش بھلا سے بھال
بھکا درم حضرت اسے درکا	کئے تارنج خاطر ہو سکبار	جو فرامین ہی ہوگا اوسیدم	نکڑنا چاہیے ادیں ریکام
بغیر کے نہ مل ہوگی نیل	سین محروم بہزادان سکر	کسا مالک نے دین دریش کس	سکر نے بتایا ایک محرا
جان پہانے ہوگا بگرت	ولاور سیکڑوں میں چشم آہ	وہاں کہ عار کو سون ہوئی	وہ اوسین بیٹھے ہیں شیش پر
کسا مالک نے پیچھے ہیں ان	وہ بولے کیچی لشکر پریشان	اکیلے ہو کے چلے ساتھ کجا	عجب کیا حوصلہ سے اڈل کا
ہوا ہمراہ مالک اوکئی بیت	دل فسوہ پریشان چشم پر	نگذراتا بہت عرصہ کہ کیا	وہ جا پوچھا نسل نوگنہ کا
نظراک عار آیا خوف گنہ	نہایت پر خطرا و ہیبت ہیز	اڑا عار سنا کر یوں کہانی	پہرا شے کے پاس شہزانی
نہایت جلد آیا سوس خانہ	بلا گردان ہوئی بانوس خانہ	خدا سے جب ہوئی نصرت تو	کہ اس میں میں ششم جی ویا
سہی شب کہ ہوا سید اسطفا	کسا پہاڑی بانوس کے لایا	کہو کیا کہتی ہے حال یہ	وہ بولی اتوا چاہے قرینہ
وہ کہتی ہے کہ تھی میں لکڑی	دو در دس آرام نایاب	ٹپکتا تھا جو ہر دم زخم زخم	زبان پر آہ آجاتی تھی ہوا
میں بی بی میں بیٹیاں جو کیا	وہ آئی اور پوچھا حال میرا	کہ اب کیسی طبیعت ہی تھا	میں صد اسقدر کیوں لکڑی
ذرا اٹھو و امیری لگاؤ	کہ تا وحشت نہو آرام پاؤ	گائی حب و اسٹراڈل	میں سمجھی گو ہوئی آسان مشکل
گلاں زخم کو کیونکر چپاؤں	جو شوہر لہجہ تو کیا اب لہجہ	اسے جو زمین تہا دل پر دیا	لشکر آئینہ تھی سخت حیران
نہ بن آتی تھی کوئی جھکوت	یہی کہتے تھی آخر وہی تقدیر	کہ اس سے میں تباہ ہوئی شام	گہر آیا میرا شوہر ہر آرام
کسا بیٹیاں نے بی بی کو وہ	نہیں معلوم کیا منت کہائی	سنبھالو ہوش گہرا وہ اتنا	کہ اب بہترین انجام کا
وہ سب جو وقت پر سن کیا گیا	کہاں مکن کہ پڑن چپے گی	کسا نے کہ جو مرضی خدا کی	کروں تدبیر کیا میں سٹاکی
بڑی محسوس ہوئی ہی آج	مفر رنج دیگی مجھ کو تقدیر	یہ کہتے تھی کہ شوہر نہ لایا	بنوئی میں تو وہ خود ہوا پالا
کسا کیسی طبیعت ہے کہتا	نہیں آئیں جو ہر نگہاری	سبب کیا جو اندھیر میں پو	خفا کیوں ہو کسی سے کیا ائی
کسا لوندی سے لاکہ شمع	کھلا اوس روشنی سے تازہ گلشن	نظر آیا مرا مجروح خسار	ہوا حیران کما آئی سیر دلدا
نصیب نشانہ یہ آج کیا	یہ کیا زخم غار میں رہا	طبیعت کو نہیں آرام حاصل	یہ کیا آفت ہوئی مجھے مٹا
تباہ و مبدوحشت ہو رہی ہے	جس کا کس شخص نے ایجاں لگا	کہ ہی پہلے تو میں خاموش کچھ	پہر آخر کو ہوا شوہر جو رہم

توانا چاری سی لب کمری ہلکا	زبان سی یون کیا گیا کپڑا	کہ تہا ہیزم فروشن کہ مریض	سے جا تھا ہیزم سر پہ چون
میں غ فی سے نظر کرتی تھی ہلکا	کہ دیکھوں آدمی کرتے ہیں کیا	قریب آیا لیکن جیسے برتا	تقویٰ دنیا نہیں نہ نظر تھا
بیمیں پریش دیکھی شکل انجام	رات ۱۳۷		ہوئی خاموش سلطان کے دربار
اٹھاساتی گلابی لاکوئی مہم	کہ آواز سخن کا ہے عید ہنگام	پڑا ایسے کہ پریش ہو سن کی	طبیعت خوش ہو سار اچھا
زبان سے سین کے واہنگی	دل شتاف سی اک آد نگے	دکھاؤن طرز فہمیں سخن سے	ترج یون پہر ابرو دہن سے
کہ وہ سلطان جہت افشاں شہ	سدا کرتا تھا دید سخن آفاق	زمان صبح اشکو بعد اوارو	کہ آیا جس سے ہی لکھ یاد
شگرا سپ خوش متارنیا	کیا خاطر سے یون طارنیا	کہ دیکھیں کہ دف نہ ہو بخ	کیا کرتے ہیں طارن جگہ
غرض یہ کہ بوجھ سوجھی	رہا نظر گئے روئے سحر	اتر کر زین پیش اپنا بچا یا	بندی سے فراز خاک آیا
نظر شتاف تین کپڑے ٹوٹا	کہ ہو حال گذشتہ اور طارن	قریب آیا حورقت خاطر کچا	تو آئی وہ ہوئی سطح گویا
کہ جب مالک دیکھی ہر غار	ہوا ادسیر ہوید اخوت لبیا	موسک سے کہا لرزہ ہی تن پر	بڑھوں غار اہمیت میں کنگر
وہ بولی اب پڑ ہو وہ سلطان	کہ جب کو شاہ صاحب نے کہتا	غرض وہ سہم جب آیا علی بن	تو کچھ ٹھہرا دل مستطیع بن
قدم نہ کہا بڑا بیتاب و شہ	نظر آیا بہت دوارو سکڑا گہ	وہاں دیکھا کہ ہے اک حشیا	کہ جس بات ہی کرنی تھی
زبان ساکت ہے ہر خوشی	خدا کی یاد میں ہا گرم چوٹی	جس کا تسلیم کو وہ دست بستہ	کہا کہ داروی دہا جیستہ
غریبوں کو کرم کی آرزو ہے	بہت مدت سی بھگو جیستہ ہے	کہ چرمون آستان اہلین بن	بہاوی عمر رفتہ اپنی لون تن
بنو لا مرد کال گوستان	رہا سائل کا دل محروم طلب	سوکھ بولے تو جیاب میں اب ہم	رہو تم پیش درویش کرم
گئے وہ میرہ راحا کتری نو	نیائی فرصت عرض بگرسنو	نہ ڈکھو سر اٹھانا تھا وہ کال	نہ شب کو ہوئی تھی امید حاصل
جب آیا روز جمعہ وہ ہر کو	وہ بولا اسقدر کہہ دلچسپو	نہ آئی گوشت ہم سائل کے آواز	ہوا خاموش پیر و زین جاننا
نہ کہانا تھا نہ پیتا تھا میر	سے کہتا تھا پیر دم سا کبر	اسی زندگی ہے بھگوسہ د	سو اتیر سہارا کیا ہے چو
یکایک والہ ہوا اک شخص	بکارا و سننے سائل کا دہر	گیا جب یہ تو کہنا کچھ لایا	پیا پیا بی فراخ سے کا پایا
انہیں انعام پیر پر ہوئی تا	اڑے طائر پریش خوش تھا	کہ آیا جب ہوا وہ سو کیدار	کہا خاتون کاں آیا دل آ
وہ بولی بسنے یون اٹھار	امینہ کہتے ہے اس طرح ہر آ	جو نکلا پس سے سر ربیے بار	کوئی کڑی سنی او سن سخت غار
وہ آئی سوخی عارض او دیا تم	ہو اس کیچے سے او کے عاجز	غرض آیا در کی بگرسنے سے پنا	ہوا روز و زما حق کو گنہ گار
سنا جب میر سو ہر تھیا	کہا کل قتل میں نہ سکے کو کچا	جہاں تک بگڑی الون کے خوش	سیاں کیا ملک کو سوکے بھٹ

بار حکم مرگ اذکومین و کما	عوض اس نعم کا اسطرح لو کما	نہیں سنتے کا میں ہر کسی کی	کر دیکھا کل مقرر اپنے ہی کو
سنتے ہیں جو بھی تجر و تجربہ	ہوئی مانع کما صد میں تجربہ	خدا تیری غضب یا عجب	ہلا وہ قتل کے شایان کہتا
نہیں سنتے علیہ وس کے ہو کما	کہ جس کا میں سوچا کما عجب	خدا کا خوف ہی لازم اچھا	عجب دیا نہیں کوئے سلا
کہ ناحق کہیں کسی کی جان نیر	گر میں کہیں کی خون مانع گزیر	کیا اگر ایک نیک کے خطا کیا	تجربہ کہ اس ہی دعا کیا
موافق جو کما وہاں لازم	نہو اس فکر ہی وہ کا لازم	جو عادل میں نہیں ہو جانا کا	گو نامہ صد ان باتوں کا عجب
وہرو اپنے خدا سے ہر ایک	نجات ہوگی حکام زمان	یہ افنا جا میں ہر کما مشو	سنتیں گے ساکنان تجر و تجربہ
کہ اک ظالم ہوا فیا میں پیدا	کیا ہے جسے سب کا قتل بچا	کے گی سب عیت ہوگی نیر	خدا غارت کرے یہ ہی سنگار
نہو نامہ اس کا بھی بنایا میں نیر	کہ ہے اک خلق اس کے ڈر میں نیر	وہ کو سب گے بلا آئی گی بیشک	نہیں پوچھا مجھے صد مذہب کی
گو اس دعا کا بچ ہوگا	نہیں معلوم پہر ہو سانا کیا	سہاگن ہوں مجھے ہی خوف ہزار	کرنا قہر ایسا کوئی زہار
کہ اس پیش من میں نیر	زمانے کی بڑائی ملی سب لیر	سنا جب یہ ہوا آرزو ہو	کما پیرچ کہو ہے راز کو کر
یہ ایسا سہی افزا نہیں	لہذا قول ہے اصلا نہیں	نانون کا کوئی ہے اور ہی	نظر آتی ہے ایمن کچھ کما گشت
کہو وہ جو حقیقت میں ہوا	مقرر اور کوئی دعا ہے	ہنسے میں اور سنایا اسطرح ہوا	کہ نکو ہو یقین ایجان کیو کر
کہو بگی جو کہو گے تم نہیں	علاج اس بات کا آخر کہیں	جو کہتے ہوں آما تو بہتر	مصر موتے ہو کیوں آمیر کیا
یہ الفاظ تے کیا زبان	کہ بدلائگ شے ہوگی منتظر	کما باز نے بس اٹھا شمشاد	ہوا برخاست سب سامان ہوا
رات ۱۴			
سے دیر نہ دینا اب کے ساتھ	کہ راسی آج کل ہے لقمہ	جکے جلتے ہیں شیشے بہر تسلیم	کہ تارخت طلب ہو ہوش با
لب ہر جام چیلے کیوں جانیر	ہویدا یوں ہو طرز و سنان	کہ جب شاہ علی جانب د	مرزج شوق کرتا ہے تعلیم
کہ عرض گفتگو بہر ہوزبان	طبیعت میں بہر ہوا چوں لسان	نگاہ میں قدرت حق و یکمیتی نیر	زمان جج فو پو بچا کی کشت
برابر کر رہا تھا دید اطراف	طبیعت نے توجہ کی اور دیر ہی	جہاں آتے تے طار جھٹا کمال	کہ کیا کیا دی ہے ہر شے کو شیر
اسی عرصے میں آئی دیر ہی	زمین پر جلوہ آرا تھا نصیب	تھنا تے کہ ہلار آئیں وہ طار	بیان کرتے تھے کچھ گدرا کمال
پھا کر زین بوس اسطرح	اکیلے بیٹھا خاموش شکل	نظر کو دور تھا بالائی اشجار	جو بہر قصہ دیر میں طار
سنتیں گے زری ہوئی پہاڑ	کہ طار آئے کہنے کو تانہ	وہی وہاں اسطرح جو جوتا تھا	کہ تاتے نظر طار کا دیدار
بہت ارب نہ گدرا سوا زمانہ	قوائے ہوش ٹھہر خند دل	کما اگر عرض کرنا ہوں شیر	کہ سن رہا تھا اب کچھ حقا
ہوئی تب وہ خدا کو سکوئل			کہ میں ہوں نہ سہی نہ صاحب شیر

کہا جسے دیا تا اس کو کھانا	بیان کر سب تو اپنا شکنا	پہر او کے بعد شیخ ازور	وہ کیا مطلب، حسین بڑی
تبا یا اسے جو جو اسے چھو	سنا آغا سے جیسے اوکا	کہا جب مٹوین و و پر مو	تو اتنا چاہیے سو فکجو
کہ حاضر ہو پیش مرد کال	سمجھ کر کھجو اپنے جی میں سال	وہ بولیں گے گذر ش کی چیل	بہت اہستہ ہو کی سرور شان
قریب و سنے پو پھکرات کرنا	نہ مطلق خوف کرنا و لیرننا	عجب کیا ہے جو رحم افزا ہو چلا	کہ سب کچھ او پندہ چو نیا کا ہلا
یہ سمجھا کر مو غائب ہو آسا	یہ بیٹھا منتظر وان دعا کا	غرض آیا وہ دن پو پھکا ہلا	فریبا و شک پو شیدہ تر
نظر کی شاہ صاحب نے جو کیا	تو پایا اس کو مضطر و دل کھکا	کہا اہستہ کہہ کیا اتر ہو	زمان پر لا اوسی جو پو چو
سنا اسے ہوا قربان فریو	کہا اے مہربان صاحب بشر	یہ میرا حال ہے سب کچھ نیا	سنا و دیش نے اب پو پھکا
کہ دختر تیری محوس بیا	وہ زندہ ہے ابھی فصل خدا	بگمیر وقت پر مین کا رسیہ	خدا ہی کو کس کا جلد بخشد
اجازت دیجئے لشکر کو یجا	وہ جن جو صورت غفر کا	سنا مین ہو گا جیسے کچھ بھلا	اڑے اتنا سا کر دو نوا
پہر سلطان محل میں اس کو	سرخ گلی شب کو شب نیم ہو	اٹھا بانوسے بولا شاہ نیا	کہ بانو راز سہناں کے گراگاہ
وہ بولی امی سر سلطان لا	امینہ آگے بون کستی سی قصا	کہ مین ہر خند سہجائی تھی ہلا	مگر شوہر مین سناتنا رہنا
یہی کہتا تھاج ہر گز نہایت	مقرر مجھے تم کہتے ہو کچھ گستا	ہوئی نا چار جب مین تو کیا یو	کہ اچھا اور سینے راست مینو
تمہاری ضد سی اب ہو پو پو	یہ بہتر کہ اس سے کچھ کون	حقیقت تارہ تر گدہ سی چچر	کہا راتا تھاک اپنا ہی
کہ اتنا با سنو کہ وہ بیان	کہ اس کی شمع ہو مجھے گستا	نہیں کیا اسی ایک بار ہیا	نہ خرد کیا کوئی نا چار ہیا
گر اڑتا تھا وہ ہر ہر قدم پر	مری دل کی طرح تھا بھٹ	نہ بن آئی تھی کچھ تیرا سکو	گھسیٹے جاتی تھی تھرا سکو
فشک میرے وہ آیا بار	گر کیا بار سار طرف و خر	مین گہرا کفر سے اپ آئی	طبعیت جو گہرا سٹ اٹائی
تو پہلا پاؤ اتی ہے زمین	گرے مین صدر لک پو پھکا	پڑا تھا خاک پر شیشے کا لڑا	تھکلا آندار از سبکہ وہ تھا
ور آیا وہ اپنے خسار مین	وہ ہتی تیزی نہ تو توار مین	کھلا جب ہوا خون و س جلا	کیا عارض نے پیدا رقم کار
عشق آیا گر ٹپنی لی ہوش ہو کر	یہ بڑھیا دیکھ کر قیاب و مضطر	اٹھلائی فتن مین بکھو ڈالا	بہت کچھ نے انا دل سنہا
مگر تے دو کی کثرت نئی چا	کھنچتے تے زبان آہ ہرا	اوسیدم سے ہوا یہ خوف	اگر لوچے راتو ہر کون
نہا ملک بابت کوئی نا چار	مرے جانب اندیشہ نکل گیا	سو جو سوچا تھا نے پیش آیا	غضب نقد پڑا آخر کیا
ستاج یہ تو پھر بلا وہ	یہ اوس ہی شاید پراچا	اجی بہتر کر دھکا کی یہ تیر	کہ مین جتنی کہا راب بھلا
جوانوں کو تو کبھی کبھار	جو طفل و پیر مین وہ ہوئی	نہ چو تین تو نہ جب تک چلا	غرض جتنے مین دیا گدہ

یہی ہے اس وقت کی تعمیر جب دسکی نرتم ہر جگہ جاتی تھی کہ ناحق خون پرشور ہے طیار	نہیں دشمن میں ایک ہی کی تقدیر تو دل شد امرا کچھ ہو گکا ہا حقیقت میں تو ہوں میں جو کنگا	نہ سمجھا وہ بھیہ ناموس سیر یہہ سکر اور بھی کا بنا دل ہیں انجام شب لی سہہ کایا	مقرر تھا ادوی شلے کپیر ہوئی بیتاب شل مرج بل فروع صبح کا ہر خمیہ آیا
نئی ہے آج تو کچھ شان ستی	رات ۱۳۹		مین اس انداز کے قربان ستی
سے خم میں نے شیشے کی جام ہیں بے ایمں ہر کوئی نام نہیں میں شخاں طرہ میں نہیں وہ جوش جکی شور میں ہو اتنا جا بجا اطلاع میں نام	کہ ہر کا غم ہے اوصاف نام کہ دن کم ہے قریب یا شام نہیں میں تیریاں لفظ میں نہیں وہ ہوش جسے غم میں نہ تھا جز خود فراموشی مجھے کام	ارادہ کیا ہے کسی آرزو مزاج کیف میں مستی نہیں نہیں مضمون میں وہ بیانی نہیں وہ و لوے جکا کہ غل سواب ان سب تہائی ہوئی	جو ہر نرے گلگون سبوت سبار افزا رخ ہے نہیں کہ ہو قربان جس پر کثرت نہیں وہ جو صلے جن کے سیر نقطہ صبر سے یکجائی ہوئی
نکر تاحیر کا ہر سبب جام دکھاؤں جلوہ آغا رہے کہ جب گزری وہ شب و صبح فراز نخل پر دکھا تو طائر کہ وہ رہتا مجھے کس طرح دی	کہ اطار سخن کا ہے بھہ نام نہ کیے ہوں کہی انداز لیے عبادت سی فراغت شہ پائی زبان سی قصہ یوں کرتا طائی کوئی رقص نہ جب تک جسی گا	سناؤ تن ہر وہ فانی زبان شہراے خامہ لکھہ کیفیت حال فنا ماسی پونچھاسوی چرا کہ جب پائی اجازت شاہ جی گو طافت نہ تھی جو عرض کرتا	کہ لون انعام میں جان تھا دکھا ہر سطح پر صحت حال ہو اشتاق حسن ردی چرا کہا ماکٹے گبر کہ بھیجی سے وہ اپنے دلین تھا ہر وقت
چلا وائے قریب بشکر آیا بھیستے ہی بجا تارہ کیا زمین کچھ حیند فرخ طعی تھی یہ موت دیکھ کر گبر لڑا لک ہوا بطلان سحر جلیب کیا	ہر اک سامان نو موجود پایا ہوئی سردار لشکر صلہ تیار کہ برسی اک دیدی شکل سب کے قریب اک نخل کی آما لاک وہ بولا نخل ہے نادان عجیب کیا	صدادی کو ششمانہ نی ہر جو چیلین تہیں ہوئیں شہر کل نسا کہا اوس نخل سے کر کھڑا گاہ یہہ محراب ہے قول مرد و ریشم یہہ ککرا اور گئے پیرد و نو طار	بشکل موج بدلا سب نہلو نظر آنے لگا سب ساز و سال مین اتنا بوجہا ہوں تہی ہر کسیکا کچھ بیان جاتا تہی شہ پہر اگر کو شہ اسرہ خاطر
حل میں آسویا چند عشت کہا بانوسے مان بی ڈاشی ہرئی ناچار ہر کیر لڑا لک	یقین مد عاتیرا بر آیا رہے شب کم تو پائندہ عطا امینہ کہتے ہے افسوس صد آہ کہ میں یہ کنا تھا امتحان کو	کے ایہیں کرنے تیز گفتار دیر سے منہ ہر نہ ضد کی آخر ہر کہ دیکھوں کنا کرتے ہوئے ہر	ہوا شورش سے اونکی شاہ بیلہ کہ قتل انکو کرو گکا مین مقرر بہت کہتے تھے مین قربان لدا

<p>غلط حساب وہ اظہار محبت اسی سے جھٹک کرے ہو ہر بار یہی لکھے ہوئی ہر شے کی بہلا سیکر بھیجے اپنا دلدار کھواسکا کروں کیا اب میں چاہا سنا جب بھیہ تو بولائیں کھوسہ جو چچ ہو گا وہ ہو جائے کاردار متماری گفتگو کو دیکھتا ہوں اگر ایک پیچ مجھے کہو گی نہیں عار من یہ پیشتر خم پیدا مگر میں کہہ نہیں سکتا زبان سے متم کساتا ہوں میں جانان کے کہہ شاید یقین آجای ہو کہا دل سے کہ یہ کچھ بھی نہیں کہاں ہے آج سے باور ہاں</p>	<p>نہیں تھے تم کہنی یا محبت جو میں کہتی ہوں تم کہتے ہر گنا اسی پر وہ قسم کہہ کر تھے ہی تھے وہ ہے نمایاں ظلم و رنج و کرا غلط ہے یہ بھی کیا یہ اشار کہ مان ایجاں امر است بہتر میں نکو جاننا ہوں یا کہہ ان کہ بدلے کئی صورت میں عوض آرام کے تکلیف ہو گے یہ میرے دل کا ہے دلیغ ہو نظر آجائے گا سب امتحان سے اور اسکے بعد اس خم مگر کی خدا سچا کرے قول و قسم کو کہ اوں بیچاروں کا شاید بھی ہو</p>	<p>لگا ہے دل کسی آب ہمارا بہلا وہ قول تو اپنا کر و بار نہیں باتوں پہ سارا مدعا جو کہتے ہوں نہیں وہ مانتے ہو کہوں کچھ اور سچ جانو گے اوکو خدا اسی ڈر کے کھ گزرا ہوا شکایت یہ جو کی تے بچا اور اسپر بھی نہیں ثابت رہا محبت بیخ دی گئی تم کو جانی بہت مناظر مضطرب ہیں جو چچ ہو گا نا نون کا وہ کیونکر جو ہے مانند کل ہر وقت خدا سنے شوہر کے صفحہ کی جگہ پہنچا یہ خاتون کہہ رہے تھی جو چیت</p>
رات ۱۲۰		
<p>کہہ رہے طبیعت دل نہیں صاف مزاج آرزو بیکہ نہ سرسود وفا کے ذوق میں اوقات گشت جو اہر میں شب الفاظ مضار کہ جب افکار شب یاد انجام طبیعت تھی جو شتابناک لگا سین دیکھتی تھیں نشان معبود جلں سرورم فرصت کی دم</p>	<p>پلا پر وہ اچھوتی خوب شفا فرسے اٹھیں رہے خاطر قلوب ہجوم شوق میں ہر رات گزرتا قد کے فکر و طبع بحر تلیکن چہا آنکھوں سے حسن نکالیم ہوا تھا چند ساعت ملی مانہ خیالات و تعلق سب تھے مہر حنیت میں یہ چند انکھیں</p>	<p>کہ کوئی لحظہ راحت میں اس پر دہن سے ریش فین تھیں و نور جوش میں کہیں کہانی نہ گفتگو سے بوم غور بڑا کچھ دور بہر سیر سلطان کہ پیر پوچھا اویسی مگر میں بیتا حدے اطاران نغمہ آہنگ اسی عالم میں دو نو ملائے</p>
<p>ہوا منظر سے ہنسے کنار کہ کیا کیا کچھ کیا مانتے شاد اجی کیوں کیا کساتا کیا کساتا مجھ جھوٹا سر سر جانتے ہو مری سر کی قسم مانو گی اوکو نہیں اب تک تو اچھی مروت قال مگر کچھ اس میں میرا مدعا ہے نہ کچھ پاس خدا نہ خوف ایران غضب لا سکا مجھ حسن چوٹ نہیں تھے تھے جو جی میں ابیت عبث اس بات میں ہو جو منظر صد دیتا ہے ہر خطہ کہ احسان تو کرانی ہی نہ بن آئی بھی کث اڑا محفل سے سلطان خوش وقت کہ آنکھوں میں نہیں وہ کہتے کھوٹا</p>	<p>خیال میں ان سے درگزر ہو ان بخشش مزاج انجمن ہو کہیں سامع زراہ قدرانی معافی سے ہوں پیدا اس طرح ہوئی قربان خود شکر خان جہان تھی وہ بہار سواد سنائی تھی کہ اوں پیشتر کنگ شجر ریختہ کرب پر چھٹا</p>	<p>کہ کوئی لحظہ راحت میں اس پر دہن سے ریش فین تھیں و نور جوش میں کہیں کہانی نہ گفتگو سے بوم غور بڑا کچھ دور بہر سیر سلطان کہ پیر پوچھا اویسی مگر میں بیتا حدے اطاران نغمہ آہنگ اسی عالم میں دو نو ملائے</p>

کہ اسے ہم در کھ گھو گیا کہ اسے بھی مجھے تر نہ سنا کہ منہ میں لیکے دم چلا رہا بجلاؤں جو ہوا رشا دلا سہو کیا طاقت جو بجا دیا کہ وہ مجھ سے جا رہا تھا مقرر جنگ ہوگی اسے کہ ایسی جاتے بہشت ہی کو تیز گہرا آیا اپنے سویا بعد ارم وہ بولی یوں آمیزہ کھی مارا مستم سے لواجی سکی ہونظر ہوئی خاموش میں آخر وہ کہا جو کچھ مجھ باطل تھا گراں کہ صاحب مال سے غرض کیا سو بہتر جو کو مالک ہو اچان ارادہ یوں ہوا مایہ سر گئے کہا ہے کہ کچھ حاجت ہے پیش کہ آیا جھگو چکر سا اوس جا گریا دہر جیبا ایک پار لٹکا اشما یا لوندوں کے جھگو اس سے بہلا اس میں خطا کیا ہی کسی کی سنا شوہر نے جب مجھ سے ملا کہا تھا پہلے کیا اور پھر کہا کیا	وہ بولا اس طرح پر ایسے تھا مرد پر سخت سیر شاید آیا بظاہر کوئی اندھا پار ہا کہ جھگو کل سے مجھ حکم پوچھا ابھی تو جہنم کو میں جاؤں ہزاروں طرح کی میں میں متیز کہ بے اس کے نہیں ملے گارستا خلاف حکم سے نہ شک نہ تیز ہوا بیدار بولا تہہ و کام ہوئی شوہر سے میں پھر گیا اگر یوں ہی ناف تو ہوں مجھ کہ کیوں چپ ہو کہو جی لایا زمانہ راستی آیا اب ایسا کہا ہے تو وقت ہے بس اتنا ابھی تم جانو میں ہوں لڑنا چپا کر جسم کو پیروں سے پیسے کہ وہ میں تم ہرگز کم و بیش سنبھالا کو بہت پڑی سینہ ہوا بھروسہ مجھ خراب میل نہ نخلی بات تک میری مانت مفضل بات کہدی اپنے جی کی کہا جھگو یقین نہر گز نہ آیا سنا یا بعد و سیک اب چھوٹا	سنا مالک نے قول نخل مجھ غرض آگے بڑھا سردار شکر قریب اس کے گیا کی راستے کہ اک خد شکر آتا ہی ہمدرد مجھ کو کچھ چلا مالک کو ہمراہ یہاں آئے نہیں میں ڈر کھیر میں جتنا ساتھ صبر کرتا مقرر نقطہ مجھ کے کی تار کھیرا کہ اسے باتو اٹھو قصہ سناؤ کہ نواب راست سارا کھیرا یہ میں شوہر سے فرایا کہانہ ہوئی میں ہوا اکبار برہم سواو میں نہ کو خاموشی ہوئی کہ تم سن کر کہو گے جہر شہر میں مہی نہی من من شک کہا راج کہتا ہوں اسی جا وہ ٹھہری میں ترکہ ہر آئی پڑے تھے خاک پر شیشے کے گرا بہت سا خون بہا پیلہ پورا بڑی شکل سے گہر تک پڑا اجی مانو نا تو تم ہو مختار خلاف صدا یعنی شام کی بات بہلا کیونکر یقین سے کوئی بات	ہوا مخطوطہ خاطر سے گستاخ نظر آیا وہ عجب بخت منظر کہا میں ہوں اسیر رستم نہ غافل بہر خد سے خبردار کیا کچھ دور جا کر اوستے گا مگر غل کرتے ہیں شام اندر سوچ نہیں لیکن مجھ کو حکم داؤ پہرا اوس جا سلطان حق نگاہ زبان پر مطلب باقی کو لاؤ خلاف اس میں نہیں ہو کو غلام کہو کچھ سیکھا ہے اچا جی کہا سننی نہیں کیا کہتے ہیں ہم یقینی کچھ فراموشی ہوئی ہے بہنیں شایان رسم اعتبار ہوئی گری سہی سیر دل بٹا وہ بولی آپکا ہے کیا ارادہ محببت اوہ ہی اتھکیر لائی نہایت آبرار اور سیر دہستے تنہا اوصاف سن سب گئے زور مجھ اور اجنت کی دوستی ابی نہیں اس ملت میں کوئی نگہ کار چپانے کے لیے کرنی ہو عیادت غضب تم نے کیا یہاں بہت
--	---	--	---

ہجوم ذوقِ دل نہ رہتا جہنم میں	دورِ شوق سے بیتا بیاں کیڑ	پڑا آنکھوں میں سستی کا اندھیرا	آہ آہ کچھ بھی پسیرا
رہا باقی اثر کبھی شب کا	بھیا نہیں تین کر رہی مچکھیا	ارادہ اور ہی خاطر میں آئے	مڑے خوش تماشا نے دکھائے
گر خست ہو گا طرہ پوشش مانی	رات ۱۴۱		چمکتا سا اٹھ لاجلہ سنی
قصص شائق گوشِ انجمن سے	طبیعت آرزو مند سخن ہے	کہاں تک بدل ہی میں ہے	دم بے کیف سے خاطر ہے تیز
کہ دو بے سر سے پانکھ چمکا	چمکا وہ جب کھانے کھانا نہیں نام	تہا کے اشارے میں کہ یک	ارادہ چاہتے ہیں عرض طلب
نظر لڑکھی چپ پر دھین کیا	کہ جب ہشب بھل ملبہ یار	حدیث شوق پیر یوں پانکھ	دہن بزرگ ہو برسین مہندان
بڑا مسخرہ کو سلطان پر لٹا	فلک کا سینہ آرو سے ہر وقت	سرخ خوشبید سے پردہ اٹھایا	مزلج مسج بیابا کی پر آیا
بیان سب کر چکا آغا مطلب	کہ وہ جن جو بنا تامل محرب	رہے اسطرح باہم گرم اٹھار	ہوے طائر بے دو نو ہر نو آ
خدا حافظ کو نام کم و بیش	سمجھ لیں گے جو کچھ آگیا دریش	یعنی کافی ہے ہر دم فضل اور	تو نامک نے کما سنکر کہ بستر
جدا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہراہ	کیا خست یہ کبکرا اور بڑا ہاں	کہ مطلق ہی نہیں پیر اسدنا	رہو ہم با ن میں پیا کے ہزان
و کما ڈو اپنی اپنی گرم جوئی	قرب آتا ہے وقت جانفروشی	کہ ہون مردان شیر افغان آگاہ	صدادی مل بھی نے نیکہ گاہ
تنوں کو زینتیں دینگی کون	جدا ہو جائیگی رو صین بون	مقام آبرو کے مان خروار	اجل کچھ دم میں ہوگی گرم ہار
کہ دم لینے کی بھی اصل ہنجر	ندیگی صلت اتنی برق شیر	رہے گا دل ہی میں بڑا کھانا	نہ پہچانے گا بیابا کی کو ہار
کسین ایسا نو تو قیر گت جا	قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جا	زمین پلنگ جی ہاں آسمان کی	فرشتے کش کش میں ہو گئی جا
بہت تر پے گل مثل سفیر ہار	کینز کا زادہ صفہ پیر کجا ہار	وہ عزت پایگا مرکز مقرر	پیابے جسے جسے شیر مار
شرف پیشہ و دلہندہ اصلی	جو ہیں بابا کے فرزند اصلی	زمین میں آگیا بام اہل سے	گو فرصت کہاں ام اہل سے
تہ و بالا کر نیگے ایک عالم	صف دشمن میں راہیگی صدم	مہین پیر نیگے صفہ میدان کی	وہ نام اپنا کر نیگے سرکار
کہ صف کی کمانی گول کچھ بھی	کبھی کر گیت کتے سے چھ لگا	گر جی سے شکل رخصت	یہ سن سکر شجا مان لاہر
پہلو سوی محل سلطان کھنڈ	یہاں تک کہہ کے طائر ہو بند	یہاں کم نسل ہے بہاگ دہبگ	یہ میدان گھر ہے جانا بون لگ
کہ اسکا بد نظر آہا فرینہ	وہ بولی عرض کرتی ہے امینہ	کہا بانوسے کیسے جلد نصا	پر ہی جبات کم سو کر و جاگ
سفر اس کے کسی بہو نہیں	غضب سے اپنے قابو میں نہیں	مگر اس دم ہے بے آرام و مضطر	میں سمجھی گئی ہے یہ میرا شوہر
کہ ہے سفر رانگی زیر شمشاد	وہ زخمی تین سے اون کے لگا	ہونے حاضر میں کجا ہوجا	غرض ہر کھٹا اون سے بھارا
نہ لانا دھین پس نکسکاری	نہ ستا انکی کچھ فریاد و زاری	مگر نافرین ہرگز پیش و کم میں	سویا کر و قتل ایک دم میں

بزلت جان کے گواہی نام
لیکن حرف جان بھٹک نہ سکتا
کبھی آرام نہیں یاد کرتی
کہ ہرے شکر سنوں کی کبھی
سوخت نے دکھائی کچھ ادائی
ہوئی ایسی ملک کی مولائی
نہ اتنی ہی ملت لکھو
نہ گہرا ہے دل مضطر گہرا
زمین آسمان دشمن گروان
کمان فرست جہاز شوق بھٹکا
سنا جب گمیرن حال بپا
لحاظ جان نین حاصل ہون کو
یہ کیسے مین محبت کرنے ہوا
اٹھا سلطان سحر نے منہ دکھایا
نہ تنہا چور کر جا بھکوسا قی
جواب خم تھا خاطر سے بیتا
کہ آغاز سحر جب نہ نہ کیا
قریب بشت پر بچھا تا کہ آگاہ
کہ سن سے ہم نفس آخر وہ لشکر
کر کے او کی جان آئی لہذا
پکارے سب کہ ہاں یاد جزا
زبان نیرون کی آئین عزیز
لیا ہر توپ نے لقمہ دہن مین

بجلا دوا ہی کستہ نین جو ہم
جب تلک نہ کچھ دسوف میرا
نہانی زریب فریاد کرتی
جدائی ہو گئی دن سے کیسی
بدن سرج کو موگی جدائی

یہ سکر بچے رنگی دکان
کہ بغیر ہونہ مسکتی نہ تھکان
کبھی تقدیر کے احسان بپا
نہ بھی تھی نلک کا دوریا
بیدہ لکھو جوش غم نہ چستا

عندل

سنالیتی انین اپنی کمائی
کوئی دم اور ہے تحیف جاتی
اجل سے ہی امید مہربانی
نصیب نشان لطف جوانی
ہوئی لہجین ہر جی شیم پر
نینن پائین بان مطلق دہن کر
کہ معشر قون کو ڈالا غم کے پائ

دکھایا لطف کاوشن بخت بد
نہ بھی تھی کہ اتنا آئین کا جلد
نہ چونکا اسے دل مضطر چونکا
لشیم آخر کمان کب ہر زگوئی
گلے گلے کہ یہ دنیا فانی
ہوا ہے بے بسی کا اقدر شہر
اسی آغاز میں آخر ہوئی شب

رات ۱۴۲

کہ آخر سے ہمار عمر باقی
بلا ہی کوئی لکھون جڑ سے
ہوا قصہ صم سے سحر
نظر آئے وہ طائر و نو ہمراہ
بڑا آنا تھا شل شوق مضطر
ہوا سردار شکر سخت مضطر
سینل ماو بھی ہے دیکھا
جسکے سر مونی مانی مین کبھی
چمچیں گہرے کچھ بھین جانے

صدائے فقل مینا ساہر
کہ چسکے کیف سے بیرون بیان
کہ بہر حکم کسین طائر کا آغاز
کہ آئے اور فرار شاخ شاخ
پاک کیا کی طرف برق چکی
ہوئے گر وہ پوشیدہ نین مین
کسیے نیرب پڑے شیش مین
ہوئی گزند کہ حاصل ہر
ننگہ رفتار سے پاک کیا پر

ارادہ تھا کہ کچھ کہے نہ سکتا
بجرت دیکھتی تھی ہر مکان
کبھی خاطر مین آتا بیدار
کہ ہوگا حال دل بیوہ ریا
تو آغاز غزل نین لب پر کیا
کہ آخر ہے ہمار نوجوانی
بڑی ت میں اب کی فزوانی
زمانہ سے زمان بخت بپا
کہ ہے خواب میل سے سرگرائی
کشا دھر مین مطلب کی کمائی
عجب پروردہ کہتی ہے کمائی
کہ جوش عشق کا بلی نہ نین
نہ پوچھا گوش بیکل خام
گلے گلے حکم رحمت سے پاپا
لب شتاق مین کہ جانم آہ
زبان پیدا کرے آغاز بپا
کہ دیا کس طرح ہے اب آہ
وہ بیٹے کسے باقی حال بپا
سبار کہ مادہ می خواب صم کی
پڑا بل نوجوانوں کی جہن مین
کسین تغین بند ہر نین
سٹی منور دل کی خود پندی
نظر نے لگی فضل خدا پر

جوتے افزائش جرات بیجا	ہوسے رشداونے کشتن بیجا	کہوں آپسے کن منید اجل	اور آؤ بڑے گئے دست و دل
نکاح میں ہر گزین سے لبتا	سرون سے خود یہ لکھ لبتا	کہ اسے خالق زمان آبرو	نہیں پر پار دکنے کو دھو
دونوں ذی صدا سے قہر آلود	ہوسے نوسے کہ جس ہنسن ہو	کہ اتنے میں تفراتے لگی گرد	پسینوں کو ہوا کر لگی سرد
ترہا سردار شکر و سرفوت کو	پکارے دانتان جنگ شہر	انہیں باتوں میں لکھا اگر لکھ	کہ آپو نچا نہایت پس جبار
صفت بین او سے کہ نہیں سنگ	کیہیں باتوں میں تنہیں بیکار	زبان پر چنہ الفاظ فانی	کہ ہم بین مدعی سے آبروریز
شادین نام تو کیا نشانک	نہ کہنے پاس لفظ الامانک	پڑے سپر یہ تیج برنگ	کس روح ہی ہو گونگ
زبان ب سرسہ ہر سہل ہو	سرفی روح یا بوسا جن ہو	کوئی ہے ہاں مخالفی کہیں	کہ میں او سے کیا ہے گادیر
ارشے طار یہ ایا کہ کے باہ	بڑا گھر کی طرف سلطان ہم	محل میں آگاہ کو کو	کہا خاویں ہے اس طرح آیا
کہ کانا کاس کے سوتے ہیں ہم	تو قہ نیدین ہو گا کوئی دم	تو جلدی سے جگا ہو کویا	کہ دیکھیں کیا ہے انا کاسا
غرض بستر پر پوجا شافہ بیاہ	رہی خاتون ہم مطلب آگاہ	جگایا وقت پر بولادہ سلطان	کہ میں قرآن حسن و عباد
کہو کہ جس سے دل بے ہارا	وہ بولی ہے امینہ کا اشار	کہ آخر کو ہوے زندگی عباد	تو بوسے مجھے وہ نگرنا
تساوین جو کچھ ہو بجا لا	کہ وہ قہ زندگی کا آب ہو	اگر کتاب ہے کچھ کہہ کسی سے	کہ خست جسم کو ہوا ہی سے
جو کھانا ہو وہ کیا ہے جلد پانی	ذی گی جھگو مہلت زندگی	یہ سنکھوینے دیکھا سو شہر	کہ شایا ہی آئندہ ہم
گراؤ سے نہ کیا اور نہ سنا	بست کچھ لطف دنیا تو نہ پایا	پہر اب کیوں ہوتی ہے سر سے	عبت کرتی ہے ہر خطہ قدم
نانوں کا تری او بد سر انجام	کھد میں کچھ اب جا کے آرام	بشکل شعلہ دل روشن ہے میرا	خدا کا لاکر نہ جلد تیرا
مے پہو میں سو کر آتہ تر	ہوئی تو غیر سے جا کر ہلکے	نہ آیا مہیاں کیا وعدہ کیا	خطا ہے اسل اراد میں
کیا چش ہوسے جھگو پیش	ہوسے احسان ہی سب اور ش	سنا تاتیری عصمت کا جوش	غلط تاسب غلط تاسب
یہ کہہ کر انکو نہیں بہلایا شو	پہر اگر نہ بدل کر رہو پہو	اجارت دی کہ نقل سکھو کہو	یہ مژدہ رنگیوں کا جگڑو
وہ آخر لائے ہر قتل و سح	جہان نقل غریبوں کا نیا تھا	بڑی فی وہ جوتین سطر آگاہ	ترب اگر کما شو ہر آواز
پلایا دودہ سے نکو جانی	سواو کی خوب ہی کی قدرانی	کیا تاتے جھگو اسکے ہمراہ	نہیں جسے زبا نہ کوئی آگاہ
چو چکا مجھے سا کچھ ہی قضا	میں داری آج نکو ہو گیا	خطا اسکی ذرا سی بھی نہیں	بہا وید دیکھو وہیں ہے
سنو گزری ہوئی شمشاد کروی	بہلا سو چو تو طاقت ہی کیسی	جو تم سے حاتم دوران کا ناسور	وہ کرابی و تار خدوں شہ
یک سو جا میں صد جان و ملو	ہوسے کیوں خون تاق میں کوئی	نہ جوشوں کی متین میں و دانا	خستہ ہے یہی ہی ہے یک

نہ آیا خوف حق خاطر میں کچھ	گرد تو بہ تری تقصیر سے	سین کے جبکہ یہ ساد فتنہ	کھین کے کیا مہین شاد فتنہ
چلو وہ بھی وہ کیسی ہی ساقی	ہوئی خاموش بانو کھ کے یہاں	کر اوس شب فی کہ کیا اور انداز	سناہنے عجیب ہے ساقی
کہ اک جرحہ میں کرتی ہی ہوش	نغم کو میں ہر ستم بن فراموش	تصدق جانوں لہو کو ہی ہے	جو ہوش نیم رفتہ کی خبر لے
زبان شتاق افسانہ ہو گیا	طبیعت محویانہ ہوئی ہے	نکرنا خیر آباد وقت آغاز	دکھاتا ہوں سخن کا چہرہ راز
کہ جب رحلت ہوئی وہی محل	اشفاق سحر سلطان عادل	فراغت باب کے احکام خدا ہے	ہوا ہوش اپنے مدعا سے
بڑا مہر سو دشت سلطان گنیز	کیا رہوار سرعت دست کو تیز	ہوے تے دو ہیر شاہ پوچھا	سنا افسانہ بون و ن ملانوں کا
کہ وہ کتاب ہے سن اید دستگیر	تصدق جانوں سو سو بار سیر	سنا جب نکرنا ملک نے پوچھا	ہوا غصے سے سب عالم فراموش
نکھڑا کہ متعین بون کا پارا	کہ بیوہ نہیں کنا گوارا	جو تم میں مرد ہو آئے مقابل	کیسے کیفیت مقتول و قاتل
اشائے دار مردان جہان کے	نظر حائین عقدے استحقاق کے	یہ سن کر او نہیں اک مرد فوجا	نہایت سخت دل شتاق بیکار
برابر آ کے بولا اول جہاں	گوشت شتاق مدفن میں تن پو	سبیل شہیار لار کنا ہی گیا	کھانسنے کہ او بیوہ گفتار
اگر حسرت کوئی ہو دل میں تیر	تو آبا پوس ہو خھر سے سیر	نہیں ہم کرتے اپنا وار پیلے	لگا تو ہم تیرا کہ قوار پہلے
اگر باقی رہی گی جان تن تیر	تو ہو گا لطف کچھ اس انجمن	یہ سنتے ہی ہوا عالم غضبناک	کیا گھوڑے کو اپنے خوت چاک
برابر آ کے اک گزر گراں سنگ	کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو گ	لگا یا سیر مرد و نوجوان کے	ہوے ٹکڑے ہزاروں سترخان
غش آ یا تاکہ سہنلا دلاؤ	کرے اپنے لی تیغ دو پیکر	بشکل برق تڑپا اور کیا اور	ہوا دو ایک سے مرستگار
نہ سہنلا تاکہ او کا بائی با	نہایت جلد اک تینا لگا یا	گرا فرش زمین پر ہو کی تون	کی خاک کھدے جلد مقبول
ادھر سے ایک مرد جو پیکر	بڑا ماند شیر حملہ آور	نظر کی طرح پوچھا جلد و سن جا	کھانا باش و شکار سحر
سین کچھ جانتا تو جنگ کنگ	بدلتا ہے فلک کھیلو رہی گ	لگا شہیر ہر دیکھ اوست	کہ کیوں نہ کجگو کہ نہین ابھی
نگہبہر موت تیری سر زئی	کھایا اور تیغ او پیر لگائی	ہوا دو ٹکڑے آبا و اوس کا گھو	اور او پیر گرنے ہی ہو کر ٹوٹا
اسی پر قول غار کیا بند	پیر اس سلطان نہایت شاد و خند	گہر آیا سورا جا کا بدستور	کھانا بوسے اپنے کیا ہے نظر
اگرچی چاہے افسانہ سناؤ	زبان پر اپنے ایمان کی لٹاؤ	وہ بولی کرتی ہے اس طرح غنا	امینہ جو بصوت نیک کر دوا
کہ آخر وہ بڑی فی و بڑی میا	کہ گہرا یادہ اور بولا کہ اچھا	نکھڑے کہنے سے بخشی گئی جان	کھانا دکان ہے وہ شہیدان
جب آئی میں تو فرمایا پیر سے	کہ میں گذرا اب اس غم و غصے سے	گرد و غبار کوئی مقرر	کہ وہ باقی سے تار و پود

بڑی ملی نے پیر سیر گنگوٹی کہ میرے حکم کا پیر ناغہ ہے کہا مان لاؤ جہاں کا تازیانہ کہ غیر آستخان باقی نہ کوٹھ وہ گھر جو ہے نہایت تنگ بڑی ملی میرے پاس آتی تھیں نہ کہا تا نہ پینا تا گرا نہ تعب تھا کہ یہ کیا پیش آیا وہ پا جگو خا کا رنگ تھا ہوئی تھی ایسی کیا فقیر بڑی ملی آگے کرتی تھی نشی نہالی فضل حج بد کیا وہاں سے آئی پیرین پگڑی ہوا انجام شب اس گفتگو	شفا کے لیے جب زردی سے گاجو کے کا وہ عجب ہے کہ وہ اعتنا کن لے گئے نہ براغشش چپش ہر لحظہ تھا وہاں چوڑی اسی خانہ کوٹھ میں کہتی تھی سب دن سے غذا سے حزن لگتا کہ چہ نہ جے تقدیر سے کیا کیا کہا ہوے اس طرح کا تو نے انگار جو برہم ہو گئی تقدیر سے ہر اک ساعت ہر اک لمحہ بچتی ہوا اس دوسرے پر ایسی حال بسر کرتی تھی جن دیواروں میں	تو بولا جو کہاتے وہ انا سہاتے واسطے سے جگو منظر پڑی جب وہاں سے پتہ نہ کہا ہر اک غلام اپنے سے اکابر بجائے غلام اس کے وہ اشار لگاتی تھیں وہاں خون پریم نہ راحت نہ کوٹھال تھی نہ کب وہ سادہ سے جوش نور روش غضب ہے اس لیے کہ کیا غضب بسر کرتی تھی در کر شہ روز جیسے جب کے دو چار اسیر کہ داغ سینہ دن میں خود آ وہ میرے شوہر اول کا گھر تھا	گرا منوس نے یہ نہ جانا کہ کچھ باقی رہے دن کا پتہ عجب انتہا ہوا سارہ دن کا کہ لیا دا سے یاں جگر زار ہوا میرے قدم سے گھر آباد رہا جیسے اسی صورت پریم اتنا تھی ہر اک پریم کے ہوے مجھ کو شکل سیدتی عجب اسے فلک مجھے جیسے زبان پر تھی ہمیشہ نہ نہ ہوے تب دھرم مہم سے لڑ نظر آتے ہیں مسکوت نہ آ ہمیشہ جگو مقبول نظر تھا رہا سلطان نقص کی افروز نظر آجائے تا پیر سیر آفاق سدا خانوش ہو گئی ہنرم کے ہر نو اسیر شوق مد رتی دوست شرح بہتار جہاں سچ نے اک نور پایا سدا پادشاہی میں سے نہا کہا مان وہ بڑا شہسباز زبان پر اس طرح اٹھتا
رات ۱۴۴	اب کیا کو نہ کر دل سے ہشتاد گورے کیت کہہ سکتے نہیں ہم جسے سنکر نہ امن سادینا سودا کا اس طرح حسن بایا کو اک فلک پر ہنہ چہ پایا نظر آئی وہاں کچھ حیدر اشجا ہوا زینت فراہ پشت شہزاد یہ روئے تھا کہ وہ بھی دیکھا	کہ آ ایسی صفوں کا ہنگام وہیں ہے لفظ دہی سے لبا کہ ہو تو کوئی رہ بشل کہ راحت ہے جب نہ شہ ہوا صحن میں خورشید منزل نظر ہو چکی سودا مان سال کہ اتنے میں ہر آ یا و محو شکنا تھا جہاں اور طائر	نہین جی انا ساقی کوئی نہا کہاں کہ اعتبار حرم طلب اجازت چاہتی ہے ہر حال مجھے دو ہیہ کلام سے افزا کہ جب نقل مکان کی شہنشاہ اٹھا سلطان کہ بہتار زاول نظر آئی وہاں سے دیکھا میں کہ دم میں ہوا چار و پندر

کہ سن بانی سے پروردگار	یونہی ملی ملی مہاجان	بھارا گئے ہو جو کو ابراہ	یکایک جلد کی حضرت زادہ
بریں بنیں کاسن پستگا	نہایت تیرت برق کردار	تصو کی طرح آیا مقابل	کسانہ بیارمان اس مرد کال
میں آ پوچھا ندیوں بہر گستا	اٹھا مردوں کی ضرب تیغ و خنجر	سنا کر بھیہ ہر ساہر طاقت	پر سے زخم مکر سرور کے
تہ ابرو جراتری تیغ ہر مار	غنش آیا اسکو کانا کچھ ترار	کر میں شکر اسے ہاتھ ڈالا	اکتیرا زین سے دیکر سرور بالا
کیا تو میں خاک ہستان کو	سم ہوا رنے روزا بدن کو	گر بھیہ ہی گرا ہوش ہو کر	کہ کاری زخم سے باز ہر سر
اجل سے اسے کی شکست لائی	ہوئی حیاں کو بلاؤں رہائی	کلاس سے میں مہم افزہ	ہوا مغرب میں جا کر احت از
سحر چنگ کاسا مان ٹھہرا	ہوئے مردان لشکر دولت آرا	شیر خیز حاکم کا پس تلے	پس تسلیم لب پر وہ بھیہ لا
کہ اک اک کی لڑائی عرض کیا	کچھ کاہ قون کاس عین	یہ جگر ابلہ فیصل ہو تو ہتر	نہاں سے اک اٹھ ب بھیہ
خدا دے نسخہ جو ہو شہید	بہاؤ عاے شوق کال	اسدین لقا طر پٹاڑی ہا	کیا سلطان اشکر شکر ہا
پہرا مان سے گہرا تاج آرا	کسا بانو سے اے دلدار کفام	جگانا بعد خیزے جلد ہو	نہ ہوا لیا کہ عدلت میں خرم
کیا ارشاد دیوں ادرسو پاشاہ	رہی شب کم تو وہ بانو آگاہ	جگانے آئی شاہ بجز کو	اٹھا سلطان اجازت نفی کو
کہ دیکھی صورت برعم مقرر	سہا پائے خم مینا و ساغر	ہراک جانب مرفوع شمع روشن	دل جان شاہ لیکن چرخ روشن
کسا بانو سے کہئے اب فنا	کہ قدرت کا بہت کم سے زانا	کسا دسنے وہ یون کتنی حال	دکھا یا بہت سے اکا و جمال
کہ جب گہرا نے آئی تو یہ کیا	دہا سلق نشان تک ہلی دیکا	جو پوچھا رہے داروں دہان	ہوے کیا تہ جو سیا مان پان
وہ بولے شوہر ثانی تمارا	برابر کر گیا ہر قصر سارا	باتک بھی نہ رکھی تلے نام	و کیا یا قہر کا اپنے بھیہ انجام
قلق از حد ہوا لیکن تہی حیا	نہ سکے با پی منہ سے کچھ نہ ہا	خیال آیا سادا پھر خیر ہو	وہ دشمن ہے مصیبت ہر نظر
کوئی تخلیف سوچو اور جی نہ	برہی ہو جاے ناحی کو بہت نہ	غضب سے او کے ڈٹا ناٹا	کہ وہ سنا نہ تا ہر گہری کی
پہرا یا دیہان چلے پیش ہر	سنے کی گروہ میرا نہ تھیر	یقینی رحم کچھ کرے گی	مری تکلیف اپنے دل پہ لگی
شرب حال ہو گی یکسی مین	محبت کچھ تو ہو گی و سکے ہی	غرض بھیہ سو یک مین ہاں آؤ	زبیدہ بھر میری جوتائی
ہوئی محفوظ لینے آئی مجھ کو	کلا میرے ملی گہرائی مجھ کو	سکایت کی کہ ہے میری تھیر	نہ سمجھی تہی کہ دیکھی تیغ و گہر
مدار کے گے اب تک کو کسم	نشان تک ہی نہ دیکھی مسم	کو صد شکر خاق کو پایا	عجب ہا کیوں تھکے رحم لایا
یہ بدین دوست مرا لکھ لکھ	کوئی اس میں بھی شاید دعا	سنا الفاذا ایسی ہی بہت	کہ جن میں مرد فرقت آئے تے
کے دن ات رہنے اوی گہر	رہا اک نصف ہر زمین ہر نظر	ہوئی مشرف آرام عادت	محبت سے اد اکری رسی بات

سرسبز و قشائش حب آبا	بہن نے حب غلوت میں جوہیا	تو میرے پاس لی لکھا یون	گو گذرا جو اس سبب پناہ من
ہوئی ہر چشم تر و من	اگر ایام غم زبان ہو کی ہر	یہ بکلی بات چند سیر سے	کہ اس کا کچھ حوالہ دے نہ
طبیعت تھی قوی سے لکھ	پرستی تھی برابر چشم آب	سید لکھ چہ ہوئی بات تو	کہ دیکھا سچ کا حاضر عین
علا ساقی زالی آسان لک	راست ۱۴۵		کہ خاطر بیٹھے بیٹھے ہو گئی
نظر وہی سو کوئی ہی ہے	طبیعت اس طرح پرک ہی ہے	کہ یہ دنیا بھر ختم بکار کیون	ہو اخوا مون کی ہی پیر کیون
مکراتی کے دل میں نکل آیا	جو حسن باو کشتیوں نے چھپایا	چھلکے کیون نہیں جام لباب	اور اسی سے خارج غم کو مطلب
یہ پناہی نہیں اچھی کہاں	مناسب ہر کی آئی آنک	نرس پکین خوشی پر ہے خاطر	تسفی کوئی لکھ پاپ خاطر
بھیر بیانی کے جگر سے کچھ	تو جہ شہنا ہو شوق یرم	تو دو جا بہر کہیں کہانی	و کما سے جوش مطلب ہو
بیان ہو قصہ باقی زبان	کسے یون پردہ زود آستان	کہ جب شہنشاہ انجام دیکھا	جو اوقت بھر کچھ اور لکھا
کہ شاہ دست مطلب جلد	برآمد ہو کے بولا ہر شہر	کہ جو جس کام پر ہے وہ رستہ	شواہک لکھ خاطر طبع آئین
مستب شام میں آؤں خاص	فرا دیکھوں تو تم کو دیکھا	کیا سچ لکھ کر تیرے ہوا	اڑا اکابر آپ برقی کردا
قرب نیست اپنے شہ لایا	وہ اترا اور ذرا آرام پایا	کہ اس سے میں آئی دینہ	ہوئی دان آمد طائرین
نظر اچھی تو دیکھا دو نوٹا	اوسی نخل سعین پر میں ظاہر	بیان کرتے ہیں وہاں مطلب	کہ ہے استور پر اب مطلب
کہ وہ تجویز اس کے نہانی	اجازت سارے لشکر نے دی	سحر کے وقت جتن لگ بید	کہ میں سحر برابر لکھ کیا
نہ فرق اس علم میں نہ کسی	رہو ہشیار سب کچھ حکیم	سنی مردان جنگ اور حیل	نثری شکل میں کا قیام
نویسج میں جب مرغ چیک	نسیم عطرز است و دست	موزن بول اٹا انداکر	کرکے لگا ہر جگہ اور
بشکل برق بجلی گزشتہ	کوئی بولا کہان ابقت خیر	کفر ہینو کہ نہ گام اجل ہے	ہوس اب گوست ہشت لعل
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا	کسی نے یون کہا سلاحت	کہ اسے خان مذہبی دیکار	اجل کا ہو سب جسم گرم بار
کسی نے عرض کی ہے میرے	ترسے آگے ہیں کیاں جہا	زمان آبرو ہے منسج دنیا	نہ مل پکین لازم لینا
نہ پاچے ہے بڑے کبار	جلا سے جان بیا ہے گوارا	یہ باتیں آچکین جسد ثمان	ایٹ طائر پائندہ لین
چنگا کر آگے سو یا پیش بازو	جب آئی زلف شب کی تار	اٹا سلطان کہا مان ریکا	کہا خاتون شوہ یون
زمینہ نے امینہ کو جو دیکھا	کہ ابتر ہے ہر اکدم حال	ہجوم گر سے نہ سخت بیتا	نشین جی سی فرستہ
گئے اپنے نکاح کی تسلی	کہ میں سچ لکھ کر یا مانتہ	تو کہی ہے وہ بعد کیا	ہوئی کچھ بات کرکے

بیان کرنے لگی گدڑاٹو حال	کہ اس نسبت کو پہنچا لیرجنا	مجھے تقدیر سے یہ کچھ دکھایا	کسیکو رحم بھیج کچھ نہ آیا
سب شوہر کی وہ بوند	کہ جسکو جانتی ہے سب خدائی	مرا وہ حال تھا لمبے بنا یا	کہ اب تک دل نہیں قلمین آیا
اگر میں جنتی اسکو ستمگا	نہ کوئی ایک لمحہ بھی ستمگا	مذاکر سنا انا آشنا تھا	عصب تھا قہر تھا آفت تھا
خدا مجھے ستم جو جو کیے ہیں	ہیں ایسے قلم او سے دیکھو	کہ مشہد میں بھی آؤں گے محکو	وہاں بھی جو میں میں لائے محکو
سنا جسم بہن حال ہوا	کہا حافظ رہے اللہ تیرا	نہ گہرا اب بہن و خجہ شد	خدا راحت کر گا محکو حال
ہیں تقدیر سے چار انہیں	بدل دین عہد ہوں باریاں	گڑتا ہے زنا ایک اک	و کھلے میں سے انداز طلب
ہوا کا غم مگر زندہ تو آئی	خدا پہون گیا جو دولت گواہی	یہ گھر لے آؤں دولت ہی ساری	تو سے سدا کرا اب شکاری
وہ کیا ہے جو نہیں اس گھر میں	برابر ہر طرح ہے فضل معبود	جہان میں سب قدر رحم میں بجا	وہ سب موجود ہیں تجھ سے قربا
طبیعت میں ہو جو ارمان کلا	بری تقدیر کے دن یوں ہی آو	طعام عہد و کماہ نہیں پڑا کہ	پڑے ظالم کے مال نام پڑا کہ
بھلاک تک بے لگاؤ ہو	سے کا اسکو بدلا کچھ مقرر	نہ جانگی تری دیار بیکار	او سے بھی نیست ہو جانگی خواہ
میں صدقے تو طبیعت پشی ہوا	توقف کر نہیں معلوم ہو کیا	غرض شب بہرین کی درات	کسی سیری تلی کی ہر اک بات
سحر کو سیری ہر لی عہد شو کہ	نگاہ عطر کھفت ہو گئی پاک	طعام عہد و کماہ کی کھلا	مرے ہوئے چو کھیر یاد آ
نظر میں پہر گئے سامان سابق	وہی پیدا ہوئے ارمان سابق	وہی راتیں ہی دن میں آ	وہی سب جو سے خاطر میں آ
اوی پہلی طرح شادان آہم	وہی ایسا وہی رزق تین آہم	پہر رخ رات کا یہ لفظ سنکر	ہوئی خاموش بازو شاہنشاہ
رات ۱۴۶			
ہر ہی دے جس سے دل نہ لگے	بہت عرصہ ہو کچھ تو کرم	نہیں ہتی زبان پاس آ	بلا سے گو ہو سانی حاتم گم
صراحی گر نہیں شیشا غم کر	تا لی کس لیے سب کچھ نہیں	اشارہ میں سے مطلب ہے بنا	سب کو کھت سے میں دیکھتے
تری بہت تو کم دیکھی نہیں	عجب کیا جوش خواہش میں تھا	رہے باقی نہ پاس تنگ ہو	ارادہ دوز آہید بہت ہے بنا
کھیر ان سیاہو ہم سے خفا ہو	لانہ سے کوئی ساغر اٹھا کر	سرور افزا تو کیفیت دل	اٹھا لینا یہ ہی ہوش و کم کر
یہی بہتر کہ تو ہی کچھ عطا کر	کہوں اس طرح پہر باقی کمانی	کہ جب رخصت ہوئی شہنشاہ	دکھانوں صورت معشوق شکر
زبان پر لادوں الفاظ معانی	عنان لی اپنے اس پادشاہی	خلش ہو کرنے کی مگر اوہ ہوا	سحر چکی چال شہر موکر
مزار شاہ میں شوخی شہاکی	وہیں سکن جہان قضا و کما	زوال شمس جب منہ دکھا	پیرا صحن نہیں پریش پر کار
نہ شکل نقطہ شہر داشت میرا	رہے اس شکل پر یہ بدعا	کہ آخر مہر نہ چاہی لبذی	زماہ وہ وہی ہے کچھ نہ آیا
ہوے موجود و دلوں طرہ ہر			ہوئی حال نکھت کو خود پسندی

بجا دو طرف ہی مل چکی	ہوئی ہر جان کو قاب میں لگی	اسی ہیم برابر گرو لشکر	گھسے مل میں کے مردان لادور
جداہوں لگے اڑ سوت	کوئی نہ تہہ کہیں لکھ کھین	کہیں سیاحت جو کس سر پہ	کہیں زخمی خون کی سر پہ
کوئی تھی برابر ہی شمشیر	اجل تک تنگ گئی اسی چلی	گھڑی گردان ہیرا گل بن بن	کہیں تن سر کہیں تہن کہیں بن
راہیہ ہو کر تا شام ہوش	ہوا گہرا کے آخر ہر پوشر	سدا رخصت کی نقادوں کی	بس اب کل بعد از بارش کی
پہرے گھر کو ہوا دہلی صفت	ہیں ہر بن ہو کی دھوکے	نہاے نخل کم قامت ہیں یہ	ہوا ٹھنڈا دل چچ شکر
پہر لاک بھی اپنی جا کو چادر	جین فرسے تہہ تاجہ سردار	گنا تو نصف لشکر ہے بنیاکم	کسا سا کم نے دہن کیا کریم
مشیر و ن سے کسا اب کیچکا	بید لشکر ایک تہہ ہے اجل کا	نہ تم اس شہ میں جو گئے کل ہم	نظر آئیگا بان کچھ اور عالم
ہوئے وہ بھی بہت حیران و	کسا کیا کچھ حکم مستدر	کسا آگ نہ طاووسے زبان سے	اڑے گہرا کے وہ وہ دھانے
پہر سلطان علیجا ہر گھر	حل میں اپنے سوا آگ و دم ہر	اٹھا وقت معین پر دستور	کسا انوسے اسے دلا ہستور
کو کیا ہے امین کی کمانی	وہ بولی یوں ہے ادا ہوئی بانی	کجب کیا زبیدہ نے لڑ لگ	کہ ہر خاطر کے دے اور کچھ
سرسبز وقت خوت پائی	ہنسی اور یوں نہان پر پائی	کہ اسے ہر شہر ہے شمع و طر	ہزاروں ل تر غم میں پائی
نہاے تیغ ابرو کا ہے بس	بجھر کہیں ہے یہ جس کا ل	کسے حاصل ہے عید کافرا دانی	میسر کو ہے عید دلا بانی
سوا تیرے ہی کسا نل جان	نہا تیرے کسکی ہے بیان نر	سوا میری میں غافل نہا	کہ اب کسی عالم کا کنا
کہیں ایسا نمودل ہر ایک جا	گئی گدڑی ملاؤٹ کوئی آ	وہی پیش ہے جو کچھ ہو چکی ہے	ابھی نقد یہ سکور ہو چکی ہے
کسا یہ ہن رفتے کسا کیا	نور بھی نہیں چھو کسا	مدد کرتی ہوں نام و سہی سے	بہت برہم ہوئی ہوں شہی سے
کہ عید ناحی ہینا نا ہے ملا	غضب لانا ہے عزم نہ عیان	بلا تھے ہن کس طرح نہا	کیا چہ بند کا جھوٹ نا
بنامین شیر عہد تیرے شہر	نکر لہہ اک رم اسین تاخیر	سہنی وہ اور کسا اداؤٹ پان	درا خاطر کے ہے کچھ نہا
نظر سے کیف مستی ہے ہوا	انگلیں بھنگ سے ہیں تیر پدا	عاب شوق سے رہے ہیں	نہا ہی جو تہہ تو کس کر
لگا میں شرم سے کرے نگار	ہنیں انگیلیوں سے ہے ہر کار	رہی مینا بیان میں آرزو کی	وہی افزائش میں جن تجو کی
وہی برہم فراہی بے سبب	وہی آئینہ میر دم طلب ہے	وہی رسم وفا سے دل بے نیاز	وہی تہہ صولن کریم ہزار
چو ہے اوج مطلب چوڑی	نرے پناہ میں آنحضرت	وہی میز شہان جبر سد ہر	ہنیں گدڑی ہونی بانو کرم
وہی ہر نثرش بانی سبب	وہی ستانہ رفتار ہی صفت	وہی مرغ پر ہے عید باز	وہی کہنوں میں نہا جو کس کر
سو دہ سبب ہی سبب ہر گھر	ار اس کے ایک شاہ کہن میں	سو دہ تیری مکتا اب نہا	وہی لکنا ہوں تہہ

کہنا یہ پرخال شوہر آیا	دو روز جس نے پہر کچھ بجا یا	جس را اب نکر با کام آیا	کہنا ناست میں آواہم آیا
بڑی شکل سے بیٹھتا تھا پاں	جواب کچھ کہہ سہی نہ کھاتی	انہیں باتوں میں نہت ہو گئی	کہا خاتون نے اب کل میں
سنبھل سائی کر وقت آیا اور کہا	راست ہے م ۱		انہیں بتایا یوں کا دور آیا
پہرا انداول خدار لا کوئی جاگ	کہنا فصلت سے کیا باتیں شام	میں غم کے گئے بیوشیوں میں	رہیں برسوں انہیں سر جوئی
زبان پر آگوش کشت شرف	مے بہلت گئی مہمیت تو	فہم بن جائید بن جاے سخن کا	جوان ہو جو صلہ عمر کن کا
ارادے بے سبب جانتے مہیا	نہ ٹھہرے ایک جا پر طبع جاکا	کبھی مصروف دیار چین ہو	کبھی گویا حضور انجن ہو
کہ جب قصہ پر شب و پیش ہو کر	گئی آغوش سے عالم کے مقطر	جہاں صبح نے کیفیتیں دیں	گناہوں نے نئی شکلیں دیں
بڑا سلطان سپہ و دیار دنیا	کہتا آئے نظر ہر کار دنیا	تماشا دیکھ کر چہ اسے اسی طور	کیا آخر اسی صحر اکا کر دور
جہاں فائدہ سنتا کوئی نہ	وہ طائر آگے ہوتے تھے فراہم	کہانی ایک تھا ایک کہنا	تہ نخل آگے منہ ہی بیٹھتا
سناتے تھے وہ طائر تار و شاخ	اویسی بادشاہ بھی رہتا تھا پڑ	غرض بیٹھا ہوا بادشاہ و شا	کہ دیکھا چہرہ دو فو طائرون کا
سنا یوں کہ رہا کہ کہنا	کہ صلہ سنوس یہ دیکھتا مانی	نہیں اک شکل پر رہتی کسٹال	نظر آتے ہر دن تار و خال
سن اکہائی زمانہ شج	ہوا طیار ہر جگہ مہر	صد آہ جل جلی کا ہوا شور	بڑھے دو نور طر سے طر
جنگ شمشیر کی پوچھی لکٹ	یوں پر آگے دھماے مضطر	صد آہ گرز سے پالی جودل	ہوئے فرش زمین تار و گل
زمین کا پنی لبس کی قلب بتا	کہ تگ گیا خون مثل گروب	ہزاروں سر گرے رو بہ چین	اجل تک تک گئی حرکت کز
جب آئی دو پیر اک شوہر آیا	کہا کم ملک دشمن کا اب آیا	گرا لشکر پشیل برق بیتاب	بہا یا خون لہجہ جشتاب
پہنچل قتل یاران و برادر	سچے کچھ چند مردان دلاور	شکست فاش بلای سب کینا	کیا دشمن نے ملک کو گزنا
ارادہ تھا کہ سر تن آوٹا	مگر یوں لے لے مجھ سے ہٹا	کہ گھر رو پکو لے لے بیان سے	وہاں بھیجے گئے طر و سحر
اسی عرصے میں ملک نے دیکھا	کہ آئے شاہ صاحب مردانا	کہا نادان ہو لا اسم اعظم	بہتا تو آپ خائف کیا کرنام
صیبت تو اپنے ہاتھ کی	خطا اس میں نہیں ہرگز کسی کی	یہ کہکر میر ہوا ضا شوش طار	ہوا آگے نہ کچھ سلطان طاہر
پہرا کر لے سلطان بلوہم	کہا خاتون سے آ میری گل افشا	سنا اب قصہ باقی ہے کیونکر	وہ بولی وہ امنیہ ماہ پیکر
بیان کرتے ہے جب میری کز	کہیں مجھے یہ باتیں چند ہاں	ہوئی تر مندہ میں و سوقت کالہ	گر خبر میر کچھ پایا نہ جا
کہا میں بجا تو تہا ارشاد	یہ دیا میں کہوں گی عمر بڑ	خلاف اسکے نہ آیکھا گل نر	بد بجا نے گی موت آج کلین
ہر سن سکر موٹی لیں بہت شاد	دعا دی اور بسے بیکھنڈ تباد	پہرا کی لہجہ میرا بس بیٹھے	کسی سدی حقیقت اور کجی

کہ میرا آغاز میں میرا حال ہو میں پر و نودہ اس کی کیا پروا سدا سے ابی ملک توں میں میں ہے کفر دنیا کوئی اصلا سدا کہ ہو تجھے دل شاد رہا گلا سرت ہے اک کفر حاصل وہ کیونکر ہو ہمارے پاس کہ سلطان سے کیوں ٹکڑا پروا کے بعد ہے اک عالم اسے اچھا کرنا شاد نہ ل بہت اچھا دل کا شاد کرنا کبھی تحفیت دیکر کچھ کہیں گے نہایت شاد ہے اس وقت خاطر مزاج شوق صبر دے رہا قت ہے سے نہیں پڑی رہا زمانہ صبح ہر سلطان باہر کہ وہ کہتا ہے آخر میرا حال غرض درویش کچھ بیکر بکھا گر کہ فوج مخالف پردہ یکبار عدو تھا مضطرب باگاہان کہ کوئی چلیں گے ہم ادھی با یہ لکھ کر شہادتی صحران گانی باکیت درویش کو سکھاتا	دکھائے محبت بدلتے خوب حال کیا و پیش منت نے میرا ہا میں خاطر کو حاصل کوئی ہی کیا میرا حال ہے اسے شاہ والا جہان کی فکر سے آزاد رہا کہ آخر وہ پری ہی ہو کہ حال ہو انا بیت پری ہے تحت سحر ہو اور شاہ دیون ظہرین آیا مناسب اگر دشمن کیے خور سنا ہو تو ہو ہر فن میں کمال کیسے کورج سے آزاد کرنا کوئی احسان ہم سے ہی سہی جو کچھ فرمائیے بکچھ ہو مگر	دو شہزادہ ہی یوں دبا کدے سنا جب میں سارا حال کا بہت آرام سے کشتی ہے اویٹا ہنا مارون رشید شاہ نڈو کہا ہر یوں زبیدہ سے کراہیا ہنا یا جسے دو بہنوں کو کتیا سنا اسے کمالا ملکہ کی ہا کہ وہ کیا نہ نہیں پھر شکل بسا وہ بھائی کی کہ جسے نہ پیر پیر خدا دی ہے طاعت ہر طرح پر نہ تھی ہر چند تھے کچھ لاشا سوا حان خدا سے آج دیکھا بیان تک کہ چکی جب تھوڑا	انہیں دہنوں کی سند سند ہوئی ہری طبیعت جیت افزا بہر جہت میں ہر وقت دل کہا بیچ کی سب کو فرو دا نظر آیا کچھ گزرتا سامان کہاں ہوا وہ نشان کیا ہے پرا جدا یا تھا کہ آئی خوش انبا زمانہ دیکھ کر ہوا حیران کہا ہے ظلم ظالم سے تباہ نیکون کرنا دہنوں ہا سنی گر بھید دین آیا اکثر ادا وہ سامان جسکی تھی دلیر چھپی تھ بگیا کچھ اور ہجوم جوش بہر پیدائے ساقی کہ تباہوں دعا آئے زبان پر سنا انسان یوں اون ٹوکھا اسی موت پر مرنی تھی خدائی کی دم ہر ہی اون نون ہا زمین تھی ہر طرف بھی ہا لگے کہے کہ اب تو گناہات بہت خالق نے طاعت دی برابر اسکے مالک جسے کہ جان تاب او کی آئی
رات ۱۴۸			
یہی ہے وقت بخش کچھ پڑے جسے نہا فید کاوش شہر سنا درویش کا مالک کمال ہوئے دو شخص اس صحران پر کشیدہ دم ہوئی برتن میں شہر رہا مالک ہوا تہ گران سے جان پر فید تیری اہسبا محو چھوڑ کر سیرا دن میں کی پیدا درویش نے ساوہل کا	زمانہ عرض مطلب ہے کرم کر گیا پر سوسے صحران لطف دیکھا ہوا شہرندہ بولا بان خدا کی علم تھی ہاتھ ملنا دونوں کے ہوا دوست لاشوں جو ہر ہوئی جب شام صحران خوش تھا چرا لاشیں گے او سکھو کو دم بڑا لگے دیا کچھ درد و لاشیں نہ صلیت بات کرنے کی ہی تھی	زمانہ عرض مطلب ہے کرم کر گیا پر سوسے صحران لطف دیکھا ہوا شہرندہ بولا بان خدا کی علم تھی ہاتھ ملنا دونوں کے ہوا دوست لاشوں جو ہر ہوئی جب شام صحران خوش تھا چرا لاشیں گے او سکھو کو دم بڑا لگے دیا کچھ درد و لاشیں نہ صلیت بات کرنے کی ہی تھی	زمانہ عرض مطلب ہے کرم کر گیا پر سوسے صحران لطف دیکھا ہوا شہرندہ بولا بان خدا کی علم تھی ہاتھ ملنا دونوں کے ہوا دوست لاشوں جو ہر ہوئی جب شام صحران خوش تھا چرا لاشیں گے او سکھو کو دم بڑا لگے دیا کچھ درد و لاشیں نہ صلیت بات کرنے کی ہی تھی

نظر سے جبکہ ایک کچھ گذر خبر یہ مدعی کو جلد پہنچی نظر اس سے چھٹیں کی کہ ناگ جلد ہی محل سے دور اوسے سکنا ہوا اوسوں کی نہیں اس کا زانے میں قابل کوئی احسان کرتا یا دیکھیں کہ آری کی فراغت سب طرح بہت سونے سنو اپنے کہ جب ہن چکی اشد و ادا نیا دیتی ہوں انکی شکل اصلی کین سب کیا نظر آیا کیلئے نہیں سنی اس کی میں تو بھیہ کیا کام اگر ہو اس شہی کہ رنگی نام ہی ہو کساں لپٹا کہ لائے آب تازہ کوئی چاک کہ تا وہ سپر ہون م لفظ ست سلطان فرمایا کہ ان کیا ان میں سے جلد اک ماہ اٹھال بڑے الفاظ چہتہ مکرر پہر اس کے بعد وہ بانی اٹھا کر وہی اعوان و چور و شہی بشکل آئینہ روشن کی وہ	تو اوس دم میں کوں کیا خیال نہایت اپنی محفل میں خوشی کی کیا ایک ایک کو ہم گرفتار کہ جو تھے صاحب باطن جان وہ جاگے گا کئی دن میں ہوگا زبان کہ ہو گئی چہنیش شہی کستار و کو بھی بھیہ شاد کہیں پہر اس کے بعد سو بادشاہ ہم نہ مانو گا کوئی ہرگز نہ باند ہو ارامی نہایت ہی پرچی کا نظر آجائے تا قدرت خدا کی مقرر سخن سب پر ہوا تھا جو حضرت نے سنائی زرتہ دل تو بے تاخیر راحت ہو وہ محل کہ تا ہر شخص ہو اوس سے جزا نہا کر پہلے ہو خود ہر طرح ایک بحال آئین سر اسرار موزل کہ نوی سے جلد آب جستا ہر لاؤ لے آیا آب ہم مرد خوش اقبال پہلے کچھ چپکے چپکے برابر کیا قربان سراپے مکرر مہی ہوتی مہی قیاس ہر شک کہ در جہ طبع گاہے مہی وہ	کہ وہ بھی گرفتار اوس میں ہو لیا ہمراہ اوسے اور لکر لے آیا اپنے گھر مرد و عورت چکار اسی مبارک پر سلطان قرب آتا ہے اوس کا سر نہ پا مناسب انہیں ہر ہوا زاد اڑے طائر سنا کر بھیہ کسان اٹھا جب وقت بیدار کی آیا وہ یولی یوں کہ کئی ہی کانی کہا تب بجا لاتی ہوں ارشاد شاہ دون داغ ان کے تن سار کہا بھیہ اور کہما آشاہ و لا اب اس حسان کا بدلا کی کڑا بھنے لی لی داغ میں شکی دن غرض سب کچھ چکی جب زیاد کنوس سے کینچنے اوس کے بچہ و کما ہی نام حق تاثیر اپنی کہرت تے کچھ علامان زیاد رکھا پیش پر ہی و سے اٹھایا بہت عرصہ سنیں مان چہ نیم کہا کتو کو لاؤ او نیہ ہر کا امیہ کو بھی کچھ پانی پلایا بزرگے قتل سارا جسم چکا	مہرئی دنیا و دین و زلف اسوار ہر اوار اوسی محراب میں کر ارادہ تھا کہ کینچے جسم سے پوت نہیں مرد و عورت درویشی نشان اڑا دیکھا وہ ان طرف کی شاہک چپور او قید سے ماہوں شاد پہر اس سلطان بعد جوش جوانی کہا ماہوں سے کیوں آرام پایا بھیہ میں الفاظ امین کی زبانی انہیں اس قید سے کرتی ہوا کہ تا ہوں مقصد حضرت بہار سرم اقبال سلطان کا و لا و م طاعت ہر اک کھٹہ شہر بھیہ تین اک شخص کی کوشش کہا شہ سے کہ ہر آب جلد ارشاد لے آئے مان زر و مہرانی مناسب ہو اگر نقدیر اپنی بھیہ سے وہ تھے نہ ارشاد قرب بل راہ او سکولایا سے سرف مطلب ان شک ہوا انسان کا سار کا شہر نشان داغوں کا بہرین پلایا ہوا دل خوش شہ عالی ہم کا
--	--	--	--

کما ممتو چی ملی صبا سبب ساری	برائے مبادلے کا باب	میری غصہ خیز ہر عین سخن میں	کلی خنجر نہ جان پہر میں
جسکا ساقی فرشتہ شبنم کی گرد	رات ۱۲۹		
ترقی پر ہے ہر افراتیش شوق	جوا بر ہے ہجوم کثرت دوق	و فرار زد سے دل ہے بیاب	پر خم سے کوئی مینا آب
کہ بہر برز مطلب سے ہیں ہو	صلوات بخش گیش انجمن ہو	ز طعن متون ہوا طعنا نہیں	نوا نہیں کہ لون آئی چین
کہ وقت صبح شاہ داد گستر	جہان کے کرچا صاحب کام کسیر	بہا پہر عیان دشت طرب کا	طبیعت کشن سے دہر کا
نسایت جلد پہنچا اور دیکھا	کہ اصفانی کا ہے آغاز پیدا	بیان کرتا ہے بون عاشرے کا	ہو واجب قوم دشمن پر عیاں
کہ وہ درویش مذہبی دسی صا	جلا سے محبت ہے او کو سکا	خیر خضد کو اس کے ہوگی جبر	تو اکرم میں کہ گچا ملک ہم
قضا لا کہوں کی آجائگی مشک	نہیںست جانے ہے خیر کسب	قداد اور ہوا ہوا ہوا چو صا	کہا وہ بڑا ہے کا سٹے کی
کیا سب سے نہیں کہو گرفتار	طعام و آب و دن کی نگر	کہ ناخوش دل رہیں سب کی نگر	معتین محسوس ہے کہ مریں کس
اگر آئین ہی اس جانب درویش	نیا ملین انکو منظر اور درویش	غرض اس طرح جو خیر چری	اسیری میں رہنا نظر رکھی
طعام و آب تنھے نادر فوج	کہ جو ہوتے تھے اسی کی کھوج	وہ سب فرط سے رہتے ہی کھوج	بہت متیرے اجین افضل معبود
نگہ بان پوہتے تھے کیا اکرا	جو کچھ فرمایا سب کچھ کیا	گر ملک کے پر دم انکے ہتے	پے اکرام اگر وہ بان کہتے
تو وہ کتا کہ سونے کے حد میں	نہیں خوش ہم ہتاری میں کھنڈ	وہ ناس کے جو دشمن قتل کرتا	تو اس نام سے ہر عین ہما
اسی موت سی گذرے رات	کبھی شکل سحر دیکھے کبھی ات	ہوا ابدیوان ان یکو موجود	تو ملک کے بڑا بھلا ہو
مجھے اک خواب خوش آنا نظر آج	وہ کل ہوگا نہیں حاصل اگر آج	کہا نے وہ کیا ہو کچھ تراشا	کہا کتا نہیں ہر چندے بار
طوفان اوسکا بھینسے ہونے لگا	نہیں اس بات میں شک ہوگا مہلا	یہ کہتا تھا کہ باز تیر پر دار	اتر کر اسے دی اسطرح آوار
کہ جیسے ہو سار کا دکی ہوم	ہنسے سنکر اسے کما ممتو	ٹھہر کر اسے ان نامہ کما	اٹار د اور حرب ملک گیا
دیا خند خود ہوا مصروف پڑا	سفر را دین تماخیر کیچہ را	سنا کر یہ ارشے طائر بار	گھر آیا اپنی شاہ شہر
کہا یا نوی ان شہد کو سب	وہ بولی اب مینہ یون کی کشتی	کہ جب راحی ہوا سلطان بغداد	کیا اسے پر ہی سپرد شاد
کہ اب ہم نام ہی اوسکا بتاؤ	وہ ہے کون اوسکو اس محل میں	عید رسم ظہر ہے کیون اوسکو	پہر ملک میں معیت میں چڑ
نہ آئے اسکو مطلق پس نیا	کہ عشوق سے کرتے ہیں کما	بہار خوف ہی دل سے بلایا	سنا کا کچھ ہے دیباچ
اظہار وہ نہیں مرد حسنہ مند	نہ حاصل کا کسی سے محبت نیند	سے میں جب رہے از کچھ ہو	کہ زمین نہایت نیا خند
ارادہ کہ وہ لا دے لہن ہم	خیال عید ہوا اوسکو محرم	رہے معیت ہم چہ تڑپا	بدلتا ہے وہ موت تڑپا

پری بولی کہ اسے شاہ زمانہ	عجب انداز کا ہے یہ فائدہ	نہ ہوں آرزو نہ حضرت نے بھی	نہیں ہے اس قدر طاقت کسی میں
کہ حضرت کا کوئی کچھ نہ تھا	کمان لایا گیا ہے جگول	خطا سنیان کی البتہ ہے	تندی دیدہ دانستہ کہ ہے
وہ خود ہے شاہزادہ جہاں	کمال و فن میں اک عالم ہے ہمارا	قریہ کیکلک تہہ ہے بیشک	کوئی ہنس نہیں دنیا میں ایک
ظہر براہ قدرت اسکے ہی نام	نینی ہے فصل چھ کچھ کو غم	طبیعت محال ہے ہشت روز	خلش کرے ہی دلینے بخت
نئی عیش سے مائل ہے دست	نینی شلف کتنا وہ کوئی بات	ارادہ حسن کر رہے ہیں شہادت	سحرے شام تک ہے دو افاق
جسے دیکھا کہ ہے یکتا عالم	ہوئی خاطر بیک نظارہ برسم	ہجوم شوق نے بتایا بیان	تھانے بلائیں تہ کی لین
لب خاموش پر آئین کچھ پیر	عصب لائیں وہ فریدہ نگار	پے تدبیر و دروغ غم کا دل	کہ تا آسان کسی موت ہو شکل
غرض مل و اقبال و دعا	ہوا ہم نرم اپنے دل رابے	ہمیشہ سے یہی عادت ہوئی	کسی سے انکی شہرت ہی تھی
اویسی دکن اویسی تادوین	کہوں کیا کس قدر تماشا شوق	نہ نکلے جب کوئی موت تو چاہا	کہ اس پر زور ہے یوں کی بار
کہ ہوں میں شوخ زخو و شوخ	نینی کشتے کسی ہم کثرت جہاں	خدا را جلد کچھ تدبیر کرو	کہ ہودہ ما و کال غیب ہیلو
بیرنگ کردہ لے آئی کو ہزار	ہوا جہت وہ شاہزادہ آگاہ	کہ یہ دولت ہوئی محکومیر	رہا مہمن احسان مقدر

رات ۱۵

نکھتا بھی بری کی قید ساقی	ما مضی سے جو کچھ بزم میں تھا	ستارے مزاج آرزو مند	نہیں ہے اس قدر طاقت کسی میں
خلش جانی نہیں بنایا میں	نکرتا خیر تا خوش ہو تو دلی	ارادہ بہر حق فراق میں	تندی دیدہ دانستہ کہ ہے
زبان یزیش پس پھر موت	ہجوم شوق سے بزل ہوئی	تھانے بلائیں گفتگو کی	کوئی ہنس نہیں دنیا میں ایک
ہوس ہیرو سلسلہ اپنا دکان	حافظہ خاطر سے جاے	لب خاموش ہوں جہنم سے اوتار	خلش کرے ہی دلینے بخت
کہ جب سلطان نے نہ دیکھا تھا	ہوا اسطور پر دل کا ارادہ	کہ چلیے دشت و سینے فدا	سحرے شام تک ہے دو افاق
ہوئی جب وہیر بونچو پہ پہلا	نظر آیا وہی پہلا سا سالان	کہ اُن طار سے گویا دوسری	تھانے بلائیں تہ کی لین
تو تو میں یہ کہتا تھا امری	نہو نا اپنے دلینے کچھ پریش	سحرے شہرندی محکوم آج کا	کہ اس پر زور ہے یوں کی بار
رہا باقی نہ اب مضمون سخن	خدا کے نور کا پیلا ہے دکن	نینی متی موت سکتا ہو گیا تھا	کہ ہودہ ما و کال غیب ہیلو
سوا ب بھی نہیں رہے نہ رہے	وہی ہست وہی طاقت ہی	سیان ساتون میں ہم ہیں	رہا مہمن احسان مقدر
مدد سے آئے تو نہیں قابل	اگر اللہ کا ہے فضل کامل	نگراؤں ہم کام دور کرنا	کہ تا آسان کسی موت ہو شکل
بہت تکلیف کا ہے کم زمانا	رہے گا یہ بھی دینا میں	کہ اک ایسی لڑائی بھی ہوئی تھی	کسی سے انکی شہرت ہی تھی

<p> شب چہرہ کو آؤ پوچھیں گے اور سجا سبب تاخیر کا کوئی نہیں اور سوا اسکے خواب مرشد ایک اجازت پاؤں تعین پاؤں پڑاؤ سوانح نامہ بسر کر لو زانا اثر اظہار یہ کھڑکے گھر پر اشاد کہو کچھ جس سے ہی سہل ہمارا رہا تھا مطلع حکم ہر دم بہت دن بعد دینے ہی پڑا غرض ابتدا کے یہ سامان کیا نہ کہتیں گے خلاف کہ قول کی تول امین کا نام اوں لا گھر کا زیادہ اس سے جو ہر اور ارشاد بجا کیا لائن شکر مہربانی کہ مہر دماہ شرمائیں فلک پر جبین ملت نہ دیکھو گرجی جان برہم کرے یہ چشم فناء خدا تجھ سے جان زار آفاق ہم ہوں ایک جاساں مخوا تری میں حسرتیں قہر جگر میں شرم غلام سے تارخت شب سر کے بعد ہوں خست کے سامان یہ کہنے کہتے تو صبح چمکا </p>	<p> جہاں ہے نزلوں کا شکر و دعا فقط ہلا ہوا ہے طبع کا طر کہ جھکا فیض باطن تابا فلک قد مبسوس ہو کو یاں جانو خد اکوئی کرے گا چہرہ ٹکانا ہوئی دلشاد بانوی ہوا خواہ وہ بولی یوں تھے کا اشار لبیکل جسم و جان بوقت ہم کہ ہو گیا اگر کچھ ڈول بیڈل کہ جس کا سن لیا حضرت نے بقا تو کیوں ہر تائید حال بیڈل وہ ہے آرام جان میں سگ گھر کا کروں وہ عرض نہ ہوں آزاد خدا کے سلامت نوجوانی ہنوں نور کف پا سے بھی ہر وہیں ہو کہین نگاہوں کی نسی نہ ٹھہرے ایکم ہی پس بل بل تسلی بخش ہر مٹیاب و مشتاق لبیکل رقی چکے ہر طرف آہ گھر آئیں حسن کے جلوی نظیر رہے ہر ہر فنا گرم مطلب جو عید مانو تو عید احسان ہر زیادہ اور کیا تخلیق میں ہم </p>	<p> کسی موت میں غفلت نہیں ہے حرارت دل کی ہرگز کم نہیں ہے یہ فرماتے ہیں کچھ دن سیرت کہا ہے ہم روین گناہ دین نہ ہے اسے خاص مطلب بڑا وہی کچھ سو گیا جا جلد سلطان برسی کہتی ہے سلطان کی پستی دیا اقرار نامہ حسب دستور تو میں ہی تم ہی پیش آؤ گلابی سزا دی انکو شہزادہ کی ناچا خطا شہزادہ والا کیا ہے وہ ہے فرزند شہزادہ بجاہ سنا سلطان نے فرما با کہ جہاں غریب حسن کی ہو میں بڑا بڑا دساری پرستہ یہ نہ لگتے دلون میں آؤ نہ کوئی رہے ہم سوا سوا یہ حسن جوانی اتنا اور ہی ہے ایک ان میں لب سے برابر سا غریب گاہ بے ادب کو سون کا در اسی محل میں تم بھی چھٹا زیادہ اور کیا تخلیق میں ہم </p>	<p> خیال دہل کو کیا جان پھیلا جو وقت ہی وہاں عالم گزرا کہنا سہل ہو چکو حکم و اور بڑھیں گے انہوں تاج شیک ہوا انجام مطلب حسب معمول کہا بانو سے خاطر ہے پریشان کہ وہ شہزادہ جسے اپنی گناہ وہ سب باتیں کہ بہتر انکو غلط نہیں کرے اسکا مطلب حال غریب ہو میں بچے کے میں ذکر قاتر ہوا جو کچھ یہ سب انکو سزا کیا ہے جو بلی حال نگاہ ہوا کہ جان دل سب تم پر قربان رہے جزا و رشتہ کا بھی طر کہ جسکی یاد سے عشاق ہیں سزا دیں سب طرے ہر معلوم عجب وہ زہار زہر نگاہی کہ ہر اس شب کو دور ہم سنا پہل آئے مزاج آرزو مند نہوں اختیار نیز مطلع سر زبان پر ہر سخن میں حکیم کہان مقصد جو ہوں تم غلام ہر وقت چاہا خدا چاہا </p>
---	--	--	--

کلیہ جھپٹیں مٹھاتی	ہلاک ہوئے دو شہید باقی	نہاں پر اب آئی ہے کہانی	کرمی دم اور بدل جہانی
کہ ناخمس کہیں سوکھا پورا	سین پر سر پہ طلب اور ہوا	سرفراہیکا لبریز ہو جام	لاٹھ سے کہ دین پر گرا انعام
میں آرزو راحت طلب ہے	بہن کچھ بیان کچھ کیا ہے	بیکرون تاجیر سم اسد کر جلد	کہ پیدائو جیت میں اثر جلد
مذہب میں جو کھیت کے چشم	عم کر میں ہود سے فراموش	دور شرق میں گلی کوئی آ	میرے پیٹے سے وہی گناہ
سے سان کہیں پھر بیان	ملا آ ہے کا لون کو زبان	سید وہ انعام میں ل جن قہر	قیامت کہیں سے پھر کی کار
سو ہے آغاز اسکا اسطی	کہ جب رو سو رہا یا نور	سو صحرایہ شاہ قصص	کہ ناگہا زبان گرم گفتار
ارمیا نخل میں پروہ شیش	جان آرگئے تھے قصہ کہ	دم آغا تھا حسن بیان کا	کہ پوچھا جلد سلطان بانی
سنا شنہ کے کہ لون کتا ہوا	کہ جب طلب ہوا اسکا ظاہر	بہن ماگ کہا احمد شد	یقین ہے اب نکلے کوئی
کیا سکر خدا کے چند جود	نمازون میں جھک جود	کہ اس سے میں نہیں سننا	کہ پیرایا کی پر ارج اتہال
ہوا درویش تہذہ صاحب	ہست ہے لشکر چار ہوا	اثر بانی نہیں سحر دلا کا	وہ ہے ممنون احسان خدا کا
ارادہ اس طرف کا ہے جو کال	یڑھا آ ہے وہ منزل نیرل	توقف جا بجا ہوا ہے ہر د	زیارت ہے عالم بہرہ اند
خالف پر پڑی ہیبت جو کا	تو کہیں ہی اپنے دل سے اونکی آ	کہ توجیز دالوں سے کہ آ	کوئی تو پیر اب اسکی تبار
ہوئے حاضر شیران طر فر	جان تک تھرا اسکے ہی تار	سنا جیل گیسر ہے کیا	کہا تو حد شہنا سوئے خیر
بیان میں نہ اپنے سے موت جنگ	کہ لاٹگی لڑائی لیکے کیر گن	وہ بولے کل کرنگے عرض انجام	گر اس شرط سے بائیں جو انعام
کہا دشمن نے جو ناگوسک دیک	وہ بولے ملک انعام لیں گے	ایا جب عہد پونجی شاہ و خرم	ہوئے آئین سے بچا خیرام
گلب دیکھنے اقبال کا حال	نظر آوا نہیں بطیر جنال	کہا ہے کہ ہم سب کی مٹا	نہیں بچنے کی پوچھ کر اشراف
وہ طار کر کے پھر پوچھا کیر	پہلا اپنے محل کو شاہ فی اشر	ہوا رونق فراشہ سو خانہ	قدم لینے پڑی باکو خانہ
طامام ہے ایک فارغ ہو جب	کیا ارشاد بانوسے اسی آ	گتری دقین جب بولیں جگنا	کہ آج انجام بائیکاٹ نا
عزیز بانوسے حسب حکم سلطان	جگایا اور کہا اسے شاہ نشا	زمانہ کم ہے حضرت ہو میں سدا	اٹھانٹہ اور کیا سیر دلا
سنا و قصہ بانی ہے کیمکر	وہ بولی یوں آسان قصہ	کہ جب شہ کے کالین اور بچی	کہ پادگر اجازت انجی سے
تو اس شب ہوا سی صاحبہ آ	کہ اچھی طرح کریں نظار	وہ بولی میں کین قربان سلطان	ہو میں ہر طرح مٹوا
عنایت سے بہتر آرام پاس	ہزاروں طرز کے سب لطف	نہیں فرقت بچا یا کیر دم کی	فتم کہانی ہوں شکر دم کی
ہوئی خست یہ کیر و ہر نیر	سہا سلطان عالی جاہ باغ	کوئی دن میں گشاہ و بنج دکا	تو فرمایا کہ وہ فرزند میرا

ایمن تہ زادہ جو اسباب ہے شہور	ابھی حاضر ہو گور تہا ہے کچھ دوا	یہ سنکر پوچھے کچھ زبان لرگاہ	لے آئے جلد اس کو اپنے ہمراہ
کسی سلطان کی کیفیت نہ پائی	کسا قہقہے پہر کی تیری داری	کہ ہے منظر دل عقد امینہ	بجست چاہتی ہے یہ قہر قہر
کہ اب ہرگز نہ تکلف اس کو	جو کہتے ہیں اسے تم یاد رکھو	لے آئے لوگ قاضی کو کہیں سے	ہوا عقد امینہ بہر امین سے
و کسا باجیخ نے پہلہ رسالہ	زنجیدہ ہی ہوئی خاتون سلطان	پہن وہ قیون بہنیں اور باقی	کسا شہ نے کہ لا وہ جام ساقی
میا ہو گئی سالانہ طرب خیز	ہی محفل سرسراحت انگیز	فلندہ را میں قیون کے باہم	کہ ان قیون سے عقد نکاح کرانگ
غرض سب آئی سب حکم سلطان	ہوا شادی کا ہر صحت سالان	ہوا عقد اوکھا قیون سے برابر	دیا شہ نے ہر اک کو سیم و گور
قلندہ رسا گئے اونٹ بیون کو	راہ محفوظ دل میں شاہ خوش	زنجیدہ سے ہوا سلطان ہم خوش	بجست کڑے ہر دم نے جو شاہ
ایمن لے کر امینہ کو گیا گھر	ہوے خوش برسوں کے دہائی مضطر	سار کیا دے ہر سو صدی	سبھوں شہادہ کو اپنے دہائی
کہ یارب تاکہ بنیا دھانچ	بندی پر یہی کل آسان ہے	الہی تاکہ میں آثار سستی	الہی تاکہ ہے یہ ابی سستی
رہے افزون صد اقبال سلطان	بڑے ہر روز دھرم مال سلطان	رہے دشمن صد اپال افزون	میسر ہو ہمیشہ جاہ افزون
یہ بانو کھ رہی تھی حال نگاہ	جولی اس شے اپنی اور پہا	سحر چکی ہوا قصے کا انجام	اشاہ بر عبادت شاہ گلام

مذات ۱۵۲

بدل خم لایمی شے شے نئی خاتم	کہ ہیں مضمون نوزیب ان کا	سنائی اسطرح میں انفت راز	بلاتو ہی سے ممتاز ستارے
کمانی کر چکے جب شہ سیانہ	تو سلطان نے یہ فرمایا کر	کوئی قصہ ہمیں ہے اور یہی یاد	کہ وہ بانو سلطان صاحبزادہ
تو اپنے وقت پر یہ کچھ کہوں گے	یہ محفل میں کیوں کر یہ ہو گے	سناسہ نے کہا تہہ زیر قمار	وہ بولی بان گور گیارہ شاہ
یہ فرمایا کہ کمار ہوا رلاؤ	طلوع ہو رہے بان جلد جاؤ	ہوا حاضر جب اسپ تیز رفتار	اجی و کہیں کمانی کیا ہو
وہ جب رو بہ آئی تو پوچھا	سناسہ نے دو نوٹاڑوں کا	کہ وہ کہتا ہے وہ فرشتہ شام	یڑ با سلطان اس وقت کیا
کسا تدبیر اس کے کیجیے کیا	میان سے ہباگ چپے اور چپا	کوئی بولا کہ سن سیر و مراد	ہوئی خاطر پریشان تھی سب
نک کساتے ہوا کہ دے اس کا	مصیبت میں چھوڑا ساتھ صلا	اوسیکے ساتھ مر جانای تیر	زیادہ سے خود حاکم ہی مضطر
سناؤ جو نظر آتا تہہ جال	کہ ہے اسطور پرست کا بھال	کہا بہتر گئے سب پیش سردار	نہ پیر و طاعت تاکہ سلی سب
سناسہ حکم سے اونکے ہوئی مضطر	کہا ہے صلح بہتر اسے براؤ	بلا کر اون سیرن کو سنایا	جو دیکھتا تھا اکا اکا کی لٹا
رہا کرتے ہیں لیکن سطح پر	جو مانع ہو کہ بان اسے لشکر	نہیں منظور لا کہوں گا بھی خوش	کہ ہر دم دل سے پیر آیا
بجالاتین جو مطلب ہو تہا	اگر ہے کہ کچھ ہی اشارا	شہابی خلعت پر زرنکا کر	زمین شہ کا بڑنگ گھٹون
			کسا مالکیت پتہ کیوں ہو مضطر

وہ قیدی ہی تھا کہ کو دین گے	مجھ بدنامی نہ اب ہم سر پر لینگے	کما ناکستہ بستر ہے حیدر شاہ	وہ قیدی ہوا گزندان آزار
تو پہر کچھ موت کاوش نہیں ہے	مبارک ہو تمہارا جو زمین ہے	سنا پیدا در کما دیو کی جاب	وہ مجوس بلا جو ہی لے آؤ
نہ گزری تھی گھڑی بہر جوتہ	تریب مرگ حالت اسکی ہے	نظر آئی پدر کو جب وہ دختر	تو لپٹا جوشن الفت ہی منتظر
کما فرزند کیا حالت ہے تیرے	وہ بولی ہے کہانی طول سیر	کدارش کہ نہیں سکتی ہوں اسدم	کہ ہے دلیر نہایت کثرت غم
سین ملات جوین اشک گھڑی ہو	جواب رشتاد کا اب دن کیا ہو	اڑا عاثر یہ اتنا حال کھکے	پہر اس سلطان بھی کچھ دیر کو
رہے جب رات کم شہ ہو کی	بکلا آبرے بانو سے دل آ	بیان کر کوئی قصہ تاکے رت	مگر ہو خوب عمدہ رمرامات
وہ بولی اسے خدیو صاحب	بیان کرتے ہوں اور اک قصہ	کہ بیان تہا ہند امک مرد کا نام	فلک کے لطف سے رشتا تہا کام
بسر ہوئی تے عذر کے سے اوقات	اسی بغداد میں رہتا تھا درت	تقدرا ایک دن وہ باربر سر	فلک کی کاوشوں ہی منتظر
پیش ہی مرگے اعضاء گم	فرز صائم سے نصیب دینم	پیسے سے بن غرق عرق تہا	کیا تیغ ناداری ہی شوق تہا
کسین جاتا تھا حیران پریشان	زبان پر آسان کا تشکر احسان	زیادہ دو پہر سے جب نہ آیا	تو اک جا پر قدم اوسنے جایا
طبیعت نے کما تھو کوئی نم	کہ آتا ہے نظر سایہ بہت کم	کسے کو بھی میں پایا عکس ہوا	وہاں م لینے تھرا تہا خواجہ
نظر آیا وہ کوچہ سب سطر	زمین سے لطف خوشبو تبار	مقرر آب پاشی کی تھی ادنا	گلاب نو کشیدہ کا گان تہا
کہ چھڑکا ہی کسے نے بسکہ ہوس	چلے آتے ہے ہر جانب ہی خوش	رہا مخلوق مزور جفا کش	لیٹھن تہا کثرت خوشبو ہی ہوش
مگر سینہ خلا در اندہ ہی جو خاطر	اپن از ساعت ہوا او سپر خاطر	کہ آواز خوش آتی ہے کہیں دور	رہا حیران کر دل خوب مسرور
اٹھا دیکھا کہ لگی اک مکان ہے	منور صوت حسن تہا ہے	دہن سے ہے صد ہر وقع چلے	اوسی آواز کی ہے روح شیدا
غرض چاہا کہ پوچھا کچھ حال	بیان ہا کون مرد صاحب اقبال	کہ جب کا حیل محل اس شان کا ہے	ہر اک ممتاز در پر چہرہ سا
طعام عمدہ مین شاید کہ طبا	جو خوشبوؤں ہی عطر لگین بازا	بڑا مایہ سوچ کر نزدیک پوچھا	نظر آیا وہاں کچھ اور لکھا
کہ چند اشخاص عالی فہم و بجا	نہایت بالکمال در تہہ آگاہ	بشکل با سپہاں حاضرین پر	ہر اک کیر مین عمدہ خلعت زر
نہیں کہتا کسے سے کوئی کچھ	شمار اونکایہی یا پانچ مایات	کہا اسنے کہ ہوں کی عرض کہتا	وہ بولی مان بیان کرد عاکا
یہ بولا کہ اونسے صاحب نام	کہ جب کا یہ مکان اور بھیم	وہ سلطان آکر ہے دستور	اوسے ہے کار کھلے یا کھلے
سنا جب مجھ کلام مرد مریز	ہنستے اسپین اور بولی کہ مجر	سخن سازی کا تھے وقت آیا	تجہ بنے بہت بیتل پایا
کہ فو اس شہر میں رہتا ہی سیر	نہیں آگاہ کسا ہے مجھ گیر	یہاں تک کچھ کے بولی ماننا	نہیں کب شب کر فگی کل کچھ
سے گزنگ کا اک جام ستا			کہ رہے جہاں مین نام تہا

کمان ہم اور کمان پر نہیں	کسے دن ہوگی ہر شے فنا	نہ تو باقی نہ ہم باقی میرجاں	اگر کچھ ہو سکے ہاں خیل چلے
کرتا آغاز مطلب کا بیان ہو	بسہ طبع مصلح استان ہو	زبان چل کر تجھ میں اظہار	منی سے ہوں سانس خون
کے جب شب وہ اپنا رنگ لا	نظر آنے لگا جلد و حسد کا	پے تسلیم شدہ حاضر ہوئی سب	بیان کرنے لگا ہر شخص سب
جواب ما تو اب اپنا جو پایا	پے تسلیم رخصت سر جو پایا	ننگا یا شہ نے اس پر گرفتار	برس سیر سحر ہو کے طیار
فرز ایشیت پر گھوڑی کی مٹیا	کما شہدیز سے مان ای سیکیا	یہ سستے ہی ہو اگر ٹوڑا روان	پونچر شہ نے پایا یون سنانہ
کہ طائر کھڑا ہے حال تباہ	کے سینے اور ابل فحال تباہ	سنا جب باپ نے بیٹی سی طوا	نہجے ہے ضعف دل سے کرتا
نہیں ملات کھڑے ہوئی حال	زبان کو منہ میں ہی خوشی شکل	کما اسے نوزدیدہ راحت جان	خدا بچ کر ہے یہ شکل آسان
گنگوہر پر میر سے آرام	نہیں درگاہ حق میں کوئی کام	سنا جب حکم دشن نے یہ حال	کما جا اپنے کمر و خوش اقبال
حائے میں بٹایا اوس کی کو	کما اب دکھ دنیا آج ہی کو	بہت سی پاسبان کرتا ہوں براہ	کہ وہ میں براہ سب طور گاہ
بجھتی تکیو یحائیں گے گزرتک	نہ انا اپنے دلیں تم در شک	کیا ایسا ہے اوسے جو کما تباہ	رہا ہو کچھ بیٹھے تھی اگر جا
کہ ناگھ گزرتے جلد اک طرف	اٹھا تاک ٹھکرا پنے صوبے	جو دیکھا لشکر حشر آیا	ہر اک نے دوسرے غور ستا
صد اسد اکبر کے جو پائے	خوشی کی ہر گئی ہر سودا	ہو انا بیت خواب شاہ صاحب	پچھلے آتے میں با شان سنا
برابر مرشد حضرت میں کسو	کے درویش اوس کے قریب	جس کا تسلیم کو سردار اور ہم	قدم چوے بیک خط بیکم
کما فرزند کھ کیا حال گذرا	ربائی کا سبب سری ہا کیا	جو دیکھا تباہ و بے مقصد مکر	سنا یا اور کما ہے اس طرح
کہ چھوٹے آج اہل قرار پر ہم	نواب جنگ کا سامان باہم	نہ آئے پاس لشکر ہر گز ارجا	کہ راحت ہو ہماری بجھا
کما جو کیا ہر عہد سے	نہ حصلت ہی خیال میں کم	یہ کھ کر مقبہ طائر نے کٹھیا	پہلا شہ عہد سے محل آیا
کہا با نوسے اس میری لائے	کی پر آئے شب کا جیکہ نکلام	تو بکو خواب غفلت سے جگانا	کہ آتے سینہ پر ہم نا
یہ فرما کر با خواہیدہ سلطان	جب آیات بیدار تودہ جانا	پکارے اسی کما ملک سر شاہ	سے بجز ہمیشہ فعل اسے
بس اب سینے فسانہ رات کم	مرا ہی وقت فرصت چند کم	اٹھا سلطان علیجاہ بولا	کہ مان جائے اب یہ نا
بولی اس طرح اب استان	اوی را کما کا آگے یوں بیا	کہ وہ در مان سچو گرم گنا	کہ تو میں شہر میں سے محض نکلا
نہیں لکھا اب تک اس مکان	تبا اپنا تپا آیا کمان سے	وہ بولا گو مرا مسکن ہے اس نا	یہ کاشا نہ گرا ب تک نہیں
اسی سے پوچھتا ہوں ہوا شاہ	کہ ہے کسا مکان جنت آیا	بعد گزرا ر آخر یوں سنا	کلام صلف خزاں راب آیا
کہ سند باد ہے لگ مر کانا	وہ ہے اطراف کا تا جو خوش کام	زمانے میں ہر اک جا کو ٹیلا	ہزاروں طرح کے عہد مکان

کرور دن طور کے تھی ہن ہن مناسبت ہے سخی اور خرم کرور دن بہت ہے اس کو نقد تو بازار کے اسی غالی سار مگر میں جو جسے ہرگز کر مکان لیسے کہ سخی غلو ہے ہر جو میرا کاتب بخت زبون تھا خدا یا بندہ تیرا میں نہیں ہوں غیبت اگر یوں ہی لکھ جائے سوسکے واسطے حسرت پیکار بیل بکل کچھ گذریش میں گزرا سے ساتی ارادہ پر ہوا اور سب کو کی فسخہ سی سکا کہ لاکر ریخ آغاز سے پردہ اٹھاؤں کہا لاؤ مرار ہو ار جیالاک کہا مان وہا وی جانتا آیا نارنت سے تہ اشجار ٹھہرا کہ اسے بانی کہا مالک جمال سفر قتل از نکو میں کر دنگا کہ بد حمدی کسی سے کب ہی تھر درا مرشد سے اپنی کہی معجل سناسبت صاحب لکھا تو کہ ہم اس عہد پر چوٹیں ان سے	ہر اک لحظہ ہے اس پر فضل مہر عطا کرتا ہے جو مانگو کوئی جو کیسے سو کرب تو بے نہیں پھر کیا میں تیرے قدرت کے اشار نہیں ہوتی مصیبت کچھ کم و بیش نکلے آج میں پہلو پہلو وہ شاید وقت بخشش نہ گزرتا جان پہلے وہ میں ہی ہی نہیں معلوم سر پر کیا ہلائے نہو اس خاطر مضطر طلبکار	جہاں میں حقد پرست شاہ فیجاہ وہ گو قہمت میں ہو لاکھوں آؤ سنہامز در نے جب حال و کا کہ سند باد ہے گز نام و کا اور اس کو اس قدر تروت جہاں مگر ہے کاتب تقدیر دان اور جو حصے میں سے میرے جہاں آرا پھر کس کو غیب و یا مرد و خردور کوئی دم ہے زمانی کی کہا سنا کر قصہ بانو بیان تک	وہ واسکے نام بخشش ہے ہرگز مگر کرتا نہیں وہ د کو خرم کہ ہے چکا ہوا اقبال اسکا تو ہند بادیاں نام میرا جو اس کے تینیں ہم گمان تیرے کہ کسے لفظ قسمت و کی مگر جسے کرتا نہیں کوئی گوارا کہا بعد اس کے بتبر جو ہر طور خوش پرست امید لدا گئے کہا سنہ سے ہر ہر اشک ارادہ طرا انعام ہوں گے کہ آیا ریش خاطر کا نہ کام بیان میں ہے کچھ کیفیت شب ہر اجسوت خاطر خواہ آگاہ فرار زین پر آیا شاہ مہند مراج مہر کچھ نفع درگاہ ہوے اس طرح باہم گرم گفتار کہا میں کچھ قانون گاہانہ مگر کچھ اور میرا دعا ہے مناسبت ہے کہ دلیں کیجئے کہتے امنوس بیچے بیچے کہا یوں کہنے ہیں لوگ رشتا خدا رکھے چھ دن سال
---	--	---	--

رات ۱۵۴

جہاں میں کہ بلین طبع کھو وہ ساغر بہ دراز تہ کو ہلا کر زبان پر اس طرح اٹا نہ لادو بجس کو چہرے اندیشہ پاک جہاں ہر روز حفظ طرے پایا بظاہر قنطرنا طائرون کا کہ یوں بانی ربانی اخی خوش قبل عوض اونکی کی کا اون کے لگنا جو باند ہے ہے مگر حضرت امیر کہ وہ میں اس جہاں میں بیٹھا مجھے ہے دل ہی مجھے امر غروب کہ اب مطلب نہیں ہرگز بیان سے	فرسے کے پیر چوڑی سہرا لکھا طالعیت کے ٹیکین لفظ طلب کہ بعد از شب طہر صبح سی شاہ نظر ہر سے پایا سپہا نظر اٹھی تو دیکھا دو پہر ہے اسی عرصے میں آوے ہی کیا بیسے سکر شاہ صبا فستانہ کہا مالک نے فرمانا بچا ہے بہلا ہوتا نہیں اس میں کسی طور اگر وہ بھی اجازت میں تو گئے نزدیک مرشد ہر لڑا منبار کہ تلو ملک و جاہ قبلہ	کہا میں کچھ قانون گاہانہ مگر کچھ اور میرا دعا ہے مناسبت ہے کہ دلیں کیجئے کہتے امنوس بیچے بیچے کہا یوں کہنے ہیں لوگ رشتا خدا رکھے چھ دن سال
---	---	---

چین قیدی سی بی مدعا مانتا	اسی پر جنگ کا ہی سہلہ مانتا	سوہ پایا نہیں لب کپڑا دکھاتا	رمو آباد خوشی خوشی اخبار
اسا سمن آپ کی تجویز کیا ہی	مری نزدیکی نہ جانا برا ہی	قدم بڑھ لکڑی یہ کب ہی زیا	مگر دو آب فراتین تو اچھا
مضببیت استدراجی ہی ہے	خلش کی ہی ہزاروں دھم	کینہ جانیں ہیں کن کن کو	کہ جن سی آرزو ہر طور برقی
سامرشدنی فوایا لڑی دوست	وہی طاہر ہی باطن ہی پست	وہی کتائی جو دلن ایچا مانتا	لڑائی سی نہیں لب کا کیا
اڑی خاطر فضا نامہ کے کیا	بہر اسوی محل سلطان نیا	گہرا سور کا کچھ خطہ کچھ دم	ہی جس وقت گنگا گنگا تنگ
ہو اسیدار سلطان زمانہ	کہا بانوسی کیسے اب فضا	وہ بولی صورت آفا زبون	سخن کو مدعا ہر ناز بون ہے
کیسی ضروری جب شکوہ چند	نصیب بدسی ہو کر نارضاند	سنا اوس سند بادبا سخنان	ان شبہت کا بخشا مدعا
کہا چین کہ ہی کوئی دل افکار	بلا نا چا سپیہ اسکو بدر بار	ستم سی آسمان پر جفا کی	گلی کر تائی کیوں آج خدا کے
بلا لایا ایک خد شکار چالاک	کہا لایا ایک باہی وہ جو بیلاک	کہا پوچھیں ہم اوس سے حال	سب کیا جو ہو اورو اقبال
وہ ہو نچا اور کہا ای مرد ہشیار	مرا مالک تمہارا ہی طلب گار	قدم رنج کر و دان چند لافا	اگر جی چاہیو کوئی دم پار
عجب کیا کچھ تسلی باہی خاطر	کہو کچھ تم اود ہر سی کچھ بظاہر	یہ سن کر دل میں وہ فردوس	کہا ہی مینی سنہ سی بی کیا
سنا اس صاحب خاں شایہ	مقرر دین کہ پیدا ہوئی ضد	بلا تائی سرادنی کو یہاں سے	سنی ہن لفظ بدوستی نہ ہے
کہا تم کون ہو مجھ کو عرض کیا	بہلا کسو اسطی میں جانی او	کوئی مطلب کو با وسکو سنو نہ	ہیں کیوں جواب کا کوئی
سنا جت تو خد شکار بولا	تعجب ہی ہو ارشاد کیا	انہیں کوئی بلا تان کیا کسی کو	وہ اسما تین حضرت پیچی کو
ترو کسلیہ بہ بلاقات	ہی انسان کا ہی کام نہ ت	کہ بتی ہیں اگر ہو کوئی مشتار	ہو تہی سی ہی رسم افار
نکلتا ایک سی ہی ایک کام	کوئی دیتا ہی لیتا کوئی وام	مناسب ہی ہی بندہ پر	کہ دم بہر کی اپی جلی بان پر
توقف سی غرض کیا مدعا کیا	اچی آئیں کہ ہی تاضیہ بجا	کلام لطف نامہ در دست	ہو اراضی گر حیران و شستہ
بڑا ہو نچا درون کیسا	پریشان جی طرح کوئی تگ	نظر آیا اوسی اک مرد بجا	بڑا سامان دولت و کی بڑا
خام تو بصورت خیل کی	کہ جگہ دیکھ کر ہو طبع کو میل	صغیر بان نہاں ہو حاضر برابر	کلاہ با جو ہر سبکی
مصاحب سیکڑاں کیر دھو	بہر اک بی طرح برضا حال	بڑا سا ایک شتر خوان تھا	کہ تما جیگان حاضر تھا
بجی آتا دور تانک رہ سیکڑا	رکھی تھی جا بجا اپنی ٹھکان	نتی صورت تھی خوشبوئی	وہ کہانی دیکھ کر آدمی
یہ بالو کہہ ہی تھی حال کا	ہمیں پر غیبت احسان	پلا جام لب کوئی ہم کو	کہ نصرت ہو تھی چار
وہی پیش نظر سامان ہی سا	ساتھ		کہ چوتھن جو شیں ہیں ہر کو

کھل کر سب کی سر پریم	کوئی بھڑکے نہ صحت کوئی دم	کہ تکین باجی قلب بخت بیتا	دزار کجاسے خوش چشم پریم
زبان پر پیرہے بخت آدھے	کمانی یون فوسے اپنے دیکھا	کہ جب سلطان ظرافت کھرا کھچا	ہوا ہدم عروس بدما کا
کہ طائر کہ رہا یون کمانے	سنا جندم یہ مرشد کی جانے	کہ اب کیا جنگ سے کھوڑا	سودھن سے ہرگز گرم کپا
پہرا شکر دیاں سے سوغیانی	یہ نظر آنے لگا جب سرو خانہ	عزیز و اقربا خوش مراد	نہایت خوش چہ دیا بخت
قریب آنے لگی مل کر بکری	و تو رانگ سے حسار دھوپ	مبارکباد نے اک شورا اٹھایا	زمانہ ہرستہ قبال آیا
گھر آئے چند دم میں غم شاد	ہوا وہ خانہ ویران پیر آباد	کیا روز مبارک حشر بنے	و کما میں بزمین ابر کرم
کے توڑ و کنک سے ٹٹک مال	پہر آیا اوج پر سامان اقبال	پیر نے اپنے بیوی کو بلایا	محبت کا جو مال کو خوش آیا
تو روئی اس قدر خوش غریب آؤ	فلک نے پرے نقشہ بچاؤ	رہا ہنگامہ نو دن ملک ابر	ہر اک ممنون احسان مقد
غرض بعد اس کے گدے بچے	تو وہ درویش عالمی غم و بسو	بلا کر یون خسر سے سیر کی بات	کہ ہم ہوتے ہیں خستہ کی
دولت و مہار کی کو ہوس	سدا کرتا نہیں اک جاہلیم	نہ غافل کاوش و دشمن سنی	رہو گے خوش اگر انو کی گنا
کما میرے خسر کے چندوں	یہیں تشریف رکھنے کی کسی طرح	کہ ایک انگ لانا ہے زمانہ	نہ لائے بخت پر کوئی ہبانہ
نمانا اور ہوئی خستہ و ریش	رہے ہم جہ سے وقت کے دلکش	کئے دن بعد صاحب نہ بولا	زبان سے راز پوشیدہ بھیکولا
کہ پر سامان شاہ کو ہوس	جو زمین ہو چکین میں قریب و دور	نئے سے طرہ اوٹکا ہو پیرا	کہ تاسہ خصل دیکھئے منہ خوشی
وے چیلین سے چری کی ہون	زمانے کی پرین چیزیں فراہم	یہ سنکر حکم ہر سو پڑ گئی ہوم	نہ تھا جگہ ہوا او کوئی معلوم
کہ پہرے رسم شادلی دیکھ لگے	نیا سامان، سار جہان میں	رہا چیس ن ہنگامہ ہوس	ادار سین ہو میں پہلو پہ پہلو
اڑا طائر و کما کر سپہ سالار	ہوا مسرور اپنے دلین سلطان	پہر اگر اپنے سو یا پیش خانہ	کہ اس عی میں بدلا شبہ خصل
بکارین حاضرین وقت یکبار	جگا و شاہ کو تا ہو خبردار	اسی بانو جگا یا شاہ کو بھی	حقیقت میں جو دیکھا کرتے
ہوئی اس طرح بانو گم گشتار	کہ یون کہتا ہے فردوز کو کما	کہ دسترخوان پر اک فردوز خوش	نہایت پاک صورت اور کو خوش
برابر سب کے بیٹا تا باغ و	گر سارا سیرون میں ہوتا	لبنک لوز سے ریش مبارک	فروضہ نہ کا ہوتا تاشک
مجھے دیکھا تو فرمایا کہ آؤ	میان تشریف اپنے جلد لاؤ	نہایت دیو سے شناق ہستم	ہوا کپس فیثو آکے اکدم
جگا تسلیم کو میں انکی کیا	و عادے اور کیا اسطرح تھا	کہ عالی نے بنایا کو خوش حال	دیادہ عوار و حوت جاہ اقبال
نیکو نکر حیران ہو بکیوں کی	کہ ہو شہر عالم تم دلاور	جہان میں نام ہے ہر سو مٹا	کرم آمیز ہے ہر اک اشارا
غرض سنکر ہوا دلین و ہوس	بہت کین خاطرین کو تا میں	بٹا با پاس آئینہ اور سنایا	کہ ہے محو کیا بغال پایا

خون پر لطیف بی کمانی کبلا کہ اس لم مین کیا کچھ نام غریبون کا شکنا بلبستر خاک کہا ہے شک ہو تم بیانی کبلا نہ اسپر جا ہے اسنوس کرنا جرا و سدھم آپ کہنے سہی بانے کہ نگلے منہ سے وہ لفظ کبلا رتو کیوں مجھے اسکا شہر کہتا وجہ سے ہو وہ اٹھا	شراب عمدہ کی ساغر پاک کسان کس طرف سے ہوا آرام ہمیشہ مبتلا سے فیض افلاک لفظ ہن بھی تو قدرت کے استلا مناسب سد خالی سے ڈرنا گلے سے کچھ نہ اصرار یقینے عافیت اب ہو گی دشوار مگر منظور ہے کچھ دیر سامان نہ جانو تم کہ ہوں مجھ پر زنا	فراغت جب ہو آب حسیہ کہا ہے کہ ہند باد ہون مین نہایت جو خاطر رحم آمیز کہ کوئی اہل شرے کوئی محتاج مگر اک آرزو باقی ہے جگو سناجب نے دلین انجی کجا تامل جب ہوا بر لا وہ نیجاہ کہ مین ہی حال دل پاستنا یعین پر ختم کی خانوں شہید	لو کہو لا عقد لفظ بد سے زنا دہ اور اس کے کیا کوئی سناجب مجھ ہو مین کج کیسکو بستر کا اور کین راج تسا ہے کہ پہر ارشاد وہ کہ دینگے کچھ وقت جگو طبیعت کین تم سیر آگاہ جو گدزی ہے زبان میکلا نظر اسٹی تو دیکھا اب نہیں آ بیان مین آئین لفظ صال منظور وہے ریلے ہوں پر پر کر کم ہو منظور دل پیدا لیکھا طبیعت دیر سبزی کی ستر کیا پہر ایک اسطرح تاج جب آبا مین مکان مین چلا کہ تھا وہ ظاہر کچھ وقت از گری ہو وہ وہاں بیٹھا بیان کلام کچھ کیفیت از یہ سببت ہی گری آخز مین ہوے دنیا و دین و نور و شہ کہ وہ ایسا اس بحث جگو مین جاتا ہوں خبر کر نہ لایا قدم سسرال کے جانب اٹھایا
رات ۱۵۶			
اوی صحت سی ہو غرض نہ ترشح زہون انداز مسانے شکا کر اسپ کر ایک شاہ کہ اس می مین آو و پری کہ بعد از رسم شاد حسب خواہ پہر ہر دن چہر لیا پری پکا فرا ز بام سے آیا مکان نین پہر آخر کو مہنا جسطح ان بدل کر او سے کرٹ نہ کجا اشامین اور اوی و ان ٹھلا نہا دلین کہ ہو تیر یاب کیا بلا باؤہ کینرسن تہیں جہرہ غرض وہ ستر پٹھے و دین نین	نظر آئے وہ پہلا زمانہ مرا آغاز کا وہ یون کہا نہ تھا جز شوق کوئی و سکی ہو شہرائین آمد طارون کے کیا ہے پری کو میر ہراہ نہ تھا دلین کسی کوک و سوس کہا آہستہ کچھ اپنے زبان پر کہا ہے پری سے ہو حیران تو کا ہے او سے سار و سار پہر ہر غش کی کیفیت مین پایا نہ بیٹھا جا ہے غار شمسلا کیا اون کسید اس طلب کا رخ اپنا آئندہ و ان دہر پری	وہ حسن سخن کا نور چک کہ جب حسن سحر سلطان دیکھا بڑا سوسے زمین شت منظور فرا نخل پریشے وہ طار بت سا کچھ دیا سبب اور کہ ناگہ ایک باز تیر پرواز نہ سمجھا او سے مین لفظ طلب کہ دیکھو تو عید باز تیر پرواز دل کرو ہاں بھاگی شہ او سے دیکھا جو اس ان شہ مناسب خبر کرنا پد کو کہا تم ان سبب ہنا خبر مین گہرا کر برون خانہ آیا	لو کہو لا عقد لفظ بد سے زنا دہ اور اس کے کیا کوئی سناجب مجھ ہو مین کج کیسکو بستر کا اور کین راج تسا ہے کہ پہر ارشاد وہ کہ دینگے کچھ وقت جگو طبیعت کین تم سیر آگاہ جو گدزی ہے زبان میکلا نظر اسٹی تو دیکھا اب نہیں آ بیان مین آئین لفظ صال منظور وہے ریلے ہوں پر پر کر کم ہو منظور دل پیدا لیکھا طبیعت دیر سبزی کی ستر کیا پہر ایک اسطرح تاج جب آبا مین مکان مین چلا کہ تھا وہ ظاہر کچھ وقت از گری ہو وہ وہاں بیٹھا بیان کلام کچھ کیفیت از یہ سببت ہی گری آخز مین ہوے دنیا و دین و نور و شہ کہ وہ ایسا اس بحث جگو مین جاتا ہوں خبر کر نہ لایا قدم سسرال کے جانب اٹھایا

کر دیکھا مینی پہرہ بانو خوار	آرا اور سر پہ کیا میری کیا	جسٹ کر میری راتوں میں رات	زمین سی اپنی بازو پر اٹھایا
ہست چاہا کہ سنبھلوں نہ پڑے	یکایک رخ کیا او سنی فلک	قضا را اک عقاب سخت چاک	ستمکاری میں اپنے تیرو میاک
وہ لہکا اور لیا بچی میں کیا	پکارا شاہ جی کو میں فی نچا	اور اٹا تیرا بیان نکس کی آغا	پہر اگر کوہ شاہ واقف رہا
وہ انسی جلد سوی محفل آیا	طبیعت نے ذرا آرام پایا	خدا آ آب سی فرصت جوا	جسکین بلکین لہا تیرا سہ
بوقت خود ہوا آخر کو بیدار	کہا خاتون خانہ سی کہ دلدار	کہو افسانہ باقی ہے کہ کونکر	وہ بولی یوں ہے اظہار کر
کہ آخر کو وہ تاجر صاحب مال	کہ جو تھا اس مانی میں خوش حال	راہز دور سی پر سان حال	بیان جب کہ چکا وہ اپنی آفت
تو بعد اسکی کہا ای صاحب	رہی خالق کا تیری فضل ہوا	نچو چہ او سلو کہ کلا کیا زبا	خدا جانی میں آیا تھا کہ انسی
تمازت سی طبیعت تی جویم	تو او سد م اور ہی میر تھا عالم	نہ خاطر پر مجھی تھا کچھ ہی قالم	بدلتی ارا سے اور ہیلو
شکایت زانہ انسی بکھین	کہ جیسی ہوں کلام و محبوب	بیان اسکی شرم اتی ہی محکوم	وہ صورت اب نہیں تہہ محکوم
یعنی آپ فی او سلو سنا جو	پہر آپ کسوا ہی ہی کو غروب	خطا مجھی ہوتا ان حرف ہوا	بجز عذاب جو صاف نہ کیا
تمنا ہی کہ بخشو میری تقصیر	کہ ہوں لایب پیشان تغیر	تمہاری ذات سہی سکو آرا	کیا ہی تکوین فی صاحب نام
وہ ہمت ہی کہ جو شہور ہو	دل و جان ہیں نہ ہر وں کو	مجھی ہی بندہ عاجز ہمہ کمر	نکڑا چاہیے مغضوب و بتر
سنا جانی جبت قول میرا	کہا مجھے گمان بھی ہی تیرا	نہیں تھیں تجھی آرزو میر جان	تجھی کہ تین کیا ہی اب ممان
تری بتیا بیان پہنچوین ناگو	ہو امین حم کی کثرت سی ہوا	بہر آجہم ترمین شک تباب	ہوا واسن مرا بیانہ آب
بلایا سنا وں حال اپنا	گدشتہ کچھ کہوں جہاں اپنا	کہ یہ حسرت طبیعت سے تر جہا	گلا افلاس کا تالاب بہر ہے
نہیں کیساں ہمیشہ حال اپنا	سد گشت برہ میں آقبال	کہاں وہ بادشاہان سرافراز	جنہیں تہا اپنی دولت سپرانا
کہاں ہیں وہ حسنا جاز سال	کہ جنکو تھا غور حسن اقبال	کہاں ہیں وہ قطر شان	کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
بجز چند استخوان وہ ہی تہہ کا	نہ وہ دانش وہ ہمت اورا	پہر اسکی واسطی فسوس تھا	اجل معروف رسم مدعا
اگر مجھ سے تھے اندک تار	یعنی پہر خداسی تو نہ دتا	وہ باتیں بدل میں شمع تیرا	کہ وہ میں جسم میں تکلیف تیرا
نہیں انسان الہی نگاہ	کسیکو دیکھ کی کرنا ہی کیو نہ	ہوئی خاموشی لو کہ کی بات	کہ وقت صبح تھا باقی نہ رہی
خوش قسمت جو ہو مسرور	راست ۱۵۷		پالائی ایک جامہ و رہا باقی
طبیعت آرزو مند سخن ہے	قصص شائق ساری سخن	کہاں کہ ضبط اظہار زبان	اٹھال سی شوق یوں وہ بان
کہ جب خبر ہو طبعی و لطف کی را	اٹھا محفل سی سلطان سخن	ہوا مصروف طاعات الہی	آٹا اس سر سی بار تاج شاہی

نہ پہنہ سرد خانہ کی خداسے	کہ یارب خوش بھی کو چکا	تمنا تین جود لہین میں غطا کر	نہ کہہ بہر سوس دنیا میں فطر
یہ کہہ کر اک نیار ہوا چلاک	منگایا اور بیٹیا اوسہ پدیاک	بڑا ہونچا قریب نخل صحرا	کہ جس پر تہا کشیں طائر و چکا
نظر اوٹھی تو باپا ایک طاہر	نہ پایا دوسرا اوس جانہ طاہر	تعب سی بہر سوس دیکھتا تھا	کہ وہ طاہر سی اس طرح میں
بیان کرنی لگا آغاز اسطور	کہ جی س چرخ کا ہر دم نہاد	وہ کیا یعنی کہ بعد از اسکا	ہوئی حاصل جو بھوکھو ہر
تو نسل غش ہوا بیوش کیا	اوس غفلت میں کیا نئی ہلکا	کہ محبی شاہ صاحب بہر مطلب	یہ فراقی میں بڑا اوس سم کو
ہوا تہا جو تجی قبل اسکی تعلیم	سری پر عین ہی بنام میں	سنا رشا حضرت خوشی	کہ اس ہوش نامت شکل
اوس حالت میں نہ دو تو شکار	بھی لای میان نشت خیار	وہ صحرا چند دیو ونگا مکان تھا	ہجوم اکثر ملاؤں کا وہاں تھا
غرض بعد اک بہر کی ہوشیا	بڑا وہ اسم دلیں جوشیا	ہوا ہلوسی پیدا لاک پریر	نہایت نیک طینت اور خوش
کہا محبی کہو کیا مدعا ہے	غرض میرے مطلب سے نکلو چکا	کہا مینی ہنسنا ہوں میں ملاہر	کہ جنبش تک نہیں ہے ہوشیا
راتی دو لہ لہی لہر کو جاتوں	عوض سنج کی راحت آہوا	ہنسنا وہ ہر داور بولا کہ اجا	تہا شاہ دیکھہ تو فضل خدا کا
یہ کہہ کر دوا آہوا اوسنی پتہر	ہوئی وہاں خود دلیں مضطر	بکار ملی لاناں بھاگو پیاک	یہ لشکر چھپر آہی کہاں سے
یہ کیسی لوگ ہیں جلا دھو خوار	نہ انسی لڑسکیا کوئی زہار	یہی تھی گھنگو باجم کہ گاہ	بکار ایک دن میں سی کہ گاہ
مری دل پر کسی نے تیرا	نہیں اب ندگی اپنی گوارا	کوئی بولا کہ میں بھاگوں کہ گوارا	صدادی دوسری اپنی گوارا
چلی وہ سب پریشان آستان	رہا باقی نہ صحرا میں کچھ سب	یہاں تک جیت افسانہ	نظر آئی نہ بہر سلطان کو دتا
گھر آہ اپنی خاقان زمانہ	ہوا راحت گزین صحن خانہ	جب یا وقت بیداری ہو جا	کہا خانوں سی آئندہ او ماہا
سنا آغا رہا باقی کا ہمیں حال	کہ آخر گو گنا کیو نہ وہ جمال	وہ بولی بعد تعلیم اور کچھ بند	ہوا گو یا وہ سند باد خر سند
کہ سن آغا زاب میری سفر کا	کہ گذرا ایک جان زار پر کیا	یہاں پہلی مصیبت کا ہی حال	کہ تہا میں کچھ میں خوشی قابل
ملا حصہ بہت مال پیسے	رہا ممتاز عالم سیم و زری	ہزاروں لوگوں کی تحفہ مہیا	بہت ششامی ناو گہر میں کجا
یہاں فتنہل جوشی کثرت مال	کہ دیش تو نہیں بھی گشتا نہ مال	جواہری بہا اس درجہ حال	کہ جسکی دید مجھو بیو نہیں کر
طہر چت جانب راہ آئے	سحر سی شام کماحت ہوا	احباد و سب جھوٹے جو	خیال رنج و غم سے مسند
نقصان کہ اب کس شکی پروا	دیا آئندہ سامان دنیا	مقابل میرے کمزوری جان میں	وگر آج کما کی بیان میں
یہ دلیں چکر ہوا خوشی سی	کہا پر رفتہ رفتہ اپنی جی	کہ چندی صرف عیا ہوا دلی	بہر جوان جسطحی جی جانی
زمانی میں چینی ماہ سپر	رہیں پہلو پہلو سب لہر	گذارو بہر گری عین طرین	کہ جو کہی ہی بہرین جین

جو سوچتا تھا عمل میں اوسکو لایا مری زیر نعل سوتی تھیں رشتہ بچھی ہر سہست اپنی بی بی جاپا غرض اس عیش سے جیسا لایا کراہ کر کر گشتیں عمر کی روز رہا مافی نہال نقد کمر و تن پیر آخر و چکا وہ بھی جیسا اب وہ تہا تاج جهان دیدہ و مرایا یہ بالو کدہ ہی تھی شاہ سی پاشا نہ جاساتی مری پہلوئی ہم سب کو زیر سایہ سوہن ہم کہ احباب و عزیز و آشنا سب کریں اس طرح آقا و قصہ ہم جب آتی دو پہر وہ دو نوا بڑا کر کی طرف وں دستار وہیں پر سورما میں عجب بنی اوس وری طائر و منو وہ طائر کہ چکا اظہار جسد زیادہ ساٹھ سی عمر پرتی کہ دیکھو تو مری قسمت کا تھرا مری گشتیں کوئی پو پوگا جواب بلو ہوا پ سکا بیاز کسا میری بچہ اور نہ بہتر	ارادی سی زیادہ لطف پایا کہوں کیا جھڑک کشتی تھی پاشا عجب اک نور اوس وں وں گزارائی تیر دم خرچ کمال کہیں ایسا نہ تو تقدیر دی سوز تو پہولی پہر تو سر سونک نظر تو دل میر ہوا اوس وقت بیتا سنا اوسنی کما او خاطر نگار	ہمیشہ ماہر و یان سیمبر پر مکان عمدہ فرش خوب شفا رفیق و آشنا ہر وقت با ہم تو وہ سہا تہ دولت جو تہا پاس کمی کی خج میں تادون گذر جائز لگی مکنی جو کہ عمدہ تھی اشیا نہکان چیت تھی جلد او نگہا میں جو تجھی کہوں وسیع کل	کہ طائر بولی آخر ہو گئی رات وہی بیہوشیان ہوں قہ آرام میں آتی پہلا سا زمانہ ملوین آیتن شوق انجمن کے جہاں کہ تھی جداتی طبع کو شہر تو ٹہری میرے کہ کچھ بندش اور ہوا ٹھنڈی چلی منڈا آتی دجا گئی شکل بشہ یہ طور پایا تمنا ہی سنون کچھ حال تیرا زمین تھی زیر حکم اوسکی ہوت تو فرما تہا اوسلی مسطح پر نہیں خاطر کہی خبریں کہی تو اطمینان ہو فکر کے شک پہر و دم جو کہیں بھولی جو دو ممتاز تھی او نہیں
رات ۱۵۸			
کہ پر مشتاق می ہی طبع مضطر نئی مستی کی نیند میں ہوں آرم رہیں ہر وقت معروض طلب کہ جب شب کے اٹھی گیسو تو لگی کرنی وہ پہا فسانہ ظاہر تہ کا خور اگر گشت میں کہ بعد اٹھنی کی دل پلیر ہو خر ہوتی ہی سطح طاہر کی رشت تو بولا دوسر کہ تھی ہین بتم پہا و سکو حسرت نور نظر تو ہوتی آخر برابر سا لہاسا عقیل صاحب شوہر گ ہماری قول کا پلر تھان ہو دی خلعت او تھیں خوش گو	ارادہ ہی کوئی منہ سی ملی جام طبیعت کے پیر سوس فسانہ زبان غیبت کری تیرے جھوٹ بڑا سلطان اوس صحر کو شہر کہ ای بہائی ہوا وہ شہر چاک تہ نخل کی دم لینے کو ٹھرا کہلی جب تک کہ قالب وریا سوا ہی بہائی یہ تہا افسانہ پلیر کہ میرا پ تہا سلطان فظور بخومی اور پندت تھی جو کو کر تہ اب تک صورت فرزند وہ بولی ٹھہر گئے چالیس تن کہ آسج کما یا جو تہ تہا حال جو اہر کی بھی دو خاتم عطر	کہ طائر بولی آخر ہو گئی رات وہی بیہوشیان ہوں قہ آرام میں آتی پہلا سا زمانہ ملوین آیتن شوق انجمن کے جہاں کہ تھی جداتی طبع کو شہر تو ٹہری میرے کہ کچھ بندش اور ہوا ٹھنڈی چلی منڈا آتی دجا گئی شکل بشہ یہ طور پایا تمنا ہی سنون کچھ حال تیرا زمین تھی زیر حکم اوسکی ہوت تو فرما تہا اوسلی مسطح پر نہیں خاطر کہی خبریں کہی تو اطمینان ہو فکر کے شک پہر و دم جو کہیں بھولی جو دو ممتاز تھی او نہیں	کہ طائر بولی آخر ہو گئی رات وہی بیہوشیان ہوں قہ آرام میں آتی پہلا سا زمانہ ملوین آیتن شوق انجمن کے جہاں کہ تھی جداتی طبع کو شہر تو ٹہری میرے کہ کچھ بندش اور ہوا ٹھنڈی چلی منڈا آتی دجا گئی شکل بشہ یہ طور پایا تمنا ہی سنون کچھ حال تیرا زمین تھی زیر حکم اوسکی ہوت تو فرما تہا اوسلی مسطح پر نہیں خاطر کہی خبریں کہی تو اطمینان ہو فکر کے شک پہر و دم جو کہیں بھولی جو دو ممتاز تھی او نہیں

جہاں گسیم رخصت کو برابر	چلی دربار سی انپی سے لے کر	جب آیا بددشت نظر قرار	ہوئی حاضر وہ سب خیر بیا
کہا سلطان کیوں کیا تھی کیا	وہ بولی اسی خدیو جسم ونا	مزدادی تاقیامت ہو اقبال	نظر آیا عجیب انداز کمال
سنا کر سفدر لفظ و معانی	اگر سی طائر ہوئی ٹھنڈی لکنا	کہہ آیا شاہ سو با بعد آرام	ہو ابیدار جب با وہ ہنگام
کہ غاتون بر زبان لاتی فشا	بدل سنا اوسی شاہ زمانہ	عرض بولا پہر اپنی دربار سی	کہ ہاں جی کچہ کہو اویش جا
جی باقی رکھتا آجکی شب	اب کی اوسکی ہی کس طرح	وہ بولی یوں شاہ بعد از حال	کہ آخر کو وہ مروئی ک فعل
جو سائل سی یہ کہتا تھا نہ گہرا	تھا وہ غیر اور دل سی بجالا	وہ کیا یعنی تجارت کر میرا	یقین سے مشکین معن تیری اسان
یہ سکر جب قدر اشیاء تر موجود	مکان وقصر اور اسباب فرو	انہیں بچا کیا سب زر فرم	تجارت کو چاہے ہر وہ ہم
جہازوں پر ہوئی جسم ونا	چٹی ہم سی عین ہوا خانہ	سفر دریا کا قسمت دیکھنا	سنا ہی جو نہ تھا وہ پیش آیا
ہوئی امراض پیدائش میں ہر	طبیعت کو رہا اٹھوں ہر ہوا	طبیعت بوجہ ممکن تہی دو تہر	نہ حاصل اسطیحت کے تیار
پریشانی عین ہی میری	دل فکاری اذیت لکنا	اسی صورت گذرتی تھی شرم	نہ کچھ غارت ثابت تھا نہ بجا
دعا ہر لحظہ خالق سی ہی تھی	کہ یاد دور کر تکلیف میر	تین طاقت کہ دست پانچ	خداوند اکمال کہہ کر کی جاو
پس زبردت اثر نخواستہ	دیا آرام کچھ لفظ خدا نے	طبیعت کو ہوئی تسکین حاصل	کہا ضعف بدن ٹھہرا دل
بدین آتی طاقت کب لا	اٹھا بستر سی بدلی اور کجا	کیتی دین ہو اچل پھر قابل	نظر آئی لگا کو سون ساحل
تنگا ہوں سی جزائر چند گزر	کہہ شک لطف سی جانہ	وہاں ٹھہرا جہاز اسباب بچا	ہوا حاصل بہت سامان چا
جہاز آخر بڑا دانسی کہیں اور	کہا تھی بخت کچھ اور ہی طور	اگر دیکھا وسط دریا میں جزیرا	بہت آباد روی آب رہتا
نہایت خواہصوت و زمین تھی	زانی میں کہیں تھے نہیں تھی	شجر سرسبز شاخیں مگر در گل	شعر خوش رنگ ہر گل نمول
نظر کیا کہ ہو بچے خواہر	غلاموں سی کیا ارشاد ہنسکر	کہ بالوں کو نہایت جلد تار	کوئی تم شہید اس جا گزار
کہا پر یوں کہ جیل چین آئے	برای سیر جاتی اور آئے	یہ سکر تین اور چند آدمی	چلی سوی جزیرہ دانی
لیا بعضوں کی کہانا اپنی ہر	بڑی کیتی ہو شہب و لاہ جی	زمر و رنگ ہی کیا ستونم	جی کی غی طر ہوئی گرم
یہ بین بانو ہوئی خاموش بیکار	راست ۱۵۴		کہ تھا حسن بحر ہر سو پیدار
لامنہ لئی و دماقی جسکا ہر	کہ تپید اگر سی خاطر می نور	ٹپک جاتیں زبانی لفظ نام	مزدین تازہ مضمون فرام
اداسیور سم تکلیف سخن کی	بڑی پہلی طرح لذت ہر	سناؤں قصہ بزم و ستائیز	جلادوں سطحی حسن خیز
کہ جب پنجام شہنشاہان فرود	منکا گور ادوار اپنی و سی	جہاں خاطر کو ہو تھا کچھ آرام	زمین تھی شہزادہ پشت تھا

نه هر نخل بسلا تا بیا دل	که اتنی مین هوی طاهر قابل	شهر صیب و بهی یکی بولا	که لسان بهای کوهی کوه کینیا
کما او سنی نجوی بولی سبایون	عجب سورنگ دیکها هنی نصرون	که سلطان جای بهر سیر لک در	دوان بودین بهر پیش کاز
نظر آبی کوئی مشوق طنار	سراپا نور احمد مجمع تاز	شده او سکی چشم قنار بوسیل	کشید انفس کی بهر باغی گل
کئی دن نیک شاد و غور کا بهوش	رہی کیفیت عالم فراموش	پہر اسکی بعد وہ سامان بپوش	مقدار او ہی کچھ لطف فراموش
مصیبت پر مصیبت ہو میسر	نہ فرست دی جفا می طرح دیم	کسی رویش ہی عرض غرض نم	مدد ہی او سکی پر مطلب ہو جو
علی بہر قالب طاهر کئی سال	و کما ہی آسمان کچھ اور خیال	پہر اسکی بعد راحت ہو میسر	رہی چند ہی وہ کیفیت برابر
برہمی شکل سی آنر قدر فترت	دل امید دار و جان نقتہ	بہار وصل دیکھی یک بہر کی	برآی بہر تنہا اپنی ہی کی
اوس شب بار و ریزہ گل اندک	علی بہر طرح کا تا آخر آرام	پس زنہ ماہ زند خوش انجبال	زین بہای سو خرچہ زرد مال
سن او سکا جیکہ دوبارہ برس کا	تو وہ شیدا و عاشق ہو بہر کا	ہزاروں طور کی مینہ اٹھنا غی	خضب میہر رخ نا ہنجرار لکھا
پہر آگ کی نہین سکتے ہو بہر مال	نکڑندہ رہی پور خوش قبال	مرادین دیکھی شکل سی برآ	بہلی باتین برا انجام با مین
برس کی بعد حاصل ہو کچھ آرام	نہ گذری دیر تا یہ بخت ناکام	بل دی اور صورت آرزو کے	نئی ہو شکل پیدا کھنکھو کی
بس یہ بدقون نک و سہی وقا	گذر جا لین برابر یون ہی نرا	میدہ آغا ز اور مینہ انجام دیکھا	مقدار ظاہر انا کام دیکھا
سن سلطان عجب یہ قول نام	کما تیر اسکی کیا کہین ہم	وہ بولی فکر سے حاصل نہوگا	قلق ہکا نہین سلطان کو زیبا
اگر امید طرشتانی سنا کے	نہ آیا بہر فرا باقون مین کچھ	گہر اگر سور باشہ پیش بانو	غرض سو وقت بدلا شب نی زانو
ہو امید ارشاد ہر مثال	کما خاتون سے کہی آج کا حال	وہ بولی یون بیان مینی سنا	حقیقت مین نہین ہیچا جیکہ
کہ سب تاجر جزیری مین بچکر	بچما کہ فرشتہ آئینے برابر	کہ دیکھین یان کی کیفیت کوئی	نظر آجاسی جو کچھ ہو خراہم
پس از چند ہی ملا از خود فریاد	جہازون بہر جوتی احباب کجا	پکاری جلد سب ہم پاسد	قدم یار و نہایت جلد اوٹھا
ہو ناہایت نہین ہی مینہ خیرا	دم ماہی ہی یان مہر و نہ ہلا	میدہ سستی ہی ہوی مضطر حساب	ہر اک اپنی طرح بہر بخت بچا
گئی ہم مین سے تنی چوت چا	وہ بہر نچی زور قون بہر چڑھو	فقط مین رہ گیا ماہی کی دم بہر	نہایت بہر قرار و نہایت مضطر
ارادہ متا کہ مین ہی جلد بہر چو	ملون یارون سے کما تا ناو کچھ	کہ اوس مجلی نی مارا ایک غوطا	وہ لکھری جیہ مین مٹا تیرا
بہی وہ جنبش دیاسے کیسو	رہا جھکو کسی صورت نہ قابو	جہاز آخر ہوا دانسے روانہ	رہا مین تیر حیرت کا نشانہ
نہ طاقت او کو چو لچا مین جھکو	کہان و طلت کہ اب بہر پانچ	مین او تنی وقت سے نہا صبح گھر	ہو با پانی پہ بہر لحظہ برابر
غرض جب دوسرا دن مینی دیکھا	تو ایک سو جونی دانسے جھکو مین کا	لب ساحل پہ پہونچا سخت مینا	یک رنگ مینی یا یا اوس گہنا

<p>چرخین کچر کچر تو کی تین موجود بشکل مرد و نساء قالم عالم وہ شب گزرتی بہرین جو وہان کیا تہا بچہ کچر کچر خاک جو پانی ہی تو وہ ہی تہا اور بس از پند ہوا دل و مضطر نہایت دور پیا چشمہ خوب و مہم الطاف ہی لا جام ستی طبیعت محوئی لطف سخن تہا شہ والا ہوا رہی بہ ستی جب تی دو بہر لولہ و طائر کئی دن تک با فشرہ خاطر یہ کیا جاسن بشری خود تہا پیر ایغوی تونگا یقین کیا خدا پر چاہی شہ کو بہر وسای میں کچر لون اکون گہ تہا وہ نیرک بانوی شاہ زمانہ نہایت خوش بولی وہ چار ہنسی و نازنین و شربت و کر لیا شہنی دہمایا اور کما و وہ بولی پیر مرشدان پیر تو او دم ہم تہا پیر پیر یہ لکڑا و شہ کئی خاتون چالا</p>	<p>سوا اسکی ہر اک سالک و فراموشی کی کیفیت تہا ہر اسدنگے قالب کو مسدود نصیہ کٹری جیغ فینک مستدرک کیا ہی نہیں زو کہ غش فی لگے بکلو برابر جو ہر خاطر کو مہر طرح مرقع</p>	<p>کچر کچر اون بڑو کو میں چو نہ طاقت تہا فی ہون اور طلوع مہر جب منہ دکھا کہا دل لی یہاں لکڑی چا ہوتی جب یاس بہر تو خوب چلا میں گشتیوں ناچار کو ہوتی چو کچر بانو جو سب</p>
۱۶۰ رات		
<p>کہ جب شہ چھپ چھل سکی تمنایہ کہ سنی آج بہر حال سن یہاں کیا سلطان چا بلا کہ گزرتن سہمایا کہ اسی شاہ تو اپنی موت کو چہاں لیتی جہش خاطر کو برہم کر تہا بہلا کہ عرض میں گزرتن کہا سلطان بہتر او کو لو کہا بولو یہ کیا ہی پاس میر سنا سلطان بانو کو سنایا وہ تہا اک دانہ بھر شفاف کہان ہو کمان بوزیر کیا شہی سانی لی تین تہا سنا خاتون فی بولی تو خطبا بندھی شہی کالی ک طرف</p>	<p>بیان ہی سطح بہرین میں اوسی صحر کو تہا جو دکھو کہ پیر اوس از کو کر تابوں ہوا یہ حال جب بانو یہ ظاہر اگر وہاں تہا ہر طور کا ہوش نہیں ہوا ہی پیرین سی کی کوئی اگر اوس عرض کیا کہا لپامری اتولا تین کوئی شہی ہاتہ میں لیکر بہانہ کہ موتی ہاتہ میں کستی ہی لدا کہا اسی شاہ دیکھو اسکا چہر اسی کستی ہو ہم سب پیر ہمارا اور ہمیں مدعا ہے اوسی شہ دیکھیں یہ پیر پیرانی بعد کہ ہم کی طبع</p>	<p>کہ جب شہ چھپ چھل سکی تمنایہ کہ سنی آج بہر حال سن یہاں کیا سلطان چا بلا کہ گزرتن سہمایا کہ اسی شاہ تو اپنی موت کو چہاں لیتی جہش خاطر کو برہم کر تہا بہلا کہ عرض میں گزرتن کہا سلطان بہتر او کو لو کہا بولو یہ کیا ہی پاس میر سنا سلطان بانو کو سنایا وہ تہا اک دانہ بھر شفاف کہان ہو کمان بوزیر کیا شہی سانی لی تین تہا سنا خاتون فی بولی تو خطبا بندھی شہی کالی ک طرف</p>

<p>کہا نہ سہی کہ ساعدت ما لیم پیا یہ لکھ نہ ہو اطاعت زبان بند نہ گذر اتنا بہت ایسا دانہ کہ او میں حشی پتہی اشجار اکثر جہان کہیں کہ تھی خوب لکھ لکھا کسی طاقت مرخص نہیں تھی نظر آو ہاں کہ سنجہ ننگ نہایت خوبصورت اور چال غرض یکجا جمال کی کمی کا جو گزری تھی کمی و کس تباہ جہان بھلی دل بیتاب تیرا نہ گذر اتنا بہت عرصہ کہ پہنچا فلک کی گردشوں کے حال وہ منجھ بہت تھی تھی کہا ہم ہیں مہاراجہ کی نوکر کہانی کہ ہوں دس سہی گاہ تو اوس نہیں نہ عذر ادا ہو سو ہم کچھ گوریان کہیں سجا نہ تھی پوری ہو بانو کی یہ بات نہیں سنا بھی نہ کہ از روم توقف کیوں ہم آغاز آیا کہ وقت صبح سلطان کی کھلا ہوئی جب وہ پیر آیا اوسی جا</p>	<p>نہ جنبش میر کسی صورت میں پیراہن شاہ گہ کو شاد و خوش کہ جاگا آپ سی شاہ یگانہ ہر اک میں باتھی پی مری پر طبیعت نے ذرا آرام پایا دل بیتاب فی تسکین پایا میں و سکودیکھتے ہیں ہواد بشکل فکر شاعر شیخ و بیباک کہ وہ نہ دیکھ یا اور پوچھا سناو سنی ہوا اک سمت رات غلطہ گز نہیں یہ قول میرا وہ نہ خانہ جہان کچھ لکھا مقرر کچھ تو تیرا مدعا ہے طعام آب کی نقشہ جماعتی وہ ہی اک کام حبس پر مقرر وہ کیا حد بہت کچھ فراوان نہ بگز دخل میں کچھ نہیں کم کہ ہوں چالاک کجی و کی پیدا</p>	<p>ہم اپنا قہر اسدیم سیکتی ہیں کہا بانو سی کو سوتے ہیں بجان کہا بانو سی بان جی پہنوا کیا بہت افتادہ بالا زمین تھی پیا تھوڑا ساوش شیمی ہی پایا بڑا کچھ دور اوس میدان میں کہ یہ پوڑا ہی کس عالی ہم کا اسی حیرت میں تھی ایک انداز کہ تو ہی کون و ریا کہاں وہاں سی پوڑہ آیا اور کہا ہوا ہمراہ اوس ہادی کی چار او ہونچے دیکھ لو چہاں جا سنایا او کو یہ فسانہ اپنا فراغت پائی تھی او نے پوچھا پس زکیساں تھیں تھیں سجا وہ کو ہمیں سبائیس آدو یہاں ہو ہیں پیدا اسیر ہمارا چہ کو وہ ہیں لسی پیار</p>	<p>۱۶۱ رات</p> <p>وہی ہیں صلی لیں فرہم مضامین نے نیسا مان کیا کہا باختر کو واسپ سبک جہان تھا اتفاق دل ترو</p> <p>اسیدین ہیں سیر نزل کرم زبان پر لاؤں میں ضنخن کو وہ ہو نچا اور بڑا سلطان ہو وہ تھا کہ نخل سر سبز اور شاد</p>	<p>کر مگر مٹی با ہم پہنچے ہیں بیماری وقت کہ رہنا گھبراہٹ وہ ہوں یوں باب باقی کا قصا حلاوت خیر مثل کہیں تھی ہوئی پہر کچھ امید زندگانی کہ دیکھوں کہ سقد ہی محکوم نہیں کیا نظیر اسکا کسی جا طبیعت تھی کیا رب ہی کیا نشان تھی ہی قیام و مکان میں لچلنا ہوں شکوہ ہی جا مدت قدری اپنی طلبگار کہ تو آیا کہ برسی اور کم قابل تباہی وہاں کا شانہ اپنا کہ اس صحرائیں تھی کا سب کیا بجالاتی ہیں ارشاد سے اگر کام تین راجہ کی گاہ نظر آتی ہیں کجا اسب کچھ یہی ہر سال مطلب ہیں ہمارا کہ کجی صبح آخر ہو گئی رات تمنائیں ہی ہیں پیش قدم کی فسانہ یوں سناؤں کہیں کہ کئی اوشی برابر جا بجا گشت تھرمل سطح کی و میں تباہ</p>
---	--	---	--	---

<p>سین دہائی میری کینٹ کہو کہ لطف حاصل مکان بہت خوشنکاح ہوا گناہ اگر وہ راست ہو دین نکاح نہیں ہم غیب کے باتوں کی گناہ وہ کہتی ہیں نہیں بالکل خبر کہابی شبہ تو نہیں کوک یہاں شہ قلعہ کی ہوا جولہ کا وہ سلطان خان پیابانی تو پابا سکونا یا ہوا مشہور دیکھو لطف نہ لیا رستا پل شاہ خوش اقبال جو گدے ہونہاں حیدر ہم انکا تخم کیا جائیں گی فقط سوئے ہوئے والی ہم لوگوں کو غور غور مہاجر ہوں جس دم اکاہ نہیں ہرگز اک غلطہ بجا کہ ریاضین نکلا اسٹار اوسنی ریاضین کو داود پیر تو خستہ نہیں یاد پناہ مری رام کی سستی میں کہانی کہ میری عقل ہو</p>	<p>تو اوس طائر فی دلی سطح ہٹی شہی خاتون کی یہاں کہ بہر خاتون کی شہی میں کہ اس سلطان کیابی وکالو وہ بولانا ملین سطح اناہ پتی اوسکی اگر ہوتی ہوں جا سنا سلطان فرمایا یہی وہ خستہ ہوا بی گناہ کتنی سال سپہ گری گناہ کہ بی ک چشمہ شیریں آب نہانی کی لپی پانی میں سنا کہ طائر ثانی فی عیال کہ یان وہ میں قصہ سنا کہ وہ دریا گوری جو میں بہت گوری میں ہر گناہ تو ان گوریوں میں میں لسی دن گوریوں کو گناہ سوکلا ریب خستہ کا گناہ انہیں تو نہیں کیا مینی کیا اونہوں نے غل کیا دیکھت غرض جب راون میں آیا کتنی دن بعد کو شہر تری سنا راجہ چوہا کون ہو</p>	<p>غرض جب نطق کا آنا نہ پہر اب حضرت کو کچھ گناہ وہ سوچی اور کئی سلاطین مگر کم قیمت و کم مال ہی بہت کچھ دیکھی سن گیا جمال سوینا بہت نہیں گناہ مقررہ نہیں است انگلی طو تمہارا کمال کیا سب طلب کہ ثابت ہوئی کسکو تھا نظر آیا عجیب ماں و سجا تو غبر سل ٹھہرا ان کتنی دم پنہو راتہ کو سلطان قدم اوٹھا اور اپنی بالو کا لینا کہ سائیسوں نے جب اسکو زیادہ اور اس کے کچھ کیا پہر میں ان کو کچھ نہ تھا مراد میں دیکھ ساری برائے سنیں تجھ میں اک پیر جوا غرض کہتی نہیں اب عا پہر اسکو گورون پر وہ کہ ہی بہر میں انسان کوکل کہا بہت لیا اک ہاتھ میں کیا اظہار کچھ کچھ حال میرا</p>	<p>وہیں کہتی تھی وہ طاقتور ہوئی گویا بخوشی شہی شاہ کہا اچھا پس زنا خیر سات لبشکل لعل شیکل لہی اونہی میں کیتا پیر سال بنور علم کچھ ہوتا ہی معلوم سوا اسکی غلط ہی جو کیا خستہ کہا کچھ جو ہوا مصروف کار و بار برای سلیک جانب کو پناہ تپش سنی ہوئے تہا جی جو لگا یا غوطہ شاہ با کرم محکمیں کی سو با عدارم وہ بولی یوں اب طہار کو انہیں کے واسطی ہرگز سجا کہ جب ریائی گوری تہا وہ سنگر غل ہوا اہا جائیز تو پاتین خاست پر نہوا جو مٹا تھا ہوا فضل خدا ہوا جفت ایک دہ کو جا یہ عالم دیکھ کر سمجھا مراد کہانی کہ کچھ لچلو سات ہوا جب سنا راجہ سنی و</p>
--	---	---	---

مفضل حال بناسر کھولیا کوئی سلام کیا نہیں فی تسلیم بنی سر جھکایا کہ یوں جی چاہتا ہی ہوا کہ خاطر سی کم ہو کر نہ سونو تمنا میں طبیعت کی ترن	فلک کی خبر نہ تھی منظر اگر اوس دن کو یا نہ ہو کوارم یقین ہی بے نصیبیاں ہیں کہ یہ اندک شجور فلک ہے نہو اندک کسی صورت کی اسکو ہوئی خاموش پہرہ بگھانا	معدنہ نہ تھی نہیں ہر شے کسی ہم صورت راحت نہیں مقدر تار دولت ہلی یا کیا رنج کو کو لسنی سدا اسی اچھا راحت دوست دل جان سے کچھ آرام تین
۶۲ رات		
ذرا چمکین میرا جام و سدا شباب کا آغاز پائے کہ جب خبر ہوئی شک جوتا پہنچ کر باشکوہ و نشان غما ہوئی آمد انہیں طائر و کہ سامان سہر کی سب قبا مگر شکل ہی بہتر کہاں نہ تری نزدیک ہی ایک بہا کہا کہ نہ انشا صاحب تر مگر عالم ہی یہ کچھ خواگسا دیکھا یا اس طرح منہ آرزو نہ تیا مالک اسکی ہی ہلکا نہیں عالم میں دسکا کوئی زیادہ تر گری ہو وہ خوش انہیں میں کوئی کی جو اجازت پاؤں میں یہ لڑو	کہاں تک رسائی ہی ہوتا زبان پر لطف و مضمون توہ سلطان کہ جسکا کھلی جا نظر افکن با بالائی اشجار صدایہ واز کی پہنچ جوتا سن کہاں پہنچ کر وہ سلطان زبانسی کی دعا ہی میرا زبان تیرے الفاظ میں کہل جب کہ نہ فی باغ پا نظر لایو دیکھا ایک انسان کہا سلطان فرمانا بجایا وہ بولا باغ ہی اوس پرکا سہل پاقر زین یا کچھ دور اد میں تیری صورت جان سنو آؤ جگو دیکھا او کہا یوں اور اوہ طائر تانی یہ کہکر	جو کچھ موجود ہی لاجلہ سدا لب مینا اگر تیرے توتہر کہ نہیں کیفیت دکھائے کہیں اس طرح ہر تانی کہا سو صحرابو اکھوڑی بہا کہ اس صحرابو اکھوڑی بہا وہ آئی اور زبان تیرا لانی کہ کیا شکل ہو جو اس کو جو ہو چوچن یا سپرین سوختا کسی فی شاہ کو لیکر باغ تر کہ میں یا سپرین یا باغ کیسا وہ عالمی خلاصی آئی تو کہ میں کون و دریا باغ کیسا وہ ہی شاہ سلیمان کی دختر بنایا صورت ہر جہاز بہت پران حبس بہرہ اگر نشاد ہوا و سکون سدا

<p>نمل میں نہیں علوم کیا ہی وہ بولی سطح صورت ہو ہوتی گویا کہ حل و صفا جا سلو اسکی سب سامان قبل وہی کئی تھی جو چشمہ کئی اگر وہمیں اونکار و حلقہ بسیرو تھی فی کلیف اما نظر اجابتی اسما کی ستور گیا جس سمت کھنکھاتا بہم بٹھی سب اپنی صف کے سحر و پر وین لیستہ جایا کہ تازہ کوئی تھی گریو پویا نہایت عمدہ او سجاد و باب خرانی میں رخ آتا تھا و سکا کمالا جی رہی جب طور کارانہ تو وہ بوجھت بائی ان کا سوار و عجم و سبب ان کا کہ ناچہ لطف دتی عماراتی</p>	<p>کہ چند کی سیو پر جگنا ہی سنا و کسطر ہی انجفی تو وہ جوتی تھی اپنی سہلہ ہر اک جانب نہایت فرشتہ سحری تم کھنکھتیں تھے سوا اسکی جو تھکے کہ نکلتا گذرتی تھی سحری اکت نہایت چلو ب سیر کر فی کو در او نظر آیا جزیرہ خوب آباد فروکش آدمی ہر طرف کے قریب شام ہی گھر کو آیا مگر تہا دلیر شہ شوق پیدا جزیرہ اک سنا و سکا کسل مہاراجہ دیر کم وہ جا مہاراجہ انہیں کئی رگزار ہر اک کا جو او سنی جان چلا انہیں لفظوں نورین چکا</p>	<p>کہ یار یونہی خاطر کو منظور او ٹہا بولا کہ ای مجھ کو بگھام جہاں تک سکتی تم آئیں د کہ ویسا کہ نظر آیا جہاں میں بجالاتین جگہ ارشاد ہو کام وہ سب پیش نظر رہی تھی وہ جہاں تہا بی افراشیں غم کہ اسل میں بہت آرام پایا بڑا بندر کی جانب میں تھا جو پود گاڑی سب کچھ مہیا مٹی مٹی کی پوچی ہر کرات کہ نہ صحبت سی عتا بہرہ اند بلا سنی سمیں گھوڑی و مہیا ہر طرح سامان جہاں فی تسلیم ہوں بہرہ اندوز اونوں نے میرے نہایت کے دراز سیا ہی ہنگام سکا طوفان</p>	<p>پہر او سن شست سٹا غرض کچھ تیرنہ بعد ارم کہ جب تاجہ فی فرمایا کہ اسکو وہ کہتا ہی لاتی ان کا نہیں کہا مجھی کہ لو یہ ہر آرام طعام عمدہ تر ہوئی تھی طبا تو وہ راجہ کہتی تھی اوسیم کئی دن بن خاطر فی سہمایا یہ لہریں ٹھان کر او ٹہا مکان تجارت پیشہ ہی تھی سجا گیا میں پس فتنی کی ملاقات یہی ملیر با معمول ہو تو اسکی مکین کی وجہ میں تھی ریش و فی کہ تم انسان یا وہا کی لوگ حاضر ہو پھر و تو بی انسی کی پیدا ملاقات کہ سو فرسخ لاک فی ہی و بل کہ میرانی بہتہ ستانے</p>
<p>زنان و فراموشی ہی ہی کہ گذرا اشتیاق میں کیا گیا سوا خاطر کا شہ کی درخت خوش و اجنبی ساعت میں بہتہ دہی بیار کی تیر چل</p>	<p>نظر سو سب و رخ کر رہی فراسل اتما حال میرا کہ جب اسل تنی بلانک چلو فسانہ سنی طائر و ان کا کہ کوئی کوئی کہا ہی سنا حال</p>	<p>کہ ہر سی خوش کام ہنگام کوئی دم بیٹھ پھر ہیوین کر جواب انجمن سطح دون میں طبیعت میں کہا چو وہی کہو پہر او سن خست چن بیزیر طائر</p>	<p>چہکامینا لبالب کوئی جا ملا تھکے کسی خیم کو او ٹھا کر پہر او سکی بعد فسانہ کہ نہیں کہ وہ کھانہ سحر و سحر کو سنا پون کہ رہی سچا ل طائر</p>

۱۶۳۳ رات

سنا یا دنی سب فسانه ترا آی اسن باطن و مسکو مکان چشمه را که بجز جسم آیا یکمزد که کامر خوش طوار و ده کی میری گلی و سنی لاکر و بلای ماته پیکرنا که لایا لینی ننی ماته مین کاغذ کاغذ که او س پهنی عشقه پیکار طبیعت سب می تیاب و ده بولی حال سیرا می تها که مینی خدا حافظ تها که او پنجم امرا شاه زمانه که لای کچه غذا سوسا شمشاد و ده بولی بی راوی بیان که ده فزاد سکی ہی خدا یا که سب چو لون گو نوی چوپا که وان جال تنای مفر سفر مین که و کیمس چلیان اونی مین یک مای خلیسی تو اسی علم مین یا اک حجاز و دانی شمر کی جانب کو که او سیر ایک جانب کو میلان پو گو یا که صفت سب سب	که سب سب سب سب سب سب ر بی جبر چاهیل و سکا نشان که مال شوق سی اسجا بلایا آی یا سانه اپنی خوان طیار که اکان زنین فی مسکرا کر کیا در لسی سیر پوش آیا جمنی که ما پیاری دسرا عجائب حسن کا تر نوسان نظرانی مین گشتا کی اسباب مگر مجبور ہی پیچا کرون کیا نمین کیو کر سکتا انشا طبری لینی کوتا آغاز خانه پس ز چند موبد ایدار و آگاه حقیقت مین عجایب است پتا اب تک نمین جسکا کار یا که بی ه شور نقاری کا کیا و بی یه شور کرنا سب برابر هونی حیرانیت طبع خرسند نظرانی محبی بتیاب بیلو نیو النادر مین و سکا تو سب پنا بچی اسباب که اکان زنین فی مابا انجام بهت سب سب سب سب سب	تجی غرق ملا دختی سنکر سوا یا تا بون کسین ترا یو ده جا گذر تک جسمین شکل نهایت عده کهالی سطر که اسکو کهای مین آپ همان پرو سکی بعد آنگ پری و نکالا سولم تصویر کینچه مقرر شانه را دهی خود شانه هن چل جلد یه رنگ ای که مجسی که لوجاتی مین حساب یو که کچپ بوطا تر پیر شانه تصدق بولی تو اخی شانه که بانوسی که پیارو چلی سنا مایه سند باد اسطو که ادا لنی که چلیا جان و ان تو ده بولی بورد ریافت بکو چلا مین و سطر تاحال کینو که دو سوماته کا تها طول و کما شرتی تھی ته دریا سی برابر اوار مین کثیران سودا و اوار نظر میری جواک که بی پیو کیا مین و اونین پچان حور که ان کثیر لون کسکا مینی م	کها مجسی که جا و مهر سیکر مقرر کچپ بونی خوش قبال نه تھی سب کسکی انسان که قابل بلورین با سنون مین پیری که مینی خوشا الطاف و اوار نهایت چست با او سکی طوب سب اشکل با تصویر کینچه کسی صورت نمین اسیمبر طبیعت که سب مین گلی طو یقین ہی پیرانی مین حساب هونی بانوی خانه جسکا گاه که لای مین سلطان شل قبال که کلانی رها تها جسکا حمال که کچ مینی و س و اوار مقرر کچ نظر آتیکا سامان نه کین لیش مین مین و کم ذرا پو چون باک کچ نمون کسیکا دور اس سب سولنا که جسی کوتی صید نو گرفتار لیا آرام کچ لون تاجرون تو دیکھی کچ عجب کیفیت او لفظ نیک با طر خوش سلو و ده تاجر کس طر کر ای رام
---	--	--	--

وہ بولی تاجر بجز اوتادہ	فلانی ملک سی سی چٹا	جزیرہ اک نظر آیا تھا اوس جا	وہ اوسکی سیر کرنی کو گیا تھا
کئی تھی اور بی احباب بہراہ	وہ کشتی سی اوتری جبکہ	تو اک جنبش ہوئی اوجھا کو پہلا	وہ نہا کی راوہ ایک تھا
نہ ملت پائی جو تھوٹک ہاتا	بہت چاہا مگر کو نہ وہ پاتا	جہاز تیر چل نکلا وہاں سے	بجز حسرت نہ نکلا کچھ نہ
بسنڈا تھا مشہور وہ مرد	چمٹا ہی جب پیرا دلین	ہوا دھوکا جزیرہ نہیں تھا	قطرہ دور تھا پھلی کی دم کا
پکایا اوسپر کھانا تو ترپے	ہوئی تھی رنگشت اسطرح کو	کھائی کمرہ ہی تھی بانو شاہ	کالی دستان تھی کسک
سچ چکی اوتھا محفل سی سلطان	۶۴۷ رات		ہوا کچھ دہی موجود سان
بجھام بادۂ گلنگ ساقی	نہیں انکھن مطلق کعبہ	طبیعت کچھ مکر رہی ہے	ہوسن امان مطلب ہے
کرتا کزیرہ ہو کمری سی ہنگے	اوجھی ترنگ گلون سی ہنگے	حذر الاکوئی جام لبالب	کہ لگی نہ رہاں سی کیفیت
سخن غار کا سامان کھاتا	فسانہ اسطرح تاگوشت تھی	کہ بعد انجام شہ سلطان نشتا	جو تھا صبح کو سلیج آفاق
وہ پیر پونجا اوسی صحرائیں	کہ دیکھو کیا میں قدرت کی آیتا	جب آدھ پھلار جواتی	زبان پر آفسانہ وہ لائے
کہہ پائی جب دونو چوپکر	ہوٹن اس شاہ خصت اب	پہنچا کئی لک سی کھال	کہ مہمان پکایا مہر شمال
عجب کیا ہی جو کہیت سکھو	نصبت شمعان شکل ورچی	یہ اکھیں جو کہ خیر خیر عالم	یہ ابرو جو ہیں دوتہ شیر
یاض مہر وہین جسے ہی نور	یہ مینی جس میں شان چلو	یہ جنبش ہی جنگی مک عالم	قیامت کبھی ہوسا مان ہم
برک ہوا پی پنی جا بہ بکار	بدلتی رنگ رولفت کا آزار	کھین ہم حال اوسکا کھانا	طبری مشک سی ایہین
سنار شکست کی جبکہ یہ حال	کہا چل ورائشا وہ کیا ل	جو نکا و بقرامی ہو حاصل	جہان میں کوئی ہی ملیر قابل
پہ کیا کیتی ہو میں سمجھی اشارا	راوہ اور کچھ ہی تمہارا	پہرا چادیر کیوں کرتی جاؤ	دین ٹہر جہاں رام پاؤ
اجی کیوں منجی نہ شوخیاں	مگر قسمت کو ہی کچھ اور غور	کو تو اسل شاری کی سحر	جو بھی ہو اٹھو جتا دون
وہ پہن تھی نہایت شوخ و	کہا قربان دار میں تو سوار	گوارا ہی ہمیں جو کچھ نہ ہو	مگر لک کا اسمیں عام ہو
غور حسن مہمان کوئی دم	زیادہ اور سنہ سی کیا کہیں ہم	نہو کلیف اگر حال تو چلی	چہر کپٹنی را بہ نکلے
نظر لجا ہی تو بہر حال کہلجائی	قسم کھاتی بیوں دلو چہر گرا	زبانسی بی تامل آہ نکلے	جو بیوں اوتھنہ سی راہ
یہ کھڑو ہی آتی وہ حالاک	کہ کہیں جی جی تھی تصویر دیک	جبکی تسلیم کو اور غرضوں کے	کہ بہر بیوں تمنا جہیں یہ تھ
کہ کوئی کار شاہیستہ دکھائی	عوض میں اوتھا انعام پائی	فصل حق سی وہ کچ پائی	نصینا بسرا بد آویا
اوری یہو نو طاسر کی یہ بات	یہ سلطان گنزدیک ہوا	فصل میں چہ دم آراہ	ہوا بیدار بانو کو بلایا

شیر فرما سیمے جھکو ہوا کیا جناب عشق کی چہلین ہریں ہر ہنسی وہ دلربا بولی کہ ای وہ صاحب کیا بنایا قسدا بین سمجھی دلا ہی مجھی نسو سوین اسکی بھی دن گزرا نظر پڑتی ہی بہوشی سی چہا سنگمائی تلخی کچھ ہوش یا تو اتنی اک جمائی کیف اوترا غش تابی اسی جو دیکھتا سنا کر اور گئی طاہرہ ایما وہ بولی تاجراوی ہی کہتا کہ یہ مال تجارت ہی جو میرا نہیں حسان فراموش گام نہیں پیشہ میرا ہر نہ کہتا خدا کی فضل سی سب کچھ کہیں دگھیراں کج کی اندر بہت تخی نہایت عمدہ سا کیا راجہ فی بالا مال محکو ہوا ہر غم خصلت و امیر بہت کچھ کی فرمایا کہ جاو ہوا اسوار لیکر مال بہراہ بڑا میلان سطور یابی خبر	غضب لایا ہنسی لیکر کیا نہاروں رنگ کے سینکھٹ نہیں کیا تو مری غصی سکی گاہ بھی گستاخ ہمئی ہی بنایا کہ تاہو رفتہ رفتہ کثرت دوز کہ تا اسودہ ہو سب تر جا فراموشی قدم لہنی کو اتے اوٹھی گھبر کی ہر اک چوٹ یا کہا پہلی مصاحب سی و ترا نہیں معلوم یہ کیسی بلا ہی پہر اگر کو وہ شاہ مہر سیا کہ وہ کیتان جب مجھی لو کچھ اسمیں تمہیں ان نہر سیا تمنا ہی کہ ہوا سطر ح نجما بس مطلب میں اخاموینا فدا فی لطف بی پایاں موجود کہا بہر ہی اوس اجہ جی کر جو تھی طرح اس لہر میں ہوا وہ باعث اقبال محکو کرو تا او جانب جگی پہر انکرادیر جلد اس سمت آ کیا اسطور ہر خاطر فی اکا زیادہ سری پیش فی خبر	پہر لوسم جزا ملت کیا محکو ابھی کچھ اور سوچا تو کیا مقرر تیری ہی شامت کچھ بس لاسانی کیوں دکھایا تو پہر کچھ پال زر لیکو دکھان ہنسی اور نکالی و سی تصویر اور اچھری و سکی طائر گ وہی غفلت ہی شام ط اسی طرح جاس آکر تو اگرین جانتی اسکی اثر کو محلین چند دم سو یا وہ سلطان کہ کہنی طبعیت میں موصوف تو راضی ہو دل مشتاق سنا اوسنی کہا ہر گز نہوگا مبارک جھکو یہ اوس نفع لیا غرض چا جب اوسنی نما کہ تھی اسطر مال پنا یا بطر پیش کثر وہ سگ لیا تمنا میں جو دین تین برآز کہا راجہ تہی حال خاطر وہی میر جہا زول آیا کہ سوی شرق چلی اسطر سین تر امان چیا نفع پایا	اقین کب کی قابو میں ہو مری سر پرجوم صد بلا نہیں تہی ہی اسی آشنائی چہا پی کیوں ہی کچھ لودعا فرغت تاک انی گرو جاو مقرر تھا خشن ہر کا تقدیر جو ہر کو مان سب ہو سرشب کہ نصیب فی جو بار کہ اس تصویر میں ہر جزا کہ تھی اتنا اپنے فکر کو پہر تو کہو باؤسی کہاں کہا تھی بلوس کیتان لو نہیں سکا رسیکا مدون جولون جو جہا حق مال ترا خدا شاہ نہیں میں کچھ لگا تو آیا تاجہاں میرا ہنگام سو کچھ اسمیں حد میں مال بڑی قیمت بہت نفع ملاوین طرح کی تہی تین سنا بولا وہ میں ہر طرح وہا تھی جلد سب لایا نظر تائیں کچھ ہی وہاں نہایت ہر طرح کا لطف
---	---	--	---

زیادہ لاکھ سی ہی جمع حال سفر کی مخیاں بولیں ہر سر گہری برہنہ اوٹی کا او جلو جہاز و سامان غلہ ہار اسی صورت کے بل بھی کیا خدا حافظ نگہ اند سنا نصیب کیا کیا سخن ہی زبان پر میری راز فسانہ کہ ہی وقت سچ چلی سوی د غرض لبیا ہی ہلا یا میر بیان کرنی اک طائر و چال دینے آجہان بیٹا ہماں نہ بہا جی بڑے کچھ و ربی و ہوا غل آمد کا جو ہر سو بڑا بہتہ آہستہ دہا نظر جسد پر مہمان پر چو خدا جانی ہو کیا سامان پر شہ خورشید و پہو چا خور برابر تیرین و دونوں محرم کلاب قند کا شربت پلایا پر سر وہ آگ لگی پہون پر ہر سنی یا وہ جب شربت محل میں آجوا بیہواہ	بہت مخطوط ہمارے دم مراد ابراحت میں کرتا ہا برابر کہ لاوہ مطبوع کو جلد با ساز مبادا ہو مگر طرح آگاہ کہ حضرت ہو گئی شبکی خوا تیری ہونسی بہ سخن ہے صدادیتا یوں ساز فسانہ سیانہ ہوں کچھ اور بھی جو سوچا تھا وہاں ایا عمل کہ آخر کو پری با حسن قبول بکاری قسمت بشتاق حسن طبیعت کو جو تھا اک منظور تو اوس مہمان بلا دور ہو اتنی خیر ہو کتا زبان انگری بہت فرسی ہی چو کہ در پی ہی مخرج تسم کتر محبت کیا عالم کو تار یک کہ جنکا ہو چکا ہی پہلی آغا مگر آرام خاطر نے نہ پایا خواص میں تیری اور جو تیر تو کچھ لکھیں پری جی کی با کہ اس آہی و باد تہا و	ہو لی اور کھن غمہ بنانی یہاں تک کہی سند باو سب سنا خدنگارون نے جب کہی لاک تیرا خیر کیوں ہو ی خاموشی نو شاہ ہر پلا لہد بہر کر پرتی جام کہ جب شربت جہا نسی چنایا جہاں دید ہوتا وقت معلوم صدادے سنگر شاہ والا چلی اپنی محل سی سیر کرنی نظری ہر طرف گردش کن تو ان سیر کی سو بے آئے اوٹا گہر کی استقبال کو یکایک منی آیا پری کی وہ بولا خوف ہی بگائی ہو پری فی سن فرمایا کہ تو غش آ یا جو شلف و تر کو وہ ٹھیل و رکھا صناعہ کیا کہا مہمان جا تیں اپنی جا زین معروف خدمت شام تیکیں کہی لی طائر پر راہ پر ہر سنی یا وہ جب شربت کہا ارشاد بانوسی کہ دلدار
۱۶۶ رات		

بیان کردی بقیه کمانی امانت بانی تاگاتین ستود صدای سنجک هر جانب سنی که یارت ابدی عمر و قبال پرتو کوتهی برخواست مفر ریال کس سوسن سیر سوسن لی می خردونی گهر نیایا دستی برین ریال و سنی کیجا که مان هر پلایا مچر کل میوتی جیشام بدلی عمده پو زبان پر مبدم شکر آبی نشدن تا می جویم و گمان که از فانی کمان لوت بر عجیب بخت سنی و سنی اسی صورت کردل سی بار سنا و سنی که تالش لوت بهلا و سنی سانی بر کونی جام	و بولی یون در سنی و و چیرین جو که خن طر کو ریش خاندی دولت جوای رپی کیسان و ج حسن کار که تا جرنی میندا و کامل اگر توفیق کچه جگو خدای عیال طفل کو سنی سنی بیان خلق و سنی سنی مقر جا و کتا شام اول لشکر آبی زرهی خوشین بیا کشی یو اکر تا سنی و تا می بر بر امتحان میوتی کیا و فلک کی ج مقر کچه کچه اسمین سنی نیراون سوچا جاتا تا کتا خوشا قسمت جو خادیم	که سنجک سنی هر کتا غزل سنجک خیال و سنی تو آغاز دعای و سلب همی صورت را کی سنی ادب تو سنی فردو جفا سنی تو حرف خانه کردند و سنی که قسمی سنی امداد حاصل که باقی سنی گدای هوا حال سحر کو سنی کچه کچه سنی چلا کتری نهایت جرم و که یاصورت و سنی سنی مجنی سنی دولت سنی ر با بار گران کل کت سنی کسین لیا سنی سنی قریبام سنی پیش سنی لشکر آبی سنی اسطور حال	لی آبی نو کتا جردیدر بار نهایت سنی سنی سنی و سنی گامی ملکر برابر که الفاظ آبی سنی لبتیک نمود سنی آسایش پور که خوش سنی سنی ملا تا کل محلی ک مر دکال و سنی سنی سنی غذای سنی سنی طبیعت فرت و سنی آزاد نشین معلوم تقدیر کتا ی سنی سنی قدم بر سنی سنی و سنی سنی سنی که حاضر سنی سنی که سنی سنی سنی که سنی سنی سنی
۱۶۷ ر است			
لبالب کردی تاول هر جا که بعد از سنی و سنی که سنی سنی و سنی بیان که یار ابدی عمر و قبال که بولی و سنی سنی سینی سنی سنی سنی	رپی سنی و سنی قدم سنی سنی که جنگی حال سنی سنی و بولی و سنی سنی سینی سنی سنی سنی و لاینگ سنی سنی	و بی فسانه سنی سنی سنگار سنی سنی فرانخل سنی سنی که کج کچه سنی سنی و سنی سنی سنی که سنی سنی سنی	و بی قصه بیان سنی کی نظاره اطراف اکثر که سنی سنی سنی تو با سنی سنی سینی سنی سنی طبیعت سنی سنی

عزل

او نہوں نے وہ سنا شہر سوز

محبت میں گزرتا جی پتی

خفا کیوں مجھ کو الفت سہرا

غریبوں پر بھی کیوں مہربا

سنی جب غزال نسو گئے

میں صد کیا دیا ہی تھی جوڑ

خدا محفوظ ہی رہی تو بہتر

بشرطی ہو ورنہ شکوہ نہ ہو

کہاں ہیں جن جسموں کو تو

اوری طائر کہاں کی کلمی

کہاں شاہ بھادریں سو یا

کہیں قربان ہاں با کرم کے

ہو ابیدار سلطان سنکی وار

وہ بولی اب بھی ان ظہار یاو

کہ شب کیوں گزرتی روز

عطائیں تمہاری کچھ نہ گایا

کہ جو حاکم افروں ہی تھیں

سفر کی تختیاں کچھ بربان نہ

جانب ختم پر آغاز اوسکا

فراغت اوس سے بھی جوتی

کیا رشتہ اوکل پیرائی کا

خدا اوسکو یاد دے اور بھی دے

کہاں ہی دل تعلق کسی سی

بڑا مانا محبت کی ہنسی سے

چم پو پو گئے اپنی بکسی سے

نہ اتنی وہ تو پر تو کیا کر گیا

لب اس نے مارا شک و شبہ

کہ ہر ہر قلب میں کرتا دنوں

نہیں تھے یہ تکلیف مقدر

کہ ہی جی آپکا اس وقت بزم

نظر اتاہی بن بھی جی ات

کہا جی فی یہ سلطان مان

ہجوم خواب سی جب تھیں

تصدق خسرو عالی محرم کی

کہا بانوسی محبوب طنائے

کہ دیکھی کل جب جی او

کہو کیفیت اپنی رات بہر

بہر کارشی کثرت سی لایا

نہیں کثرت جو دور محرم

جو گزرتی تھیں یہ رشتہ استوار

کہلا طرح سی سب کا

توجہ ہر طرف جانب جو

ہمیں تشریف شکو لائی

جو ہنسی بکسیوں نے وہ جہر

کہاں غاک و کہاں کنشانیہ

نہ لطف اوسمیں سے کوئی ہدایت

سنا ہی مرگنا شوق وہ خوشتر

نسیم اتنا لو پو پو اپنی جی

وہی رخسار چمکا حسن کی نور

نظر اتی جی وہ کیوں نہر جی

مگر اک عرض ہی گر حکم پات

کہا اجر ابو جی کیا نہ گایا

مبارک من تمہیں جہلمیں بجا

کہ اب جلی یہاں کچھ نہیں لو

تو اپنی وقت پر خاتون طنائے

بہت کم اب ہی جی ات بایا

کہو افسانہ تائید شب گزرا

بہت خاطر منت سی لایا

وہ بولا میں قدر اطف واز

جو پوچھا صانعانہ فی یہ حال

وہ مجھ پر رہاں آج کی رات

اوسمیں تھیں باگوں لٹا

اتو وہ خاموشی عرصہ صاف

بلایا اور دیا یہ مال بسا

سنا روجہ میری سرسبز حال

پہر او سکی اجو کم سو یاد امر

کہ جو عاشق کو تی تر کر دوز

بہلا انسان کو کیا نسبت ہو

پہنسا بھی تو کیسی دمی سی

خفا ہونا پڑا اب زندگی سی

پکار میں ہم نفس چشم

یقینی قیدی سی گزرجای

تو کہہ الفاظ اوسمیں سنایا

نہ کچھ اچانہ کچھ بچا نہ گایا

جی خوش ہنی وہ تو جہاں

وز اوسمیں ہاں مارہ مضمون

ہوئی اسطورہ سرگرم صدیوار

غیبت ہی یہ بزم جام و سا

وز اسکیں تاج مضطرب

بٹھایا پاس دل بٹھایا

نہ تھا کہ بزم صورت کا سا

کہا میں کہ اک مرد خوش قرار

بیان کرتا تھا اپنا حال و قار

وہ فرماتا تھا احسان لطا

رہا محو غنا با شوق دلخواہ

نہیں نہ کیا تھا جو کدوئی

کہا کیا بھی نہ نکال خوار

ہو اسطورہ پر آغاز و انجام

گہلا جرنی اب نہیں نیا حال نہیں نیا جی تاجا ہی آرام فرغت کرو کچھ آب خدای ہوا ارشاد سب سی و کما انہیں تو نہیں خریدو گشتی	کہی ادب ہی ہمراہ اقبال برا آغاز سا کہ ہی انجام تو ہو آغاز طرز مدعا سے جو کچھ درکار ہو وہ اور لا ۲۸ راست	نہیں کی گشتی کم ملی سا غریب تا خاطر ہو انجانی مزار قلب شیدا زبان سی سطح کی گشتی ارادہ اور ہی پیش نظر تھا اوی صحرایین مطلوب تھا جو عقل ہو شس سی خاطر آرا	نہیں کی گشتی کم ملی سا غریب تا خاطر ہو انجانی مزار قلب شیدا زبان سی سطح کی گشتی ارادہ اور ہی پیش نظر تھا اوی صحرایین مطلوب تھا جو عقل ہو شس سی خاطر آرا	ہمیشہ ہی نیا اسکا فساد ملی ہی ہی ہر نوازش کوئی ممتاز نوکر سرچ لا یا کہ ہی بعد اس سرچوں کیانی رہا پر مختصر وہ طول اشاری کر ہی ہوش جہاں خست ز لطف پر شکی ٹپک می کی ہیکہ تی آرزو کو سفید نی لاف تاریکی جانی بھمکہ شوق دکھو یا رانی ہوا لہجہ گوش دوہ حال چھوٹو مجھ کو تم سب صاف مری تو میں یا دل نہیں
نہیں معلوم تھو حال میرا کوئی مضبوط سی ہی تھا کہاں خوف رسوا کی دہر اجی چاکاں تم اور کہاں ہم کہلی گار زول میرا کا سنا ہم جھپٹوں فی جہاں ایشاد وہ کسی اسطی یہ بقراری اجی ضر ہو وہ قسمت کا مارا مناسب کی جانی اب چالا یہ لکھ لکھو فی طائر و ہما اوٹلی و رہا بستی قبائل	کوئی گرا ہی ل میں اب میر یقین ہی نہ نکلی گی دہر نہیں بنے شکی ہی بکری یہ جھپٹ کوئی لٹکے کوئی دم زبانہ الکی طغنی مجھودی کا پکاریں کل فضا د فریاد اجی کیوں شتیاق آہ و زکا کہ جسکی واسطی ہی ایشاد چھوٹو مجھ کو ان ہوش اور ہوا اسوار شندیزی راہ زبان پر سطح کی بکری لٹکے	توقف مد کو حاصل نہیں یہ سب ملگا کو مزار جہاں فلکی کاوشیں کے اسکا مبارک باد عودتی سی آواز یہ بتیابی نہیں جانی کی حاکم لکھیں کہنی کہ او سر پانہ سب سے کوئی ہی یا پ ہی وہ بندہ ہی تمہارا کد کا وہ اسکا حال دیکھتے تھے طرف کہ کی پھر سلطان شتار کر ج اتنی ہی ہو کیوں ایشاد	توقف مد کو حاصل نہیں یہ سب ملگا کو مزار جہاں فلکی کاوشیں کے اسکا مبارک باد عودتی سی آواز یہ بتیابی نہیں جانی کی حاکم لکھیں کہنی کہ او سر پانہ سب سے کوئی ہی یا پ ہی وہ بندہ ہی تمہارا کد کا وہ اسکا حال دیکھتے تھے طرف کہ کی پھر سلطان شتار کر ج اتنی ہی ہو کیوں ایشاد	ہمیشہ ہی نیا اسکا فساد ملی ہی ہی ہر نوازش کوئی ممتاز نوکر سرچ لا یا کہ ہی بعد اس سرچوں کیانی رہا پر مختصر وہ طول اشاری کر ہی ہوش جہاں خست ز لطف پر شکی ٹپک می کی ہیکہ تی آرزو کو سفید نی لاف تاریکی جانی بھمکہ شوق دکھو یا رانی ہوا لہجہ گوش دوہ حال چھوٹو مجھ کو تم سب صاف مری تو میں یا دل نہیں اوٹھا دیکھی لحاظ استیبار بہت کچھ میں میرے حکم سان مزار خبط ہی شہرت ہا مٹائی گی طبیعت کی سجا عجب جگ سنایا بکوا غار سبھا لہو فی راجا کی جی کیتی ہیں ہی حسان کو کیا سنائی کہیں میں تباہی وہ بانو جو کہتی کیتی تھی نا کہا سہ نہیں تم اس کا

<p>میں دیلا طرف کی کرکوں کر غرض کہ کتنی صفت پائی ہو وہ جو یوں کہتا ہے ہر حال سفر کا نام ہی وہی ایک گردل جو مدت کچھ ہو یہاں بیٹھا وہاں بے ہنگام کسین چلی جو کسے قلوب بیتا غرض سوچو اسباب بسا نہایت معجز انسان متا جہاز تیر رہی بہم بار جزیرے جا بجا پائنت جو اوتر کرال بچا زر ملا خوب زنایت جو سب اطراف آباد مجی حیرت یہی کیا ماجرا وہاں کچھ دور دیکھا چشمہ آب لب لب نو پڑی یہ نظر نگین توکل پہلے تاس حال ہوگا تری قربان سا پہنچی وہ کہ جب شکل سحر سلطان کی یہ دلینا کہ ہو چکا قصد کہ جب چند ہزار ان لسنو درا معلوم تو ہو حال خاطر خبر اسکی نہایت جلد لا</p>	<p>نہیں وقت پس سکی بیکار رہا فلک جس وقت اشک چھڑا کہ جب مجھ کو نظر آیا کہ اقبال جیوں سے عالم فانی میں یک دکھایا نخت بدنی اور پیک ہوا حاصل ل مشتاق کو سنو نظر آسن نئی اشیا و اسباب کہ جو دیکھی وہ ہو دل خرید ہمیشہ سی ہیری محرم راز وہ سب حسنا و فاضل تہا ہوا خاطر کو سبک و نگر زیادہ اوس تھا جتنا کہ مطلق ہوئی سکی طبیعت دیکھ کر نشا گر اس حال کوئی دور بلا ہی طبیعت پیاس تھی اشک کہ وہ شب جس سے محفل کو تیز</p>	<p>نہ باتوں میں مجی بہلا و حجاب اور ٹا سلطان کہا خاتون لہجہ تو اپنی دلیں میں پیر ہسانی بہت اس عذر پر اوقات گذر کہ پھر خوشی میری جی کو گھیر پھر آخر قصد خاطر فی کمال وہی لہر میں لب دیا کو گھیر لیا او چند یاران فاکیش ہوا ہمراہ او شوق دل بڑی مثل ہو کس سمت گئی کہ بچا چاہی اسباب سجا وہاں سلی و جانب پھر پھر ہم وہاں بچو تو انسان کج نیل جو انسان سب اطراف کا پیا و سمین سینی خوب پائے ہوئی خرصت او سالان</p>
<p>۱۶۹ راس</p>		
<p>جو میری شان فی کی خبر ہوئے راعب ہو اسطرح ہوا اسطرح اوسکی دار گذر لکین کہنے کہی شمع شہر یقین ہی وہ ہی پامال خاطر بلا و میری نا کو وہ جانی</p>	<p>وہ مستی ہو پیر افسانہ آغا کہ چلی سننی افسانہ شود کہ طائر کہہ پائی وہ کہانی کسی کو بچا لازم ہی و سجا سنا او سنی کہا بہر بہر بات غرض سکی را شاد پیراز</p>	<p>زبان پیر آئوں کیفیت راز بلا سلی سمین حاصل کشت جو کل چھوڑی اپنی ہی راز جہاں وہ مصیبت کن چھوڑا کوئی جانی وہاں چھوڑی راز چلی سوی گلستان دل داد</p>

پہنکر دیکھتی کیا ہی تماش	کہ اک کوئی تن ہی فدا شد	نہیں جنبش کسی عضو نہ کو	اگر کچھ ہی تو کچھ کو دین کو
فرخ حسن ہی بدع روش	زمین ہی بہ حرکت برق خور	قوی آبی تو مرده او سکوپا	دری نہ تانی سی ولسین سی
کہ جلد اس رخ سی باہر نکلیے	نہ ٹہرا جوی ہی اک لحظہ طلی	بڑی شل ہو گئی مفسر	بیان کرنی لگی بہر سطح
کہ صاحب مکمل شد ان پڑ	نہیں معلوم کیا ساسما	اگر جنبش سی پاکہ دین	وگرنہ جان نہیں سار دین
ہنسین ساسما و اس کے پیراز	کہا گذر اجڑ سی ناوک ناز	نفرست دنگاہ قہر	کیسے جان لی تیغ کو دے
نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن	کہ الفت روح فی چو بدن	قضای عشق لاتی تی وئی	مناسب سہی گئی نہ
کہ الیں انہو وہ خود ہی ہر جا	سٹی فسانہ اور جی سی جا	کہا اوس دوسری نین	غشی ہی و سکوبر دیکھو
اگر یہ جاتیں و سکوبر دیکھ	عجب کیا ہی جو دلچسپ سن	نہیں تہ عیش و فدا	کیف شوق سین چہر شہر
کہ جو جو سنا چکی فی لغور	کہیں لیا نہ سمجھیں وہ کچھ	بہم ہو گئیں ہ شمع و جلا	کہا سکوا ہیں آب غمناک
در اسنہ ماتہ دیو سندیہ	تسلی و کوئی لحظہ توجی کو	سنو حال صہبت خیر نہ	کہ او سکوزنگی نہی تہ
اوس ہی بہر دونوں تراوی	چہی یکبارگی شد کی نظر	محل کو رخ کیا سلطان نا	ہوئی بانو جو آمد سی خردار
بڑی صحن خانہ شد کولانی	حقیقت ہی جو دن بھر سن	پس زچندی ہوا ابیدہ	جگیا یا شوئے بولا جی بان
کہا فسانہ اب خستہ ہو	وہ تو کلفہ دینی یون ہر	وہ تاجر سطح کتنا کمال	کہ سیلی و میر حسن محل
پیا جی مینی او شہ سی پانے	تو ایاجوش پر خواب جوئے	غذا ہر تہ کچھ مینی کمانی	ہوا ٹنڈی جو پانی چھوئے
بچھا کر لیک چار و سپہ لیا	خبر محکوری اپنی نہ اصلا	رہا دن کم کو گھر اگر اوٹمین	بہر اجویان اک سو جا بجا
کہ دیکھوئے ہ جنازہ ک طرف	اوسی میں ال یا مہفت	بہت ٹہو نہا نشان کچھ	سہرین و سکری میر
کہ تنہا پر کیا تقدیر نہ آہ	تہ شرمی و سست فی اپنی	وہی پہلی صہبت پیش آئی	فلک تہ پیر ہی صورت دیکھا
بہت رویا گریہ فائدہ نہ	کسی فی شہی پوچھا حال میر	خیال آیا کہ گشت ہی گئی کو	یہ جنگل ورتو نہا و مفسر
بہت سوچا بن آچہ تہ	رہا منت کش لطف تقدیر	انہیں تہ بیون میں ان ہوا	طبیعت کو بڑا پیر اور ہی
کہ اگر نہ خالو اتی ہیں اس حال	یقینی وہ کڑگی تجمہر ہلا	مناسب ہوئی سوچ کا	کہ کٹ جاتی یہ دور ساسما
نہایت فکر میں چین آیا	کہ اک نخل بلند اوس جا پیا	چرا او سپہ کھنڈ حاکم حال	بہر اسکی بعد اگر کیشل تی
تو او سدھم چہ پیر صبر کرنا	نہیں انسان کو لازم ہی ہونا	نظر اوٹی تو پایا بہر طرف آب	ہوا دل و رہی کہ کبھی
مگر ضبط کچھ چارہ نہ آیا	دعا کو مینی ماتہ اپنا اوٹھا	کہ یارب مجھ کو انسان شکل	نہیں قی و پیر ہی دل

سواتیری نہیں کوئی مددگار مگر مجبور ہوں امیری سولا یہ کہہ کر اس قدر رویا کہ ہوا وہ کیا یعنی نظر پہنچی جہاں لب بجام آتی تھی کہانی بڑا دھوکا دیا رہتا ہوں سوا ملاسنہ سی یہ دیکھتا چارو کچھ بے سحر چکا تو سلطان نہایت جلد آیا پہلوسی جا بیان کرنی لگی آغاز مطلب کہ ہاں جی کچھ کہو کیا دعا نہ تھی حصہ میں جن جنسوں کو ڈراچی جلد سے کو خانہ آتی عجب کیا آپ گزرتے لفظ بجا کہ کیا خون جاؤں یا نہ جھی کیا اوسکا شیدا جاہو وہ مہربانی تو مہربانی بلای عشقی ہوئی بی رودار نہیں اس کے کی عرض مگر کہ قاعدہ اکثر سنہی نہیں شہیدین بی وہ آتا ہوئی یہ ہلکی طاقت گرم راز پس نہ چھوٹا دھماکا ہو کر جو	میں سمجھتا ہوں مجھ کو کہوں کس سی سبوتا سیر ہو گیا وہو گر یہ پیہم سے ڈوبا تو باقی اک زمین خشک بچا کر لی چلا دو جام ملتی کہہ دی خاطر موزوں کا بطور اوٹھا اوس برقم حرف ان جہاں فسانہ سننا طائر کہ سننی حالی فی کیا ہوا وہ بولی حال ال و سکا بڑا ارادی تھی مگر عرض سخن یہاں میریں تسکین پاتے تو شاید زندہ اوسکو کوئی پتہ عرض کتنے تھیں ٹھونگے کسور چہ خوش کیا خوب تم بچا دعا مانگی کوئی اپنی حد سے تو کیا اوس شخص کو ہی شہید کہا اوسکو تکلیف قدم اطبا کہتے ہیں بجابی اوسی دیوانہ ہی عالم تاتا پہر اگر اپنی نشانہ واقف راز دیا خاتون کو اپنی حکم ابجا	دکھائی گزے کاوش میری تقدیر مددکاری مری خالق مددگر اثر پیدا کیا آخر دعا سے سفید اک شئی اوسی میں تھی یہاں پوری نہیں مخطوط وہی غار پرنگی زبان سے بڑا دشت معین وہاں سے نہ نکل کی بیٹھا تھا کہ کیبار سنا جب سے کپنی اوٹھا ہیاں کتی ہی یوں جینی کہہ نہایت تیرے خاطر ہی وہاں یہ پہونچا حال دس جو لم کا شیم زلف سلی جاتیں کہہ ہو یہ خری اور ہی کو جا سنا معاذ اللہ میں کہ نہیں ہوا مرض انسان کو ہوتی ہیں اکثر سنا جب تو بولیں سنا جی گیتیں تھیں آپ سے تھیں کہ انسان کی کتاب ہی جب کہ سدا صحر میں ہوتا شب و روز حضور بانو خانہ وہ آیا بیان کر قلم باقی وہ بولے	مگر جانی نہ یوں بکن تدریس کہ راحت آشنا ہو مطلب دکھایا روی مطلب لکھا کہ ثابت کچھ نہیں وہ چیز کیا کہ صرف صبح کی شب ہوئے ہوا تو نبل می میں ہی تھا مزی سطح بہرین اسٹار سے ہوا مخطوط دل یہ جہاں سے پہر اٹھا تران تیر گفت تو دلچسپ شہو اوس سے جہاں کہ پانی اکل قنادہ لا شہا مگر پانی نہ تن میں صورت جان کہ اک پتلا سا پہلی ندوہ غم کا طبیعت سے ہو کہ کیفیت جو اوسو مری پہلوسی جاؤ کہ اپنی جسم کی غم کو دوا حرارت سی بدلجانی ہیں تہو یقینی اوسکو ایسا ہی ہوا علینا تو ان پہلی سی تھا تو حیرت تیری برسوں جی کو نہیں جی طری اٹھی اکثر سوز مہیا عیش کا سامان پایا کہ جو تقدیر کی ہوئی تھی ہو
---	---	--	--

کلام تاجروای ہی اسطور	گر اپنی دلیں مٹی کی بہت چور	کیچڑ سفید اور گول کیا ہے	مقرر کچنیا ہی باجر اسبے
مری سمراہ تہا باقی کا کہنا	لیا وہ اور ہوا والنسی رونا	بڑا اوٹس کو جینا شہی	کہ تا بہت ہو گیا شہل و سبک
قریب یا تو اک کبند سا پایا	ہوا حیران یہ کسے نہ پایا	کسی جا در نہ امین راستا ہے	برابر گول پہلو میں یہ گیا
کتنی سوگر سلی فزون و سرور	عجب انداز کا تھا طور و سرور	غرض میں یکتا تھا خوب	کہ تہا کی کوئی شکل خوش استور
نہ مطلق کچھ سمجھ میں نہ آیا	کہ اس صی میں نہ منہ چپا	قرینا ہم تھا جو ایک طائر	ہوا شل جہل و سما پہ ظاہر
ڈرامیل و رکھا یارب بجانا	بلا کچھ اور عاجز پر نہ لانا	صد آدمی اس جہاں بی سمجھا	کہ یہ طائر سلی وریہ اسکا
سنائی تھی میں ملکوں کی تاج	کہ اک چڑیا تھی ہوتی ہی تاج	اوس کی رخ کتنی ہیں نسا	یہی و حرف میں اوز زبان
مفریہ وہی کچھ نہیں شک	بسیر کی لپی آتی ہی شک	اب میں مٹی پہ جو کبند ہے	عجیب یہی اگر مٹی پر شب
جو سوچا تھا وہی آخر کو پایا	موافق فہم کی سب پیش آیا	پہر او سکی دلی مٹی ناخن تر	زیادہ تیغ و خنجر سی خمی تر
بہت پر کا جیسی پنج شجار	جہاں جیتی ہو جاتی و غار	اتاری مٹی کمری جلد سے	لپٹا اک سر ایسی کمر سے
گرہ دی دوسرے ناخن میں کر	کسا دو نو سرون کو ہر کر	کہ تاجش نہ ہو ہنگام درواز	اوری جس وقت چڑیا و
تو بیانی خمی ہی اس بلای	کوئی احسان ہو فکر دای	اسی تجویر میں ہ شب بکسر	بجی اتنی خمیں نوبت کسر
درختوں پر چڑھا طار لوٹ	لکھا سیر مٹی دسی چند دم	کہ اب یاد دم پرواز اسکا	نظر چکا کچھ انداز اسکا
نہیں جانی کی میری فکر نا	یقینی ہو گئی حاصل بجا	اور تھی خروہ چڑیا ہی جا	زمین تہا کتنی اوسکی صدا
قریب آسمان پہونچی بیکرا	مجھی ہمیت سی اپنی جان کا غم	نہایت دیر میں اور کورہ آجا	کہ وہ دشت صیبت آنتا
انہیں ان تو غنیں رچی ان سنا	فلک نے کی سحر کی خواستگار	ہوتی خاموشی انوادی تقدیر	رہا شتاق سلطان جان کہ
نہرا افسوس مٹی ہی نہ سنا			
طبیعت آرزو مند عطای	تجھی نخل کرم سہی اسطا	بدلا کتب رہن کتاب مطلب	کئی کی سطح یہ عمر باقی
مگر دور کر راضی ہو پیار	درا دیکھ آج خاطر کی اشار	کہ کس حسرت سہی ہی سبو	نظر آتی ہمیں ان صورت
لینا ہنگو نہ کھول ختم	کہ ہر شتاق جنگو لون عا	الہی ابد میخانہ آباد	تصدق کر ہی ہی زکو
درا مدد کہ انصاف ہمیں	کہ نور ہم ہونا حق ہمیں	خطا کوئی نہ تھی جز قصیر	صریح شیشہ و پیمانہ آباد
یہ رسم فنیس کشایان نہیں	کہ کتب کوئی ہی حسان نہیں	معاذ ہمہ دلاں کور اسو	سو اتنی بات پر اسد تاج
کوئی قطر کہ نہ لایا نہیں	ہجوم کیف میخ سخن ہوں	زبان پر آفسانہ بدستور	اوپٹا غر تو وقف کر نہ بجا
			سنائی سطح پر طبع مسر

اے رات

کعبہ شب کا وٹا لیتے ہیں	سحر فی منہ کہ آیا آسمان سے	وہی سلطان حج تھا شہنشاہ	وہی گھوڑی پر چڑھا کر
سناو سنی کہ یوں تری گویا	کہ یہ سنگدیری فی منہ کو دینا	لا عطر اور کیا رفون میں شام	ہوتی اور بلخ کی جانب روانہ
اپنی پیش و سکی ہزار ایلان	اور اوکی زمین ہا ہا	شہیم زلف سی ہر جا حسن	زمین گہرے رشک سے چھو
قویہ باغ آتی اور کہا جا	وہ کس حالت میں ہی کیونکر لاؤ	وہی طرار جوتی و س آگاہ	بخوبی جاتی تھی جا بجا راہ
بشکل سنی گدڑی کھڑک	نکلے دانی و اون کھٹ	گتی آتی بشکل ہوش و عشا	خبر دی وٹہ گیا دیکھتا
اجل فی کر لیا کام اپنا پو	نہ کہا کوئی بھی مطلب ہو	سنا جا سس پر فی او گھوڑ	ہوتی دونوں جہاں و سکھو
جو تین تیرا زورہ لو کہی قربا	درا چلی تھی وقت احسان	لب مجر خناسی قم تو کہتے	وہ تکلیف ہی بچہ دیکھ
پلاسی گھنٹیشیاں یہ انداز	مگر ہی وقت حم و صا ح	کسی میں جان جانی تو تیر	کہ وہ قربان بہکا زندگی
تمہارا ہی کو کام و س گویا	جہاں تیرا وہ نام و س گویا	کہ اک انسان کو نچھتیاں پر	صدا و کجہر جا کی گجھا
یہ کچھ شکل نہیں مگر ہر کام	مناسب ہے کہ وہماں کن افا	زبان تری کر لی بند سپر	کہلا اگی نہ کچھ حال مقدر
بہت مسر سلطان کہ گویا	یہاں سنبھل سامان پایا	کہا بانوسی کہانا لاو لاتی	فراغت جب پہنچا دوسکو
وہ سو پادشاہ کا چند تیر	کہا پر یون خیال پیش کر تیر	اسی بانو خدا را جلد آو	وہی افسانہ باقی سناو
وہ بولی مان سنا سطر	کہ وہ تاجر جو تھا بتیا مضطر	بیان کرتا ہی کی مینی گروا	جدانچہ سی سو گویا
جزیرہ ایک کیسا سنہرا	کوئی حیوان وان انسان	نہایت شہت افرا سار	نہ در ہر نشان کوئی تیر
کف دست ایک ان کا	کسی غل کچھ باہم کہیں پا	بڑا جاتا مین مضطر کسی	مگر تہا شوق کی جانب مار
نظر تک جو سو خاک ہے	عجب کیفیت و سچا مینی	کہ کوسوں پارہ الماس کا فر	جہاں چنچا ہی جھکو ملاو
بڑی مگر کی کہ جنین عقل چر	بہر صورت اٹھانی کی شان	ہو سولی کہ کچھ سمیں لی	بلاسی کو مصیبت کوئی ہو
کئی مگر کی لوہا اور بانہ	یہی ہمراہ یہ تحفی و مان	بڑا اگی تو لا کون سا پ	وہ لیلی اور سیر جانب آتی
بڑی شکل سی بچا داری	کہ ہر ایک ہمراہ شاکر دانتا	بہم لپی ہوئی بعضی تیر	مگر دیکھ کر ہو خاطر تیر
میں اور خوف کی اکوڑ	چہا اور منہ یہ چہ تیر	کہ تا وہ آرد ہی آتین اوسجا	لبہ جو جاتی شب جسم تیر
تو لوں ہا اور جانب دہا	مضر و جلد حاصل یہاں	غرض اس سنا میں شہید	فدا فی لطف نخت نارائین
گھڑی کی بعد ہر اک چیز	میں سمجھا کچھ بلا تیر	وہ تیر جو کہ تھی اوں تیر	پٹیا او کو تا خاطر تیر
نظر جب دیکھتی تھی تو دیکھا	کہ وہ مٹی ایک ہر گوشہ	ٹہا اسد لہر جانب تھی	اوٹھا کئی ہاتھوں لیا

پہلو کی بعد کری اور آئے	اوی صورت کے وہ بھی پائی	عجب حاصل ہو کیا باجر	نہایت قہر فرستے جا
بلا تین کچھ نہیں ہو میں جو	امید نگہ انسان کو سدو	کہا گہر کی پیرنی خدا سے	کریا رب غلطی ٹی س بنا
یکایکت ل جو ٹھہر ہوا یا	کہ اگر دوستوں یوں سنیا	کہ ان کہا جیرہ پنی نایاب	عجب صورت ہے پاوانی سنا
نہاروں انڈو تیا تو غور	جہان کیہو وینا نہ ہو دا	یہ کہہ کر پوئی خاموشی لو	کہ تہا نور سحر کا پیش مضمون
اوٹھامینا کہ ساتی سپورا	۲ رات		سحر ہی سنہ سی اب تی با
زمانہ آگیا عرض سخن کا	مکہ پسیکا مزا کچھ دہن کا	زبان کے سو پوئی ہی نہیں	مضامین دیہن تکلیف
وہو رشوق کہتا ہی کہ لاجا	مزاج ذوق ہی عرس نام	پوشن ق ہی واز خم کی	نہیں کہتے حقیقت لڑخم
اہلیتیں بر جوش بر جوش	نہر کپیری لپینا خاموش	چمک کی آتین کو زمین ایز	کہا تسکین و خوشی باتیں
لحاظ نگلو اوٹھ جا کی کب	لکھوں سطح افسانہ ادب	کہ دیکھا سنہ جب ر سحر کو	تسلے تاکہ ہو جان جگر کو
اوی صحرا میں آج حسین رو	سنا کرتا تھا کچھ کیفیت سنو	ابھی ٹھہرنا تھا جو طائر	وہی فسانہ الہج وہ لگاتے
کہ آخروہ پر کنی سی سب	اوٹھا پر د شرم بی سب	درون بے آئی شیخ و بی با	ایہی ہمراہ ہزاران چالاک
قرب نخل گل ٹھری و طرا	کہا جا گوی تم میں سی حیا	کہاں لاشہ مہمان وہ لگاتے	نہو مطلق توقف جلدا
یہ سنکر کہ پوئی اک فاد	آئی لاشہ منتان دل	پڑی حبیب کی سب	ہو ادا مان پیمانہ آب
بڑیں بڑیں دیکھیں رستا	حیا بولی کہ بہتر نہو مطلب	ہجوم نہالہ کورد کا دہن	نہ رخصت پائی تکلیف ہنر
امید تین کیشن آکی پیر	کھلین کچھ کچھ تنائیں ہنر	کہا دی کی کچھ کچھ رو میں	ہو اکم کسکی شوق جست پیر
اراد کی تھی وکھا پیشیا	مقدر نے اجل کا منہ دکھایا	توقع کچھ کچھ ہوگی جودی	نمانوں گی ابھی قی ہی را
غرض کیا جو ہمیں نہ کریں ہم	بلا چپی گاتیں پنی ہر دم	سہنیں غریز و اقربا کی	رہیں مضمون لخط خدا
یہ سنکر ایک ز و فادار	لگی کہنی کہ میں بان سوا	اجان بخش کو تکلیف تم	کہ تا دام اجل چہو راب
سہنسی سنکر کا خاطر تھمار	وگر نہ پنین عاوت ہمار	اوٹھاتی بات اور حق سنی عا	کہ مجھ کو ہی قسم اپنی حیا
نہیں تگ ابھی تگ کچھ کچی	مگر اسوقت اک خواہش مجھ	کہ میری اب تین تیر قری	جو آئی روح پر قلب میں
ترمی سمیت سال بروز	سرفراز عنایت آرزو	ہو الہی طائر اس غرن	شہ عالی ہم والنسی پیر
نہیں آکچھ سووا وہ	رہی حبیب کم باقی اوٹھا	کہا خاتون یوں بیدار ہو	سنا و داستان تازہ دم
وہ ہو وہ گرفتار مصیبت	فلک سیدہ ہمار مصیبت	بیان کر ایسی میری پیشین	کہ جنگی و سی تہی دلو کین

یہ کہتی تھی کہ گریہ بہن آؤ کہ وقت شب گری گشتے چپک جا بہن ہر گون جو تاجرین رانگی وہ کار پہرہ سونچتی ہیں نہیں سلطان کہا الہاس گہر موی وثر ہوا جب دن توین کس خط وہ پٹھانی ہوا ہر سناپہر غرض مہنی رہیے دین پیر بہت بد نام تو نگرا لیا میں لپٹا اور ہار دوستہ کہ اپنی فضل سی تو ہم کو اور ہی لکھ رہا ہوں لکھا وہ گری لکھی تھی گشتے کہا مہنی کہتیں ہوں اک انسان یہی بات تھی توں کنی بان دم احسان ساقی کوئی قفا طر زبیر داستان اوٹھا سلطان ایجاہ کیا بیان کرتی تھی طر ہر وی کہ جب سن رانی وہ دعا جو مانگا تھا دیا کہ لکھو کہ حکم حکم ہی کر زندہ سکو	وہ گری گشتے لاتی صبر زمین پر شکتی ہیں ہر وہی نور فکی آشیان کا گردوں کو اون رختوں اور انہیں لٹکا اک گنج فراوان ضیائی و رختی شک از تپا یا مینی لشکر از دیوں کا اونہیں کی گشتے تہ جانچو کیا ان بہتر نہیں لختہ خیر کہ اونہیں بدین میر چہ پایا کسا ایسا کہ جھنڈن نہا جوانس اسے مچا کھنڈی نظارہ میری سب سے چہ تہا مفضل جو کہ تھی کہوی در برای چند دم جان چہ مان	کہا لاتی تھی چون کو فزانت وہ مطلب کے ان فخر الہا اوٹھا کر تھی بہن گونسلو آتی بہن ہا لباس ضیا سوشا یہ وہا ہی مقرر حقیقت جن سوچا تھا وہ برما کہ دور دیکھی تہہ چہ وہ اونہیں سنی زیر زمین مناسب کہ لون پارہ گوشت کچی حنی یادہ مجھنی ہتا اونہیں گون بہن ملک چہ بہت خر کے بعد خروہ نہ کہ سنی وری کیا وہ جس میں میں تھا اسکا نگاہ تو سنو کہ حال میرا	کہا لاتی تھی چون کو فزانت وہ مطلب کے ان فخر الہا اوٹھا کر تھی بہن گونسلو آتی بہن ہا لباس ضیا سوشا یہ وہا ہی مقرر حقیقت جن سوچا تھا وہ برما کہ دور دیکھی تہہ چہ وہ اونہیں سنی زیر زمین مناسب کہ لون پارہ گوشت کچی حنی یادہ مجھنی ہتا اونہیں گون بہن ملک چہ بہت خر کے بعد خروہ نہ کہ سنی وری کیا وہ جس میں میں تھا اسکا نگاہ تو سنو کہ حال میرا
۴۴ رات			
کہ ہوم کوئی لختہ رخ نقد طلوع مہر کا سامان پایا زبانہ دو پہر کا دہل چکا تھا کہ وہ ایک ایک کیوں کہتا بدل دیتی تھی شکل فقیر کیا ہم جھٹون پر اپنی ظاہر مہوتی منت کشی دیا ہر	یہی قت کرم ہی کرتے خیر کہ جب قت انہماقی شہ کا آنا وہ لیا شاہ سو گشت پہنچا دم آغاز تھا اس طرح او کسی دی صدا مان کر تہا سنا جب ہو پناش خاطر نہ کہ لکھی تھی نزد یار مردہ	کہ راحت آشنا ہو روح مضطر اوسی مطلب مہن پہر باز کہا مان جان و لاؤ حلوہ موار کہ باقی جب کا تھا کہ چہ حال کہ آتی جو مہن جنت خدا توقف کیوں ہی بسم اللہ تو اور تو تھا شام ہی دیکھو	کہ راحت آشنا ہو روح مضطر اوسی مطلب مہن پہر باز کہا مان جان و لاؤ حلوہ موار کہ باقی جب کا تھا کہ چہ حال کہ آتی جو مہن جنت خدا توقف کیوں ہی بسم اللہ تو اور تو تھا شام ہی دیکھو

لبان بخش پر لفظ قم آیا	تن مرده فی لفظ ج پایا	ہوئی اعضا کو بخش کس	سرسر محبت کو کی تھی آنکھ
اوہا صدق ہو اپنی قسم کے	جہاں کسری بوسی قدم کی	پری بولی کہ میں مہی ہو	بہت شوخی نہیں خاطر
عبث تکو یہاں نہیں بلایا	کہ ایسا رنج بجد دل فی پایا	بسر ب تشریف لیا ہوا	دین مہر و کم ہو جہاں
مری تم کیون جانن نہیں	یکشن خانہ دشمن نہیں ہے	لبان بخش اگر زندہ کوئی	تو بدنامی سی ہرگز تم نہ دے
میں ہی عنایت سی ہی آ	کہ ہر ہی کس طرف ہی گہری گاہ	کہا نسلی تی ہو کہتی کیونام	سنا وچہ میں غار و انجام
وہ بولائیں خدا یاد جانا	بیان کن کس طرح صاحب	زیادہ اس گیا جان بخش ہو	مناسب غلامی میں تو تم
نہیں ہندو احسان موت	محبت کا بنی لین مبدوم جوت	کہا جان وں ہلا اس شے	غرض کہتا نہیں سر جوت
ستم دیدہ ہی ل وی پری	یہی ہی مختصر حال جی	بیک نظارہ جان بیک	ہوا واقف نہ غار سخن
راتی پاتی تھی قید بلا	تمنا تھی یہی ہی خدا سی	کہ تا محشر نہوں یہاں	جو دیکھوں پس نہاں
سو یہ تقدیرنی سیری بچا	ارادتی نہ قول اپنا نب یا	تقریبی تیرا ہی جو شے	نظارہ تھی نہ وہ افی
پھر اگر کی طرف مجبور ہیں	نظر آیا وہی ہر روز یہاں	غذا کھاتی کوئی دم نہ	ہوا جب قت بیدار
پکار اپنی بانو کو کہ ایجا	کہو افسانہ شب چٹو	وہ حاضر ہو یوں لڑایاں	کہا شایہ جہاں ہر مضطر
کہ نہاد و سگالی کے نام	بتایا ہر طرح آغاز انجام	وہ کہتا ہی وہ سودا گری	جو ہری لینی کوئی تھی
اونہوں نے جسے پایا تو چکا	کہ تو ہی کون رہیہ باجر کیا	بیان کیا جسطرح تھا حال	کہ ایسا میں یوں بھی سا
بہت پارہ الماس نایاب	کہ جنگی دیدی ہو روح بیتا	نکالی پاس سے اپنی اوسیم	کہا اون کے تم سب کرم
پس نہ راتی تھی نہیں سچی	نہیں چاہتا قیمت مجھی	بطور نذر ہوں سب رکرا	نہیں ظاہر ہر سستی و ملین صلا
وہ بولی ہم نہیں محتاج الماس	زیادہ اس بیان کہتے چون پار	کہا میںی بجا یہ میں نایاب	نہیں اونہیں کیسی نہیں ہی
کوئی تو انہیں کہیں آپ نہ	کہ برائی مری امید دلخواہ	بڑی شکل سلیک بلیہ بڑا	کہ جو اون میں عمدہ ہر طرح
لیا وہ اور کچھ چوکی مری	کہ انہی شکل میں شل وہ	بہم سب کو بس ختم ال	ہوا انسان تیار ایہ کمال
پھر سکی بعد لا اپنی گہری	بڑی تعظیم کی سب برابر	نہایت لطف کی نہاں	بہر صورت بیان راہ
کسی ہی کہانی پر بصد شوق	کہ جو دیکھا تھا میںی او کو تھو	عجب تھا میںی نہی حال	وہ سب تھی نہاں
جو پاتی ان بلیوں کے راتی	رہتی تھی تا بھی تک نہ راتی	غرض و شوق و فدا کو نہیں	نظر ہوئی جو کہ وہی
کہا سودا گروں نے یاسی چلے	یہی میری جزیرے نکلیے	بڑی کسمت کی گہر	سیارہ وں میں تھی

نہایت وریا پیر خیرا کہ تر شاخون نخی خم کار تیر بغایت مرتفع اورین سیر وہ گیند سنگ جنگی تیر بہت خوش سنی تہا تیر نہیں چہایت تیر و سنگ ست گمان کہ کیوں کہہ حکیم رہی تسبیح صدائے تیر گلون کے عکس گلگون تی لعل آب و پیکادین سی امید خود فراموشی گہرا بجی سودا الفت سہیلیا ملی ہم صحبت نہیں بعد یکسا وہم غازی سن تو بچہ آدم جہاں تر سنانی تہی کہ غازی کہ سنکر اوسنی فی عرض غریب جزدنا چار ہون ہنسے سنکر سہی بو کہ انھی یہ کہ کہ لوہی اک ہزار سی جا انہیں و غسل آب مہی سہی تو چکی صوت آئینہ اعضا صداد می سازشادی تیر کیا آرام فرصت پاس	کہ اوسمین نزدیکی نام رجا بہا تہی عرق کافور آمیز صبا لہجہ کو سون او جو توجہ جطرف ہوا و کدوم ہر کہ چکی صبح گنگر شب تہو خار بہت عرصہ ہوا گذرا وہ عالم بڑیا اوراد کا ہر رات مہول مخرج ابریا شمع و چاک لامنہ جاک لیسریں سمن لگا ہونی ہر اک جانک پیر نکل پہلو و اعظم میں آرام کیا درگاہ حق میں غریب وہی قضیہ ان کرتی ہر ہم نشہ بیجا ہوتا واقف راز کہا رہنا تہا لہجہ شوق بلالی غمشق کا بیار ہون نہایت گرم ہوا اندھا نتی پوشاک کدہ جلدیان لا مگر گرم ایسا جو ہو کدو غریب ہوا ہر سمت جلوہ مہر کا سا گہرین عورتین پہلو پہلو ہوا آگاہ جب بجا مہر سہ	نظر لیا و ہانی اک نخل کافور وہی ہی اصل گل فور مصفا درندی سیکڑون شیون کو تو اطراف جہاں دین وین ہوا بانو کو حاصل ضبط مطلب لحاظ قول اعطا گیا تہا غرض فصل بہا کہ کاتی ترشح فی ہکویا دامن شوق بڑیں کچہ نکشیں ملاقات ملی یاران ہم صحبت جو جا پیر اک تیر سازم جگر پر سوا ب نفرت نکیر لکوتی ہم کہ انجام شلطان فی پایا غرض پیر و پیر کو طاقت وہ بولازندہ کرنی غشی ضل اجانت تیج ابرو کو ذرا دو مری گہرین زبردور ہو گے خو حسین اور تیشو و طرار وہ دورین و رہ لائیں پیر پہن کیری کما تاج سر یہ کہ اور گئی طائر فسانہ او ہا او زابا نو کو جگایا	سنہا اسطور پیر اوسکا تہو سنہا لیا ملکہ خود انکھو پیر نہارون فیل گیندی جنگی رہی با کہین انسان حیوان بیکار نئی ہم والی تو نہیں شب پلا کچہ تھی خوش رنگ ست اسی سی کچہ لون لال سا مچاتی جوشن حشمت دہا آبل آتی طبیعت جانہ و سنائی چھپی بلبل فی دراز تو وہ بولی کہ اومی کی گنگا ملایا جلد اپنی لب سی سہا عنایت کہہ ہی مطلب گنگا سحر کو پیر و سی صحر امین فسانہ اسطرح تالبہ لاتے اگر کہ نہا تہا منظور میرا کہ ہون فسق افتادہ کی عوض حسان کیا کلیف کہا اوسنی سنو تم خیر دار صفحت جیت تی ست بغل من مبار کیا و کو آیا مہر پیر اگر کھڑک شاہ زمانہ کہا پیاری بہت آرام پایا
--	---	---	---

سنو کو کچھ تھوڑی دہ گئی رات کہ آواز اس خبر سے سنی گل کر وہ انسی جیسے ہی بجا داتے مبارکباد دی یوں نے باہم دیاز آج ہی جتنا دیا گل کہا مر دو خوشدل کی بہت اور اسپر آ کی یہ مہربانی ہوا ارشاد ورنہ میں نہ جاتا مجھے عذر سے کچھ بیان ہی ہو بیان کرتے ہیں کچھ اس کی غاڑ سلوس باجست دھست نکوٹ بڑا اوسچا کہنی گھر میں آیا پلاسکی بھگت میں رہا وہ تار سے عرق افشان آتے اوتار اطاق سے شیشہ ہر اجا برای سیر سوئی باغ آیا خوش قسمت کہ ہم بولے اس	وہ بولی سنی کہتے رہتوں پوتا گتی پام اور ہی شہر نہیں اکثر وہ سپر تھینے ہمراہ لائے کہ ہر ہم تم ہوئی اکجا فرام کہا انہی دست پھر نادر گل مجھے سچی حسی ہی ہر قصہ غور کہ حاصل جس سے ہی لطف آتی یہ تہی دم ہیں آرام پاتا بفضل و انکسار رب موجود دکھاتی ہیں نئی کیفیت راز برائی مرفع غم تدبیر کی ہی جو گذر حال تھا سیکو سنیا کہ نقل اس نئی راہ وہ تھا اوٹنا یا سائے راحت نے دین ہوئی مجھے چا بخش لب کام لب خسار گل کا لطف و آہ	کہ جسکو گل مارتا پیش سلطان ہسٹال بچا خوب کی سیر دکھاتی دوستوں کو کمال بیان کہ چکا تا جری قصا جوسن کی تیسری باقی کہنے بجائے نہ سننا بچو جہاں غزیر و اقربا ہوئی ہیں لاشاد کہا تا جری گھر ہی یہ تمہارا گلہ لیل عیال آشنا چند وہ مقصود ہو ایک کیوں نہ سنا فرد و رجب دم یہ ما نکا لاندہ کیا بیل غزیران بچو گتا سحر با جوار ام کہ لیں آنکھیں ٹھیکے پھر آیا ہجوم کیف سے رضی ہو دل سنا کہ یہ ہو جا خوش خان	وہ تاجر یونانی کی تابی سانا حقیقت میں کاتھی تھی سہ سنایا اس طرح گندی کٹی تو اوس نے ورنہ لگا لگا کہ وہ آخر سفر کی ہی نشانی مزی و تہی ہیں راسماں دعا دیتی ہیں شب خانہ رہو گھر و تہنائی گوارا جو تہی تہی ہیں دیر خیر نہیں تم کیا صد اوٹھا چکا تسلیم خفت کو سوار ہوئی ل سیکر وں مہمان جبکہ یا مہر اور بر سر بام طبیعت کو خیال نوش آیا وہ خور و زوق میں بد و زور کہ تھا حسن کا پیش مضمون کئی سولطف سہی عمر باقی مزی تہی خوش شوق دکھاتے افسانوں کے تیز کہ جسکی ہجوم نزدیک و دور زبان پر یونانی فرام بڑا اوسن سلی کو سفر خواں سینک طرح عاشق کی گار		
۵ عارات					
گلی سی اور وہ جسکا نام برابر بولی بولے رزو اوٹنی یں عاسی دوزار کہ تاقصہ سنی دن تروکا	صریح صد کا نوین آتے کہ تین بیان مطلب تین کہ اجازت صبح وہ سلطان وہی جب یہ آئی وہ باہم				
۵ منزل					
خدا را افلاک کی مہربانی وہ بھی ہیں اپنی شکوہ					

بہی ناصح توقف کر لیا پنا بچا دم ہر پہلو سی لہند	اسکون پوچھو نوجوانی کہ آخر پوچھی اپنی کمانے	طرین بہ کچن تیل جل کی جو ہو منظور رحم آتی پنا	کٹا طول مید زندگانی سنو قصہ راونکی زباست
غرضل یا قریب خانہ یار سنی جیت خبر و سہ کر با	نظر بہ شمع مشتاق دیدار خلش کی آرزوی مدعا	لبو لسی کی آغاز سپیدا اوشی مشتاق سسکے کبار	زبانسی کچہ نہفتہ راز پیدا ہوئی رسم محبت کی گنگا
تیرا کت فی کما یہ قیاری ارادہ تھا کہ لیا تن زار	اجازت نہی لی تمہی سہار پکاری ای امید جلوہ یا	اجی چاہا ہلا دیسین جاو مرا یہ حال کدینا کسی سی	قدم کیونکر بڑاتی ہو بڑاؤ کہ گو قربان تھی وہ اپنی جی
انہیں باتوں میں شہو جیانی لغا موش فی جنتیں چاہی	کیا بیہوش و آتی فزون ہجوم چو کی غفلت آتی	نہیں دور فلک و دیو طور غش لیا ہو گئی اعصاب سر	رہیں سسکے تمہی رہو رخ گلگون نظر آتی نگارو
اوری طار جیب قریب ہوا بیدار دبی نو کو آواز	فروع حسن پر آتیا ہی پہر گہرا پی سلطان کہ شہی	خواصیر کی تین جانب ستر فراز بام کمانا کما کی سو یا	زبان پروا قسمت چشم پر رخ و عارض کج شہو دہو
مکھ کو بہر دیگر کشن آیا رہیں گہر تیرا وہ آتی جیب	وہ آتی اور سنایا اس طرح نہایت چین جان دل فی پا	کہ وہ مزدور جو شب ہر راگر وہ لسی پیر تیرے دن باکم	بدل ممنون حسان تعد ارادہ دلین ن ٹہر اکبر
حضور تاج پر شتاق آیا کتنی گزری کتنی ہرین رات	تو چلتی پیش تاجر مطلب زیادہ کل شہی لطف آج یا	کیا الیسا ہی صفت پا جدم پلائی می کمالی خوب کہا	چلا گہری وہ ممتاز و کرم کہ تا جرنی اب سنی فضا
کہ چنبا دینے ہی بہت رو کہ سامان تجارت ہو طیار	رہیگا اونکا ہر شب دوپہ گٹھی خاطر سی کچہ وائیں	سفر ہی تیسرا اوسکا کھول ہوئی رخ سفر دسی فراموش	دکھاؤں کتنی کیفیت قال پہر آبا خاطر شتاق میں جو
جہازوں پر کیا سبکو فرام بہت سبب نفع پایا	جہازوں پر کو دینش و چلی بغداد دیار ان با ہم	موافق شتون کے اسباب لایا جزا ریشہ گزری نظری	ہر اکاسی نیا تحفہ نگایا فری و بہا شام و سحر
اسی صورت گزری و زوارہ نہیں بے لکھ کیس ان دور	تاماہر جگمہ کا پیش آیا کہ تہا ہر قدم اقبال ہر	عجائب سیکڑوں کی ہر جہان تہا جاتی لائی زروا	نئی جنگل نئی بستی نئی گہر سمجھتے تھی وہی ہم حسن عمار
ہو اک لخطہ میں اور سنا کہ وہاں شریق کیجا بطلو	کہ وہاں شریق کیجا بطلو کہ وہاں شریق کیجا بطلو	زمانہ آگیا ہر میکشہ کا جہازوں نے کیا جگر برابر	وہی شیا وہی ہم نئی وہی جا لبون پر گتہ اولما ہی مضطر

دعا دل کینوا غل جا بجاسی	کمال عقدہ نہ زلف مدقاسی	اجل مشتاق جان کئی با	پکارتی بسکایہ ذہن کنگار
غرض کستان فی باز و ربارو	جہاز دل کئی بدلی جو پہلو	تو پہونچی اک جزیرہ چین	بلانل تنی جسمیہ آسمان
وہ بولاوای قسمت لہجہ ہی ہم	کیا تقدیر فی سامان برہم	کما ہمینی خدارا کچھ تو فرما	کما دوشی کہی بدیہ جزیرہ
یہاں تیرین برانس کی لشکر	کہ موی سرخ چین بدن پر	زیادہ ہرین لاکھوں کبھی سجا	ہلکا ہم نہ لاکھوں کبھی سجا
ہیں نونی پر چوڑی کمانے	۷۶ ارات		کہ دیکھی صبح کی سہ تو سجا
ہو اچی جو ساتی جوش پڑی	پریشانی فراخ ہوش پڑی	اشار کی رہا ہی شوق طلب	کہ آغاز سحر ہو چکی سب
کمان انتظار جام و خیم ہو	کوئی ساغر زبردستی سی لی ہو	گر ہم بسکایہ سنداد بپن	عجائب کشکش میں بپن
اوٹا شیشہ جگا بالہ برجام	کہ تسکین شنبو طبع ناکام	صد اقل کئی تنی شرجا	مذاخی وہ ہونی کو نظر جا
سنائین تیر داغ کو باتین	میکترین شیشا کی گماتین	ہجوم کیف سی کمین گلگون	رنگین طرح پر زبان ہون
کہ وہ شاہ قمر طاعت خلط ہ	ہو اجدم فراق شبت اکا	اوٹا سجدی کی شکر خدا	ارادی دلین آدعا کے
بر باہو چا سو صحرائی آباد	کہ ہوا فسانہ ظلمت سنی نشا	سنی قوت حسین پر کمانی	اوسی دیر نیہ طار کی رہا
کہ وہ کتا ہی جھٹ چند ہزار	کہ پہلی ہو چکا ہی جنکا آغاز	ہوین جان ضر قریب لک لٹخا	ہر اک فسرہ خاطر تنہا اثر
عجب سین کہ یہ کیا ناجرا	حسن یا اسکو یا کوئی بلا	کہ روانہ ہو حسن سپر کی	منا دوشی رزو ہر ایک کجی
غرض کچھ کچھ لاکر سنگھائی	کئی بار او سکلی کر ہوش آئے	کھلین اکامین کما کما کما	اگر ہو عطر گل یا خسر تو لاؤ
آئینہ خواہ طلیک مکان	کہ تہا و لیسانہ اس صحن مانہ	چہ کپٹ میں لٹا دوشی آئین	جب یا ہوش گل چہ آئین
دوبوینکے گلگون ہو شیب	زبان فی لگی فریاد طلب	کہ افسوس فلک کچ ادا	گر ہی عیب سم آستان
فراق دوستن ہی تجھو	کہ لالان تجھی عشاق محبوب	یہ کہ لکرا شک لاتی لصد جو	یقین تھا کہ یہ پر خست ہو
گر ہم جھٹون دی یہ کوان	کہ او محبوبت صاحب باز	تم ایبار از خود کرتی ہوا	سنبہ لاکھوں کبھی سجا
ابن بیتا بیون موت پتر	اجی و کو و فور دیدہ تر	تمنا جسکی ہی ہوا جان قربان	اگر اکاب نہ ہی لاکھوں
ہمیں ت ہی پکیر یون بھر	غرض کئی کیا یہ سنگھار	سنا جب ش غیرت ہو لڑ	کما خاموش تم بہت فعال
نہیں آگاہ رسم آقا سے	نہ منہ کہو لودرو اچھا	نراکت کی مرض سی ہون	انسیمو شوق تیرے دوام
زبان ترک پر سجا ہونی	پر شاہ جہان گس اپنی حسد	ہو خواہیدہ بعد از بہت کلا	بہ پہلوی دل آرام زفا
پہرینی قوت پرجا کا کمان	میں صد امی ملی نو بھان	بیان کر گیا ہو تاجر کا جال	وہ بولی بعد از کنت مانی

مقدرنی کیا افسیرده خاطر وہ کشتا کہ جب آنی دیکھا بہت کشتان کی اونکی تیر بہم ہو کہ جہاز اون کی کینچا بڑا اگر طول و سکا ان جہاز ہو ثابت کہ انسان خون ابرین غش آنی کشت بہت سی ہو تو سب غل کیا کیا بلکہ اک انسان تیرہ رو ہو میری بشکل چشم پشانی پران آغ بڑی نیشن کیجیسی چشمیں غرض وہ دفعہ کامرکان خوش آست و کشتان عش سی ہو کہ کی کیا جو نفیر خواب سی گونجا جزیر ہوئی خاموشی تو کی حال مزان شوق ہمارا کہ جب خالی ہو پیا تہ شب سنا پھر شاہ فی آغاز طائر کہ محبوب پر یاد پری کی نگاہ تھر سی دیکھا کتی بار یہاں انسان کا شکل مقرر تو کوئی ہی دزد خان	ملا و سکو خیر اوہ نظر کہ کچھ انسان جہازون پرین کجا مگر کامرتی کوئی ہی نہ تیر جزیری میں کیا استادہ کجا بلندی میں قریب سماں تھا ہرک کی باعث آزار میں یہ مگر ناچار سب بولی جو کچھ کھلا اک ورور وازہ لبر زیادہ غل سی طول میں کمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ لبر زمین کیسی پہاڑوں گلوگر آئی یا سچا کوئی وہاں سی اٹھلا سچا براہ سکھیا ہوئی و لونجہاں ہو کو فرات دری ہم دیکھا و سکا تیر	کہ جہین آدوشتی تھی بچہ وہ دور اور گریہ کجا چر بھی آخروہ مستولون اوتار کجا او گریہ میں کیا بند دھان کچھ پان وکی پاتین در اچی سخت گریہ طبیعت اسی عالم شبنم منہ دکھا صد اکملنی میں او کیسی لنت بن سبنی کوچیا وہ داغ ایسا کہ انکار اس دور نظر اس طرح جبہ دیو آیا قریب یا ہماری او ٹولا کیا آب سارک جانب ہو نا پہر اسکی لہجہ سو یا خوش بھر کہ کل ہم میں ہو گامردہ کو	طبیعت میں ہرک کی طبیعت بڑی چوہوئی بنات سہرا وان ہوا ہر کی گود ہوئی لہجہ اسکی خوشحال سخت کہ کی لذتیں و ہمار رہایت منتشر بل طبیعت اندھیر و خشت فرسکی کہ سمجھی ہم اصل لہجی کو آتی لہجہ فراز و دشت لہجہ اسی صورت سب کیفیت تو پیر بار و کو غش میں کہ فریہ کون ہی اور کوئی لگا یا بعد اسکی اوسپنا کہ جیسی کو کھمنون مقد نہیں اسکی خاطر میں کہ تہا شب کا کی پر اوج قبا شرح ریز یون میرا ہن دیکھا یا او حسن وی صرا بڑی کچھ دور صحن مکان نظر آیا یہ مہمان پری رو خدائی خانہ کیون کام کیا کیا کس شخص نی نگاہ جو کہا اول توقف کس لہجی
۷۷ رات			
دکھا سا غریب کا نارسا نظر سلطان کو آتی صطرب کہ وہ مسطور پر کتا ہی نظا جو اکلت سی اسکی ان ہوئی پر اس طرح وہ گرم آئی یا کس طرح شکوہ تیرا تجلی بخل صی اس جاسی	طبیعت اتل فیض سخن کہا دیوار چل سو صرا کہ آخروہ ہی و ہی وہاں وہ پہونچ پری لہجہ اسکی کہ تو ہی کون تیرا نام کیا بنا کسنی بتائی راجہ کئی ہوا تہیں او جو پیرا	طبیعت اتل فیض سخن کہا دیوار چل سو صرا کہ آخروہ ہی و ہی وہاں وہ پہونچ پری لہجہ اسکی کہ تو ہی کون تیرا نام کیا بنا کسنی بتائی راجہ کئی ہوا تہیں او جو پیرا	طبیعت اتل فیض سخن کہا دیوار چل سو صرا کہ آخروہ ہی و ہی وہاں وہ پہونچ پری لہجہ اسکی کہ تو ہی کون تیرا نام کیا بنا کسنی بتائی راجہ کئی ہوا تہیں او جو پیرا

<p> رکو قید گران ہوں یک جا پر یہ لکھو تو بڑی پاس آتی سب سے سکوونت کا بیان کیا وہ انداد کہ جس جان بچھا نئی گہری سدا امکا مطلب تجھی الطیف اوسکا ہوگا حاصل نظر شتاق دید جلوہ یار وہ پیران سکولہ تین رخس تر نیاز و ناز و محراب کی لشکر کہ چلی گھوٹا حاصل ہو آرام کو کچھ جس جی سے ہمارا وہ ظالم دیو آہو چنچا قابل ہو اجب سیرتاری سے </p>	<p> پڑھی زنجیر پادوں میں برابر یہاں تقدیر گرفت اوس کا طبیعت میں قصہ امتحان کیا یہ رفت زندگی کی سری لگا کہیں ان مٹی کا ادا و شبنم کہ برسوں کے شکل مشکل مگر قفل سے گرم رفت آ کہ تھی وہ گرم شل قلب طر تن زک سی آ لپٹے برابر سنیل فسانہ بانوی گل فام وہ بولی یوں تاج کا تاج کیا ہم میں آتا جبر کو بل گھوٹا حاصل پی سہ لودھو </p>	<p> نہ آت دانہ سی آگاہ کرنا بڑیچ یان کیا اوسکو گرفتار سنا بولاز ہی حسان تقدیر نشان کہتا نہیں دین زرد ہنسین اور کما اوشو طرح یہ لکھو بھیل و سکودھان زبان پر شکر بخت نارسا کا اوتار اوس کنوین جوار سنا کر یہ نہ ٹھرا طائر ادھان نہایت جلد پایا سو کی گچھا کہ جب دوسروں کے شب اوی صورت بھونا کھایا لیا پر لایا تب کو وہاں </p>	<p> ستم ہر طرح خاطر خواہ کرنا کما بھکتیا او بنو دیدار کرو پائی جی تم پانچ بھر جہاں ٹھرا اوی کا گنہگار ہوئی مطلب تیری ہم خوار غضب ساہو آسمان لبوں پر ز صلیطہ عا کا ہوئی کہوں لائیں کی کب ہو اسطفا کی بی بیوں ادا کما بانوی خاطر ہی برہم مصیبت سے ہی تقدیر لا نہ گزرت رحم اوسکی لیں آیا لہا مطلق نہ لپٹا پی زبان </p>
<p> بڑا جب تو ہمیں غل مچایا اوی صورت کے کما کر سواوا ہم ملکر کاسے کہ صدہ مگر تیر کوئی تسوچ اسی کہ میں ہم کشتیاں پر چلایا جہاں چا خدایا کی کیا چہاں کما انہیں ہم وہ آیا کیا ہر ایک جلد اوتی بریا اور اوسکی گمہ میں آہو جو ہر وہاں ہمارے ہم باہر نے </p>	<p> مگر چارہ کسی صورت نہ پایا کہ راندہ کسی گردش تھا وہ یہ نکلی مخلصی کی یانسی کہہ کہ صورت جس نکلی مخلصی نہ کہنا چاہتی و سہ کوئی با کہ اس مرنی وہ بہتر ہی زار تو ہماگی دانسی و سلمان اوی صورت کما سواوا تولد ہا ہو گیا وہ دیو بکار وہ جتنی کشتیاں تھیں اوی </p>	<p> زمان شام ہر پرایا بستو سحر کو اوی نکلا جلد وائے مرنی ل فی وہیں چکوتیا کما بیدون لا و لکڑیاں ہم انہیں میں ٹھہرے ہوں پس آئی مری بون یہ بات اوی کوئی پیش منگی با ہم اوی تو آدمی ہم سچ لکیر کیا غل و سنی و شہر پرک قریب صبح بڑی و نہ با ہم </p>	<p> لیا ہر ایک تھا جو کہ منظور بڑی ہم فی را مین جان کہ جو بخت زبون نہ کر لایا کہ سب ہم جہم نہان ہم بنی ان سب مہلت کا نا بنا کشتیاں تک پہنچی لگا وہ ڈوبو نہی پایا و ہم کیا سرخ گل میں سکور مگر مطلق نہ پایا کچھ ہی قابو انہیں با سرن الا اور ہم </p>

کسی چشم بس کو اور نہ خنوار مگر جس کیر تہا میں تھو کہ چور خبر یہ سا نظر آیا بہت و بہوس بینا بیان کی سی ڈر کہ جوش کی جھٹ بجائیں گنگھڑ مضامین سو کر بسی سیر اوٹا سلطان بچ گشت صحرا جب تی دو چہر چکا وہ طا بہان تو حال گذر اسطر کہ طبعی کہنی کو صورت یا ہوتی ناگاہ مادر سی ملاقات نتی تو نی نکالی تبولاند لہا مان یہ لیا سی سیا مرا کر آپ نہایت ہو گیا متکا آئینہ تو دیکھ نہی رخسار ہوا کیا جلوہ وہ لب زہر خبر کی ہوئی گرونی مرض نیا اک مینی دیکھا ہی تھا طواف خانہ پیش و تہا ایا آخر وی مینی گروار محمل میں اسو چہ شب کہ مینی اک چہر پر مینی لہا وہیں میں کسے نہی ایتا	ایسی پاتھون میں سپر گنجیا بچی ہٹ گئے سب پونہ نور وہیں چلنا ہوا خاطر کو مٹو وہی پہلی حریر پائیں گندین معانی اس طرح مطلب سے سیر پس از انفا جس نے آیا وحی کیا اس طرح اپنا حال ظاہر اب سکا سینہ فسانہ ہو کر نظر کو تاہو حال لطف تیر نظر کی سامنی آن ہو گیار کہا ہی ایک تیرا زہر مگر چلو کوئی بہیودہ پایا کہ جسکی اسطی رشاد تہا یہی صورت تھی اوسیکار لہو کا ہی سی سوکدانت سمجھ نہی جو ہوا حال تہا نگذرتا نظر سی یہ تو حاشا فغان کرتا تھا اکثر جاہا تا یہ ذرت ہا کوئی عیا ہوا بیدار پوچھا تہا طلب نی آرام دل ہو چکا کوثر اوسے سوری جیسے میٹا	لگا کی کشتیوں کی سنگت ہم رہی ہم میں انسان مذہ کو اسی غار میں آن خر موی شب وہ فور شوق مطلب کی خبر کہ تکلیف زخمت فی پانی جہاں ہر روز سنتا تھا کہ نہاں کنواں جسوقت پرستی جنت وہ عیش سی یہ دل میں چکر ہو چکی تھی مگر تھو چہا مانی کیا یہندی ہی ہو تھیں غضبناک میں جالو تہ عیاری ہی گیا بشکل شعلہ بھڑکی و سکی یہ زردی عشق کی کی گھا مرض کوئی یاسو و انجکو بلا تیری اصین کہاں کہ اک قوم بشر تہی دی زاد امید ختم تھی چہری سی پدا یہ اکمل بہرہ نول طائر اک حرف کہا مانوی یون کہتا ہی خبر وہ دو لو میر ساسی ساتھ بخشاں الکیا اتر دواوان	دو بدین جھپٹتہ تھیں فرما لی آیا اک طرف بہکو مقد کی مانوی نہر تکلیف مطلب ملا بہر نہ سی کوئی جام با زبان لفاظ سی غوش بہر سلام شاہ کو بہر صبح سرشب گھر کو ہوتا تھا روانہ تو حال شرع ہو چکا اوجاز تو اوسکی ہن میں تن قصدا وہاں اور کچھ قیمت کو مٹو کہ و مکار و عیار و تہنگا کیسی صلیک کر ٹی وانی بتاؤ تہم کار سخی گہا کہا اوچیا بتیاب و مضطر دکھا اتنی نہ طاری بان مفر کچھ نکچہ سی کہا ہی شکو میں اسو چہا لون جو پار دل فسرہ زبان و ف زہر وہ فور شوق کہا تو سی پٹو پہر گہا زنی شاہ صاف ہوتی قہج ت حق مجاہد سیرک فی خوب سیو دانی مقرر تھا جل کا سب سا
---	---	---	--

چاپانی سمندر کے کناری	وہاں سی پائل پہنچا ہوا	درازی میں گل نخل خرما	جس کی کڑی ہنسی پہنچ کر
اوشا کا ایک منہ سی اوتا	کیا آباد و زرخ کا کنارا	رہی جوت نوبہائی وانی چا	لیا دم کی زیر چنڈ شجا
چڑھائی کے تعلق پر قاست میں لا	وانسی کچھ نظر آیا او جالا	تو دیکھا سانپ کو افتادہ	بدلتا ہی برابر اپنا پہلو
کبھی کچھ بڈیاں سنہ او گل کر	تنگی تائی ہی ہر انکو کر	یہی شب رہا شغل و سکون	ہنسی ہر گھڑی تہا خوف
دعا کرتی تھی ہر لحظہ خدا سے	کہ ایسے بھگوان صفت و بڑی	اسی صورت کا فی رات سار	کہ اپنی حال پر ہی انگلی
غرض وقت سمجھو سانپ کا لا	لگا جب کبھی ہر سو او جالا	جگہ سی پی سر کا اور ہوا	نہیں علوم گرو سا گمان
ہم آتی تھی لاسی زمین پر	خیال آ رہا سی سخت مضطر	مصیبت میں وہ دن کا اور جالا	قریب نام جب پایا اندر
تو پوروس نخل پر چاہی مضطر	کہ دیکھ کر بلا لاتی ہوت	مہر ہی تھی ہر آہ اور سو ڈنڈ	وہاں ہم دو گوی ہی نہیں
وہ زمین بھلا کے کیا	بشکل بید کا نیا یان ترنار	خیال آ کر فی شکست آ	اجل سی مخلص ہی کسی
یہ سمجھتے تھے کہ وہ افنی خوش	چڑھائوس نخل چڑھتی با	پہر آخر حبت کروں و کور	جو میری ساتھ تھا کشت جو
گسیٹا اپنی تم سی ونگلا	کہوں وسعت نقشہ انکار	یقین تھا تھی کچھ حبت	شکم سو اتر ہی کا منزل خوا
کہ بانی تھی کچھ دم زندگی کو	اوسی کہا کردہ اوترا ہر با	یہ نخل کی سو یا سیر ہو کر	رہتا صبح میں تپا و مضطر
سحر کو ہر شاہ اپنی جاسی	دعا کی تھی ہر اپنی خدا سے	کہ یارب تو گزری آج	تری مدد پر چکو نظری
اکہی سلا سی مخلصی دی	نہ جس کو خوف حاصل ہو وہ	نہ اس غازی پایا تھا انجام	کہ گزری تھی آج ابام
رات			
لحاظ تو ہر سبقتی نہیں ہی	کہ ہستی سنی حاصل سنائی	سرخ فسانہ ہر کرنا لب	امید آبر و باقی نہیں ہی
پلاک جام کیسی پار سنائی	نظر آئے لگا تر کا سر	اوشا سلطان چا تا تر ہر	مزی مضمون یونی کہا
کہ جب خسار شب نے رنگ لا	کہ جب سپر ہوئی یہ باٹ	کہا در فی کیا اوسکو گرفتار	وہیں پہنچا کہ کو کثرت
سنا افسانہ یونان میں طائر	ہوئی گویا کہ میں فرماں د	یہ تھا اک مرد دیوانہ کسین کا	نہیں غلغلی صاف
تو اٹھ لگا گون گون بکر	کہ حاضر ہو کچھ دم راحت	نظر آیا اوسکو سخت مضطر	سین اوسکو ملی تھی آ
وہ جاتے تھے برای سیر	طبیعت کو جو آسنی تولا	تو سمجھی ہے مقرر اسکو آزار	تنگی تھی برابر دیدہ تر
کہا کیا حال ہی وہ کچھ بولا	کہ اس طرح پر تھی اشارا	کہ اوسکو بغیر ہنسی کی جا	یہ دیوانہ ہی یا غم میں گرفتار
کہا مجھی ہر کر حال سارا	جس ہی درد و شہنشاہ بنایا	کہا اور آؤ بیباک وغیر	عجب کیا ہی طبیعت اوشا
سو وہ میر طلب سی ان			بڑی توحید جو ہی اور کار

تجی دیوانگی سی و سکی کیا کام	بتا تو اسکا کیا سوچی تھی انجام	وہ بولی رحم کرنا کچھ برسرِ ہے	جنون کی قوم پہ کچھ غصہ ہے
کر دکھ دلی پہ بھوکوئی احسان	تو میں اضی ہوں میری مہا	فقط یہ دیہان تہا دلین مہار	وگر نہ ہم ہیں عالم کی کناری
کہا مادر فی بہتین یہ گہاتین	ابھی کہیں میں کتنی تونی تین	کہاں کی صحبتیں لیلی و مہا	جو یہ بتیا بیان خاطر میں تین
یڑی تو رحم والی ہی بہت خیر	دراو کیہ پناہ جال بد اسکو	فلکیا سانی لانا ہی تیری	بس بچل باب پاس ہی سہی
وہ بولی میں حاضر ہوں گنگا	اوسی ناحق کیا تمنی گرفتار	رانی دو وہ اپنی گھر کو جانی	بلاسی جو بلا ہو مج پر آئے
ستم مہمان پر کچھ نہ ہی نادر	غضب جو چاہو کر کو میر جانی	تم اوسکا حال سہیے دن بھر	مجھی بعد اوسکی جو چاہو سر ڈاڑ
سنا جب و سنی یہ آغاز اوسکا	مکلا خاطر پڑا و سکی راز اوسکا	کہ ہی لاریت دستر بلا دست	طبیعت اسکی ہی بلیک جانا
یہ اوسکی بدلتی حسن رویہ	ہر پامین اوسکی جستجو ہی	اوڑا سپر طراف نہ پمیا	بڑا ہر ہوار شدہ خالی ہوئی
نہایت جلد سنوئی خانہ آیا	فراغ خواب غفلت جب کیا	کہا بانوسی ہاں کیونکر ہی حال	وہ بولی مرد تاجر صاحب قال
بیان کرتا ہی یوں آغاز پنا	سناتا اس طرح ہی راز پنا	کہ جب و سنی و کی آئی نظر	پہرا انکھوئی آگی بہرہ دنا
کہ اپنی موت کی ہی آج بار	رہو امید وار فضل ہا رسے	نہوئی مخلصی سلا تر ہی سی	مٹین کی حوصلی جو کچھ ہیں
مناسب کوئی تدبیر گرو	تو ساری رات راحت لیسے	اسی تجو زمین تہا دل پڑا	کہ شاید غیب سے ہو کوئی سامان
یہ ایک گاہ کی تھی کچھ پناہ جارا	کہا میں کا نہ ہو جسوقت نیاز	کیا نا نصف محل کرکے بہرہ	سہایت دور تک تہا پہنچا
ہوا پناہ فرار غل جاکر	کہ دیکھوں کیا ہی حساقی	غرض شیبہ تی ہی نہ سنا	گر تہا کہیں اوسنی نہ پابا
بہت تہا بہت اوجھل گئی	نہ سوچی اہ اوسکو کوئی تہا	رہا وہ گہات میں شب بھر	نہ آئی کام لیکن فکر اڑا
بچا یا صبح تک مجھ کو خدا	اثر پڑا کیا میری دغا	سحر کی وقت اضی وان سکا	کیا کہہ کر کی رستا اپنی گہرا
میں اترا غل سی مجبور و ناچار	ارادایوں ہوا آخر کتی با	کہ چکر ڈوبی دریا میں ک	بجز اسکی نہیں کچھ اوقالو
بڑا ہونچا سمندر پر جوناگا	ہوا فضل خدا اوسدم آگا	کہ تہا ہی جہاز اس سمت ک	ہوئی طبع مکر خوب سر
پکارا میں چلا یا بہت سا	سنا کہ پتان فی بولا یہ ہی کیا	وہاں سی چوٹی کشتی کی راہ	نہ گذرا تہا بہت ایسا نا
کہہ پوچی لیکر مجھ کو پیش کیا	مجھی کیا ہوئی وہ لوگ حیر	پتا پوچھا سنا قصہ جو سارا	تو بولی ہی یہ قدرت کا اشار
نہ ہاں ہی جسکو کہیں کو قضا	یعنی زندگانی لطف فرما	پہا و س کپتان فی کہا ناکیلا	حقیقت میں بڑا آرام دہا
نئی پوشاک ابھی نئی عطا	برابر بشرط محافی ادا کی	بس بھوئی لگی میری بہت	میسر بہ طرح کی چیز عرف
سحر سی شام تک لطف ملا	نتی انداز کی شہر سخن بات	طعام عمدہ کہا نا ساتھ رہنا	کسی صورت کا دکھ بہرہ

نہان سب بیان حال ہر جا ہماری ساتھ تہا اک مرقاج مزان تو برساتی ہسی بگڑا ملاسنہ سنی بنی جسکی ہوس دو فرشتوں میں ہیں جوشن ہم کہ تاعرض سخن مطلب برآ گیا سوی بیابان سخت بیتاب ہوا اس طرح سی پر لگ گیا طبیعت آچکی ہوا ہی اب کیا لی آتی اور کیا قید او سکون بلا کر انہی ہمراز کو چوچا اب اس سے باز او صاحب فر	سہراک کو لطف خاطر بھی پیدا بہت اسباب لایا تہا ناطک ۸۰ راس بچی ناحق خیال میں لیں نہیں صحت تنہا سی کوئی دم فری مضمون طر یون آگیا پی تسکین دل بیٹیا لب آ کہ پاس ملو اور سنی چکے گویا مرا تو دیکھ اس کا خیر اچھا مگر انسو لب خیر ترین کہ اسکی کچھی تدبیر اب کیا کہان تک بتدای کثرت نہ	مفسدرا لیکرن کپتان بجاہ انہیں تو نہیں شہ فیض مین گذرا اجنباب باریا اجازت دی علی بتیانی دل کہ ہنگام سحر شاہ خوش وقتا کہ اس صی میں طائرانی مضطرب وہ باتیں کہیں سار اگل گیا یہ کہن کی اڑی ہی کو ہمراہ کہ دیکھیں دکھای شوق انجام وہ بولیں و سکون بھائی عجب کی ہی جو وہ بھی کوئی	ہوا گویا کہ میں کرتا ہوں آگاہ ہوئی خاموشی تو صبح آتی آمل کس لپی لب جام ہر جا محبت ہی بھی اپنی حد آ کہ پی گلنگ کوئی جام کامل برای سیار و ٹھاکہ سوچا گیا خراغل پر پٹی وہ مل کر کہاں ہی لیشیک ہی تھی سنا پرسی کہتی چلی صد آہ صد بلالائی نہ کوئی سخت ناگام کہ تہ نہیں آغاز مطلب سوا اسکی نہیں ممکن کی گنا	کہا اچھا وہ میں جب کپرا یہ کہتی ہی کہ صد افسوس دل پہرین گہا کی آتین پیش در لبیا لبیں پہ چلا کر کپری نہ سمجھی تھی کہ الفت کر چکی گام نری بدلی الی محبووت آ خواصوں نے کیا ہنگامہ برآ پہر سلطان لبوئی خانہ کیا کہا بانوسی افسانہ سنا کہ وہ کہتا ہی و کپتان فی و یقینی مر گیا ورنہ وہ آ	تو دیکھا میں قریب خست افرا فدای شوق ہونا کیا شی کل کہا تم آپ دیکھو حال چلکر میں خستیری ہی ہی سر پر نظر آئیگا ایسا مجھ کو انجام گذرنی ہو جو کچھ مجھ گذر جا ہوا کہ ارم سا اوس گہرین ہوا دل محلمین پیش در کہان بیٹی ہو میرے پاس و کہ جسکی پاس کی کئی سال سبب نہ انی کا بتا نہ	کوئی دم کی ہی مہمان جو چکر بچی کیون نہ کی کی آرزوی وہ دوری سنگی مثل عاشق زار ہوئی قصیدہ درسی مہر جان سو میں نام ہوئی پتی چھاپ یہ کہتی کہتی آخر کو غش آیا یہاں تک لکھی طائرہ بفسانہ فرغت پاکی سو یا ساعت وہ بولی میں تبار شاہ وید دکھایا اور کہا افسوس افسوس سو اتنی گہرین اور سبب ہند	مگر یہ لفظ حسرت نہ کہیں پہ کہ قریان تہا آبرو ہے یہاں بیہوش تھی وہ گرفتار ذرا لب کول نہ تہمیری فر لب لب کر جمیری لہجہ پر برابر و سکی اوسکو ہی لبیا ہوا اوس نخل پر ہی ہر پرو اوٹھا کچھ دیر میں باحال شہ سنائی اس طرح تاجر کا گنا ہوئی ہم عمر سحر تاجر کی پاس اوسیکا ہی جو پوٹا لبیا
--	--	---	--	---	--	---	---

وہاں سی وہ ہوا ہم کی کناری	نہ آیا پاس پہرہ گر بہاری	اب و سکی دار تو نہا ہی بال	انہیں پہنچو تنگی تا وہ ہون خنک
مگر تم ہو اسکی نگہاں	کہ مشکل ہو ہم پر سی سان	دلادنگی ہم انسی حق تمہارا	بہت چہا ہی روزی کی سہارا
کہا مینی بہت بہریت تو	مجھی ہی ہی بدل یہ بات فرخو	غرض آیا محریکی سبیل	کہا جیسی کہ اور خوش تال
اسی تو جان لی اور دیکھہ طہر	کہ ہی مدت اسکی واسطی و	وہ جدتا تھا اوسی پایا بدستو	ہوا میری طبیعت کو منظر
کہ اسکی نام سی گاہ ہون ہم	یہ اتنا مال جسکا ہی فراہم	کہا کپتان سی سم اسکا کیا	مفوض مال جسکا یہ ہوا
وہ ہو لاسنہ باد اسکو کینج	سنوارت یہاں و سکی مین	وہ ہی بناد ملک شاہ عادل	زمانی مین وہ ہی مشہور بال
وہین کار مینی والا تھا وہ	ولیکن حرکیا افسوس صد	مقام بالسی ساتہ تھا و	ہر اک دم تھا شریک علو
سنا جب مینی اپنا نام اور	تو حیرت کیا خاطر کو پال	خیال آیا کہ سچ تھا کپتان	ہوا تھا او خوشی میری سچین
تی تفریح دل اور اتنا جہنم	نہیں پہرہ سکی کیجا فراہم	ہزار اوس سی چل نکلا جو	سہ سجاول سکی مطلق کسیرا
مصیبت لبیکہ پانی جا جا	اور اوہ رنگ چہر کا برابر	نہیں باری وہ شکل جوتی	کوئی ہیانی صورت خاکیر
ہوا کپتان مجھی نا شناسا	یقین کہ اسکو آگیا ہی ہوتا	کہوں کس طرح اس سے ہون	کہ میرنگ و اب ہو گیا زرد
تہ و اعضا کو ہی ضیعت حال	کہ محاکوت کرنی ہی ہی مشکل	مگر کچھ فکر سی اک بات نکلی	جو مطلب کی موافق نکلت

اور ہاں سی اسکی طبعی اوقات
اور ہاں سی اسکی طبعی اوقات
اور ہاں سی اسکی طبعی اوقات

۱۸ رات

بہت اچھی تہیت کیف و	کہ جسکی مینی ہی عرض سخن ہو	ترشح آشنا ابرو دہن ہو
اثر پیدا ہو شرح داستان	وہی پہلی کہانی تالیاتی	مرا و شوق یون تقسیم پانی
جہاں تاتہا کہ چہر مین سچا	سنگو یاہین تر اس طرح پر	کہ جب غشمن ہوئی بہ ہوش
انہوں نے تکی رو رو دامن	غرض کچھ دیر مین بی جوب	تو دیکھا اوستی مادر کو مینی ہی
چہا اتنی مین مہر عالم فرو	جب یا بارش شبنم کا ہنگام	تو آتی ہوش مین ہی وہ ہوا
گلی لٹی کہ اصدقی یک کیا تھا	بڑی کیوں سچو کہ کو کمال	کیا تھا کس کس غم غم کیجا پال
ہوا تھا واسطی تیری پیساں	سونا حق تو فی انتشار رخ اوٹیا	سجرت تکلیف کہ کیا اور یاہ
بلادت مین ہون مین اسکو	کہ جسکی سسی کی تھی تہند	نہ تھی مین و سکی ان تال
ہوئی مخطوطہ لالی سطح	کہا مالو سکو تم آزاد کردو	کیسکی طبع غمگین شاد کردو

کہا بہتر بلایا کہ پرسے کو	اجازت دی کہ بوسن لکھنؤ	رکھ دی کہ ہو محفوظ فرسند	کہنا ایسی سی و سچا دین بند
کہا تھایس وہ اکدم میں آئے	نہایت جلد فرصت اسنی پائے	ہوئی جب غلشی قید پائے	دعا کی شکر کی اپنی خدا سے
برہا اوس جگہ قطر اور بیتا	خیال دوست میں چتر چتر پائے	نہ تھا معلوم رستا اوسط کا	جدید ہو چکا وہ ہیں ان کی کھیا
بہت دن بعد اک صحرا میں آیا	اوسی آباد ہر صورت سی پایا	نہ تھا انسان مگر خوشتر شکار	ہزاروں طرح گل بعض پائے
نئی صورت کے خوشبو تین بہت	طبیعت کو پسند اور لطف آئیں	بغایت سایہ دار اور سب آ	تیسے بخش اگر طلب مضطر
فریبک چشمہ شیریں ہوا	شفا پانی پی کر صاحب رو	خوش آیا لیکر وہ سامان یہ	پی آرام پیدل سے ذرا پایا
طبیعت فی جو کچھ لکین پائے	پلک چپکی اوسی جانید پائے	یہ لکھ کر کی زبان طار پائے	پہر اپنی محل کو شاہ خرسند
پس زچہ ہی ہوا خوابیدہ سلطان	اوٹا بانوسی بولا اپنی ایچاں	سنا و تم جو کل تھا قصہ بانے	کہا دی اطف نرم جام سا
وہ بولی قول تاجر یوں سے	خلاف اسمین نہیں جو سچا ہے	بیان تابی وس کپتان سچا	کہ تم بچا تھی ہو کون دوتا
یقین ہی بہرہ اوس کا یاد ہوگا	تامر اعضا کا نقشایا دیوگا	بہت دن وہ رہا ہم نرم	بیان اگر کیا بہرہ نرم می
صد اوسکی سخن دینگسارا	جو تھا صاحب کے خاطر گوگوارا	وہ کیونکر ہو گیا ہوگا فراموش	مقرر کیو تو ہوگا داخل ہو
سو تجکو دیکھی اب غور خوب	ہوا ہون تجھ بد گئی بد گویا	مگر غالب ہی پیچا اور حال	انظر آئیں مناسب کیا احوال
تیرنگہ حاصل ہی ہوگا	یوں ہی رہتا وہ صحران دور	اسی ہی کہ گیا کہ نہ ہو گیا	و کہ تین ہی ہوں جوتو
یہ قصہ ہی مرا سب موفی	نہیں کچھ فرق سرشی مطابق	اگر قبول خاطر ہو تو یہ مال	لی تجکو کہ ہوں مست بال
اسی کچھ حرف میں ملانے	نسب سبک راشیا پائے	سنا کپتان فی بولا کہ اسی دوست	نہی ہی یہی شاکر کا دوست
تری چہر کا نقشہ ہو ہو	نہ کہہ سکتا تھا میں بات تو	پی شاکر ب پچا ناں سدا	نہیں بہرہ مطلق پیشاں
وہی ہی تو تھی تو وہی ہی	مبارک ہو تھی تیری برکت	اسی لی اور کہا پی خرم و تبا	کیا حق تی تجھی مدت میں با
بجالاتک خالق چند افاس	کہ بہر دولت تری تی تری پاس	جو اتنی دیکھ تھی اسکی نگہاں	خدائی کی بڑی شکل اپنا
کہ تجکو مل گیا سب مال تیرا	ہوا پہلا سا پہر خوش حال تیرا	سمجھ لی دیکھ لی ہر جز کو تیرا	نہیں اسمین کی کیست مطلوب
یہ لکھ کر محسوس کو بلایا	نہایت جلد کاغذ کیکی آیا	دیا بہر جائزہ ایک ایک شئی کا	حقیقت میں جی کی کیا وہی
منافع ہی جو پا تھا دیا سب	ہوا فضل خدا سی میرا مطلب	وہاں لی لی آئی سب ہم	قرنفل داری پی کی فراہم
کئی یا نس کی شہر نہیں پیر	نظر آتی خوش قبالی کی طوب	نہایت نفع پایا سب طرح	بہت دولت فی ہر بار
وہاں ہی پہر سو بعد آتی	احباد دوست اپنی زندہ پائے	غریز وافر باکودی کی حصا	دیا زروا کی تھا جو کو چا

بسر ہونی کی محفوظ اوقات	بڑی آرام سی گزری گزرتی	ادھر انچام اس قصی فی پایا	ادھر ہر دوش شب اپنا ہوتا
اوٹھی محفل ہو خوشنواں	راست	۱۸۲	نظر آتا سحر کا سب کو مضبوط
ولا شادی رہا ہی بہکوستی	نہیں کہ رعایت جام ہے	غرض تاخیر سی کیا بان تہا	سہایت دیر گزری اتولا جلد
ہلا شیشہ ملا ساغر کی منہ سے	کہ رنگ حمری نیناسی ٹپکی	جمال خست رز کا جی ہی مشتاق	فراق چند دم ہی بہکوی شام
نہا نہیں کی شیشے بس ب ہم	کہ ہی اپنا مزاج شوق برہم	تمنا خواستگار بخودی ہے	نہیں معلوم کیسا تیرا جی
کہ اب تک جسم سہلی تنہا ہے	مگر سمجھا ہی بہکوی تو گنہ گار	ذرا ارشاد کر قصیر کیا کی	جو یوں تونی توقف کی سزا
دم آغا ز طلب ہی جی کو	دکھا مدد ساغر کی ذرا جو ک	کہ خوش ہو چن لفظہ فانی	تھی افزائش ہر چشم پرست
ہجوم مدعا تقسیم پاتے	زبان پر اسطرح افسانہ آتی	کہ سلطان بعد شب جہو قہار	وہی رہوا جو مقبول آتا
منگایا اور بیٹھا جلد و سپر	بڑا صحرائی جانب مست مضطر	وہی جیٹ و پیر ہو بجا آوٹا	جہاں فسانہ سنتا طائر کا
سنا اسطرح افسانہ کا غبار	کہ آخو دیر میں وہ مرد ممتاز	کہ جسکو نیند کی غفلت تھی آ	اوسی صحرا میں بیٹھ جانی
اوٹھا گاہ کی بہو بجا رہا	تردو آتشا کچھ قلب تہا	تعلق بہکوی کا خاطر میں تہا	بہوٹن خشکے مطاب ہو یا
پہر اوسوں کا جانب ہ مضطر	کہیں ٹہرا کہیں لکھا دم	پہر اوٹھا اور بڑا لیون گداور	بہوٹی کم کچھ نہ دل کی
غرض جنت میں جہہ دکھا	وہ تیرہ مری اک گوتھی ملتی	تیری کی جو گردش ہو کوی	تو دیکھا ایک سواک ذخیر
بہت پاکیزہ صورت پاکدار	خیال عشق حق میں گر مروتا	زبان مصروف از کار الہی	میر جان کو دیدار آسے
نظر کو دید باطن سی سر کا	تصویر و نو عالم سی خبر دار	و فو شوق میں کہ خوش	نہیں با کچھ اپنا ہوتی ہے
عرض یہ دیکھ کر ہو چنچا بصد	ہوا رخنہ ہ از خود فراموش	بسر کی اسنی شب جب مہر	تو وہ درویش جو مصروف تھا
و نہ کر نیکو ہو چنچا برباب	گر ایہ پانچ پیر مجبور و تہا	وہ ٹہرا اور کما مطلبت کر	کہا اسنی کہ بہون محتاج و مضطر
مدد کر میری سی سلطان عالم	فدا تجھ سی ہر دم جان عالم	کیا ہی نجات بدنی مجھ کو لیتا	مری یہ سو میں کیفیت نش
تی تسکین دل خست میری	کہ اپنا مہربان حضرت کو پایا	نہد لا پیر ہ اتنا کہ کے طا	کہ ایسا کچھ نہ کہ افسانہ طائر
پہر اوسوں کی کوشش شاہ	بسر کی نصف شب نو کی ہو	پہر اسکے بعد سو یا او جگا	کہا بانو سی آجلد او خود آما
سنا افسانہ شب شکر کم	سہایت سے نیند میں ہم	وہ بولی قصہ آجر کہ چکا	دیا جہہ و ر کو زور اور اوش
کیا نہ صحت کہا کل ہر تہی نا	کہ چہ تھا قصہ ہی تھک سنا	لیا مرد و گر کو بس آرام	ہوا اوس ات کا آخر کو نا
پہر ادن بہ غریزہ و اقرا پر	بے اشتیاق بعد از چنچا	فراغت کر کی کامو سی ٹہرا	پہر اوس جگر کی خدمت میں گدا

هوانوشن لین سوداگر بستو	کها هونی ہی خاطر سی سرور	بست غرت بی س بی بیایا	سیرا وکی بعد یون او سنایا
کہ ہی کوئی جامدا خاصہ لاو	توقت کچہ ہویاں جلد جاو	یہ کہتی ہی ہوا موجوداں کن	نہارون لہور کا تہا و سمن
بلایا سکو جو حاضر ہی اوس جا	کہا فردوسی بڑی درسا	شہر کیوستان ہوکما وکما	کہ باقی رات کا ہی کم زانا
فراغت ہو تو افسانہ سناتین	زبان پر قصہ دیرینہ لائین	کہا اوسنی بہت بہتر بہت	یہاں سہی سی خاطر کو فرغ
ہونی کہانی سی فرصت چندو	خیال یا جو شک پیش و کم	تو او مل جرنی قصہ سنایا	کہ جب تہا سفر و پیش
بہت سبب خاطر وہ تہا	گذرتی تھی بڑی احتیاف	عجائب تحفی تھی ہمارہ	کہ شائق ہوا گاہ شاہ
کئی شہر و مین پانچا لکیا	دکھایا جا ہوا مال نہا	نہایت نفع دولت مین	طبیعت سے فراس کیچا وٹھیا
وہاںسی اک جہا تازہ طلیا	منگایا اور ہوا مین و سپر	چلی دریا مین ہم چنچا	مہیا عیش کی طبع اس
قصہ سارا لکھ دیا	ہوئی اور ہی سامان دکھایا	کہا کہ پتان فی بار و خبر	چلی باد و حالت خوب تیار
دعا مانگو پڑ جو سکو ہو چو	کہ خاق کر ہی تم سکو ادا	گر مین پالین جو جلد تھی	ہوا سارا لکھ دیا
ہوئی نہ کی جو کوئی کیا	جہا ز اور پڑا آخر کو ناچار	بہت کہ پتان فی چاہ تھار	پہاڑا کیت کا وان تھار
نہاں سہو چو پڑ چاکا لکیا	اوسیدیم ہو گیا کڑی سرور	ہونی خوق آدمی سب	انگرائی لگی بر شی تار
کرسین کہ پڑ تھامض	چو اک تخت پڑ تھی تھی	وہاںسی تھی تھی تھی	کہ تھار اک خبر کا تھار
اسی غار مین خست ہو	راستہ ۱۸	دل	کہا تون فی سہا
بہارتی پلاک جام سنا	کہ گذر مین لطف ملی یا	امید ہی راضی ہو	الی مینا و خمیری
صریحی کو ہلا ہر ایک سنا	کہ احتیاشنا ہو قبط	ہجوم کہین لکھیا	دکھایا تھار مین
کہ بہت خست تھو شبہ لا	کوئی حاضر ہی تھو لاجلہ	ہوا اسوار پھونچا	کئی الماف کا
پہر اندر پیر کے لکھایا	اوسی جاجن کہ اول طیار	نشین تھار خوش	سنا کرتی مین
کہ جب روکش حال اس	کہا اسنی کہ اسی شاہ معلی	جی تقدیر فی تکلیف	نہیں پیلوٹا
تمنا ہی کہ مجھ پر جسم فرما	کہ نہاں کوئی لفظ	سنا ویش فی بونا	ہو تھار
ابھی چند لکھنی اوقات	گذر جائیں جب تھری	تو مل قی سی مطلب	اوس تھار
وہی مشوق تھو خوش ہو	مصیبت کچھ و پوس	یہاں سہو چو	را چنڈا
درختوں کی تھو تھار	نہ کم ہونی تھی لیکن	اسی صورت	تھار

کسی شکیب پر سہانہ لڑاکا کہ برہم لکھ کو بی شکبار سواٹا کہ شکل اپنی دلگیا رادہ ہنکار ہی کی کی بات یہ لکھو سنی اک غوغا چایا بلایا اسکو اور پوچھا کہ حال یہ لی تعویذ جالب سرف اسی تعویذ سی مل موگا وہ	نظر آتی اسی وہ غیرت طبیعت کو ہی جو جس بیچار کہی تو خواب ہی میں کچھ کہ کہیں گہل گتین جاتی گیت سار ویش فی کچھ رحم آیا نظر آتا ہی کیا شک جبال جد ہر ہی تیرہ دلدار خوش میدر آتیکا طرح آرام	سناستی ہی اوستان سحر لیونہ راہ کا ہی برگری ناز مگر تقدیر سی امید کب ہی پکارا دھماکہ ہی ہی میر دلدار فراغت پائی جمعیل سی جوا جو دیکھا تھا بتایا اوستی سنکار غرض جو پیش آنجکوا سی یاد اوڑا طائر یہ مضمون کیجا	بہوئی مجھ پڑی حسان تیر نہیں صنم سیالی پڑوان یہ اتنی بات ہی عجیب ہے کچھ میری سنی افسوس کیا بہوئی خاطر کچھ جانی کچھ غور کہا کہ لہرہ او بیتاب مضطر تو کہ لہرہ نہ دلین ہی زہار پہر سلطان و ہانسیاں
گہرا اور بانو کو بلایا بہو ایدار بانو سی کہا یوں کساری سی خبر یہ سن رہے بہت خوش ہووڑی کی آئی اک مکانیل رکھیا جوسا ہی ہی اوستی کو بہر و کی بعد اوں گون لڑاکا تو کہانی پیسے ہی کچھ زیاد مگر ہمایری دلین فاکا اسی صورت گدرا جب بکہ کہہ یوں الانا جرون کو غلیست مینی اپنا فاقہ سمجھا گرنی فکر میری دلین دم قضا الیک نہ سار وڈا نہیں گانی ہاں لکھیا	لیی ہوسی مر خاطر فی پایا کہو اچان بان کیا وہ مضمون وہان کی آوی جیتی سی پاتے ہمارا گردا کر سب فی گہرا بہت خوش تھے کہ پانی استغفر بہر پیٹ اور خوب راہ پایا پکالی چالول عمدہ خوش بے رہی جیتی وہ با ہم ایسا بہت چاہا کہ لکھیا نہ صلا بہوئی اک سمت و جیتی وڈا بہم کہانی رہی مہل خوش کہ تباہت ہ میری جانی کہ فرصت پانوں گرنی دم کہیں پوچھ پڑی حرفات بہت بڈا پکارا مان خبرا	خدا کی بعد سو یا شاہ منت وہ بولی بیان ہی سطر جیر اونہون نئی انکی جانب نظر وہانسی جکوا انکا اس طرح بہت ترکاریاں ہم پاس لکھ مگر تینی نہ اوستی پاتہ ڈالا سحر کو جرون کو سب لکھا قریب نام اپنی گہر گئی سب بہوئی کچھ دن میں بہ سار جا وہانسی لاتی پہر سامان اپنا مجھی پایا نہایت زار وڈا جزیری میں پہر کرنا تباہ تو ہانسی او جانب یوں انہ جزیرہ لکھیا خالی سراسر نئی مینی توجہ مطلق اوستی	بہوئی مجھ پڑی حسان تیر نہیں صنم سیالی پڑوان یہ اتنی بات ہی عجیب ہے کچھ میری سنی افسوس کیا بہوئی خاطر کچھ جانی کچھ غور کہا کہ لہرہ او بیتاب مضطر تو کہ لہرہ نہ دلین ہی زہار پہر سلطان و ہانسیاں رہی شب کم تو وہ سلطان کہ وہ تاجر جیتی بیتاب مضطر تو سمجھی ہی دولت سحر بہر کہ جیتی بہر بیان جاتین اپ کیا ایما کہ ہم کہانین بہر کہ تباہ اور ہی کچھ راگ مرغن اور فری کی لبکہ پاتے نسجے تاجر او کھا خاک مطلب لگی خوش رہی ہر ساعت نکا لہر طرح اڑان اپنا رکھا باقی کہ تاجون گنا بہتر میسر تینی پھو کوں کچھ کہ مہلت ہی تکلیف زمانہ نہ تھا کوئی بحر اک پیر بہر اوڑا مثل ہو بیتاب مضطر

نہایت دور پہونچا تو نہ سدا سحر کو چل دیا پرین وہاں سے ترقی پر ہی اپنا ذوق ساقی سرمینا کو خم کر رہا کوئی جام ہجوم آرزو کی ولولہ ہوں لبو نہی کت بہین جس جنوں کے گلی لعل کی رو تین ہر سب سے کہ جب غار شب فی پایا بچا یہ فرا کر ہوا گھوڑی پر سوار کہا نہ کیب ہی ہو ارشاد صنمکل سامنی تین کی تیری شاہا ریر بڑا ہوا نی بہت کہا تو نہی کسی کو قصہ خاطر لڑو نگاہی تال سن میں ہو پرسنتی ہی چپی آخروہ دویا کہ جایہ نامہ ایک پوش سلطان وہ تہارونق فرازی تخت شہا یہ سن ٹہر و کو کیا عیابی تمہاری شاہ کو جو دجائی پہا ایقہ شاہی میں بستو کہ شب کرم ہی سخن یک است کہو یہ کیا ہوا تاجر کا آغاز بڑا پسین و اور پہونچا بہت	کہ طافت ہو گئی نہی سلب طر کہ تہی بارش غصہ کب آسمان کہ تہا اوسن شست میں گزرا کہ شب چپک ہوئی بہین طر فری کی چاہتا ہی شوق سا رہین چپک فدا کی جو شوق ہم فدا ہو روح جب کھلی سحر نہ اتین اپنی قابو میں کہی ہم سن تین سطح آفا تہر سے قدم دیکھیں گے پر شہا ہمار کہ وہ غصت ہوا تو نہ لیا نہو مشکل اگر خاموش رہا اجازت فعل ہر کی کچھ نہ دے کسی باٹھ کر سب تر یا مناسب کوئی لشکر مقرر وہاں دنگا فرغ غصہ نہاں بلا اگر ایک کو اسطرح کی بند حضور بادشاہ صاحب فر کہ بس گئے بڑا بہاں خود کہا لائین تین ہم کہ شاہ پہ اس سلطان پر غصہ شوق کیا اسطرح شوق دل کی گاہ یہاں آو کہ اوتوئی سنا کہ چپک حسن ہر عا فر یہی عا شہر شہا بہت	کہ طافت ہو گئی نہی سلب طر کہ تہی بارش غصہ کب آسمان کہ تہا اوسن شست میں گزرا کہ شب چپک ہوئی بہین طر فری کی چاہتا ہی شوق سا رہین چپک فدا کی جو شوق ہم فدا ہو روح جب کھلی سحر نہ اتین اپنی قابو میں کہی ہم سن تین سطح آفا تہر سے قدم دیکھیں گے پر شہا ہمار کہ وہ غصت ہوا تو نہ لیا نہو مشکل اگر خاموش رہا اجازت فعل ہر کی کچھ نہ دے کسی باٹھ کر سب تر یا مناسب کوئی لشکر مقرر وہاں دنگا فرغ غصہ نہاں بلا اگر ایک کو اسطرح کی بند حضور بادشاہ صاحب فر کہ بس گئے بڑا بہاں خود کہا لائین تین ہم کہ شاہ پہ اس سلطان پر غصہ شوق کیا اسطرح شوق دل کی گاہ یہاں آو کہ اوتوئی سنا کہ چپک حسن ہر عا فر یہی عا شہر شہا بہت	کہ طافت ہو گئی نہی سلب طر کہ تہی بارش غصہ کب آسمان کہ تہا اوسن شست میں گزرا کہ شب چپک ہوئی بہین طر فری کی چاہتا ہی شوق سا رہین چپک فدا کی جو شوق ہم فدا ہو روح جب کھلی سحر نہ اتین اپنی قابو میں کہی ہم سن تین سطح آفا تہر سے قدم دیکھیں گے پر شہا ہمار کہ وہ غصت ہوا تو نہ لیا نہو مشکل اگر خاموش رہا اجازت فعل ہر کی کچھ نہ دے کسی باٹھ کر سب تر یا مناسب کوئی لشکر مقرر وہاں دنگا فرغ غصہ نہاں بلا اگر ایک کو اسطرح کی بند حضور بادشاہ صاحب فر کہ بس گئے بڑا بہاں خود کہا لائین تین ہم کہ شاہ پہ اس سلطان پر غصہ شوق کیا اسطرح شوق دل کی گاہ یہاں آو کہ اوتوئی سنا کہ چپک حسن ہر عا فر یہی عا شہر شہا بہت
---	--	--	--

تھی دن میں ہندو گرامی بہشتی افسانہ فریب کی جو آیا مجھے کیا بلایا اور چوہا ہوا غلطو ظمین کو کمال خدا کا فضل تھا جو توجہ آیا کھانسی کی کیا ہی قصہ کہی سکان پر آسائش بہشت مٹی پوشاک بخشی ہر طرح کی زمین سرسبز خیرین عمدہ پیدا یہ سامان یکبارہ رضی ہو دل اسی امید میں وقت گزری انہیں کو کون سی آفت نہینا دیباہ خلعت برز بہشت فری کی کیف و لال خوش	گدز پایا ہونی حاصل سہارا تواؤ کو آوی نہ شریک پایا ہوئی تم سطرخی رونق افزا سنایا مجھے جو گدرا تھا جنجال یہاں کا راستا کس طرح پایا اگرچی چاہی کہ پر چل کی سی ہر اک شے سی بخوبی سب بھر بڑی مد نظر خاطر مری تھی بہت اقسام کی تھی سو پیدا میں سچا سہل پناہ گار گل بڑی آرام ہر رات گزری بلایا اور کہا اونیک اعمال ہوا صورت کامیری اور	نظر آئی کچھ اپنی شکل کی لوگ دست و نشتی وہ چہین ٹوڑتی عرب کی تھی بان و دستیک باجم وہ بولی وہ ہیں جتنی دمی خور غرض ہوئی جب تک کہ چہین ہوا ہمارہ اونکی میں بصد شہ جو کچھ مرغوب سمجھا وہ منگا جزیرا اور وہ جاتی سب باہ جبی در کا جو ہو سب مہیا کہ اب ان تاجروں کے ساتھ ہو کر وہاں تھا جو حکام ایک سلطان تری قضی پہ ہو کر حرم با یہ باتیں ہمیں کچھ چچکا	میں سچا ہمیں کچھ ہی ہو کر تھی سامان تھی ہمراہ اونکی وہی لہجہ وہی باتیں ہر اک دم وہاں ہی آدمی کی رستہ شہ ارادہ تھا کہ گھر کا راستا ملین بڑا خاطر کو اونکی لطف تھی زیادہ بلکہ خواہش سی ہی آیا جتنی کیا جہاں غلطو ظمین قرنفل ارچینی خوب پیدا عجب کیا ہی جو ہو چکا کہ زانی پر نہایت وسکی احسان خدا کا فضل ہی بان نکھو لایا ہوا خصت طلب جو وہاں پلا ساقی کہ بہر خاطر ہوئی تنگ ہوا یوں فطرت اس شوق آہ بیان میں سطرخی آئی گنا رہی مد نظر اطراف گشت ہوئی اپنی طرح حیران و شہ نہیں و اب کہ ہی کیا تہہ نشا مگر تھی کو اپنی مفت برباد تو پھر کھٹ پانی کی تری آ زمین کی پٹی اپنا ماتہ لایا پڑا نعل ہر طرف فریاد
راست ۱۸۵			
دم آفا ز افسانہ جو آیا کہ لا کوئی لبالب جام گلگون کہ بعد از صبح گھوڑا شد کا آیا وہانسی کچھ زینچی ٹھہرا کہا ہمیں تھر تھر پیویش گدرا جیگا کیونکہ پیش سلطان کہاں تو او کہاں نہ رہا یقینی قیدی ہوگا ہر روز ہوئی کیا جیسا و کال	فرار آرزو کچھ رنگ لایا بہشتی مثل خون دریا مضرو موافق طبع کی او سکھو چایا سنایا یوں فسانہ طارو نکا جو تین دنیا و دین کو فراموش گدھی ظاہر کہ چہ مردان نہ ہو تیر حقاقت کا نشانہ نہ نکلی کی زبان لب سی واز پریشان ہو دیباہ تھی جو	طبیعت نے نظر ڈالی سو پر بہم گستاخ ہوں لفظ و معنی تو بیہا اوس پر ہو چکا سو کہ وہ دربان سکا قول شکر نہیں کہ اب سلطان تھی گاہ ہنست وہ او کہا او کال زاد کوئی سرشار سن لیکاجوایت یہ سکر نامہ ہو کو غلط آیا مگونہ کردی جاتو کال بنیاد	میں سچا ہمیں کچھ ہی ہو کر تھی سامان تھی ہمراہ اونکی وہی لہجہ وہی باتیں ہر اک دم وہاں ہی آدمی کی رستہ شہ ارادہ تھا کہ گھر کا راستا ملین بڑا خاطر کو اونکی لطف تھی زیادہ بلکہ خواہش سی ہی آیا جتنی کیا جہاں غلطو ظمین قرنفل ارچینی خوب پیدا عجب کیا ہی جو ہو چکا کہ زانی پر نہایت وسکی احسان خدا کا فضل ہی بان نکھو لایا ہوا خصت طلب جو وہاں پلا ساقی کہ بہر خاطر ہوئی تنگ ہوا یوں فطرت اس شوق آہ بیان میں سطرخی آئی گنا رہی مد نظر اطراف گشت ہوئی اپنی طرح حیران و شہ نہیں و اب کہ ہی کیا تہہ نشا مگر تھی کو اپنی مفت برباد تو پھر کھٹ پانی کی تری آ زمین کی پٹی اپنا ماتہ لایا پڑا نعل ہر طرف فریاد

نظرانی رعایا کی بنیاد ہے	نکل آیا برون قصہ سنایا	ہوا خاطر پریشان اور برہم	سنا سلطان فی پرتگاز حیدر
سبب یہ کہ مجھ کو غیب طایا	کہ مینی قصہ شنایا کوکریا	ہوا اس طرح سلطان سخن	کہا کیا ماجر اسی قاصد سینہ
نہیں دم بہر کہیں آرا پیم	کہ لیک شاہ کا ہونے ملایا	کہا مینی نہیں تو مخم خبر	بہم کی مجبوری دربانوں فی تکرار
بخانی دیکھی اک بیگانہ ہی تو	ہنستے وہ اور کہا دیوانہ بی	کر دغا عرض مطلب چند انعام	مجی خست و جاؤں شاہ غلام
رہی زندہ سدا شاہ خوش اقبال	یہ افسانہ ہی میر اور یہ حال	تباہی کی بھمائی طبع فی راہ	رہا قابو نہ جب طر پر ہی شاہ
سنا آغاز اور انجام اوسکا	وہ ہی کس قسم سی کیا نام اوسکا	بتا اوس شاہ کا کن نشان	کہا سلطان نامہ کہاں ہے
اوسا اونسی ہی باقی کہانی	یہ لکھنا طر الفاظ و معانی	پر نقش کسلی بیان میں اوسکے	زمین ہی کونسی فرمان میں اوسکے
اوسا غار نو کا سا سنا ہی	کوئی دم سو رہیں پہ چاکنا	کہا خاتون سی اپنی امیر جان	پہر اپنی محل کو جلد سلطان
اوسا وہی وقت اظہار فضا	کہا خاتون فی اسی شاہ زمانہ	کہ اس صحر میں باقی رہی کم	یہ فرما کر ہوا خوابیدہ کوچم
کہا کہ خود وہ سلطان جہان دار	وہ بولی یوں اوس جگہ اظہار	سنا ہی کس طرح حال پریشان	وہ جاگا اور کہا صدق میر جان
بڑا تیر میری شوق دیو کا	کیا اپنا مصاحب ہر نفس کا	کہ تہا خوشدل اوس کو نوسا	ہوا کچھ دن میں راضی مجبوری
کہہ سلطان جہاں تھا عالم مشہور	مگر دیکھا وہاں کا کہ یہ دوستو	مرا خاطر فی ہر صورت پایا	نیا سامان تجس زاندا
لجام وزیر کا لبتا تھا جہاں	تو وہ اسب پر فخر سلطان	برای سیر ہوا عالم افروز	اگر چہ بتا تھا گھوڑی پر کوس
اسی نماز پر سب تہی لبیر	رئیس شہر و ممتاز ان لشکر	سب جان تہا بار صلا تہ	سوار میں عریان پشت تہا
کہ ہم انسی نہیں بہر گز خبر	وہ بولی تہی جو کچہ ممتاز دار	کہ اس جگہ دکی کا ہی سبب کیا	مجی حیرت ہو اکر روز چہا
کہا رون پاس کے اوسکو لایا	غرض مینی نمونہ اک سبب یا	نہیں افسوس دعا	لجام وزیر کہ کتی ہیں کیا
کیا ٹھیک اوسکو دیکھیں طرح	بنائی بعد اسکی ایک کاٹھی	نہو گٹ بڑھتی صورت خبر دار	کہا اسطور کی ہوجیہ طیار
کہا بی مثل ہی تجویز تری	بہت تعریف کی ہر کئی تری	نہایت دلین تہا محظوظ و شاد	ہوا اسوار حیدر اوس سلطان
ہوئی مسلوک وہی سبب	جوابی تہی عزیز واقربا اور	بڑا یا میر اور جہا اور قبال	دیا سلطان نے خلعت اور زور
گذرتی زندگی ان ات غم	جدا کجا کو مکرنا شاہ اک دم	بعد از عذر و صد لطف و مدارا	بہت مدت لبس کی مینی دفا
نہایت لطف یوں پایا	مجی تنہا تین شہ بلا یا	ہمیشہ ہر طرح پر یاد کرتا	عیانیت سی سدا دلشاد
انکرا چاہی کچھ اور سہر	لہذا مینی کی ہی ایک تدبیر	تری وقت صد مہ پانچاد	کہ انقت ہی خاطر کو حاصل
انکرا چاہی طبیعت کا سہرا	مسیا بہتین شاہ کی سامان	رہی ہم ہم نہم تجلی کہ پر یاد	وہ کیا پوی کہ تو ہو خانہ آباد

گه سنی بہت اچھا بہت خوب		بھی ہی شاہ کی جویر خوب	یہ کہتی تھی وہ بانو کہی شب	راہ پر گھر پہ کچھ اٹھا مطلب
پلا ساقی تھی جام شبنم		راست ۱۸۶		کہتا ہے چند ساعت گرم سنبہ
خراچی کی دھماکا جی مشتاق		ہوس بچام کو دیکھتے تعلق	تمنا ہی لب پیمانہ چوسین	رخ مینا کی بوسی منسل سین
لیٹ جاتیں گلی ہی سر سوجھ		میری صد ہوں جوش رزو	ہجوم کیف میں لب لہلہ	زبان اسطرح افسانہ لائن
کہ آخر شاہ فی جب سج		طبیعت اجازت سیر کی د	اوٹھا سلطان سر سوجھ کیا	دیوار رونق فزای پشت ہوا
گل گلزار عالم پر نظر کی		خوش آئی صورت اوسکو بچ	ہوا مدارح صنایع ازل کا	کہ کیا جلوہ ہی ہر دشت جہر کا
رہا دیر صدف تماشا		زبان پر تہا ہی ہر دم کہ شا	بشر کیا دیکھ سکتا یہ سال	کہ ہر غازیں ہی عقل حیران
بھی اتنی میں نسبت دیکھ		وہالسی شہ کو جلنی کی خبر	بسوی دشت یا سخت مضطر	سنا کہتا ہی طائر اسطرح پر
کہ قاصد فی سنا جٹ ل		کہا سلطان ہمارا اسلام	پرستش خدا کی اوسکو حاصل	زین شوق پر رکتا ہی منزل
پڑا سلطان اوس نامیکہ		لکھی تھی حمد اور نعت پیر	پہر او کی بعد اسطرح بچ	کہ ای سلطان بل سنا تیر
کہ مینان بادشاہ صاحب		کو روون زیادہ ہی لشکر	کیا ہی سرکشوں کو زیر شمشیر	نہیں حاصل ہو کچھ دیکھو خیر
مگر کی جہہ سانی جسنی منظور		تو البتہ کہ اوسکو بہت	تمہیں ہم اطلاع دیتے ہی	کہ بکوانی خالق کی قسم ہی
اگر حاضر نہو گی تم میری آپ		نوسچو زیست اپنی چند افساں	نہ مہلت موت تم نہرنگی	عوض ساری کی کا خوب لکھا
زین ملک سب اچ ہوگا		نیا سالانہ تیار راج ہوگا	غریب اور او خوش و اختیار	مصیبت میں یہ سب گستا
عرض منظور ہو جیسا رقم		اوسی صورت بیان ہی ہوگا	توفیق کا نہیں ہر قے زمانہ	نہ اوسکو جاننا کوئی فسانہ
زیادہ اب نہیں تحریر منظور		مناسب ہے کہ خاطر کو سر	پڑ ہی جب سنی یہ لفظ و معانی	ہوا ہر ہم مزاج نوجوانی
عرق کیا جین چرسم کا پنا		کہا دستور آئی جلد اس جا	ہوا حاضر و کما یا تہ اوسکو	کہا جا جواب نامہ ہر دو
لکھا اوسی جواب نہ فی ا		پس راجا زحمہ و نعت اسطو	یہ لکھ کر ہوا سناکت وہ ہاتھ	کیا اس سی زیادہ کہ نظر
محکمین ہی ہونچا شاہ پناہ		کہا بانوسی آو غیرت ماہ	کہاں ہی خواہہ لکھ کر ماکہ سنا	چہ کہٹ صاف کہاجا کی سنا
ہوئی حاضر شہ پیش سلطان		فراغت کی کہا بانو اوجان	بس سنا تھی میں چہ چکر چنا	کہ تا کچھ دم سنیں ہر وہ فشا
یہ لکھ کر سنی غافل ہوا		کیا ہر وقت پر بانوئی آگاہ	کہ اوٹھی جلد ای سلطان عالم	زیادہ اب نہیں رہ گئی ہم
سنا سننی گھما تر بال پنا		کہو کس طرح ہی تاجر کا سال	وہ بولی جب کیا تاجر فی منظور	کہ ہوسالانہ کساد سب سنا
تو اوس سلطان فی اک عورت		جہ اپنی خاندان میں شکیلہ	بلکہ عقیدین سیر عطا کے	نظر میں یہ گئی قدرت خدا

هو عاشق جمال و سكا چو د	نه تنها که خور خست کوی ربتا	هر که دم ده را کتی مری پس	بسر شو عجب دست افزار
بخز دیدار جانان کچه نه تا کام	یسی تنها که گری آغاز و انجام	بر بر سر گری او گری نه	و ده ترا مسکن می که آشتا کا
مری بی بی سی و بی بی سی او	حقیقت بینایت دوستی تی	کبھی و ان کبھی دیان سی	را که ترا تنها بعد از دیر اک و
فضار اوده هو تی بهار اک و نه	بر بابی بی کومیری و مبدم	غرض و چارون مین گیتی و	سفر و نیای دوستی گرتی و
گیامین پیش شوهر او سی کبیا	کی الفاظ پرسی کی کچه لطفا	که جای صبر برای دوستی	خدا بهتر گری انجام می
درازی عمر کی دی تا قیامت	رکی خالق سدا تملو سدا	سنا و نیی که یه کیا و عا	مرا وقت اجل پاس چکا
گری بهر کا هو تن جهانین	کمان ممکن گذر پیر مکانین	که مانی یه کیا مانی سنایا	گر کو تی قلق ایسا هی پایا
که جس سی اجل کی خود طلبگا	خدا را بی که یه کیا هی اطفا	و ده بولاهی اسچا کامضون	که زنده ساه بهر مری مدعو
اگر بی مری تو او سکا شوهر	لحدین ساه دی بهر دم برابر	اگر شوهر مری بهی تو بی	رهی زیر لحد بهر از او سی
خلاف رحم بهی امر و شوار	امیر و شاه بهی اسین چا	مفر گز نهین حاصل کسی کو	یسی و پیش بی ایک جی کو
یه سکر سیم سیری او گیتی سن	هو تی و نو جهان مجک و فراسو	که جی مین خدایا سی مفر و	نهایت جلد تکلیف سحر
نهین اس سیم کا انجام چا	برای بی هر طرح یه کام چا	فسانا سطح کستی تی خان	که پیش آسحر کا بهر مضمون
کئی شب غل هو اهرت پیدا	راست ۱۸۷		که مین آکسین خورشید کیا
زان لطف هی ساتی کرم کر	کو تی احسان هو تدریب	ابهی شوق طلب کیم نهین	توقف جوش مین کرم سیم
خدا را بهر کی لا جام لبالب	که بی بهر آرزوی عرض طلب	کهانی کی فرنی بیت بان مین	مضامین مین معانی نهین
که جب خرم هو تی هلاکت شب	بر با سلطان و لیکن طلب	او را که گوی پیوست و شست	نظارتی و ده طاهر و نو کجا
سایون که بی بی حال باقی	که تاق بی هوای جام و ساق	زانی مین نهین کسان کو حال	همیشه بی تی حور کجا
که او کینانی امی سیم ساتی	نتی صورت فلک تی بهر کجا	که بعد از حمد و نعت احمد پاک	که او ستورنی با حسن کجا
که اسی سلطان همارا نامه آیا	طبیعت نه بهت سا لطف کجا	زیاده لشکر و دولت هی بکار	شکست فتح کا خالق جی خفا
خیال خام کو دلین نه جادو	مناسبی که انی کچه خبر لو	نهین کشر گز نهین و نی	غرض که تا نهین کشر سی
اگر و سوقت کجی تی ساتی	تو بان بی کبی کا لطف پات	مناسبی که و همی ملاقات	بهو همان کجی و کونی رات
پیشی مینی نهی دوستان	کیا دستور کو انی نه رو	چو مطلب او سی اطفا کرنا	نه امر میل کو دشمن اکرنا
سلام انجام تقدیر نهی نه	زیاده اب نهین منظور تقدیر	بر او دستور لیکر نامه شام	کئی دن مین نهی نه

تو دیکھا لشکر سیدار بید غرض پہونچا حصو شاہ جید دیانا نہ کہا بوجہا جو کچھ کہا کل جہج کو بڑہ جانی لشکر خبر دستورنی کی اپنی شہ کتنی دن جس کے پیدار بنی ہو وہ طلعہ دگنی پہر کی انشا کہا بانوسی کہہ چال تاجر کہ جب مجھ کو ہوا یہ حال ثابت گیا میں پیش سلطان اور کہا ہنس سلطان کہا ای مرد کا غریب افسر و ممتاز و سلطان سنا جب ہوا خاموش چا کتنی دین رحمت کے جہان غرض خبر خبر چارہ بنایا گیا میں بہر حصو شاہ جید کہ میں پہونچا تو اس کی فن ہو سنا سلطان نے جب قول سیر خود آیا اور بعد دفن او سکے سری پر عمارت کے سنگ لکھ اوٹھی جب کہ دیکھی دین غرض کچھ اضطراب ہوا کہ کراکت خانہ ہی غم سے مہمو	کہا دستورنی بیکاری کہ تی تسلیم سر اپنا کیا جسم ہنس اولین بہت خوش قرار نہ ٹھہری ایک دم پہونچی برابر وہ آیا چند شخص ساتھ لیکے ہوا دلشاد بہر محتاج و مہموم ہوا دولت سر کو قصد شکا کہیں لیا نہ ہو ہرات آخر کہ جیتی جی سکھو فکرات کہ قربان یو صاحب قبال یہ تھا اس بات سے تو آگاہ اسی تین چلتی ہیں شیب رزا اوس شہر میں شل گنگا غضب کچھ پیرا آسمان تو نالہ بی تامل لب پر آیا کیا اس طرح پہر او سکوا یہ احسان جی کس طرح لو کہا کہنا نہیں منظور تیرا اقاری جسم ہی میری کپڑ پہر تے گئے کہ اپنی مضطر کہ میں ویش میں سنہ پیر میں سمجھانے میں کیا تو اسی میں مرد رہتی ہیں بد	نہ انسی فتح ہوگی ہمو حاصل بلایا شاہ فی کی مہر پانے کہا بہتر چلین گی ہم خود او ہوا ایسا ہی جیسا حکم پایا ہوئی دو شاہ میں با ہم ملاقات محبت شاہ دھماں بہت کے جب یا کہ میں سے پیش خانوں وہ بولی تاجر کا بیان ہے یہاں کے زندہ مردوں کے ہم یہ رسم تازہ دیکھی مینی اس سکے اس رسم ہی ت میں پیش یہاں کچھ فکر کرنا محض بی پس از چند ہی ہو بیمار بی کچھ اوس کا غم کچھ اپنی موت کیا سامان فل و سکا اوسید کہ ای سلطان میں کچھ خبر مسافر ہوں اگر مہمور ہوں خلاف رسم ہونا سخت مشکل دیا غسل و راتوار درتہ غار قضا را عکس رخ رشید جان نہیں با ہم لعل را و روہ پیر او نہیں نوار میں کیا جو ہوا اسی بو بد آتی ہی ہر دم	سپاہ شاہ لانی تائب شکل ہوا ممنون لطف قدر او کہا دستورنی ہی قصد کلا قریب اوس شہر حبشہ آیا رہی دو طرف رسم ہدایت برائی بہر تمنا دین جو تے اوٹھا جسم ہوئی خاطر درگو عجائب لطف افزا داستان نئی صورت کے یہ قہر و ستم کہ ہی ہمراہ مردہ دفن زندا نہیں ہوں نا کہ ہی اسپین کم و بیش نہوگی رسم دیرینہ یہ مسدود بڑی شدت ہر اکدم اوٹھو زیادہ برق سی تھا قلب مضطر مگر انہی اجل سی طبع برہم مرا اس شخص سے بڑا گت زرد تو چند ہی و رہی ہوزند گت تجی ہی ہی ہی رہی رہی نہر ہوا اوس سن سن ہی ویش ناچا نظر آیا ہوا دل سخت بنیاب شکا فون سی ہی پیدا نور اکثر تو یوں مجھ ہوئی بخور دل جو کہوں کیا کس طرح خاطر ہی ہوا
--	---	--	---

زاست ۱۸۸

ہوئی خاموشی تو پرانی جا وہ کیسی ہی کیجسکا غل ہی سا لبالب کی لالبت تک ہمارا وہ کیا یعنی کہ جسدم صبح چچی یڑا جاتی محین کو وہ گہری قرب شہب خلوت کا آغاز پہر کی بعد کی وہ یزیم برسات بلایا شاہ فی دستور اپنا یہ سنستی ہی ہوا اسباب جو غرض نصف شب روشن ہوئی مبارکباد کا ہر سمت تماشو پری فی ہی ای سب نے پتی فرغت جب ہو کر بج واکم کہ ہائی ایک ہی میر چارہ وہ مہر تہا بہت سی مچہ گمان کو ہوا میری منظور کہ فرصت پاکی آفت کوئی لا ہوالبط طاہر کہ کی یہ بات پہر اپنی وقت پر چاکا شہنشاہ بیان کرتا ہی آخر بعد اک ماہ گئی جب پہر اپنی گہ کو انسا جسٹ روٹیاں تھیں تہ او کئی جب ندگی چندی و	عنایت کو ہمیں ہی گریہ باقی جو سمجھاتیں تھی لب کی اشار حقیقت کھل گئی ہر شوق کم چہا بانوی خانہ کی نظری بہم پٹی دو شاہ صاحب راز جو کہنا تھا کہا سب کم و کا کہا سامان شادی ہو گیا تردد کی گئی درست مسد زیادہ روزی تانبہ ہی نرم یہی تہا ہر طرف اور چاچا کہ میری زندگی اسطور پر تسلانی دل فی نہیں کم روا کہتا ہی عالم پر بیدار کئی بار آچکا ہی گہ کی اندر کہا ایسا نہیں گہ میں د غضب پنا زانی کو جتانی پہر کہ کھڑے شاہ خوش آفتا کہا بانوسی بان وغیرتہ پہر ایک مردہ زندہ ہوا میں دوش نہ پہچا پوچھا او جو اس پر لگا تہا تہ او سکی کئی دن بعد پہر دیکھا ہی ہو	نہ کر کہ بل ساعین بہا سنا تین ک نیا مضمون د اوٹھا سلطان شاق پہر شہ سنا اس طرح پہر چاکر فسانہ کنایت زہد تین لہسین تین کیا پہر کی فی اس شوق رام میں خند و گشاہ مہمان کو بیان میں انہیں سکتی ہی ہو پہر اسکی بعد آیا شاہ مہمان دولن کو اپنی دولہ گہرین بہم مل کی پہر وہ دولہ کو پہر ہی ہو کہ سن شہیہ دیا نہایت نہ خواہم استکار چچا بی باپ سی سہ کہ تہا سو وہ جب مخالف ہی تو ہم رہنا ذرا اس خبر جب یا قصر سلطانی سلطان سنا وہ قصہ باقی مریحان اوسے فن میں وکلو لاک ڈ وہ عورتی اوسے مینی ہوا وہ سب لیا تا گزری وقت اوسے جنت ہی تین پتہ	کہ جسٹ نو پیش لفظ تہا کہ ہی آغاز مضمون فسانہ حلاوت بخش خاطر راحت د ہوا دیدار طائر دلو منظور کہ جب ن ہو گیا و انسی دا سہما تین بختی کچہ اور گہا نظر آیا سحر کا جب کہ پتہ کہ رو روشن کی ہر مکان کہ عاجز شرح میں کلمہ حلو ہو واقعہ پہر پیکر اوسے ان گذشتہ حال جو کچہ تہا سنا مردہ کی سلک میں ہو پتہ نئی قصہ سی مین تی ہون مفراوس برکات کو ہی د کہ اسکی سنا کہ دو عقد پہر کہ چاہتا ہی یوں شہ سنا ہی مینی وہ آتیکا کہا ہوا آرام سی دست گریہ وہ بولی تاجر قسمت پریشان اوٹھا تہ نظر آیا او جالا اہل کی دنی کی صحبت گوا بہر مونی لگی راحت مینی وہ ہی بہر مال پایا
---	---	---	---

و یا آخر پڑی اوس جا پر ناگاہ غرض کہ سال سی صورت گذر بڑا کچھ اوس طرف تارکیت ہی وہ لگی و سکی سچی میں ان تہا نظر آتی ہیں مار و انس و چار اسی وزن اسنی راہ کی تھی اوسی وزن سی سر ہا بزرگ سمندر کا کنا لہتا جواو چل جب تہ بوش صلی تہی سچو نڈانک سو کیا مینے پایا پکارا خوب چلا یا بہت سا یہ بانو کہہ ہی تھی حال شہ نہ کہ ساتی تھی گلگون نظر بند پلا لبر نہ پیمانہ بڑا سا کہاں ہی کس طرف ہی اور کب و فور چوش میں مضمون قوم اوٹھا اور دشت کی آہ اوٹھ ہوا یوں ایک سچی ہا کیوٹ مگر یہ شاہ مہمان کچہ نہ سمجھا غرض یہ سوچا کہ جام لٹایا پیا کہنی سنی و سکی نہ تھی جام کہا تہ کہ کچھ پاتھ و رکبان سنا دینا نہ تھی تہی تہی	بہت سی مرد زندگی تی ہمراہ کہ لاشیں سیکڑوں میں مڑنہا ہوا اوس بہت مطلق ترگا مگر میری فطری دہ نہاں تہا ہوئی غائب شئی و سچا کیل مصیبت نہ جان پر نہ تھی نظر آتی لگا ہر سو اجالا بڑا کر میں قدم خوش کچھ بچکا کہ مینی حرم نیاسی کیا کیا عجبت میں نہ بچا کیوں وٹھا کسینہ دور سے مجھ کو چوٹ کہ بدلی رنگ ظلمت شہ	ہر اک کو جانسی مارا وٹھا لیر کسی شہت سنی دہب بکے آؤ مگر سمجھا کوئی جاتا ہی اک سو نہایت و جہت نہ چا تو کیا میں سمجھا یہ مقرر جانو تہا ہوا جی خوش رستا ماتہ آیا ہوا تن کو لگی ٹھنڈا ہوا دل ذرا بیٹھا کیا آرام دم بہر صعوبت بیشتر کی یاد ہی بہ اسی ندوہ میں بیٹھا تہا ناچا لی آیا جلد پیسو تی میری پاس ہوئی خاموشی توں گل ندا	بہت سی مرد زندگی تی ہمراہ کہ لاشیں سیکڑوں میں مڑنہا ہوا اوس بہت مطلق ترگا مگر میری فطری دہ نہاں تہا ہوئی غائب شئی و سچا کیل مصیبت نہ جان پر نہ تھی نظر آتی لگا ہر سو اجالا بڑا کر میں قدم خوش کچھ بچکا کہ مینی حرم نیاسی کیا کیا عجبت میں نہ بچا کیوں وٹھا کسینہ دور سے مجھ کو چوٹ کہ بدلی رنگ ظلمت شہ
رات ۱۸۹			
کہ میں ن دو سہرے راج پیاسا میسر سکو آجا تے اگر وہ فسانہ اس طرح زیب ظلم دکھاتی بہت دلخواہ اوٹھ کہ آخر عیش نخت بدنی کہو خیال یا کہ دشمن کون میرا لب لدار کی نزدیکیا پیرا سکی بعد بکودہ دل رام جراتی پاس کی تھی جوں انسان کہ بان شہ کی کچھ بکودہ ہو	اوٹھا لاجلد گاڑ ہی کیف و زبان لب ہنگو لین چندم کو کہ وقت صبح پہر وہ داوستر پہو چکر وہ تہ اشجارا پیری فی گو کیا اوسکو خبر دار مجھی تو نہ لیں بہر آفات کہا پی اسکو وقت آرزو کہ دیکھو جی نکدی تھکاہ غافل جلادوں نہاں نہ تھی نیکی یقین نہ تھی کہ کچھ کر ام پان	اوٹھا لاجلد گاڑ ہی کیف و زبان لب ہنگو لین چندم کو کہ وقت صبح پہر وہ داوستر پہو چکر وہ تہ اشجارا پیری فی گو کیا اوسکو خبر دار مجھی تو نہ لیں بہر آفات کہا پی اسکو وقت آرزو کہ دیکھو جی نکدی تھکاہ غافل جلادوں نہاں نہ تھی نیکی یقین نہ تھی کہ کچھ کر ام پان	کہ میں ن دو سہرے راج پیاسا میسر سکو آجا تے اگر وہ فسانہ اس طرح زیب ظلم دکھاتی بہت دلخواہ اوٹھ کہ آخر عیش نخت بدنی کہو خیال یا کہ دشمن کون میرا لب لدار کی نزدیکیا پیرا سکی بعد بکودہ دل رام جراتی پاس کی تھی جوں انسان کہ بان شہ کی کچھ بکودہ ہو

ہولی اس طرح چڑھ چکا لہا آغوش نین شہ پری کو کہ آپہنچا وہ جلا دستگار پری کو گود میں اپنی اویا گر وہ دلہا گری بصد جو وگر نہ اک قیامت میں دن پہر سلطان قریب خانہ آیا پکار شاہ جاگو تنگ ہی رات یکے لٹا، مین بیسوتی پہلے مگر مین بسکہ اولیٰ جنبی تھا سنو کوں تم حال کیا ہی جہاز اک تہا کہ مین بیٹھا تھا نہ پاتی راہ جانا کس طرف کو بہر اوس کپتان نے خاطر رکھ ہوئی نہائی وقت تنجہ حال غرض مٹی پکار اور کہا حال تعب سا بہو ایہ حال سنگر وہ انسی پہر پڑا ہمراہ اونکے بہر اوس جاسی چیز وہاں پہا وہاں کہ لری کچھ اونکی اشیا بہت دن مین نظر انداز آیا سحر کو دو ستون کی ملاقات یکہ لکر بہر کہا فردوسی جا	اوٹھا یا پادشہ میں اک جام لبر اجازت اور ہی ہی پنی جی کو نہایت تیز جیسی کوئی تلو وہو شوق مستی پر چولا یا کہا او بیجا احسان فراموش عوض سکا اسیدم تجلی گئے وہی ہر روز کا سامان ہا اگر جی چاہی سنا لوک نبی بات جہاز نو جان ٹسہ ہوا تھا مخوف تھا کہ کیا ہو حال میر کہاں تہی ہو یہ کیا اجرا ہے ہوا وہ غرق دریا یان پہونچے رہا تقدیر پر شا کہ جو ہو توقع اس قدر محکوم نہیں تہی تو یوں کہنی لگا مجھی مار دل کہ اس تکلیف گیزی کتنی سال کہا سب نے خوش تیر اس قدر خیریری چند جو جو متصل تھے مقدراوس مین پر جبکہ لایا کی باہم ہوا اک ہر روز کا خدا کا شکر اپنی لب پہ لایا بہم ہونے لگے لطف و ملاقات سنو نگا تجھی کل ادھر قصا	پلا پادشہ کو خوشن کر زوی فلک کو رشک عشرت کیا پڑ ہی ہنتر کی کچھ لفظ طہر ارادہ تھا کہ بوسہ دن سہرے یکہ کیا کرنا ہی پنی ہوش میں کہا طارنی یان نکیت فسا غذا کھا تی پیا پانے رہا سو اوٹھا سلطان کا فراموش بان پہونچ کر سب کی مٹی ملاقات کتنی اشخاص و کپتان بجا کہا مینی کہ دم لیکر کون گا رہا مین زندہ اور گھیراں چند یہ تھوڑا سا کہا مینی اچھا کہلا یا کہانا اور پانے پلا یا کہا اب افسانہ کپتان کو سننا بلاتین اس قدر مٹی اوٹھا مین کہ لایا تو سلا مشعل جہم پہا وہاں پہونچا بہت سامان اچھا وہاں کی آدمی تہی آدمی خوا رکھا آخربانہ اپنی پہ سکو قریب شام پہونچا جبکہ مین غریبون کو لٹا یا سیم اور ز دیا وہ ہمسفر دیتا تھا نہ تو	اشارا ہی کیا کچھ گفتگوسی اوس دم اک نیا سامان کٹا ہوا انسان سے سلطان شہ طہر فرطیل کو حاصل ہو چکے اسی مین خبری جلد ہی گھر ہوا بعد اسکی اوس جارا رہی شب کم تو وہ بالو خوش وہ بولی تاجر بٹیا و حیران ہوئی کچھ کچھ وہاں کمر داتا میری پاس لڑی اور بولی کہ سعد نیا ہی ہر طرح پر حال میر سو ہوں و روز شہنشاہ تیز سنو نگا زیادہ اوچھا بہر صورت بڑا آرام پایا مصیبت کے کہانی لفظ لاف بہر کہ ہم فتنین بی تہا مگر باقی تہی عمر چند انفا ہوا حاصل نہایت نفع درندوں کے طرح سب ا چلی انسی کہا جی میں کچھ ہوئی اسکیں کچھ سوز چکر بناتین مسجدین چاہے اکثر کہا ہو جی ہی کچھ بہر انداز
--	--	--	--

کہانی کہتی تھی پنیس پنیس کے لپٹا خدا پر دم احسان ہی سا لبالب کی دلی کستور ترجہ پری ابر فکر عالمے چمکا تاسری پٹک بجان کہ جب نوا خورشید جهان آ سنا او طل ترون سی فیسانہ غش پانا گمان و پچن کو نہایت مضطرب تیا پری فی سب گذار ہوا کہما شو پری جاکلی چال او پری فاقہ غش سی پایا بکڑ طار کو و انس کی کوہا کہ صد حسرت پری کی کوہا یہ او ٹکر پری کوہا کہ دشمن پری اف بوہ طور یہ اس تجویرین تہا شادو قریب اگر کہادہ لشکر آیا وہ انس پنی گھر سلطان آیا او ٹہا بانوسی بولا مان بجان کہ جب دن میسر راحت آ سوا اسکی میسر سیر ہوگی یہ لپٹا چکر پنی کتی بار	کہ شے ہو گئی صوت گر گون او ٹہا سلطان کہ ہنگام سہرتا راست ۱۹ کہ خندان طبیعت صوت کر نہایت جلد پہلکا جام خاک تری تعریف بہت لکھ لکھ ہوئی بزل کنار ملک ستیا کہ صد افسوس حال مانہ نہ پونچا اپنی جوش مدعا کو خبر جھوٹا دلی یہ پانی سنا جب او ماوئی خیر حال کہ پیش طرح آیا حسن عالم کتی ساعت میں خرتیوں یا میان راہ واقع تہا صحرا مقدر پچھیں محم لایا قریب صبح ہو پونچا خانہ بلاؤ نگار ہی گا اسپر اک و کہ اک مخبر نظر آیا بہت دور کہ جسنی حال میرا یہ بنایا مہیا عیش کا سامان پایا سنا کہتا ہی کیا تاجرب سران طبیعت میں مگر بہر سہا ملین کی بنیتہ دروین جو کیا پنی جہب باز فتنہ تیا	فلک اور کہہ نہ طے نہ دنا وہی آتش ہی ران سے لحاظ تو بہ خاطر سے جدا کہما نایل کرم کا اپنی دستو خبر دی اس طرح ہر کہہ بڑا پیر فرشت کو تیا ب و مضطر پری فی زوہو می منہ پرکاش ہوئی مادر کی گھر و انس رو کہما قربان کیوں تیرے ہی مضطر رہی تھو گے و امن پر گھر نہ بڑا ہاک سمکے چور اگر لپٹا ہوا افسوس عالم فراموش مگر دلو نہایت رنج اور غم کہ وہ دن چھپ گیا ظاہر ہوئی ہوئی خاطر نہایت شاد و خرسند کہ تاہی ہی ہی کیفیت سو جسین تا قدم زخمیہ برابر کہ دن گذر اقریب آگئی رات رح شب بھگتری شبنم پٹو بیان کرتا ہی یوں کیفیت راز کہیں دل تجارت لیک جلی وہ کام آتیا اکثر وقت کل فرہم کر کی لی اک سمت کے راہ
---	--	--

سخت زمین جہاز ایسا رواں تھا	کہ اوس تیرہ ہر خطہ گمان	کہ لاکھوں سال کی ساعت پہنچو	کہ غافل سر انجام سی سی
یکایستی مغرب کی یکبار	وہاں یران جزیرا تھا نمودا	کئی تاجر جو تھی مدت سے چہا	کیا سبھی اس طرح آگاہ
کہ چلی دیکھی یان کا تاشا	نظر آئی کیسا حال سچا	غرض و تری چلی دست باجم	مال بدی غافل و در پی غم
نظر آئے ہیں اک ہضہ ایسا	کہ اوس کا دور کو سونے فروں	وہ رخ چڑیا کا تھا ہضہ تفر	کہ جس کا حال لکھا ہنی اکثر
اوسی تھا اوس کی چنی جو کٹکا	تو اک جانب سے ہوا ہوا	مری ساتھی جو پوچھو ناگاہ	لگی کہنی کہ یہ کیا ہی جی وا
کہا ہا ایک فی اوس چوہا	سرسر پہلو مضیہ اتنا	ہوا اوس میں وہ بچا نمودا	رہی آسمین ہم سب تیر کر
کہ اسکو ہوں کہ کیا بھی ل	کہ تارہ جانی طریق یران	بہت مانع ہوا میں پرانا	ہوا انتظار اوس کا سب کما
آتا پیٹ میں من سے اسکو	پکاری کہنا کی کیا اتہو جو	نہ گذر اتہا بہت حد کیبار	ہوتی واکر ٹکری نمودا
پکارا دور سی کپتان کہ تو	نہایت جلد یان تشریف لائے	وہ چڑیا جس کی بھی کوئی کیا	بقین ہی اوس کا چوہا قہرا
وہی ہیں بر کی صوت کہ آ	نہیں معلوم کیا آفت میں لائے	تسا ہنی چلی گہر کے ناچا	جہاز اسادہ تھا جانی
سنا غل مادہ و زکا برابر	کہ تھی ہ درد سی بھی کی مضطر	نظر آئی نہ کچھ دم بہ نظر کو	نہیں بت ہوتی رہی کبر کو
کئی ساعت میں آوے پکے	لیی بچوں میں نی چند تہر	یہاں تاکتے چلی تھی قصہ	کہ پایا عارض شب کو گر کو
یقین ی بخل کی قربان ستی	است ۱۹۱		نہ تھی ہمیں کہی پہچان ستی
یہ ایسی بی بی کسی سکھاتے	عجب ہی کیسی طریق ستی	ذرا انصاف کرو فی خطہ	رکی رہنی سنی خرد عا
خطہ ہی یہ کہیں تبت ہوا	حد و کا قول بجا مانا کیا	نظر کر میری دامن کہ رہی	می گل رنگ کی بوسہ کبر
لبوں کو دیکھ لگی آگے حال	دہن سونہ پو شیدہ حال	پہر اسیر گمان فسون	عفتہ بہ زبان فسون
خدا لا کوئی گل رنگ جام	کہ اے عرض بتیابی کا ہنگام	زبان پزیر کرتی میں ضلیم	سخن اسطرح پر پائیز میں
کہ وہ سلطان تھا صحر کا	بڑا وقت سحر بہر سوانق	جہاں کسیر کی پہونچا پور جا	جہاں فسانہ منتطاطا روکا
ہوا یوں گوش دلوش حال	کہ وہ مخبر جو تھا قسمت پال	دکھا کر شکل اپنی خون اکود	امید زندگی کی و سنی مسدود
اجل کا جام فی غفلت میں آیا	مرا آغوش مدفن کا اوٹھا	ہنوز اس رخ فی فرصت روکا	کوئی تدبیر آسائش کی تھی
کہ آیا لشکر شہرست پاس	ہوتی مشکل کشیدہ ہنگام	صدائی قتل فی سر ہو کیا سو	دکھا یا موت نے فرد کو زور
جو حکم تھا وہاں وہ قصد	مقابل کی لی شمشیر برد	گر اماند با تیز رو از	ہوا اک چشم کا سیاہ و سدوم
بہم چینی لگی شمشیر خونیز	رہی شام کیفیت بہشت	جب تی شمشیر ٹہری و تو	رہی وہ جنگ آسمین پر

گر زخمی ہوا حاکم میان کا	ارادہ گنٹ گیا ہر امتحان کا	سحر کو ایک قاصد اپنا بیجا	کہا بہائی سی کہنا قصیدہ کیا
خطا ہوتی نہیں کوئی عیب	یہی کسو اسطی سم مکافات	بکعب بتاوتا ہوں آگاہ	عداوت کسطرح کیوں کر
وہ آیا اور سنایا حال سارا	کیا حاکم فی یان کے یون ایشا	کہ وہ بیٹا تمہارا سخت بدی	تہایت ہلکا وہ ظل تم ہی لڑا
اگر دنی و اوسی ہم کو جانی	کہ دورت درمیان کو نہ لائیں	وگر نہ فتح آب جب کو خدا دے	وہ دونوں ملک قبضی میں لے لے
سنا جہاں حاکم خود آیا	کہا ایما تمہارا سہنے پایا	خطا کیا اسکی کچھ ہی تو	اشعار کبھی بس چب نہ پیا
جو گذری تھی کی ساری گنا	کہ ہی یون تلخ عیش نہ گنا	سنا طائر اکراک سمٹ	پیرا کہ اپنی شاہ صاحب
نہایت جلد پیش باتو آیا	وہی سامان ہر روزہ جو پایا	ہو ناخوش و رکنا کہ کی سیو	غرض چھک میں نقد ہو نکلیا
رہی شب کو جا کا نشانہ	کہا بانوسی کی تائی فاق	سنا جریان کرتا ہی اکبیا	وہ بولی می عری شاہ
وہ کہتا ہی کہ مادہ اور وہ	کی تی اپنی بچوں میں تجویر	تو ہیکہا ہیکہا سنگ بنا	جہاز اوست ہوا گڑھی کئی
جو تھا اسباب و جہتی انسان	تہ دریا میں سب پچو اوسی	گڑھ میں بانی چند انقاس	قصدار گہا س سیر گئی ہر
پکر کر اوسکو میں و ہر اور	ہو امنون لطف آسمان	نظر اوٹھی تو کچھ اوسجا نہ پایا	فلک نے اویسی سامان کیا
پکارا اپنی خالق کو بصدجو	کہ تھی نیاودین و سدم فرما	یکایک ہتی ہتی ایک تختا	مری نزدیکت اک اوس جا
میں و سپر پیر کسو چاہا	کیا فضل خدا تجویر احسان	یہ پوچھا بیگانہ نزل پر ہیا	مفر یا کیا ظلم آسمان سے
غرض خود بہادہ اک حرف کو	کہا میںی خدا اپنے پرو	کہ اسی مالک کر اسگری تو	کہ حاصل ہو چھی خاطر بہ قابو
گنڈراتا بہت اسکو زنا	کہ پوچھا تیر مطلب پر نشنا	نظر آیا خبریری کا کسنا	ہوا بہ زندگی کا کچھ سہارا
میں ترا اور خشکی میں جو آیا	تو ٹر چند دم آرام پایا	بہت باغ دیکھی صاحب باہ	فری کی پہل بہار افراسبا
نہایت اشتہا تھی و لکوتا	پایا پی وین چشمہ جو پایا	بہت شیرین نیت سر دتا	دل مضطر کو تہا زحمت
پہر خرنیداتی سورہا میں	کہ رنج راہی زانده تہا میں	کہلی جب انکہ میری ن پا	اندھیرا سامنی شب سا
اوٹھا لٹا تہ اشبار جا کر	نہ آئی بیکسی سی تیند شنب	ہر اکدم سوچتا تھا حال بنا	کہ یہ کیسے ہو گیا تہا پیشہ کیا
ہو سن پھر ہی صورت گیت	جل جان لے کو اسجا پہ لے	اسی زودہ میں خصلت ہونی	تہ آتی ماتہ کوئی شکل مطلب
نظر اوٹھی تو روی صبح کیا	ادا میںی کیا سجدہ خدا کا	وہ اسلی و تہہ اک جانب گیا	کہ شلید راہ کا کلی کوئی طو
تجس میں ہر بڑوں تہا	کہیں ان تہا کبھی بڑہ کر ہا تہا	تہو تہا مگرستی سے آگاہ	بجز قسمت نہ تہا کوئی ہی تہا
کہیں و تہا اپنی حال بد	کہیں ہنستا تہا بڑوں کے	پہر کہہ کر تہا خوش خان	وہی آیا سحر کا پیشہ مضمون

رات ۱۹۲

پلائی کی دنیا اور ساقی	مین کہہ سکتا نہیں کچھ عجیب عالم	اشاری کر سہی، کثرت شوق	کہ اپنا طور ہی بہ طور باقی
عجب صورت بنی طر کی بہر کرم	درا سر کو قریب خم تو جاؤ	گہ رسم ادب سے ہوں جو آگاہ	کہان تک کی ہوگی قیدی
کوئی ساغر لبالب سا اوٹھا	فقط ہی انتظار فصل معبود	جو وہ چاہی تو دل چاہی	تو گستاخی کی میں چلتا نہیں
ارادی لکھ دین ل ہی میں جو	نہ گہ ترک ت بہر چاہیں	یہیں تین تہم کہت میں تو	اسیدم مدعا بر آئے تیرا
ابھی بہر کی چٹائی نہیں د	قریب آ یا سحر کا ہر زمانہ	اوٹھا سلطان بر آسیر	ساتین لک نیا قصہ خوش سوار
کہ آب خرمواشبک فسانہ	جہان طائر کا سنتا تھا فضا	پہر رخ جانب صحر آشاد	مزاج شوق فی بدلا چو پہلو
تو یاد آیا وہی اپنا ٹھکانا	کہ قصہ دوسرے سلطان نے سن کر	کہا بیٹا مرا ایسا نہیں ہے	نہایت جلد آیا سخت بچا
سنا طائر ہی گویا اس طرح	تری تقدیر کی ہی رسائی	کہ آتی ہیں چچا اس گہم جان	کہان بد نہیں زیبا سیر
بلایا اور کہا کہ جبہ ساقی	کہ از بس قلب ہے ناشاد کا	نظر آتی جو صورت او کی	کی تقدیر فی ہمہ پہر جان
ذرا سخی رسی رشاد انکا	اگر دی دو آ لیجاؤں میں گہ	پدر بولا کہ بہتر خوف کیا ہے	ہو سلطان ول سخت تیرا
کہا مجھ کو نہ رحم آئیگا اسپر	جہان منظور خاطر ہو وہ	یہ لکھ دی دیا بیٹا چچا کو	موافق میری ل کی مدعا
اسی لوساتہ جو چاہی ہوا	تحالف آتی بہر جانب ہی دو	فراغت جبکہ شبنم کی پات	کہا بیٹی سی جاسو نہ پاؤ
پہر سکی بوجہ رخصت کی ہوا	سنا دستور جب یہ قصا	باستقبال با پیش سلطان	ہو خاطر شاہ حصار مان
پہر لشکر سوی خانہ شہ کا	مناسب ہے کہ ہو شخص آگاہ	غرض کچھ دیر میں گہ شاہ آ	نہایت خوب سامان پات
کہا دشمن کون سی لاتی ہیں ہمارے	وہ کہو میں اتنی سخت واقعا	مدوسی شہنشاہ تین کی کلبا	درستی پاتین کی آغا ز ہما
بلایا اپنی بیٹی کو کہا حال	کہا بہر فکر شاعر فی فسانہ	آرٹا تر بیان جبکہ چکا حال	بڑا گہ کی طرف شاہ خور
ہو اپہر حکم جشن خسروا	کہ کسل راہ سی بتیا تھا وہ	پہر کی بعد جا کا شاہ باسو	کہا بانوسی ب مشتاق گہر
محل میں پیش بانوس ہوا	کہ پہر ہوں آپ مہنون احسان	وہ بولی تاجر افسردہ خاطر	فسانہ اپنا یوں کر پائی ظا
کہ کو کوئی فسانہ امی میرچا	ہو اپہر فکر طلب سے میں پاس	کہ گشت سی جمال مہر دیا	گہر پاپا کوئی ترستا نہ ایسا
کہ آئے حال بد پر کر کی فسوس	میسر آتی انسانوں کی دنیا	یہ سوچا اور اک جانب پرت	فی تفریح دل مشتاق تہا
جو بہر مدعا ہوتا مدو گار	مرض میں تھا وہ جو کی گرفتار	پہو چچا پاس و کی مٹی چچا	ہو امی آپ یہ عارضہ کیا
کہ دیکھا ایک مرقع پہر ہمار	ہاکی اوسنی طرف اک تہا	انشار سی گہا کا مذہبی ہے	کہ مجھ کو کوئی دم راحت ذرا

خدا کا خوف میری لین آیا	فرزدوش اپنی اوسکولایا	بطاہر تھا ضعیف مزار و پیر	بہو ایکین مری گردن کی زنجیر
لپٹی اوسنی اپنی پانوجسد	تو پایا حال خاطر میں نہ ہم	گستا میرا کلا دم لب پر آیا	طبیعت نے بڑا صدمہ اٹھایا
غش کیا گر پڑا گہرا کی ناچا	ہوئی اک سانس نہ سخت	جب اوس بٹنی ہی دیکھا حال	کیا پیرون کو ڈھیلایا کی مضطر
تب و سدھم آمد و کسک تھن	فراغت پاناب کے قفس نے	اوٹھا میں پیر او گردن لپک	درخون میں پیرا دن پیر پیر
بہت کمائی میو کا سجا	مٹا یا حصول کو اشتہا کی	کٹا دن سطح آتی نظرات	وہی پیر پیر چھٹی مٹی ہسپا
کہ ہر لحظہ فلاح غضب تھا	بیان کیا ہو جو کچھ حال عجب تھا	سحر کو اٹکے پیرا ک سمت آیا	لکھا تقدیر کا ویسا ہی پایا
بہت کمائی آخر کو دعا کی	اعانت کی طلب پان خدا کی	یکایک پتی پرتی دور ہو چکا	نظر آتی کہ وافتادہ کجا
طبیعت نے سہما تے اور تیر	کہا مینی کہ دیکھو اتو تقدیر	یہ سوچا اور کہو و انسی دھما	بہت پیر کار اور پا کیرہ پاتے
انہیں خالی کیا اندر بالکل	بہر مئی گور کی خوشی پتی مل	پڑی جب ہو پان سین پیر	ہوئی خوشی شرب خوب ہتر
پہی و سین میں جامہ دیا	رہا دن بہر کو نشے میں شہر	نظر اوس پیرا لاکو جو آیا	کہ انسی آج سجد لطف اٹھایا
کیا ایا کہ دی مجھ کو ہی سار	میں سمجھا اور کہا چین کہ تیر	وہ بانو کہہ ہی تھی یہ فسانہ	کہ دم بہر میں ہو وہ شہر
اوی ٹھنل ہا مشتاق سلطان	رات ۱۹		کہا بانو فاب کل شاہ افشا
نظر آتا یہ ڈھنگ ساقی	کہ تو ہی بی جنبے تنگ ستی	اگر اک جام می مانگا تو ہنگا	خطا یہ کونسی تقصیر ہی کیا
سخی تجھ کو سنا کرتی تھی اکثر	کہ بدل می ہی ہر ساعت	اسی سی مہنی ہی تحریک لپ	نہ سمجھی تھی کہ ہی صورت کی
خفا ہو گا سوال آرزوی	ہر مانہ کا طے گرفتگوسی	سو آخر تا کجا بحسب سجا	کوئی ساغر بال لب اوٹھا
کہ لگی منہ میں آت نگانی	زبانسی سطح نکلی کہانی	کہ پیر سلطان قت صبح خدا	گیا مثل سفر سوتی بیابان
وہی صحر کہ صہین و نوطا	فسانہ اپنا کچھ کرتی تھی ظاہر	یہ جا بیٹھا کہ پیر کل کاشی حال	قریب سن آتی شورش تال
کہ بعد از پیر یا سہم طاقت	زبان پر عرض مطلب ان لگو	کہ جسم خشن سلطان کہ ہوئی	توا و سدھم وہ استی نہ مخوم
پکارا پاس بانوں کو بصد	کہ میں سلطان کا بیٹا ہو چکا	مجھی اس قید مہلت و دم	ملوں آج بہر تھو کی قدم پر
کوئی تم سے کس جاتی اور کی حال	کہ یوں ہر حال تادہ بد حال	اگر پاؤ اجازت لچو و ان	جو کلی سیر دل کا کوئی ران
گیا اکا پاسان عرض شاہ	وہ قید تازہ جو آیا ہی ہمارہ	یہ کہتا ہی کہ مجھ کو دور مانی	کہ میں کچھ دیکھوں جشن بادشاہ
برائی تھامس حال تیر	مجھی ہر پانہی پیش شاہ دا	بنا سلطان بعد از فکر سیاسا	کہا اوس کہ نوہ ہی گنگا
راتی بی سر اٹھن نہو	اجازت اس میں دی کی میر	گویا وہ اور بنا یا شاہ کار شاہ	وہ بولا میں مصیبت ہوں

غرضی

جواب سکا نہایت جلد لاؤ	غرضی میری لیجاؤ دکھاؤ	شہ عادل خدیو داؤ گستر
مگر میں آگے الطاف کامل	پتی پاؤش تھی دل ہی مضطر	چیم و داؤ گرسب جاتی ہیں
کہ سلطان کو ہی کٹر پاسن ہو	بدلی حکام شاہی اتی ہیں	رہا کراہی کسی ہی خطا ہو
کہ وہ بہ طرف کی سبب آگاہ	اگرچہ جرم حد نہ ہو سوا ہو	عقوبت مجھ کو یوں آرواہی
توقف کبھی ہرگز نہ لند	اگر جان لینی میری مدعا ہے	اوٹا طائر یہ کہہ اوس سحر سے
کہا بانو سی آغویوب لدار	چہا کیا سلطان کے نظری	ہوئی حاضر بخش ناز خانوں
ہوا آراستہ مغل کاسان	نظرانی لگی غریب کے مضمون	اوٹا کہ چہ دیر میں دیوں کیا
وہ بولی تاجر بیتاب و مضطر	کہا می نوکر و دل خوش ہمارا	یہ کہتا ہی کہ آخر سا غریب
اوسے پایا زیادہ اور غریب	پلائی مہنی مرد پیر کو خوب	کہ دوسرا اوٹا کر پاس لایا
جہا کاتی اوسے گردن کی تر	بہجوم کیف سی بہوش ہو	ہوئی ڈھیلی برابر بستہ یا
رہا جنگل کے سیر کی و مریخو	سرخ شمن کو کچا لنگست خو	سو آخر اوسے عالم میں پیر
وہاں پیش نظر کی اور پایا	کناری میک ریا کے جوابا	کہ چند انسان برآکب شیرین
نظارہ کردنیاسی ہیں آزاو	جہاز اونکی لب ریاہیں استاد	جھی دیکھا تو پوچھا حال کیا
وہ بولی واکتیری ہو جو	کسی وس پیر کے مینے کہانی	غنیست بچا زندہ یہاں تو
پڑی جو جو کہ اوس میں کڑا	بہت سیاح او شمار دالی	یہ کہہ کر محکوم اپنے ساتھ لائے
اوٹا ہایا دفعتاً اوس جاسی لنگر	بٹھایا اک جہاز خوش نما پر	روانی پر جہاز آیا واپس
ہوا بانو سول و بولا کہ ویا	کئی دن بعد وہ کہتاں سلا	تسلی نفتے خاطر میں جگہ
لگا رہی خوش خوش خرساں	بجایا یاسین اوس کا شکر اسلا	وہیں اور ہی سمجھا اگر چند
محبت پیشگی کرتا تھا اظہار	اونہیں میں ایک تھا مرد و فدا	وہ جھوک کر خبر میں آئی یا
کہا ایہ زبان ہونا نہ مضطر	دیا اب ٹوکر اچھو منگا کر د	یہ ہیں چند اور انسان کیسے
نہ خاطر میں کسی صورتہ درنا	کرین جو کام یہ تو ہی وہ کرنا	جدا ہو گا تو ہر شکل ٹپی گی
چلی ہمارے میر بہر سامان	غرض وہ ٹوکر ہی سیب اسلا	یہ باتیں تھیں کہ سب پر نا
نہ ہوئی مطلب پایا تو با تمام		

زنانا اتو کیا اور ساقے	خدا را پر ہو کوئی دوست	شراب لاجور کدہ کی دی جا	کہ ہو آغاز ہر آغاز و انجام
مزاج گھگھو بارش پہاڑ	مزی بیتابی مستی دکھانی	زبان لکڑ گاہ سخن ہوں	مضامین یونین رائے میں ہوں
کہ جب شے سحر کا نہ دیا	مزاج شاہ پر گردش پر آیا	بڑا صحر کو ہو پنچا خرم شاد	خیال میں وہاں ہی خاطر لاد
گہری بہ بعد دو لو طائر	فسانہ زبان سطر ح لائے	کہ عرضی پیرہ کی شہ کو حکم	قرب سے اپنے ہتھیار کو بلایا
گر وہ پاؤ پر بولا کہ اسی شاہ	مزی قصید اب ہو غفود	بجالاتوں جو ہوا شاد و ملط	کہ میں ہوں شرم سے در گریا
کہا لا او سکودہ قید کمان	بہت دن ہو کس جہان مان	یہ سنتی ہی لکھا اک و نی نہ	تمامی پر جب آیا کار خاصہ
دیا اک جن کو اور او سکولایا	قفس میں بند طائر سا وہ	پڑ ہی اوسیر کچھ لفظ و معانی	نظرانی لگا حسن جوان
نہایت خواصورت ہو گیا	زیادہ اوس تھا جیسا کہ تھا	اوٹا سلطان گلی اپنی لگایا	وہاں سی جلد اپنی گہ میں لایا
نظر او سچ خوشدامن کی ہو	کہا صند شکر میر خوش ہوا	بلایا اپنی بیٹی کو بصد شوق	جب تی وہ اسیر کثرت دو
نظر ملتی ہی شکست بہا	مزی تکلیف کے سب یاد آئے	دم خلوت کہا کدرا ہوا حال	سنا شوہر ہی بولا او خوش حال
تری تقدیری جتیا میں یا	دوبارہ زندگی کا لطف پایا	نہ تھی امید طائر ہوں زنا	خوش قسمت ہے خالق اور
یہ کہہ کر ہو دو نو ہم سخن	کیمی رنج گذشتہ شب موٹر	اوس شب میں با حمل اور	اوٹنی وقت سحر دو نو وہ خوش
سبا کہادی آتین صد شیر	خزونی لگین لب پر دعائیں	ہوا پیرازہ سر خوش شاہی	گتی محزون و غمگین کی تباہی
کہا شہ کہ اوس قید کو لاؤ	کہاں سامنی میری بلاؤ	ہوا حاضر گل اپنے لگایا	کہا ہر چند صدمہ تھمے پایا
مگر غصہ خطا کی تیری ہمنے	کیا آزاد شکار و غم نے	لب لب کہ جاہلی کی توجہ	کہ تانان باپ کی خاطر ہو خیر
دیا خلعت کیا اسباب ہمارہ	نہایت جلد او گہ کی لی	لماں لب سی سب کچھ کہا حال	لایا پیر او ہوں نے بھی بہت
زبانسی لکھی یہ لفظ مطلب	اڑا طائر پیر سلطان ہو	وہاں سی جلد آیا پیشانوں	وہ ٹہپی فکر میں تھی سربرانوں
نفسا آیا جو شہ راضی ہوا دل	پکار می ہی مگر سلطان دل	کہاں تھی دیر کیوں لگا	پہر بہر سے زیادہ رات آئے
غرض بعد از طعام وہاب سلطان	ہوا ہم بستر بانوی نشان	جب یا وقت بیدار توجا	کہا حال تو ہی بان اماہ سہا
سنا اوس قصہ با کا انجام	کہ تھا حاصل ہو خاطر کو کچھ	وہ بکوی شہنشاہ زمانہ	بیان کرتا ہی تاجریوں فسانہ
کہ میں و چند وہ انسان ہوا	کہ چکی اس تھمے طوب کی جون	نہایت جلد اک صحر میں آئے	نشان ان کچھ جزیری کی سب
سناں نار حیل و سبب سنو	مگر چو پنی کا تھا اون پر نہ قابو	کہا سب کہ تو میں ان کو کون	کہ جو تیر سب ملکر برابر ہو
ترود نہ کہ بند کرتے دو	ڈری ہم اور بہاگی دانسی	دیکھتا تھا بہت عرصہ کہ دیکھا	وہ صحر ہو گیا گہر بند نکا

نہادہ تھی نیز زدن مئی ہ پسر وہ ان سی ناچیل چند توڑے کہ فی محنت مراد اپنی برائے بہت تحسین کے اونسی ورسایا بہت سے جمع کر اون کو جو پچا کہ جلد لکھو ہی پچوں و چلوں کہ اسی جو زمین کستی تھی وقت چٹھی وہ اور وہ ٹھانڈا وہ ان کئی دن بعد ایک ہزار اور کہا سب حال پنا اونسی سارا کہا لالہ لاشیں کم ہی سی شاہ دل بلا سو می ساقی ہمارا پیواک جام تباہ ہو دو عالم آبل آتین مضامین لکھیا کہ جب گیسوی شیب بڑی ہو پہنستی ہی بڑا شاہ ہزار بہم یوں ایک سی ہی لکھیا زیادہ مہر روشن جبین ہما ہر اک محتاج فی اعوشی ہر رہن ہر طور کی دیوین ہو ہو اڑہ لکھ کی کامل شاہ زاد خبر جہت ہوئی سلطان کو حال اجازت دے وقت شام ہم	شہر فی کا نظر آیا پہلو ہماری سر بلکے سب چوڑا تمنائی عجب صورت دکھائی بڑی ولت کا حصہ مٹی ہا نواں ولت کا پایا سب حصا کہ صاحب نہ ہو گی سخت مضطر بہر ہوتی نہ تھی احست و نرا چلی دس سمت آتھی جہا قریب شب ہوا لکھ کا چوب کیا پیدا محبت کا سہارا	لی ہاتھوں میں تپا ہر چکایا بچی ہم ہو گیا اک ڈوسرا بہراون ٹوکروں کی سبک غرض و چاروں میں ہی ہا رہی تھی ریل ہو گی مجھ بہت عرصہ ہوا اب تک آ کہ ناگہ وہ جہاز تازہ طیار جدائی ہو گی یاروں کے حال تو اس پر تھی جو چند شاخص اجازت پائی ہر گز جسم	دختون پر پڑی کچھ چکایا کیا سجدہ ادا شکر خدا کا آئی پیشین جہل کی سبک کہ لاتی ناریل وانسی وٹھی طبیعت گینا تہا سوا نہیں معلوم کیا صدمی و نہایت لال کا تاجی تیار بسر کی زندگی لیکن شکل بہر صورت ہر اک اب سی گاہ ہوئی مخطوط میری طبع پر کہ گئی کل پارس قسی ہی گاہ
رات ۱۹۵			
اشاری کر رہا جو شستی سوا دس خم کو بجا جسکا ہوا فسانہ ہو بیان ض سترین کہ چلی سوی دشت سہرا یہ پوچھا اور دیکھا دوپہر کہ گزری تو مہینی جب پر کو کہلی در ہا دولت فقیریم برای پرورش کر یوتے اسی احت میں رہ سال کو وہ کیا یعنی کہ کسی کے ہنگ خوشی کی اور لیا ہر روز ملازم سب ج کی ساتھ تیار	اوشا شیشہ کو تی ساغر خدا مزی دی کیف پہنوی کوئی نکھ تک جیشور حسن ظہار کہا سلطان یوں قصہ شہر ہوا خوشی جسم گم ہا بازار کہ قہر سے نیا تحم بویا فزون تران ہی نی جہتین فراغت عمر ہر کو خوب کرے ہوئی خلقت حد کہہ اندو وایتی کچھ اس پر ہی زیاد کہ شہزادہ ہوا ہر فن میں کامل برآمد گری ہو پور خوشی ختر	کہا کی یہ خیال قید ہی کہا لالہ کی دنی جی ہو شہر قرادی مدعا یوں انجمن میں کہ طائر کرتی ہوئی لکھو یاد وہی طائر وہی شاخ شجر ہی دیا حق فی اوی فرزند خو ہوا انبار ملکوں میں رسم ملازم اور ہی اکثر ہوتی نو برابر خوب باقبال گزری کہ بہا کی جسے ہر شہر چمک کیا دنیا استادوں کے خوشخوار کہ تین سیر و ہزار تین	کہا لالہ لاشیں کم ہی سی شاہ دل بلا سو می ساقی ہمارا پیواک جام تباہ ہو دو عالم آبل آتین مضامین لکھیا کہ جب گیسوی شیب بڑی ہو پہنستی ہی بڑا شاہ ہزار بہم یوں ایک سی ہی لکھیا زیادہ مہر روشن جبین ہما ہر اک محتاج فی اعوشی ہر رہن ہر طور کی دیوین ہو ہو اڑہ لکھ کی کامل شاہ زاد خبر جہت ہوئی سلطان کو حال اجازت دے وقت شام ہم

سی صورت گدڑی کو چڑھاؤ	فلک سے اور سی سجوتی کہتا	کہ تیرا وہ ہونا گاہ میرا	کہاں سی نہیں بوجھیں
طبیعت میں ہی بہر سر چار	کوئی تحفہ نیا میرا لہ لہا	وہ بولی میری جان و ہیاں کہا	اگر سیر نہ نہ دعائے
تو سب کچھ ہی ہماں چوڑے	نظر آتی میں قدرت کے اشارے	بہین کہو یہ وہ سر ہر کانین	یہ تحفی کب میرے تین چہان
مگر اگلی کہیں ہی قصد بہتر	خدا جانی دکھائی کیا مقدر	ابھی کم سن ہو چکے صبر کرو	میں ڈرتے ہوں سلطان کو خبر
اڑا طائر یہ ایسا کر کی وائے	کہا یوں ل فی شاہ تو جو آئے	کہ چلی آپ بھی ب پیشان نو	کہیں ٹہنی ہندوہ سبز نو
یہ سنتی ہی نہایت جلد آیا	خوشم خورم دل خالوں بنا	منگا کر کچھ غذا وہ کہا کی سویا	کنار دریا میں جاکے سویا
زوال شب کا جب ہنگام	تو سلطان یہ بانو کو سنایا	کہ ہم جاگی اٹھو تم ہی مرجان	سناؤ قصہ باقی کا سامان
وہ بولی سطرچ اوسکا آغاز	نہایت غور سی سنی گیارہ	بیان کرتا ہی تاج جہ نصرت	کہ آخ میں جوش کثرت دنی
سلام تاجر پیشین کو پہونچا	کہا جو کہ دلین مدعا تھا	وہ بولا سنی جاسو نہا خدا کو	مگر کچھ یاد رکھنا اشنا کو
جہاں بیٹو ہمارا دیہاں	محبت کی نہ رہم کو گزرا	ہوار خست جہاز نو پر آیا	نتی سودا گروں میں جا کیا
بہت دن بعد پایا اک خیر	کہ صندل بنوں و سہن بنا	قرنفل مرج چنبین تہیز جو	بہر صورت اس سرسٹ
نہایت انسان ومانگی	اقتور چکو کار آسمان	سر با محو یاد کم معبود	ہی جوی سجتی اوسکو مردود
نہ تھا انگوٹوں و نسل ہا	نہ دیکھی مہنی اوس جی جام سنا	عبادت میں بسر کرتی تھی و	یہی تھا شغل دن کو گنت
غرض شکر اوس جی دوست	ہوئی اکثر طرح پر بہر اندوز	نکلتی تھی وہاں دریا سی گویا	رہی مصروف او میں شب
بہت گویا ہر نایاب پانی	ہوئی مخطوط اپنی کہ کو لائے	چلی شادان فرخان ہم ہائے	فراغت پاکی بہر امتحان
کہ رتی دوستوں کی ملاقات	سنایا اس طرح کافی ہر نرا	کہا ملکر عسہ نہرو اقربا	دکھایا ہر مہین ہلکود
سبار کبادی دیوین چہیز	دعائیں ہر طرح کی کہ پڑ	عجب ام سی خرچ ہوئے	حقیقت میں پراگشے ہو
زمان سحر جب ہما تھا	ہوار و نرق فرای ملک سنا	اوٹھا جلد اور غریبوں کو لایا	برا انہوہ بہر جاہ پایا
کہا واپسی دروازہ کرم کا	نہ آیا وہیاں بہر گزشتہ کم	دیا اتنا کہ دامن ہو گئی سیر	رہی شش سی صورت بڑی
وہ سنا جب کہ چکا چار	کہا فردوسی و روضہ شہار	یہ لی معمول پنا جلد کہ جا	پہر انا کل کہون گا و قضا
وہ ز لیکر ہوا خست واک	کہلی نفاط شکر اوسنی رہا	اٹھی محفل چلی گئی سب	سرسر گیا تا حبس رہی ناچا
چوم خواب غفلت جوا	تو بیوشی فی کیفیت کہا	کہاں کی ہوئی حبلیات آخر	کہا بانو فی ہی اب رات آخر
اگر فرصت کی آسان			تو کل پہر کہیں کی ہم ہا

میں صدقہ کی طرح لو سوانہ سن	میں گلگون پرکھ جو بن ہی سن	گہنا اندھی ہو ہی آسمان پر	سیاہی سچی بڑھا جہان پر
گرج بادل کی بجلی کی چمک ہے	دولن میں آرزو دن کی لپکت ہے	آٹھ شیشہ جبکاسا کرکٹ پر	ذرا چپکا کی لاسنہ کے برابر
کہ جوش کیفیت میں بریں مضامین	کہانی اس طرح پر پائی تین	کہ جب خالی ہوا پانیہ شب	چہا انگھون سی خوشی پر کب
نظرانی لگی عارض زمین کے	اٹھی پردہ جمال حیرت کے	بڑا ہنر دشت کو شاہ جہاندار	ہوا جب وہ پرگا گرم بازار
وہ طاقت آتی اوڑھنی شہ پر	کملی باہم سخن سخن کی نوستہ	کہا اوسل یک فی دایہ	زانی کا نہیں ہی ایک عالم
ایک کی سن و سی قصی آغاز	بیان کرتا ہوں تجبی رہی ہر	کہ جب نئی سنی بیٹی فی تقریر	ہوا الذودہ سی ہم شکل نصیر
کہا اسی ان مقرر جاؤنگا میں	نہیں انونگا اب تیرا کہ میں	اجازت دی کہ مجا کو بہتر	وگر یہ میرا سر اور یہ تیر
نہیں بہاتی مجی یہ قد بجا	بشریوں میں نہی شکل ہی ہر	کہا یہ اور گری دہن میں	رہا باقی طبیعت نہ قابو
نظرانی جو ان کو رخ کا حال	کہا بیٹی سی ی پور جوان ل	نہ بہت کہ پوچھوں دن سیریت	کہا تا ہی وہ خوشی ہم گری
جو ہوا رشا و سلطان وہ بجالا	میں خود کیونکر کہوں بابت کیا	غرض ہو چکی وہ اور یو گار	تراؤ زری طاعت فلک گاہ
برای سیر خصلت ہی خواہ	بجالاتی جو کہ ہو حکم سلطان	وہ بولا ساتھ جالی وکی لشکر	رہی دستور ہی ہر دم لیر
قریب شہر میں جو باغ اشجار	وہ ان تک جالی میں ہونکر	کہا ہر گری اور یوں سنایا	کہ مٹی اسطرح ہی حکم پایا
ہوا مٹو طوفان نہ خوش طوار	ایا ہمارا سنے خیل جبار	بڑا دستور دانا چند فرنگ	کرد کی سبز و اطراف کار
کئی دم بعد آیا دست بستہ	کہا اسی مہربان حال دستہ	مبارک ہو بلبل اب سیریت	کروں موجود ہیں ہمارے جوتہ
کہا سامان شہ سب ہوا ہر	اوسے دم وہ ہوا حاضر توئی	فرز اسٹہ شہزادہ جوا	تی تسلیم سب فی ہر حکم پایا
سلامی کی لمی تو پون تین	بجافارہ خصت برابر	بڑا ہنر راہ دمی جا کسو	اوسے جانب کیا خیل فی
یہ اتنا کہہ کے پھر ہر آواز	ہوا آگے نہ کچھ سلطان بظاہر	وہ اسی قصر سلطانی میں آیا	خدا کہانی ذرا آرام پایا
ہوا خوابیدہ لی بات کو کو بارہ	کہی شہب تو وہ خاتون گاہ	پکار سی جاگی اسی شاہ و	کہ کمر ہی رات چوڑا نہ فی
اٹھا سلطان کہا یوں ارادہ	سنا قصہ مکراب اور کچھ گاہ	وہ بولی مرد باجریوں کہتا	نہیں کہ شکل بالسان ہر
چہا قصہ سن افرور ہم	کہ چندی خوش ہی آدین	ہوا جب اس دم کا کچھ آغاز	طبیعت سے دکھایا اور انداز
ارادہ دلین آیا انسی چلی	بہت آرام پایا اب نکلیے	طرف خشکی کی لی چلی کچھ	کہا آتین نظر بہ تازہ اجبا
نپاسا ان کیسین جہان کا	طریقہ امتحان ہوا آسمان کا	یہ سوچا اور ہر پانچ ہوتی	کہا مٹی خدا بس ہی مدو
وہ اسی میں غرضی رس میں	بہت چہا وہ شہر و ملک پایا	کہی سیریت دیکھی بہت دو	وہا کی لوگ صانع نیک شہر

جوتھا اسباب بھی اوسکو چلا کہ میرا قصہ دل ہی اسطرچہ یکایک ہمارا تازہ طیار پکارو کہ سب اپنے خدا کو نہ گزرتا تھا ابھی کچھ ہی زمانہ گزشتہ تھا و انسی کنارا وہ اک صحرانہ اوہیں پہرا کہا کہ پستان کیا سوچتی ہو حقیقت میں کچھ کہانی تھی کہلا ہم پر یہ سب گھر لوگ انہیں لفظوں میں کہے گئے نگاہ لطف سی ترسانہ سنا	نظری اک جہاز اوسوقت گزرا وہ بولا آتی بہت سے بہتر بہادر یارین پہونچا جامی و کروا طہار دل کی دعا کو کہ مرنی کا نظریا نہکانا کیا خاطر فی اوسدم یونارا نذیکہا تھا کہی ایسا کیا کو نہوگی زندگی ممکن کسی کو تو بہت ناک صورت اگلی پا تیار مرگ جانین گری لوگ نئی باتو مہلت اکیدم کے	طبیعت نے کہا ہوا سپر اسوار میں بیٹھا اور اٹھا لگو ہا ہوا کہ پستان مضطر اور پکارا پسنتی ہی ہو سب ک بٹیا اٹھا طوفان جہاز اٹھا اوسدم کہ لی جلی یہاں کچھ پاسبان جہاز اوسکی ہوا اٹھو کر سی ہزار یہ وہ جا ہی جہان اسوت ہر اک سو سپر دیکھا استخوان اسی صورت مرزا ہی ہر ک کہا بل بل کہین کل کہاتے	کیا کہ پستان کو اوسکے خبردار نہ تھا اگاہ فکر آسمان سے کہ بار و اب نہیں کوئی سہارا لیا ہم سب نے اپنا اپنا سہارا کہیں سباب تھا اور کہیں ہم کہ گزری زندگی با حال ہوتا اوسی فی دل لگی کوئی نہ تھا مگر وعدی پر کچھ کہہ ویش سپا یا راستہ ہرگز وہاں کا زمانی سی گزرا ہی ہر ک اگر باقی ہی اپنی زندگاتے ہمارا حال کیکلہ کیا ہی ساقے
راستہ ۱۹			
زبان کو لذت می کی ہوئی کہ جب شب ہو چٹانک جب آٹا اپنی آشیان پر کہ شہزادہ نہ پہونچا تھا بہت نظر اگر نظر سے گم ہوا وہ طبیعت ہٹ پڑتی اور کہا غرض گھوڑے کو کہ گڑاٹھا نہ آہو کو کروں جب گزرا طبیعت نے کہا دم تو تو بہتر نہ آتا تھا ابھی صحن میں پر لے بے یار لی و سکوئی یا	کسی غیب و تکلیف حسرت کیا خوشی صحن فلک پاک پہر یہ ہی اوسی عالم میں مضطر جو قسمت نے دکھایا اور ستور چلا دئی زیادہ تیر تھا وہ کیا یہ جانو کس سمت کس کہ نکاسا نشان تادور پیا پہر و ن سکو محال ہی نہ ہوا کہ جو یار ہو گا چچی چچی لشکر کہ ہر گھوڑا اٹھایا اوسپر کیر وہاں طہرینی کا جیت نہ پیا	کیا وہ ضبط مطلب کا نانا اٹھا سلطان کچھ جانب و قریب یا سنا قصہ بے آغا کوئی آہو قریب سب آیا اٹھایا اسٹپ دی ڈاوسپر نہیں ملتا سرخ اوسکا اونہیں تیر نہ دئی چھی لہ قضا راہر تیری ہر فی دن ہاکم یہ دلین ح کٹر اوسوی جا وہ آہو چو کڑی بہتر چلا جلد تو وہ آہو شکل برق مضطر	سناک اور ہی بہی فسانا رہی تادیر کچھ اطراف کی کشت کہلا ہی اسطرچہ بد فتراز لبان برق اوسکا حال پانہ نہ پایا تھا وہ آہو سخت مضطر بہرین تھا کیا ہوا کیسا عجیب قسم کہا تاجیلا و اندر والد ہوا کچھ ہوک سی شہزادہ ہم وہی آہو وہاں بہر و دیکھا آرا یہ اسٹپ مثل ہوا جلد اوسی دریا میں کودا اسکرا

گما گور لسی شہزادی ایوان	دکھایا ہی فلک نظر سامان	نہ ترخیر تو ہی لی یہ رہ	کری گی کچھ کچھ تھمت
یہ سکر اسپ دریا میں در آیا	زمین آب پر اک غار پایا	سہرل او میں ہوا پنہاں نظر	گری گور کی آنسو چشم
گما شہزادی فی گمیر لائی و	اگر باقی پہچان واسخوان پو	میں اسل ہو کو کرنا ہون کر	مقرر اس میں پو شیدہ
یہ گما اسپ شہزادہ کو دا	قضا پر اپنی ہو آمادہ کو دا	ہوئی روشن کن رخسار	کہ تھا اک آفتاب حسن بک
نظر انہی جو شہزادگی کیا	تو پایا غار کو اک جانی خوشو	نہ طارنی کسی کی کوئی بات	اڑا اوس نخل شہزادی
پہر اوس جانی پی کہ کو سلطان	کہا گما نیکیو لا بانو فی لیشان	فراغت پانی جب آب غذا	تو سو پالکی یار باد ولس
اٹھا کچھ دیر میں اور یوں سنیا	کہ خاتون رات کو کم ہنی پایا	اگر جی چاہی افسانہ ہو غارت	سنیں کسطح سودا گری
وہ جولی عرض کرتی ہوں گما	منفصل یوں رو کی کیا	وہاں کچھ دور اک ریا کو پایا	نظر میں جبکہ اوسکا حال
ہوا ثابت کہ ریا میں لگی ور	بہم اون سبکا ملکہ ایک ہی	آلتی میں ونی میں بھول یا	نہیں معلوم ہی کس کو تو
عرض ہم زندگی سچی کی ایا	گی رہی ہم بارخ و افسوس	سب شیخا غذا تقسیم کر لیں	ہر اک فی پاس اپنی دلیر
پہل زنجیری مو اٹھیں کو	ہوا میں فن کرنی اوسکو طیا	اوسگی راتو پایا اوسکا حصا	بسر کی زلیست چکر پور و جا
اسی صورت سے سکھو موت	ہوئی سب ستون کجبت	تو اپنی واسطی کی قبر تیار	رہا امیدوار مرگ دشوار
مگر نہ تانی سٹی حشت گمیر	کیا اوس شست کا بہر پیر	نہ پاتی راہ غیر از اس شبت	بہت ان منہ لون حاصل
طبیعت اکیڈن سخت مضطر	تردو تھا مجھ با حال ابتر	کہ ناگہ بہری کی یوں خرد	سہا یا خاطر مضطر کی گد
کہ یہ دیامی با ہم چنہ کر	کسی نیک جاتی میں مقرر	اگر تو آب کو انہیں بہانی	یقین پنی ندگی کی راہ بات
نہیں و امر سی غامی بہت	کہ یا ہی موت ہے زلیست کو	بہر صورت فغاغت ہو حال	عجب کیا ہی کہ ہو آسان
خیال ایسا طبیعت میں بچو	تو کچھ سختی جہازوں میں یا	ملا کر او کو اک ونگی نہاتی	نہایت خوب بکری پانی
تو بیٹھا اوس پر پائین ڈالا	ہوا اگر داب و کش کا ہالا	بہت قیمتی غسل و کوہ	بہری ہی گھر یونین جو
اوس کی کشتی پہلو کو کھد لیا	برائی ندگی سامان کیا تھا	بہر و ساتھ جوق خلق کی کرم	چلی کشتی بہنوسی کچھ بہر
قریب یا وہاں دریا کا دہرا	ہوا کشتی کو ہنی کا سہارا	اندھیرا غار کا پیش نظر تھا	میں اب حال نمی جو بہت
کبھی کہتا کبھی لیتا ذرا دم	کہ تار کی سی خاطر ہونہ بزم	اسی صورت بہت گذرنا	سنیں کہہ سکتا اوسکا
انہیں نظوں پر جھنجھٹ ہی	کسی کی کثرت عرض طلب ہے	کہا بانو فی بسل کہہ جانم	خوزندہ میں کل بہر شاہ
چلی ہم خرم و دلشاد ساقی	راستہ ۱۹۸		خدا کی تھی آباد ساقی

گر کھینچ دیا ہے نہیں کم	کدھر ہو رہی ہے طبع برہم	اگر کچھ خم میں ہو لالہ ایک مسافر	ملا بہر خدا لب سے گھر
کہ پیکر لکھوں پہر ایک تھا	دکھا توں دعا کی یوں جو آئے	کہ جب سلطان دیکھی صبح خان	کہ لاؤ ہمارا سب ممتاز
سوار او سپہ سالار ہو چا شہنشاہ	کیوں طراف کی کچھ جا بگشت	جب تیو سپہر دیکھا کہ طاہر	ہوئی باہم منہ ان نخل ظاہر
بیان کرنی لگی پہر اس طرح راز	کہ تماشا شہزادہ وہ پروردہ ناز	نشیب رسی غش او سکوا	زمین پر پیچودی نے لاسلا
اسی عالم میں جب تک رہا بہر	تو ہوش آ یا مگر با حال مضطر	کہلی انکھیں تو دیکھا باغ میں	ہوا تقدیر کا او سوقت مرن
اتھا کہ لیر کی سوچا خواب کیا	کہ راحت کا سا کچھ سنا دیکھا	اسی تجویز میں بیٹھا تماشہ	کہ اتنی سامنی اک خو پیکر
کہ تم کون ہو یاں کیونکر آئے	ارادہ کیا ہی جو تشریف لائے	خدا را کچھ توفیق راؤ زبان	کہ ہوں آگاہ ہم طر بیان
وہ بلا شہادتہ اجیر ہوں میں	نشان اس کی سوا کیا اور دین	نہیں معلوم محب کو کون آیا	مگر از خود نہیں اس جا میں آیا
ہنسے وہ اور کہا او ہو دہائے	بتا دیکھی تم اتنی ہو جہان سے	یہ ہو گئی ڈرو جہین فریاد	کہ وہ بارغ دیکھا تنہ کیا
یہ کہہ ساتے لائے وہ بیٹھایا	نہایت چین شہزاد کی پایا	تھکا تھا اگلی غفلت جو کیا	تو سو یا چند ساعت وہ لگا
کہ اتنی میں چہا پہر جانتا	نظر اتنی لگی ظلمت کے اسباب	خواصوں کی کیا بہر قصرون	ہوا صحن میں پرورد اس
کنول جہاڑ اپنی موقع پر لگے	فروع شمع سی پر دانی آتی	کہا شہزاد کسی چلی لب ہا	کوئی دم کیجے کوئی برارام
وہ بولا کہ طرف او سکا ہی نہا	وہاں چڑھتی کا ہی کیونکر قریا	خواص اگلی اور لائے میرا	کیا سستی سی شہزادی کو لگا
وہ جیسے بچا فرزا نام روشن	اتھا لی شوق میں آچو گردن	تو دیکھا ایک خوشید جہا تھا	کہ جسکی دیکھنی سی جی ہو بیٹا
میرسند پہنٹی ہی پر ران	کسی کا شوق ہی خاطر میں ان	نظر کی چوٹ پرتی ہی جگر پر	سر پر ہر ترہ سے نوک نشتر
پکارا شہزادہ وای تقدیر	نہیں ہی جان بڑکی کوئی تیر	لیا طاہر نے رستہ یہ سنکر	پہرا اپنی محل کو شاہ مضطر
طرح و طرب فرصت جو پا	چہر کٹ میں گیا کھینچ دے	رہی شب کہ تو جا کا شاہ بگا	کہا خاتون سی میں بان ی
ستاب حال تاجر کا فنا	کہ ہی کس طور پر او سکا زانا	وہ یوں گویا ہونے ہوں کشا	کہ سند باد مرد صاحب تہا
بیان کرتا ہی بعد از عرصہ چند	ہوئی خاطر مگر کچھ نہ خرسند	طبیعت کو غذا کا وہ بیان آیا	وہی کہنا جو تھا کشتی پہر پایا
اوسی کہا یا تو نیندا کہ مو میں آئے	ہجوم خواب فی صورت گما	ہوا غافل نہ باقی کچھ ہوا ہوش	کی غفلت فی سب جگہ و فرا
نہیں نڈازہ او سکا مجھے یا	کہ سو یا کس قدر میں خاطر آراو	کہلی جب تک کہ تہہ کیا یہ عالم	کہا ری سچی کشتی سے باہم
بہت جیشی مقابل میں کھڑا	نہیں تھی لب کشتی آری تیز	کہا کچھ اون سے اور کچھ پنی چا	جواب دے سکا لالہ لیکن کہوں کیا
نہیں سمجھا دعائی وہ زبان اور	نہایت فکری کی تار باغور	مگر تقدیر کی خوبی سی ہر بار	میں کہتا تھا کہ ہوا غافل کیا

یہ نشاید خواب ہی جو دیکھتا ہوں	کسی فتنہ میں کیا بہر تہلا ہوں	غرض شکر خدا کرنی لگا میں	بہت محظوظ اپنی دولت میں
یہی گستاخ اپنی جی میں ہر دم	کہ انسان آپ لیتا ہی نیل غم	نہیں تکیہ سی فضل خدا پر	وگر نہ ہو یہ اک لفظ نہ مضطر
بنادیتا ہی بندی کی خدا کا نام	مصلحت سکھو ہو جائی آرام	انہیں بانو تین میں سی ہمراز	کہ آیا ایک حبشی مرد ممتاز
عرب کی سخی بان اوچھ ان کے	حقیقت محسوس ہو چکی ہر کان	کہ آیا کس طرف سی تو کمان ہوتا	بنادینا میں کیا نام و نشان تھا
یہ لکھ رہا ہوں صاحب حال	سنائی ہیں تجھی اپنا ہی خیال	زراعت دیکھنی آتی ہی ہر دم	نہ تھا جانتی ہی کو مطلب
یکایک ہ پانی کی ہوئے تنگ	اقارب لیکھ دین تو بزرگ	کہا آپ میں یہ کیا ہوا ہے	روانی سی یہ پانی کیوں کا ہے
بہم جا کر جو دیکھا پانی کشتے	کہ وہ انکار کی سند پر کشتی	لی آئی کہیں کچا بند ہاوسی پان	نظر آیا جب وسیع قوم انسان
تو چا بادل نی چھین ل گیا	مقرر کیہ مصیبت آتھی ہی	سوا آب گاہ گر گزری ہوئی	ترد کو آٹھا ہی پنی جی سی
سنیں جبے کی لطف کا تیرا	برای مدعا تہ آتین گمان	کہا میںی غذا کچھ دو تو بولوں	نہایت ضعیف تھے خاک گولوں
وہ لی آئی طعام عمدہ اکثر	انہیں کہا یا بہت ساری	کہا بہر اونی اپنا حال سارا	کیا سنگرا و نون نے نشان ارا
ابھی تباہی بانو کہہ چکی تھی	کہ چکی روشنی حسن ہر کے	اٹھی محفل منگایا شہ فی گھوٹا	ادھر جانوں بھی منگایا شہ
رات ۱۹۹			
ابھی تک بخیر ہی واساتے	نہ مشتاقوں کی آئی الیکم یاد	سبک نہ تھے سب کے سب	گر بزدل کرم میں اس قدر
میں اس غفلت کے صداؤں میں	کہ وزہ شب کو ہو جائی تر	بہر ہی زیادہ رات آتی	نہیں سوت تک مشک کشا
خدا را اوٹھ لب غر کو تر کر	زبان مصروف عرض رز و	ذرا چمکا کہ جھلکی طبع مشتاق	بیان ہوں طرح حالات
سختل مید و گرفت گوی	اوسی صحرائیں سرخیل آیا	سنا طربیان کرتی ہیں یوں	ہوا آغاز الفت کا جب فدا
کہ خیر شاہ فی گھوٹا اوٹھایا	فروع حسن سی غفلت و سکایا	سنبھالا پرہ سنبھلا قلب مضطر	فراموشی رہی ہر یوں برابر
پری فی آدھ چھاتی سی لگایا	ہوئی راحت فروش قلب سکیر	جب یا بوش بولا ای سخن	ہوا قربان دل سی میں پشیر
عرض جا رہی تھی شکیں	کہ کچھ لہجہ مری نزدیک تو ہے	اجازت دی ذرا تیغ نظر کو	کہ دو ٹکڑی کر ہی میر جگر کو
مگر سبقت یاک آخر وہی	سلامتی تا قیامت موت کا خوا	پری تھے ہنسنے یوں کہ کیا وا	کہ او مشتاق مطلب نہ گہرا
نثار شوق تا ہو جان تباہ	نکھٹا بہر هجوم انتخاب کو	ادھر آہ بیٹھ دم بہر کہہ راحا	کہ تو کسکا ہی فرزند خوش اقبال
میں سمجھی تھامس مدد کو	خاک کا تیغہ کہیں اتنا غصہ تھا	کسی سبب نہرا دی فی کہانے	کہ یوں لایا جو تیرا جو اپنے
یہاں کس طرح آیا کیا سبب تھا	پری فی اک لکیر کہ بلبل تھا	کہا لا اپنی وہ پونٹک آہو	بہی تھی چہ طرح بجا وہ آہو

<p>یہ سیکوہ ہوئی آہوی چالک ایسی واسطے یہ رنج اوٹھا مسافر طرح جان برہو یا ہی جب کہ نیر شوق و طرار کہ مر جاؤنگا دوری نہیں تیری بہر اطلاع نہ سننا مایہ کھر کہلا کہنا کہ وقت خواب آیا اور نہ معمول چہرہ سلطان کہ اوس جہتی فی اخیرہ سنایا سخی ہی بامروت باہم ہے اگر تم میرانی سی چلو ساتھ اوٹھائیں خطبہ سحر جان کا ور دولت یہ سلطان وہ لا لیس زناخیر سلطان کو خبر تم آتی ہو کمان سی نام کیا جہانین بہر طوق نام اسکا زمانی کی بلاتیں سخت اوٹھا سنا سلطان جب قصاص ہوا بجالاتی ہوا تا حکم حبس کی جب شکیا سلطان دیجاہ یہ فرار درہمت کو کہو لاہ بلایا اک امیر صاحب نام یہ کہہ کر آنکھ خاتون کی اٹھا</p>	<p>نہایت شوق اس میں کٹ بیٹا سبارک ہو کہو اسب چیں آیا بلاتیں جب برہین آسمان لیا بوسہ پری کا اسنی یکبار پہر اس سی کیون رہی ہیکر ہوا ہنگام شب سلطان کو خبر نہایت راج مہنی کسل اٹھا کہا خاتون سی فرما کہیم بجان کہ مہنی حال سنکر لطف پایا اب لیا شاہ اس عالم کی نہیں کچھ وراؤ کچھ تو دوست ذرا کہیں تو حال اس سما مجھی لینی کو کچھ لوگ اور آتے بلاتی کی اجازت شاہ فی د کہہ رہی ہو یاں کام کیا ہی نہایت خوب ہی انجام اسکا کہہ ہی کچھ تیں ہی تہ تیں کیا اہل قلم کو سامنے یاد کتا بون میں کیا دخل یہ چڑ ہوا خوش اور کی تعریف آگ دیا اتنا کہ میں دسکو کہوں کیا کہا لہجہ آو دواسکو وہ آرام</p>	<p>پری بولی کہ تو حاضر ہی یہ صید سہنا وہ شانیرادہ اور کہا یہ کہہ کر لا جاؤ مینے دیکھا غضب میں آوہ اسنی تھما اسی جو کچھ گزرتی ہو گزرجای بڑا کہہ کی طرف شاہ خوش آیا غرض پانی فراغت جب تھا وہ بولی آہ یونہی جکا ہنگام گھر ہی اک ہمارا شاہ ذی نام مسافر دوستی ہی دسکی لہین کہ ہم شہ کو ساتیں ست آغا کہا مہنی کہ بہتر ہو لیا ساتھ باستقبال خاطر کی بٹھایا گیا میں اور کی تسلیم شہ کو کہا مہنی کہ ہی بعد اسکو تجارت پیشہ ہوں مردہ چار جو گزری تھی کمی بہر ہر سفر کہا کہو باب زر بہر حال پہر اسکی بعد اکثر عسل و گو یہ سب نکو مبارک دھون بہر حال ہوا خصص تو فرمایا کہ جاؤ کہ جو ہر دم رہی تازنگی یاد</p>	<p>کالو جو کہ ہو خاطر میں اسید بڑی ساحر ہو تم اندھا یہاں قسمت کو منظور اوٹھا کہا جانی یہ مینے خوب جانا بلا جو کچھ کہانی ہو وہ طلبا ہی کہا بانوسی آہی نیک فدا لیٹ کر سو رہا اوس کر با بیان کرتا ہی مرد صاحب نام جہان کو محل سلی دسکی آرا بہر ہی خلق ہی آہ گلین کہلی بہر حاضر خدمت کو ہر راز بہت محفوظ و خرم اوٹھا زیادہ حوصلی سی رہنے پایا کہلی نفاذ یہ سلطان خوش ہو وہ ہی سن بہرین ممتاز بہت سی مہنی دیکھی گم اور رز مصیبت تدا اسی بحر و بحر رہی تا عمر دنیا سا لہا سال برا ہی نذر شاہ داگستر صلی دین سکین و کچھ نہیں ال گھر بہر فریاں تشریف لاؤ نہو خاطر کسی صورت نہ ناسا تو آغاز سحر تھا شب نہ پانی</p>
---	--	---	---

کہان کی آبرو و لاجام ساقے	پلائی اب نگر کچھ کام ساقے	سودہ برسی تو ہر ساغر نہاتے	لب نینگی پوسی نینگی چاتی
صراحی کی ٹپک خاموش کیوں ہے	خارج دخت رزبی جو ٹپکے رز	توقف کا سبب رشاد و فرا	ذرا ہولی ہوؤں کو با و فرا
بہت تاخیر ہی بہتر نہیں ہی	تجی امد کا کچھ ڈنہیں ہی	کہ بہو بچی کی فلک تک شتہ	بشکل سید کا بچی گاسک فافر
سو ہی خیر تہو در گذر کی	نہ تیری اس شکایت پر نظر	مگر تو ہی میں خوش کرو توئی	کہ ہو سرور و مطلب طبع بریم
لبالہ ہی برابر ایک وچا	کہ راہ میکو ہر سیمے گنگار	وہی بتیا بیان لب پر کرینا	وہی کھنٹی لکھیں ہی طرح راز
اوسی صورت سخن سنی بان	مرا تکی بیان اسستان سے	کہ جب شبے حجاب صبح چا	فلک نے وضع کو لے نیپنا با
کہ یعنی ہر وہی مہر جہا تاب	ہوا عکس فلک اطراف اسباب	شہ والہ گھر گوسے پر آیا	اوسی صحر کی جانب دسکویا
گہری ہر بعد طائر ہی جو	تو با ہم یوں سخن لب پر وہا	کہ شہزادہ پری جیب یہ بولا	کہ مینی انہی جی کو خوب بولا
نہیں جینی کا دوری میں ہکا	رہی نامی کو کیوں امید وار	یہ سنا اوسی چہاتی سی لگایا	وہو رشق تباہ لے پر آیا
ایا لب ہر کی می سلی کی سنا	لایا لب سی شہزادی فی ہنسکر	کہا پی او قمر طلعت خدا را	یہ اتنا مان لے کہنا چہارا
فلک کی کاوش و نکا و نگاہی	نہیں معلوم اک ساعت کیلچہ	پری فی شہر سی بچی نظر کی	بڑی وادی کی کچھ شہر نری
بشکل ابرشکی اشک ہتیاب	ہوا اکدم میں دامن چیتہ اب	قدم پر شہزادی فی رکما سر	کہا قربان میری جان تجسپہ
تباہ دتی یہ کیا خاطر میں آیا	قلق کیوں طبع نازک فی اٹیا	اگر میری خطا ہی باعث غم	تو ای شک فرما حق ہی برام
میں پنا کاٹ کر سر آپ کدو	نہر گستاخیوں کی اپنی خودو	یہ کہہ کہینچا اوسی خبہ تر	ارادہ تھا کہ اپنا خود ہو خوشتر
کہ لٹپی وہ پری اور ہار روکا	کیا امیر بچان یہ قصد کیا	نسبھی مدعا میرا ہی کچہ اور	نظر اتی تمہاری تو نے خطو
کسکے دلکا ہی کیا حال معلوم	خدا تجانی کوئی کیوں ہی غم	ابھی سی اسقد یہ بقراری	بنا ہوگی مقرر ہم ہی یاری
یہ کہہ کر اگیا طر پر شاہ	نہایت جلد ملی کی دشت کے راہ	وہاں سے قصر سلطانی تیرا	معلوم و آب سب موجودا
ہر اک شے سی فراغت جیکہ	تو سلطان کے طبیعت میں یہ آ	کہ چند ہی سوئی پیر ہو کی بیدار	سنین اس وقت ہی کو
غرض جب کے جوا کا شاہ شاہ	تو بولا اپنی خاتون سی کہ اجمان	کہ کو کیوں کری تاج کا اب اظہار	وہ بولی کہہ با ہی وہ وفادار
کہ مینی راحت و چاہ خوبانی	فزون تر شوق سی ہر چیز پر	سحر کو خدمت سلطان چاہتا	دم پر بنناست اپنی گھر کو آتا
ہر اک کراہی خاطر ہر طور	جو کچہ کہتا بجالاتی تھی فی انور	مکان و شہر کی ہی سپر کرتا	نئی گاہیوں کی بچوں سی گذرتا
نہایت خوب تا و انکا سالان	طبیعت کو رکنا یہ اراں	کہ فرصت ہو تو پیری بروز ہر	عجب رست پہ ہی شہر و جو
برابر دن ہوئی تھی وہاں ات	اگر پوچھا تو یہ نہایت ہوئی	کہ خطہ میر خطہ استوری	اسی سی حال یا نکا بر خطہ

یون در رات کا طبع کی سدا سندھ ہی یان سی پاس پیا کہ لعل لہاسن کو ہر سب نکلتے بہر اسکی بجز ویکہ کوہ آدم فراز کوہ ہیتی تھی وہ دن رات بہر آخر لیکہ دن گیلے گیلے کہا سلطان تیرے تیرے یون رات کہا یہ سب تھے اور یہ خط ہمارا کہ یہ ادس شاہ فیہی ہجائی لیا وہ ہمارے تخت ہی اکثر فطاس پر لگے سکار دیا بہار آتی مبارکباد وساتی طبیعت کو وہی پرستجو ہوای شوق کرتی ہی شارا جفا ستمی سمان غافل تیرے سولا کچھ کی کہ جس سجی بل جا اٹھا سلطان برای دید عالم کہ آخر شانہ را وہ ہو کے بزم خدارا ہکو رخصت و کہ جائز یہ نشانہ تیرے تشب لکڑ جا یہ لکھ پر لیا اک جام کلک قسم ہی دیکھ جسکو چاہتی ہو وہ کیونکر چہ بچا سہی پی گا	گمان فرق ہو کر کچھ نہیں یان گیا جو تین دن میں جا کی آیا براک کی قابل مطلب نکلتی کہ جسکا حال یون سنٹی رہی ہم اتر نی کی نہ مٹی تھی کوئی گہات حضور شاہ میں سب گئی مٹی اگر یون چاہتا ہی آپکا جی کہ جن سی اور ہی کچھ ہی اشارا کہ جسکا حال ملک شہر یون تھا بہا میں خدمت سلطان کر لیا جب تہ میں تو سہ دیا	قوی قامت پہاڑ اکثر تہی و جا جواہر کی ہی سجدن سب کج درخت سپوہ دارا اکثر تہی و جا کہ جب آدم کو جنت سی نکالا اسی صورت کا مٹی مٹی ایام کہا امید رخصت میں یون نشان دی اصل وجوہ اور زر و سیم انہیں لجا وانی اپنی ہمراہ کہا مٹی بہت بہتر بہت خوب مگر دوسری کو مٹنے جو دیکھا نظر اٹھی جو بانو کے یہ لکھ	کہا وہ نکاحا میں عکس کر دیا بہا بیت خوش ہوا میں دربار کہ جبکی ذالقی سی لطف اٹھا تو سکھ اونکا حاصل شہنشاہ کردن بہر سیر یا نکشت فی شام ہوای یان کار بہا طبع کو شاعر جہا میں اور کی رخصت کی تسلیم شہ بغداد کو کرنا ہیہ آگاہ ہوئی یہ بات سیر و لکھو مرغوب تو وہ اک جانور کی کمال پرتا تو دیکھا شب نہیں صبح ستر ترانہ نہ ہی آبا و ساسے کہ ہم کر وقت عشرت ہی ہم نظر سی جام خال بہر ہی دیز دہن تک جام ہی آتی نہ ذاتی سحر فی اور ہی صورت دکھائی سنہا سپین یون کرتی ہی ظاہر نہیں با شب بیتی کی شایان کہا جو تہنی مہنی دل سی جانا کہو گی تم جہاں پہونچا ہی گے کہا او دگر گستاخ و طہار نہو کر کسی کی دیکھو مرغوب ہٹا و حب ام کو مدد
رات ۱۰			
کہلین شیشون کی منہ یہ از پو کہ پی خم پاسو کو تے خدارا نہیں کچھ دور وہ دشمن تیرے زبان عرض مطلب یون نکلیا دہن پہونچا جہاں بہتا تھا لکھ لکا کہتی کہ اب گرجا تین گھم کوئی دم اور جا آرام پائیں ذرا غصہ طبیعت سی تر جا کہ پنی سی ہو کئی وہی ٹنگ مگر غازی بچا جلد پے لو ہی ہی گرائسی کیونکر جی گا	اٹھا پانہ بہت کو نہ کم کر سو تجھی عرض مطلب ہی تیر خدا جانی ابھی کیا رنگ لائے کہ جبہ زلف شیف ہی پرتے نظر آتی وہی پر و نو طارت اوزیت ہسی پہونچا نکو ابجا پری بولی کہ کل تم پانسی جانا تو بہر اچھی طرح رخصت کریں لایا منہ سی شہزادی کی گستا وہ بولا واہ جی کیا خوب کیا تھو میں اس شہ سی نہیں ان تہا لگا	کہا وہ نکاحا میں عکس کر دیا بہا بیت خوش ہوا میں دربار کہ جبکی ذالقی سی لطف اٹھا تو سکھ اونکا حاصل شہنشاہ کردن بہر سیر یا نکشت فی شام ہوای یان کار بہا طبع کو شاعر جہا میں اور کی رخصت کی تسلیم شہ بغداد کو کرنا ہیہ آگاہ ہوئی یہ بات سیر و لکھو مرغوب تو وہ اک جانور کی کمال پرتا تو دیکھا شب نہیں صبح ستر ترانہ نہ ہی آبا و ساسے کہ ہم کر وقت عشرت ہی ہم نظر سی جام خال بہر ہی دیز دہن تک جام ہی آتی نہ ذاتی سحر فی اور ہی صورت دکھائی سنہا سپین یون کرتی ہی ظاہر نہیں با شب بیتی کی شایان کہا جو تہنی مہنی دل سی جانا کہو گی تم جہاں پہونچا ہی گے کہا او دگر گستاخ و طہار نہو کر کسی کی دیکھو مرغوب ہٹا و حب ام کو مدد	یون در رات کا طبع کی سدا سندھ ہی یان سی پاس پیا کہ لعل لہاسن کو ہر سب نکلتے بہر اسکی بجز ویکہ کوہ آدم فراز کوہ ہیتی تھی وہ دن رات بہر آخر لیکہ دن گیلے گیلے کہا سلطان تیرے تیرے یون رات کہا یہ سب تھے اور یہ خط ہمارا کہ یہ ادس شاہ فیہی ہجائی لیا وہ ہمارے تخت ہی اکثر فطاس پر لگے سکار دیا بہار آتی مبارکباد وساتی طبیعت کو وہی پرستجو ہوای شوق کرتی ہی شارا جفا ستمی سمان غافل تیرے سولا کچھ کی کہ جس سجی بل جا اٹھا سلطان برای دید عالم کہ آخر شانہ را وہ ہو کے بزم خدارا ہکو رخصت و کہ جائز یہ نشانہ تیرے تشب لکڑ جا یہ لکھ پر لیا اک جام کلک قسم ہی دیکھ جسکو چاہتی ہو وہ کیونکر چہ بچا سہی پی گا

بری بولی کہ بوسہ نکو دستیکے	یہ بدنجمی بلی پنی سر پہ لپکے	ہو اراضی یہ سنگر شاہزادہ	کہا دل سی نگار بے ہنسیاؤ
کہا میں ہیں دو بوسہ بچان	نوبہر جو کہ کوہانین کی ہم ہاں	عرض بہ لطف زانو پر لڑکار	کتنی گھونٹ اوٹوں کی آٹا
پہر اسکی اجڑ شہزادی فی اکبام	پلا یا اور کیا بستر پہ آرام	پری فی اپنی زانو پر کہاسر	ہوا مہنون قسمت قلب منہ نظر
یہاں تو اس طرح پہ چال گزرا	سنو ات حال وں ہمارا بیونکا	جوشہزادی کی ساتھ آئی تھی	امیر چند دوستوں معطمن
ہر اک سو سب کے گھوڑوں کو لایا	کسی جاشاہزادی کو نہ پایا	بطا کر کہہ لے تہا جو ہوتی تھا	اڑا اوس نعل سی بی ہنسیاؤ
پہر شاہ قمر سلطانے کو ناچار	کہا بانوسی اپنی او وفادار	لی آکھ کہام کی سوتیل چنڈم	کسین ایسا نورہ پاشا بکم
جب یا خاصہ سو باکہام کی سلطان	پس زتاخیر بانوسی کہامان	وہ بولی ای سرری شاہ زمانہ	ہیان کرنا ہی تاجر یون فشا
کہ یہ مضمون تھا اوسنای میٹھی	سپر و خاصہ بین الفاظ تقریر	ہمارا ہی سلام شوق بکھو	مبار کہاد و سرور جاہ ہی ہو
پہر اسکی بعد مطلب کا ہی آغاز	قلم کہتا ہی کچھ کیفیت راز	وہ کیا یعنی کہ مہنی تحفہ چند	تمہیں کہ ناخاطر ہو خر سند
رہو ہم ہی راضی تھی خوشی	نہ ہو دخل تکرار کسی دم	پڑا نامہ کیا بیت اور سکویا	لیا ساتھ اپنی تہا چلی پیٹیا
وہ تجھی جو کی تھی میری ہملہ	مناسیے کردن انوسی تہا کی گاہ	پالہ لعل کا اک قہتے تہا	زیادہ تہا گہ بہری ہی دلکا
بہت سوتیلوں کی گرد جبار	وہم ہی ہڑہ کی تہا ہر لگے ہر	پہر اسکی بعد تہا کی سانپ لگا	کہ اسکی فلسفہ میں کیا کہوں حال
ریال ونسی بہت کم عرض میرے	نہایت خوب و ریز تہا وہ	اثر اوسمین عجب انداز کا تہا	کہ جو اسپر کہی سو یا کہ لیا
نہ پایا ہر کہی بیمار اسکو	نہوئی کچھ خلش زہنا اور سکو	یہ دو تجھی ہوتی تہا نیسہ اور	نیا نہ اور سکا کہ پیا لور
وہ کیا اک خشک لڑکی جو تھی	بیان کیا ہو سکی تعریف اسکی	خاں و سیمین تھی صد ہزار	بدل خواہاں جان کی دست
اسی صورت پہ چو تہا اور ہی تہا	وہ کچھ کا خور کی دانی تھی کچا	بظاہر سب وہ پستی کی برابر	نہن فرق کیسی تہا ایک سر
پہر اس چو کی بعد لک یا پچاں	سخن میں چاہیہ اوسکا ہی خیر	وہ کیا یعنی کنیز جو پیکر	نہ تہا دنیا میں کوئی اور کچا سر
یہ لیکر ساتھ سلیب سلیب ساتھ	ہو بغداد کی جانب کور اسے	باسن و عافیت لستہ گہرا	وہ تجھی سب رشا ہی پر لایا
بلایا جب خیر سلطان نے پانی	قد مہر ہی کی نوبت میر اتی	کسی اپنی کہانی شہ سی سا	جب تی پستون مد کی بار
کہا مینی کہ اک شاہ سر ہند پہ	کہ ہی ہر طرح وہ ماہ نہر پہ	یہ تجھی کردی اوسنی حری تہ	یہ نامہ لکے پچا ہی مرانہ
ہوا خوش و لیکر سلطان نذر	کہا ہو سکی لب و لکی بڑی یاد	وینا حلت مجھی گہر کو ہزارین	نہایت نرم وہ لٹا تہا تیز
کہا تاجرنی یہ جگر اچھا تہا	کہو نگا سا تو ان کل اور قضا	گیا ز لگی گہرا تہا وہ فرو	اٹھی محفل ہوتی ہر شمع فی
یہ اتنا کہہ کی مانوئی جو دیا			تو شب خفت نہ تہا تہا عکا

طبری امید ہم کرکنتی تہی ساقی سبب بنیر یونکا ہستی کیا آلتا ہی سخن منہ سے لبر کر سیدین مثل ابرہہ مضامین کہ جب تکلیف شصت فی چکا اٹھا سلطان بشوق کو شربت گنتی ان کاٹ سٹی ہوٹا ہر سو کہ شہزادہ ہوا گم اس طرح پر گر بیان چاک کر ہنپا خاک خبر دہنی سن سنیک کیا چاک اسی صورت لبر کی اٹھایا کہ بکھول کی وہ چہرہ اوکھا یہ اکبر سب بڑہین مصروف تہم یہ نوحہ تہا زبانی اونکی جبار کہاں ہی جی ل سلطان کہاں دکھا یا رب ہمارا جسم الہ	کہ نیشک بابتین کی کچھ در باقی رکابی کس لیے کیا دعا ہے مزاج گفتگو ہی شوخیوں پر زبان سی نکلے ہر سانس کھمیر اٹھا اس بزم سی سامان تھا سواطراف جب کچھ کچھ گشت نہ پایا دعا پر لب کہ قابو ہے نپا کچھ پتا د ہوٹا ہر برابر رہا باقی نہ مطلق او سکوا دراک کہا میں زندہ جاؤں گی تہ خاک بڑا اکرم ساری گہرین پایا کہاں ہی کس طرف ہی ساتھ آ رہا اوس گہرین ہر سامان ہر جا	ستو توئی شجہ بروی سنا سبکی خیر لا ایتھو کوئے جا لبوں سی ناز کرتا ہی فسانا سر رلفط سی ہو فیض جبار چپی تاری سحر کا حسن چمکا اوی صحرای مطلب میں پایا تو گریان آتی سوی قصر تھا کہا اوسکی پدر نے ہی بیٹیا غش لیا کر پراخروں بہیوش لحد کو دو کفن دو محکولا کر کنیزین اور خواہنیں ہر تہن ہم اپنا تہا زندہ دھونڈ لیں جلی ہمراہ کچھ مردان پشیا	نہیں معلوم کیا خاطر میں تہ کہ آیا ہستی مطلب کا ہنگام سرمہم ہر کہ آیا وہ زمانہ دکھائی دعا یوں بہ قرار سیاہی نے لیا رستہ عدم کا فسانہ طارون نے یوں پایا کسی شخص نے اپنی تہا یہ کیا مینی سنا تو ہو گیا کیا رہا دور و نزدیک ہستی فراموش کہ تہا یوں آئینوں مست زبان پر لہنی سبب سطح الامین مقرر جان دس صحرایین دیکھ لی آتی جانب صحرای پرخار کہ ہی ہی بہقاری بہقاری ہماری اکٹ لیشان کہاں وہ شکستہ تابان کہاں ہی تسلیم کیسی صورت نہ پایا کہا اٹھ جلد کان کھیت سفر ہی ساتواں و سکا لونی نہایت لطف کا تہا وہ زمانہ بہت جلد گیا و سنے بلایا اداکی ہر طرح تعریف خان
نوحہ			
کہاں ہی انیس جان کہاں ہی وہ سب صاحب حسان تقسیم کی تہا کس لی ہی ہوا پر ویدہ سلطان پنہان قریب یا رجائی جا کی سویا وہ بولی مرد تاج صاحب نام غم دنیا سی پردہم خاطر آزاد کہ اک سردار خستہ پا کوشہ تہن میں آئی ہوں سنہلیے	تجی اب ہوٹتی صحرایین زمانہ ہی نظر میں ہی تاریک یہ دنیا قابل ارمان کہاں فرخ شاہ فی حسرت دکھا رہی شب کم تو جاگا شاہ گاہ بیان کرتا ہی افسانہ انیا اور احبا کہا ہی تہی ساتھ کہا کوئی آواز ہی کہنے کو آیا یہ سنگر میں ہوا یا بوس سلطان	کہاں ہی جی ل سلطان کہاں دکھا یا رب ہمارا جسم الہ بیان جب کر چکا طاریہا کہ اگر کچھ غذا میں کہاں کی ٹو سنا اوس قصہ باقی کی بجا کہ میں ٹیڈا تہا اپنی گہرین کہ مجھ کو یہی نوکر فی خبر دی اٹھا میں اور گیا بولا کہ چلی	

کناشہ فی کہ او مرد و فادار	نہیں بھی زیادہ کوئی ہنسیار	جواب نامہ شاہ سراندریب	جسی کہ تہا ہی تو ماہ بنجھوہ
لکھا ہی بھیجا ہم چاہے تہین	خزون ہو لطف با ہم جاہیز	سواس غم سے کہی تو مروت	نکرا سوچ کر تکلیف انکا
یہ بھی تہین یہ نامہ جلدی جا	سنا پڑنے کے حال زہ و نکا	کہا مینی کہ جو ہو حکم ای شاہ	ابھی کہی کہ نہیں ہے وعدہ راہ
بہت صدی اوٹھا کرا کر گیا	جو گزری تھی زبان پر پالا	سنا شہ فی کہ اسچ ہی بجای	تلقو تیرا بیان ہی سوا ہے
مگر ناچار ہم کرتے ہیں ارشاد	کہ اوس سلطان کو ہوگی شہ	تجربے جواب خط نہ آیا	نہیں معلوم کیا انجام پالا
سواس صورت میں جا چاہی ہے	نہایت جلد آنا چاہی ہی	دیا نامہ یہ کہہ کے شہ فی محکو	شنگائی چند خفے اور کہا
چہ کا تسلیم کو خست ہو میں	مگر ولین بہت افسردہ تہا	کہ کس شکل سی یان تکھتیا	فلک فی پہر ہی سلام کیا
کہ آیا میں ہوا چلنے بہ طیار	لگی رونی احباب تہا بار	بہا ز نو یہ بیٹیا لگی اسباب	طبیعت مضطرب بل شہ
غرض قصہ خدا شامل مری تہا	نہایت جلد میں مطلب بخا	اب وں تجھو نکا لکھا تھا چا	کہ ہر شئی و جین کہ بی بہا
گران قیمت طلائی کا کافرت	کہ ایسا انکھہ فی دیکھانہ تہا	عجائب نقش سینا رنگ کا	برابر کیا آغاز انعام
جو ابرعل ویا قوت اور گوہر	لگی تھی ہر طرف گویا کہ خست	جسی کیا وہ تہا قیمت مین	چنگ حال اوکی میں گویا
ابھی انجام کو پہنچی نہ تھی بات	جوانو فی کہما خست ہو	اب ہی سلطان کہیں گے کھانا	اگر کی لطف حق فی مہر
تری شتاف تھی سا بہت ہم	رات ۱۰ م		کہ نہ کر کم فرا کو تے دم
زہی قسمت قدم دیکھ جوتی	بڑی تکلیف دی تھی رنج و غم	یقین ہی کہ پہلی تہا بیاب	نظر تہین ذرا راحت کی شہ
صدای قلقل مینا سنیں ہم	تسلات نا طبع ہم	سبوی ریز شہین کو شہ تیز	صریح مستیان اپنی دکھانا
ملی پیمانہ لب لب سی ہماری	ہجوم شوق کی یونان انشا	کہ اوس خم کو اوٹھا منہ لگا و	دہن تر ہوئی دوشینہ
سو پوری کہ امید قلب مضطرب	پلا دو چار چوٹی بہکوسا	کہ جوش کیف مین گچہ گنگو	فدای عرض مطلق ہو
لقاب دعا مضمون اوٹھا	فسانہ اسطرح آغاز پا	کہ جب گونگ شہین فی چہا	لب لبم فلک رشید آیا
بڑا پھر خسرو سابق شہ	کیی اطراف کے دو چار گشت	اوسی جای معین پرہ آیا	انہیں و طائر وں کو اوٹھا
کہ لای شجر کتی ہیں اسطور	کہ بہانی دلسی سمین کیچو غور	خو اصین پرہ رہی نہیں حال	بیان کتی تہین فتنہ خور
پکٹے تہین سر شوریدہ سحر	نہ تہا دیکر کسی صورت بھی بو	کہ اتنی مین چہا روز منور	ہر یا خاک پر آتش فی بہر
سیاہی چہا صحن جہان مین	بڑا سودا مارج آسمان مین	نظارہ مین جوتہین و پوتہین	باتیں مینکے بیو شہن
کہ در کردہ اسیر دام ماتم	ہو تین جا کر کسی گوتی مین	فقدار اوس کے کی ایک ہزار	سراپا جمع صد عشق

اُرا سی تخت جاتی تھی ہوا پر	سنی اوسنی صد قلب مضطر	فرار خاک لری اور پوچھا	کہو امی بی بیور و ناہی یہ کیا
مصیبت کو کسی تمیز نہ تھی	مگر کوئی بڑی مشکل لری ہی	قریب آمد و سناو حال کیا ہی	مفر کج یہ تمہارا مدعا
یہ سنکو وہ گریبان چاک آئین	جو گزری تھی زبان پر آئین	ہر کی کو نہ کہراؤ تم اتنا	نہ دیگا سو کچھ رو گی جتنا
نائل چاکہ گودل ہو بیتا	خدا رحمت کے دیتا ہی اسنا	ملی گاتنا ہر اودہ تم کی شک	توقف چاہی البتہ جب تک
تمہارا حال سنگری بہر آیا	طبیعت فی قلوب اسدم ٹٹا	کرین گے ہم ہی اسکی کوئی تیر	مطابق ہو گئیں گرفتار تقدیر
تویر برج و قلع جاتا رہیگا	نہ دل تکلیف بتیابی سہیگا	اسی جا چور کر طار فسانہ	ہوا ہر جانب مشرق و رفا
شہ عالم ہم لسنے گے گریا	بہت آراستہ بانو کو پایا	پلایا اور ہوا فحان جان باز	پہر اسکی بعد خاصہ کلا سلا
رہا خواہیدہ بعد از دیر گاہ	کہا بانوسی کیوں ادیر ہی کیا	سناؤ کچھ کہہ سہی انی ہا	وہ بولی یوں نہا جکا اشارا
کہ اک تخی کا قصد کہہ چکا	بہشت بہر بڑی حیرت میں تھا	کہ کسنی کار عمدہ یہ بنایا	فزا ہوا جان لیا کچھ خوش آیا
رکنا جب مسکو دیکھا دوسرا	تو اسکا ہی اس صورت پہ تھا	وہ کیا تھی قبا تین تہین خوب	نہایت قیمتی بہت خوش ہوا
انہیں کے ساتھ فرزند فرزند	نہ جسیہ کسکی انسان کبھی غور	نظر پہلے دم ویدار ہر دم	نہوں نہا برقی سی پہلی و عالم
سنا انکی پیالہ ایک دیکھا	نہیں آتا تصور میں وہ لیکھا	عجب شے تھی نہا نہا گرا سکا	نہو گا و اٹھی ایسا کسی جا
عقیقہ سرخ کا دل ایک نگشت	نہ اتنی کول کرانہ ہوا گشت	اوسی میں ایک تھی تصویر کفہ	کہ جسکو دیکھا ہر دل ہو بندہ
کہاں تیر اسکی باتہ میں تھے	بہلالی دارا و سکے سبکو تھے	گران قیمت ہوا راجہ و گشت	میر جسکو ہوا اسکی زینت
یہ تخی اور وہ خط جسکا وہ	کہ اسی سلطان عالم صاحب	سلام شوق ہو تابی غار	زبان چاکہ پورن کیفیت راز
کہا با خط تمہارا لطفت افزا	ہوا خاطر کو با ہم بطریدا	سنا سب حال خلق و تکیو جاہ	مبارک نہ ہو میں ادا داند
وہ تخی باعث راحت ہو تھی	قلم ہی صفا و سکا ہو تھی	مناسب نہو کہ رسم با ہم	یہی صورت رہی بہت جہر
سچنا نہو اپنا دوست لٹا	جو کچھ کار ہو کرنا بہر آگاہ	کہا جو کچھ یہ تھا آواز نامہ	تھامی ہر پہلی تہان راز نامہ
کہ طرز و روش جاری نہو	ہمیشہ عید ہو ہر روز نور و	یہ سب لیکر جو میں پاس لکھو	یہ سب لکھو ہر پاس لکھو
خبر سلطان کو کی اوسنی بلا	لیا خط اور ہر تحفہ جو پایا	بہت راضی ہوا ہر تحفہ	کہا ہر منون بل ہر شان کی
رکھا دو چار دن بھگو لقمہ	بہر آخر کو بخش کثرت ذوق	کہا دل فی کہ اپ چلی پیاس	نہ برسی ہر بلا کچھ آسمان سی
گیا میں صبحکے پیش شہنشاہ	کیا اپنی تمنا سے جو آگاہ	ہوا ارشاد مہرورہ کی جانا	کہہ عرض کی مانا نہ کہنا
لانا حاجت نہو اخلاص	مبارکباد بکے بہر دکان	کہا بانوسی اب باقی نہیں	رہی بیکل پہر سلطان کی بات

افیت آشنا ہی قلب ستی	کہ مر فاقہ ہی دست لب پر	ازل سی چھو خواہ سب	یقین ہی کہ تو شوخی نہیں
جودل چاہی کوئی سانعہ	نہیں معلوم کیا تقصیر کی	کہ شکل می نظر آتی نہیں	ہر روز و روز سکھار دینا
نگاہ شوق خالی بہر رہی	گشتیں تاکہ تو بتیابی کی سیلاب	زوال رنج سابق ہو کوئی دم	مقام جسم ہی شدند
اُمادوی نیم ہی حامی ناب	رنج افسانہ یوں جو بن دکھا	کہ جب بجی ہم شب بیاہ آغا	تسلطانی کچھ دل دسی کچھ
خیال نظم مضمون رنگ آلا	بڑا صحر کی جانب شاہ مشتاق	فرز نعل پر پاتے وہ طاق	کیا قلب فلک مہر فی ناز
فرفر روزی چمکا سب فراق	قریب تین گریب چشم پر	لکین کسی فلک ہی ہم ہم	کہ ایک دمیں ہی کن تلخی
کہ خورہ خواہیں سخت بتیا	زبان مرگ سے لڑا ہم پاپا	رہو با جس وقت دولت تم سنا	نہیں تیا یا راحت مہر ان
تمہاری لطفہ فی بندہ نہایا	ستون واسطی ناحق لیسا	نہ ہم ہوگی نہ شہ نہ دیگا	اے تاقیاست تاقیاست
کوئی دم میں ہم دہا میں جان	درندی کما تین گم آخر کو کس	اگر اتنی رہیں گی سخاوت	فلک شمس ہی نہ دیگا
برہنہ ہوگی لاشی کی کفن کے	زیادہ عبت ہی قدر دے	یہ کہہ کر ہو تین گم گم	تو کچھ راز و مخزن ہی ہو گند
پہر اس صورتیں دل مہر بے	اکھایا اون سہو کو شیلون اپنا	کہا تھر وہاں آتین کی ہم	پکارین و قسمت واد
پہر سی فی ہی کیا تھر وہاں اپنا	نہ لانا اپنی دلین خوفی ہوا	ارادہ یہ ہوا لیکن اگر سخت	اگر تقدیر نے غشا نہ کچھ غم
تو شہزادی کو لاتی بہن آپس	غریب غافل نہ تمہی ہم پرین	نہ روتاب جگہ وہاں ہی تپند	کوئی اندیشہ ہی اور بھی سخت
آواز صحر میں تال و کنگار	نہ اسد رحہ سہو کلیف آقا	بھل خصلت کہ دل بیا ہی ہم	چہ تو تم لب خساں کی
بہت نزدیک ہی وقت ملاقات	دو آن ہر لای تھر او میں ہم	میں خجک اون بنا شام	زیادہ سی حاصل ہی ہمیں غم
یہ دشت بظہری لپٹ کر	بہن تین عکریہ اوس بکری پالکر	سہو انجام مطاہ بہت	جو کسی ہی جو ہو دل ہم آواز
پہر آوار می مار بچ و افسوس	غذا و آب بر با مو پیا	مسہری پر فراخت پاک پیا	اڑا تیرا وہاں شاہ و مجھ
وہاں ہی رہی سو فی خانہ آیا	کہ ہی کس طرح قصی	وہ بولی یوں سنا ہی دجا	اسید پوش کہ غفلت کی
اوٹھا جسم کھانا تو کچھ جان	سفری دور کا کوسن برابر	جہاز عمرہ ڈھونڈا اوٹھا	کہ جب تیرے ہوئے بانٹا
کہ خصلت شہ پانی جلی ہی ہر گز	مگر رات بہت طول زمانہ	کہ ناگہانی قزاقان طار	کیا الگ نو کہ حاصل و سکون
سوارا و سپر ہوا مشتاق خانہ	وہ ہماگ اور لی کسمت	مگر کچھ رہ گئے اکثر ذوالدار	ہمیں بھی وہ عاجز و زار
بہت آدمی ہی میری پہرہ	خفہ بخت ناہنجار لایا	کئی دن بعد بیا ایک دایرہ	ہوئی تیرے ہی تو تم گار
لی آتی وہ غلام اپنا نہایا			ہوئی ناچار جو نہایت

ایا مالک فی کار و بار خانہ فقدار الکیدن مالک یہ لو گدین بل حرفی نہیں بل کہ مالک نے سنی ہی مرد خوش یہ عقدہ فن ہی تیر انداز ہونا وہ بولا آو میری ساتھ کچھ کہا اک نخل پرچہ اور لی تیر قریب شام میل اوسی جوتا گر جب ہ کہ مالک سی کہ وہ سرسجھا تو اوسی دانت کی اوسی ہی کار کو اوسی پلیرن نظری کس طرف سا ہاری مگر ہسی طبیعت خوش نہیں ہلاسی می نہ می پروا کسی کا ابھی غیبت باقی اس قدر ہا مقررہ جو بنی کل کہاتا سو بندہ اک ہوا خواہ سب سجاعت بادل ذیشان یہ سخن پرورہ ہو دور دین تاز فراز چرخ چکا مہر روشن کہ انی سین وہ شاہ و شہ یہ بیہوشا کہ درو با ہم وہ سنگو سنن میں آہیں لو	مگر سکتی تھی اوس دم کچھ باند زبانسی عقدہ سرسختہ کہولا شرافت ز اگر ہو کوئی مضبوط اوٹھالا جلد اوس تیر و کمان مبارک س سی ہی ہر زبونا ہماری دلکو ہی اک بانٹ طور جوا تھی اگر نا اوسکو نچیر تو فی تیر شک پر لگا یا ہنسب بولا کہ تحسین میری دلیر یقین ہے کچھ تجی راحت خدا کہ دراندہ بہت اوس وقت تیار	رہی کچھ دن اسی عالم میں چھو کہ نکلا اور ہی ہی کام کچھ یاد تو اوسکو میں بجا لاؤں بشتو بہلا اس سن آگاہی ہوئی ہے کہا میں کہ مان بن اس آگاہ لی آیا دشت پر خطر میں خبر دینا کہ خوش ہوگا اول اجل سی بسکہ تہا وہ فیل بڑ اوسی زیر زمین تو دفن کر جلد کہا میں کہ بہتر ہے جوتا نہ بانو فی یہی تھی بات آخر	کہ جیسی سچو میں محتاج ہر دو کہا میں کہ مان جو کچھ ہوا شہ مجی ہی بنشہ چروں ہی ہو کسی اس طرح کی کچھ شوق کی ہو کہ اس فن کی پیشانی بنشہ کہ جسکی حد نہ تھی نظریں بظاہر ہی یہ کام اللہ مشک ہوئی تو نظریں و سکی پیر بجا لامیری مطلب کو مگر جلد تو اتھی اور ہی اک مینی پایا کہ شب رخصت ہوا اور کہ بہر ہو میں راحت زار شہ تجامل میں گھر جاتی گی والدہ سہیں گے کاوش تقدیر برہم سب کو منہ کوڈہاں حق ہو کچھ کہ بدل لطف بہر لحظہ ہی غریبوں کے سخن سی ہو مگر تو بہر آواز پر آئی کہ اس اوس ہی صحبت ہر غنیمتیں طرح ارادہ تھا کہ مالک کچھ راز بیان کرتی تھی طاقت قصہ راز کہا وہ حال دیدہ سب بھیک سنیں گے کہ نہ ہوا ہر
رات ۱۰۵			
ارادہ اور سو مسند نشین ہے دلع منت بجا کہے ہی کہ مالک نہ لائین قصہ راز شکایت ارادہ آشنا تھا اسیر التماس آرزو ہے کہ ہیں اک عمر سی گزشتہ تقدیر کہیں میں مدعا اسل نچ میں زمین فی نور کا پایا جو دین ننگہ گری پر آیا اوسی جا کہا فی اس طرح تا گوش لائے خبر پہنی ہی ہو اسکی ہوئے	مناسبت کہ ہوں ہم ہی گاہ پسین گے جای بادہ خون لہم مبارک شکو تیر بحشل بجا اوسیکا کچھ خیال آیا ہی اسد نہیں منظور کوئی صاحب اگر دی می زراہ مہربانے کہ جب خالی ہوئی آغوش شک تو سر خطہ اوسی پیدا ہوا ناز جہاں سننا تھا افسانی کا غار کہ ہمارے ہی آتی پری پاس بہر موقع ابھی اسکا تیر	کہ جیسی سچو میں محتاج ہر دو کہا میں کہ مان جو کچھ ہوا شہ مجی ہی بنشہ چروں ہی ہو کسی اس طرح کی کچھ شوق کی ہو کہ اس فن کی پیشانی بنشہ کہ جسکی حد نہ تھی نظریں بظاہر ہی یہ کام اللہ مشک ہوئی تو نظریں و سکی پیر بجا لامیری مطلب کو مگر جلد تو اتھی اور ہی اک مینی پایا کہ شب رخصت ہوا اور کہ بہر ہو میں راحت زار شہ تجامل میں گھر جاتی گی والدہ سہیں گے کاوش تقدیر برہم سب کو منہ کوڈہاں حق ہو کچھ کہ بدل لطف بہر لحظہ ہی غریبوں کے سخن سی ہو مگر تو بہر آواز پر آئی کہ اس اوس ہی صحبت ہر غنیمتیں طرح ارادہ تھا کہ مالک کچھ راز بیان کرتی تھی طاقت قصہ راز کہا وہ حال دیدہ سب بھیک سنیں گے کہ نہ ہوا ہر	ایا مالک فی کار و بار خانہ فقدار الکیدن مالک یہ لو گدین بل حرفی نہیں بل کہ مالک نے سنی ہی مرد خوش یہ عقدہ فن ہی تیر انداز ہونا وہ بولا آو میری ساتھ کچھ کہا اک نخل پرچہ اور لی تیر قریب شام میل اوسی جوتا گر جب ہ کہ مالک سی کہ وہ سرسجھا تو اوسی دانت کی اوسی ہی کار کو اوسی پلیرن نظری کس طرف سا ہاری مگر ہسی طبیعت خوش نہیں ہلاسی می نہ می پروا کسی کا ابھی غیبت باقی اس قدر ہا مقررہ جو بنی کل کہاتا سو بندہ اک ہوا خواہ سب سجاعت بادل ذیشان یہ سخن پرورہ ہو دور دین تاز فراز چرخ چکا مہر روشن کہ انی سین وہ شاہ و شہ یہ بیہوشا کہ درو با ہم وہ سنگو سنن میں آہیں لو

وہ نصرت ہو کر اپنی ناگاہ	ہوا وہ شانہ برادہ بنی جواگاہ	تو بولا امی پری کیا تشوہ	ذرا ہم ہی سنین کس کا ہی جہل
سنسے وہ اور لگی کہی کہ ارجان	مگر دیکھا کوئی خواب پریشان	مفرا اپنی گھر سے کیو	طبیعت جو تیری دکان
پہرا چاچی نہیں لگتا تو جاؤ	گلی تل لیں ہمدی پاس لڑ	سناستند اوی فی جسد ہم	تو ہرگز اگہ نہ سن کو چاچا لگان
کہ کہا پاگل پر اپنی کشتہ کنی	کہا ارجان میں قربان جو ہو	جہی اب شستہ گویا گام	جہاں تم ہو وہی ہی جاتی گام
پری فی اوسکو چہاتی سی لگا	ارادہ کثرت سستی میں لیا	لیی بوسی لب خیرین کو چا	ہوا آئین لغت کا گنگار
یہ لکھ ہر زبان طائر فی کی بند	پہر اسطفاں ہی اپنی لکھ کو بند	محل میں آسویا چند شام	کی سی شے کے آخر ہو گی گام
اٹھا اور یوں کیا بانوسی ارشاد	کہ اسی خاتون ہی چرسن آباد	میں صد پر سنال کی گام	چٹی چٹی جاسی تاج کی حجاب
وہ بولی مان خدیو داد گستر	بیان کرتا ہی حال لب طغر	کہ لکھت میں غزل نخل جا کر	خیال قبل میں بیٹھا تھا ہم
کہ اگر اک گروہ قبل پر دست	کہ جبکی قد کی آگ کوہ شہی	تہ نخل کی سب فی لگی شور	دکھایا اپنا پنا سبے اک وز
ارادہ تھا اکہیرین چرسن و سکو	کہ مینی کی دعا اوسوقت لڑ	نہ ہو چکا تھا ابھی مطلب انجام	کہ اک قبل کلام چہا کنی گام
پٹیا سوڈ میں وہ نخل سارا	کیا اور ون کو ہی باہم نشا	وہ سب لٹی ہو واجب و زہم	نہ تھا نخل اپنی جاہ اکوم
گر اروی زمین پر کوہ آسا	وہ آیا قبل جو سب میں ہوا	اٹھا کر محجو قرب اپشت لیا	بہت آرام و راحت چہا
مجھی ہیست غش آیا اوسیدم	کہ خوف جان تہی تیا غم	بڑا اک سمت کو تہی ہا	اوسی جان کب یا تھا جہاں
وہ باقی اور لشکر تھیون کا	رہا ہمارہ جب تہا نشان پوچھا	وہاں تھا قصر عالی عمدہ و	یظاہر طبع بہتر ہوئی
مجھی وس قبل فی و سٹھما یا	طبیعت گیارہ سپین آیا	کیا وہ قبل سنا تہا وین	رہا تھا مکان حصی میں کیر
خیال اک چلیی دکھنی دشت	میسر تین تا اطراف گشت	یہ سوچا اور اک جانب آباد	کہ دیدہ سنو سی خاطر ہو شتر
نظر آیا مجھی وان غار کستہ	نہاں اوس غار میں نہا کستہ	وہ تہی دندان قبل و کو خود	ہوا محظوظ دل میا بہت سا
کہ خالق فی بڑی دولت عطا	نہایت مہربانی ہی خدا	پہر اوس جاسی میں تا پاسی	مجھی محظوظ خوش و خوشی
کہا کچھ خبر ہی تم کس طرف تے	بڑی ہرین سوسی کس کس	جب صبح میں جا نخل کھا	وہ اکہڑا بیچ سی اپنی پڑا
کہاں تیر تہی باہم زمین بو	رہا محجو مدیر جہہ رخ و فسوس	کہ شاید با تھیون نے جان	نہا زیست کا کوئی سہا
اسی مذہد میں بتیا تہا میر	برابر و ہونڈ تہا تہا جابجا	نہ ملتا تھا تہا گز تہا را	تہا میں چھاٹ الا و شت
مگر میری دعا کی حقنی مقبول	کہ دیکھا آج محجو مستعمل	بہل نہ تم مگر کشت چہی	جو گزری سو زبان چلڈ
اسی عرصی میں شے پڑا	کہا بانو فی ترکا ہی	مجھی کیا حکم ہی لکشا و جہا	وہ بولا لکھنیں کی تفسیر

راست ۱۰۶

سختی زاری پیر امید بستے	بڑی سستی میں بن گئیں	یہی کہتا ہی لاکھ جام گل رنگ	کسین کیا تجھی اپنا ہر سہ سنا
مزاج شوق کو سکین نہیں	اٹھوا احسان سنا کی خبر لو	سوان مجھ پر آئیں تری سنا	کے پٹی پٹی خاطر ہو گئی تنگ
کہاں تک پہن اخطار نہ کیا	تری الطاف ہیں ت سخی ہم	مکود ہو کہ جس جی ہو قربان	نہ لانا اور اپنی دل میں سورا
جو فرصت ہو تو اک سنا عطا کر	کہ جس کا ہی اسی باتے زنا	رمو لبر نہ مطلب ہی خردار	نکلی تین طبیعت کے سربان
ارادہ ہی سنائیں انک فضا	ہو تی تازی کی شب غیر معلوم	اٹھا سلطان آو میں چون گاہ	دکھاتا ہی سخن یون حسن ظہار
کہ جب نور سحر کی بڑھ گئی دیو کا	بیان کرتے ہیں تر تر مطلب	کہ آخر خبر گئی تینا بی شوق	فراز ہنسپ فی دشت کی را
گیا دیکھا تو ہی آغاز مطلب	ہو س ہو کہ مہلت تہ ہیں کب	اٹھا و شمع ساق نور افزا	نہ ٹھری ایک لخطہ کثرت تو
پڑی سستی پہ باتہ اور مل گئی	رہی راحت فراموشی و عالم	دکھاتی ملازادی فی یہ جوہر	میں جان ضرہ پر توقف کا سب کیا
غرض محشوق و عاشق کیوں	کہلا کچھ رختہ آئینہ صاف	جہا ملین صدق میں شک نیست	صدف کا خوشی نہ نہ ہو گیا
ہو لیا قوت جب بلور شفاف	جہکین اس میں مطلب نہ کیا	پر یکا جلوہ روفق جو پایا	مبار کیا دینی آئی ارمان
ہو تین شرمندہ سستی حیران	نظر آئی لگی غفلت کے اسباب	اوسی حالت میں سود و دوا	تو تسکین کی لمی پھر گسار آیا
خلش کی آرزو فی جانب	گوئی کہتا ہی باشل و خاطر	ابھی تو موت سی آنا تھا	رہی جب گشتی گشتی نہ بہت
تو آئی اک صد آہ طبع ناستا	فراز فرق چکری کی لایا	ارادہ تھا کہ ٹپکے بر سر رنگ	مرا ان لذتوں کا دیکھ گیا
یہ کہکشا ہرادی کو اٹھایا	تو زحمت شانہ ہادی کو نہ	ٹپ کر دمقا قابو نہ نکلا	مگر تقدیر لائی اور ہی رنگ
کہ لغزش تانہ فی او سکی چوٹ	بڑا یکبار مثل صحر سینہ	سر دشمن پہ باتہ اگر لکھ لایا	بشکل برق چمکا پہ نہ نہیں
نہایت جلد کنہی پی تیغ خون	در آئی خاک میں شمشیر خون	پہل نہ تکلیف مطلب نہ روا	احل سی کچھ دم مہلت نہ پایا
ہو داد و حسب طرح دو گیسو	والتسی بنی کہ سلطان چہر	قرب بانو گلغام آیا	رہا پائی پری پر سر نہاؤ
یہ ایما کر کی طائر اگیا جلد	کہا خاتون سی کیوں حیران	وہ بولی قصہ تاجر سناؤں	بغل میں سورا آرام آیا
اٹھا معمول پر پڑا جو سلطان	وہ سند باد یوں کہتا ہی گاہ	کہ مٹی مٹھن الگ جو دیکھا	زبان پر سر گذشت او سکی لاقول
سو وہ اس طرح استاؤں	نہ رہ جائیں سی کو تخیال	غرض جو جو کہ گزری تھی سنا	تو خاطر میں ہوئی یہ بات پیدا
کہ سب دل سنی خرم کمال	چلے ہم اور وہ دلشاد با ہم	جب فی غار پر پایا پیر مال	خراوس غار کی جس وقت پاتے
مرا آقا ہوا مخطوط و حسن	یہ سامان آج قہر تہ سنا	خوشی وہ خیال جو آیتا ہمراہ	کہا مالک فی اب چمکا کچھ پایا
کہ انسا آج بچہ نہ پائے			اوسی پر لادہ کر لی گھر سہراہ

کما مجس بہت راضی ہوتی ہم	عوض میں اسکی کیا دین لگے	کما میں کہیں ہوں نہ خیریدہ	سر سر پرش کا آئیدہ
غلاموں پر یہ احسان ہو	کہندی تھی مخطوطہ مولا	کما ملک کیا آزاد سہنے	یہ دولت دی تمہاری قدم
ورگہ سیکڑوں میری خواہ	ہمیشہ آئی اس صحرائین ہر	بہت دن ملک نہوں	رہی تیر میری آرزو
پنجوڑا جان فشانی کا کوئی کام	مگر مطلب فی پایا کچھ نہ انجام	بجز حسرت نہ تھی ایک بھی	صدالب پر وہ افسوس آ
پہر آخر جان دی محبوبہ کو	رہا میں آج تک تپا بظطر	خوشی کا لفظ پہر لب تک آ	تمہاری وجہ سلی چین پایا
حقیقت میں وہ حساس ہو	کہ جب روح ہی و قلوب و	کزوں گر شکر ہر ہر خطہ	کہ راحت آشنا غالب میں
عوض سکامین کر سکتا نہیں	یہ ولتے ہر بی بی میں کیا دن	مگر خدمت کو گنا گویوں مجھ	بہا نکہ سکی گاتا ہر خدمت
کو گنا ذکر اہل شہر سہ روز	کہ ایسا تمام مال یاد رسو	اوسی فی مجاہدہ دولت عطا	سدا او سپر ہی رحمت خدا
سنی گاجو بدل مشتاق ہوگا	شاخوان میں تو کیا آفاق ہوگا	یقین ہی وہ ہو سول ہو	رہیں ہر دم تر شوق دید
کما پہنچی یہ ارشاد کیا ہی	اسی در کامر اسر جہہ سہ	حقیقت اپنی میں لا نہیں	بجایا میں شکر پر انہیں ہوں
فقط بندہ نوازی کی پہل شاد	کہ تا دفن میں ہی مجھ کو بن یا	ہوا آزاد یہ دولت ہی کیا کم	جوون گام ہر فی کا دش غم
رات ۱۰			
کما یانوی اس آئینہ میں رات	سو ہی قربان می یہ عمر باقی	نہیں نیاس میں ہر جی کو آرم	بشرط زلیست کل سنی گاہ
بہت گزری اس تھوڑی سا	کہلی میدا سائش یہ شکل	فراغت آرزو کماں ہے	شکایت سی بشر کو ہی گام
کبھی مصروف ہتیا ہی ہر	تو پر جو ہو نہ پتی تھی کچھ نہ پایا	ہوئی ہم نرم باران لحد و ست	نئی ارمان میں ہر پر و چو آ
اس میں وقت رخصت جبکہ	سوا و سپر ہی جو ہم قدر فلک	پہر اس صورت میں گورہ نہ غل	کہلائی استخوان غالب ہو
رہا باقی نہ غلزار تو وہ خاک	بلا سی جان سیاح عدم ہو	وگر نہ نہر کماں تو او کماں ہم	نہیں گرمی پلا جام ہلال
کہ یہ بتیابی اسب کم ہو	کوئی لبر نہ دی باقی ہو نہ	وفا کی کیف میں لکھیں کیا	زمانی کا ورق ہوتا ہی ہم
ابھی جو کچھ بولا منہ کھول ختم	لذا نہ میر گوشل نچن ہو	نیشکل چشم تر بر سین فضلین	دکھائیں لفظ رنگ خوا
زبان مصروف آواز سخن ہو	یقین پیدا کیا آواز شک	وہ کیا یعنی کہ چکا صبح کانو	فسانہ یوں کماں حسن تین
کہ جب تکلیف شپا ہی فلک	وہی ہر رو کا دل پھٹ پایا	سناکتی ہیں طائر اسطر جہ	اٹھا سلطان سابق ہر
منگا کر سسپ نہ شتا آ	کلی مل کر پری بولی یہ کیا	کوئی ہی اور ہی اسد	کہ چاکی خواب سی حب کا
تو دیکھا یہ جانی ہر سپاہی	اٹھی کہہ لکی دلیں خوف	یہی کچھ دوز و کیا ایک	تو بہت رو ہی ہی ہوا
یکہستی تھی کہ گلگون فشر			کہ ہی وہ زندگی سلی

خون رخ شمع تنی بت بول کہانی سن کی وہ اس طرح بول کہا تھا ج طرح کیا عمل میں پری سی شاہزاد کی یہ بول وہ بولی تھا کہ عموزاد بہانہ یہ لکھ اور گیا طرز شہر تہ ادب اسوہ میں ہر جا لکھا اٹھی پہلو سی سلطان کج کہ چندی میں ہاتھ کی ہمارہ مہینوں تک باجھکوی کام کہ کو آئی ہیں اطراف نسی جا جہانسی ہمیں ہاتھ کی انت انہیں کے ساتھ ہو کر روانہ کہ جس کا فردہ صاحب تہ غرض بیٹہ اک جہاز خوشیا وہ ہاتھ دانت جو تہا سنا کہا نامی کا اور خوش کا حال بجایا میں تسلیم نہ تھا کہا پر شہنشاہ نشہ کو بلکہ کہا نامی بسیر راہو حال دیا فرور کو زخمی ہو انجام تاجر کی سفر کا اٹھی نوٹہ میں محفل سی	کہ عموزاد بہانی کا ہوا خون کہ جو تقدیر کی ہوئی تھی ہو لیا مشق فی عاشق فعل تہ کہ حال اسکا ہوا ثابت ہوا مگر تقدیر کی کے نرسائی چہا سلطان کی کی نظری نظا ہرات آدمی سی سوا زبان پر شاہ کی او سدھ کیا مگر سطح جیسی ہو ہوا خون دیا لک کو اپنی خوب آرام نقدیہ اس طرح ہوا ہی ظاہر اوسکی نفع سی میں لطف نہ ٹہرین کی بہت کم سی زانہ زبان پر لفظ راحت خیر آیا ہوا عازم کہ تا پہونچ کر لیا مول و رکچہ و سجا کہا شہ گدرا انجکواک سال جو گزری تھی میان شتا و باب زر لکھو بالائی دفتر کہانی تھی پر سیر اور خوش اٹھا محفل سی سندھ مقبول نکالا اور اک شاعر کی جہاں	پکاری شاہزادی کو کہ اچھا کنیز میں تین دفن کا ہی ہو ہوا پر بادہ گلنگ کا دور کہ آخر کون تہا یہ موت کا یا اسی شب عہد اسکا تہا بڑ پہر پر شاہ ہی اپنی محل کو غرض ہنوز خاتون سی شاہ کہ ان جی اب ہی سوداگر کا ہمیشہ فیل لچا تا یہاں سی جہازانی کا موسم سمیں آیا انہوں میں ہی سنا حال بہت میں جہازوں کے پہر کہا میں خوشا تقدیر خوش حال پہر میں لکے نصف جی ج جزیر جی اہ میں کتر جو پاتے اسی صورت سی یا سوئی کہا تھا اتنی مدت کچہ بیان کر سنائی شہ کو پایا خوب نعام کہ اتنا جرنی قصا یوں شیا جو صورت تھی کمی ساتوں سفر کہ اگر سورہا شب بہار ام یہ باتیں تھیں کہ وہ ملی	ادب کچہ تہا یہ کیا ہی سلمان کہ تاو کی نہ ہر دلار خوش وہی مستی و ہی طو جی جی کیا ناحق گنہ گار سلانی خاک میں قسمت کیو صدابانو کو دی اسی یا خوش رہی شب کم تو ان خود خوش وہ بولی کہ ہاتھ کی جو ان بہت ساج ہر لانا و مری الک فی جھکویں شیا خصوصاً اوس کی اور کا تھیں سوقت میں تہا ہوئی کم محبتی شیا نیکل حال دیا جھکوا کہا سہرا لے جا وہا کی ہی نہایت لطف سنا سلطان جب جھکویا اٹھائی کس طرف کی اور چکر ہوا آغاز مطلب یہ انجام برامی یا طلب لکھنی میں یا بسیر لے راہ تہا ہی بنی لکھ کہ کوئی ہی نہ تہا باقی اوسی کام ہوئی سپد و مثل و مطلب کہا یا صبح نوئی حسن نہا
---	--	---	---

فراق می سی سانی چشم تر ہے	کہاں ہی جام و خم شیشہ لکھ ہے	صراحی سیر بکری یا کہ خالی	نکالی وضع تو فی باب نرالی
کہ نہا جاتی مشتاق کی پاس	فزون ہوا و رہی تاریخ اور پار	اگر دیکھی تو ناگی کوئی سانگر	پہر اس سی پاکت بنا خوش ہے
سویاں سبھی تری ترکہ طلب	ہلہلہم ہاتی ہین بات یکب	یہا نسی جاوڑیچانہ و اگر نہ	پلاشتاف کو ساعف ہلاک
کہ تر ساجی کوئی لختہ ہوا باد	رہی کچھ دن تری لطافت کبا	خصوصاً جسے نابعدار لکھ	ہجوم شوق کی بیمار کو دے
کہ تیرا نام ہو دنیا میں مشہور	بڑی شور بخاندیک رو	سر دیکھت میں کہیں گھما	سنائین بولن کلافاظ دھکا
کہ جب بد شب سی بہر گنجی	نظر فی صبح کی صحت ملے کے	اٹھیں انکاشین روتی ہو	گی ہوئی نظاری سوسو شید
منگیا شاہ فی شہدیز جالاک	قریب نشت پہونچا سخت پیا	وہ دو طائر کہ جواتی تھی ہر روز	بیان کرتی تھی کچھ حال جگر نو
سناسکتی ہیں آج اسطور کا حال	کہ بہائی تنگی شہزادہ شل عیار	ہوا شہرندہ مینی یک کیا کیا	رتی بات اس طرح کی بھگت
اسی تجویز میں تھا سخت عکس	نہ خاطر کو تسلی تھی نہ تسکین	کہ اتنی میں پری فی پانی مضطر	کہا میں سوطح قربان دلیر
اودا اسی کیوں کہ چہری پر نایاں	بتا صدقی تری کیا ہی میری جان	وہ بولامین تمہارا ہون خطا	نہر کو چاہتا ہی کہیں گھا
وہ بولی ہم پہو طلب سی آگاہ	تکلیفی گی اسکی ہی کوئی را	عوض بہائی کا اپنی تھی لنگے	نہر دم بہر میں خاطر خواہ دے
یہ کہہ بوسی لمبی عارض کی چہ	کہا دیکھی سنا اسی میولار	ناب خاطر میں کہہ سوسالان	نہیں بہتر طاق بجا اٹھانا
تری فسوس سی مر جاو گئی تیر	نہ بہر صورت دکھائی اتون تیر	ہنسنا شہزادہ افسردہ خاطر	کہا معام ہوتا ہی اظہار
کہ اس قصہ کا بدلای ہی	یہاں دستور انجیاں کیا ہی ہے	وہ بولی ہان فرزندیک	لب گلگون مری لب لؤلؤ
یہ کہہ کر لی لیے پہر پوسہ چند	ہوئی خاطر خوشہ زادی کے چند	تو جانا نسی ہوا اپنی ہم غور	کہہ تی سیدی کی پہر چوچ
اوسی سانا سابق کی ہوئی طو	انہیں بتایوں کہ پہر بڑی ہو	ہوئی بار آور اس شہب زو	پڑی فرزند کی قالب میں بناد
اسی جاچوٹا طاریاں سے	نہ نکلا پہر کہ افسانہ زبان سے	اڑا اس نخل سی بتیاب و مضطر	پہر لکڑی سلطان ہی برابر
قریب بادشاہ آ یا	ہر اک سامان کو موجود پایا	فراغت پاکی سو یا شاہ کچہ	جب یا وقت جاگنا شاد و خرم
کہا بانوسی ہان پیاری بیان	نتی قصہ کا ہی سامان کیونکہ	وہ بولی اسی شہ قبول کردا	بدل سنہی ذرا یہ تازہ اظہار
وہی سلطان کہ جبکا در گذرا	بیان میں پیشتر ہی منتقل تھا	جسی ہارون شہد فسان کہتے	اوسکی زیر سایہ لوگ رستی
نہایت عادل و جرار تھا شاہ	زمانہ خلق سی ہمہ تک آگاہ	وزیر اوسکا جو آیا بہر سلیم	تو اسکو اسطرح کی شہ تی کلیم
کہ میں اس بات بہر جانب بچھا	عیت کے خبر بہر طرح لونگا	ذرا دیکھوں کہ ہی کسطور پر	کسی اہستہ کے حاصل ہی خیار
مناسب ہے کہ تو ہمراہ رہنا	مری بہر حال سی آگاہ چنا	وہ اک خواجہ بہر راستہ ہوگا	نہ کہنا یہ کسی سی حال صلا

کہا دستوری جو حکم سلطان نظر آیا اوس کی شخص کچھ دو کوئی ہی پیشہ دریا صاحب پہر دل بہر نہ پائی کوئی چھلی کہ با لاؤ کچھ ہو کی میں کب سنا جب وہ فی اوس کا یہ غا ہماری ساتھ چلا ڈال پہر حال وہ بولا خوب میں چلتا ہوں نکالا جلد ہی گریں جال نکا لا اوس کو پیش شاہ لایا دی وہ اور لیا صندوق پھر	بجا لاؤں گا میں دوسری برائیکین محتاج و محبوب بتاس شہر میں کرنا ہی کیا کم کہ جس شے کل ہوتی رنگ کی ہیں تو اشتہا پسند است کہا اس طرف سن میں ہی از عجب کیا ہی کر یاری کچھ قبل مری تشکلا شاہین آپ بند تہ دریا میں الا اوس کو فی الحال ہوا مخطوط سلطان لطف پہر مخطوط و شادان پکڑا	غرض جب فی تشکلا شہنشاہ طرف دستوری دیکھا وہ پچھا وہ بولا امر وہاں کی گریوں میں سوا اس اندوہ ہی ہوں آپ پہر و سہم کیا کہوں کیا جان نہو خالق سی نامید انسان تجی ہم سو ریال و سو وقت شہر و شہر ہی ساتھ اوس کی گھسیٹا بعد چندی جبکہ کیا کہا دو سو ریال اوس کو اوسید یہ باتیں کہہ ہی تھی تشکلا خالو	بدل پو تشکلا کی اک نسبت کہا اوس شخص سے رہتا ہی سوا اسیر نہ تہ تقدیر ہوں میں کہ سچی کہتا ہی مویان وہ اک لمحہ ہی مجھ کو سال ہوگا عبث ہی اس قدر تودن لشار کہ جب یہ خدمت دشوار لنگی اوس دریا بہ رغبت دیکھ لائے تو اک حسد و قہہ پایا گرفتار کہ وعدہ کر چکی ہیں دیر سی ہم کہ صورت ہو گئی تشکلا درگزر
---	---	--	--

رات ۲۰۹

نظر آئی لگا جلوہ سحر کا اجازت دی سپین پہ سنا سرخ شقائق گوش انجمن کہا سلطان لا اوس چاک وز نخل سلی سطر بوس یہاں ہی بیان شہزادہ لگی کہنی پر کی پاس کر وہ بولی شہزادی کہو حال غرض جب شہزادی سنا کہا تشکلا ہی بولی وہ محبوب وہ بولا دو جو حضرت کہہ دو پہر لہنی تخت پر اوس کی بیایا	کہ دل ہی شائق افسانہ سنا کہا فی اس طرح زیب ہیں کہ جانین پہر سو دشت خطر کہ آخر عرصہ نہ ماہ شہ کے کہ وہ تھا کیف سی کچھ سہرا کہ ہوئی منتظر وہ چہ مضطر اجازت جیسی کہ وہ نہ اعمال دیا انعام میں اوس کو بہت تمہاری لگو ہو جو بات فر تو پوری آرزد ہو جو بہر اچا وہ اور نہایت جلد لایا	مرا مطلب جی میں بہر بہا کہ جب خسا تشکلا گٹ لایا وہ آیتا شہ پہنچا محمول پری کی بطن سی فرزند آیا کہ نا کہ پہر وہی سہرا اول اب وکی واسطی رشاد لگیا اگر جانی بہ راضی ہو تو جانی قریب لایا آیا پریشان نہو گی مجھ کو کدو میں کس طرح ہوئی بولی کہ بہت جلد وہی سہرا ز اوس صحر آئے	کہا بانو فی لب لب کل قضا زبان و لب یہ ناز دعا ہی جمال صبح نے جلوہ دیا کہ اتنی میں وہ طائر و نو قیو بہت کچھ چین میں عالم ہی پا جو عرض گفتگو سی تھی مغل مجھی اتنی بہت عرصہ ہوا مگر اس شہر پہر جلد آئی وہ بولی خیر تو ای ہر بھان پلاسی میں سہو چرخ کی جو بہت جھوٹا ہی پیاری لانا خواہد ہوں صد اوس کی جوتا
--	--	---	---

بہم سب دور کرتیا گئیں	گرین قدموں پہ دل پہ لائیں	کہ فرما حسب عہد او پر پرو	کہ میری ہمارا ہوا خوشنود
وہ بولی دم ذرا لو کیدہ لینا	نہ پاؤ گے تو بہر از ام دنیا	یہ سنتی ہی ہوئیں پہنیں نشا	کہا قربان تیری او پر نیراد
پہنی کچھ دم کی کوئی وہاں	جلی گئی ہوئی اپنی زبان	کہ تو بھی بھی سنا میرے	کوئی تازہ بلا کو نہ کہیرے
قدم سب اٹھائی آئیں ہر	نظر آفا از تخت وہ ماہ	ہوئیں قربان تخت شاندار	پہر اسکی بعد وہ سب نہاد
یہاں تک تیرے و با تخت تار	کہا شہزادی فی قسمت مجھو	کہا اول سب پہن جاچار	بہت ویا وہ فرزند جوان
اڑا طر سنا کہ یہ زبان سی	پہر سلطان نہایت تیرا	جب یا قہر سلطان میں	کوئی دم سو رہا جاگا کہاں
بیان کرنی لگے بانو منانہ	کہ کہہ آجا وہ شاہ یگانہ	کہا دستور سی صندوق لاق	اوسی کہو جو او میں ہو
موافق حکم کی فغل او سکاٹا	تو اک مقبول کا تھا او میں	کسی عورت کو مارا تھا کسی	اجازت خون دی او کی جو
نظر آجا او س نہ کو یہاں	ہوا دستور سی آزرہ سلطان	کہا کیا خوب طرفہ باج رہی	جاری گھر میں یہ آفت بہا رہی
اور او سپر ہی خبر تو نہیں ہم	عجب ہے زندگی افسوس صد غم	اسی دم شہر کی حکام آئیں	وہ قاتل کون ہی سکا تین
تجھی ہی کیا ہی باجا دستور	بنا اس شہر کا جاگا کیا ہی	قیامت میں جو ہو پیش حال	زبان آتین گی اسطور کی قاتل
تو کیا دوں گا جواب ظلم او دم	کرین گی اسکی وارث جبکہ تم	قاتل بکڑ ظالم کو لا جلد	ہر اک حاکم سی کہہ پکڑ جلد
مگر سگر نشان تو نی بنا یا	اور اس جانی لی قاتل کی یا	تو تیری اقربا چالیس گن کر	کرو گا قتل خواری سی ابو
شفاعت کچھ کام آتی گی تیرے	نہیں پہر کے ہر گز ای میرے	نہ مہلت دوں گا اک خطہ ہی	کیا آگاہ تجھ کو جا خبہ دار
وزیر باخرو بولا کہ سی شاہ	ہوا ارشاد والا میں آگاہ	مگر کچھ عرض رکنا ہی گنگار	کہا شہ فی وہ کیا ہی کھر دا
وہ بولا کہ قدر دست ہے مجھو	کہا مان تین ڈیو بند و جد ہو	پہر اسکی بعد حاضر او سکون	نہیں تو جانو قسمت میں یا
جو کا تب کیم کو دستور پیشدار	کہہ آجا صورت پر مردہ بیمار	کہا ولین کہہ بٹ شکی غصہ	اوسی پاتین ہیں اسید ہر
وہ اب اس شہر میں کسک پکڑ	عجب ہی جیتو اسکی اکڑ	اگر ہی ہی تو پہنچا میں گی کہو	کہا قاتل نہیں او میں پر
سوا اسکی ہی مہلت تین دن	نہ کام آتی گی ان تدبیر میرے	زمانہ کم ہی قاتل غیر معلوم	رہی کیون ہوئی وہی والا
اسی مذوہ سی شنب وہ رو	کوئی خطہ ہی س غم میں سو	پہر آخر جب سوئی منہ دکھا	وزیر اپنی جلو خانی میں آیا
بلا تہی جو حکام جہان گرد	اجانت دی کہ جاتین طرح	نہایت جلد او قاتل کو تار	کہہ ہم خلعی س غم سی پاتین
وہ دے رہی تپا سگر نہا یا	کہی وہ تین دن چو تہا اب یا	بلا شاہ فی دبستور دانا	کہا کیوں کچھ ملا اسکا نہا نا
وہ بولا آج تک میں جیتو	ترقی ہی برابر آرزو میں	کہہ آتا نہیں او سکا تپا	بڑی تکلیف میں تین میں

توصورت سامنی باقی سحرکی	ہونی خاتون لیل نو جہاندار	نہ آیا ختم پر آغاز گفتار
راست ۲۱۰		
<p>وہی بوسی ہین لبہای سب کو بستی ہین زبان سی برقم آہن کہان کی پارستانی ہو گئے گنگا کہ کچھ کچھ دہشتی پیشیں دم کو زبان پر او کی کیفیت تھی کہ جب خست ہوئی شکیب سنا یوں کہہ ہی ہین وہ قصد ٹہری شکل سی اپنی اگر کو پایا ہوا کچھ ہی نہ مطلق حال معلوم کہ یہ سوداچی کیون مجھی تھا تو کچھ گزری ہو تھوہل پر خراویدار کا سیکے اوٹھیا خدا ہی جان گیا گزری کی اوپر مگر دلین نہ لانا اور وسوس خبر جہدم پدے او کی پا بتا فرزند کیسا لا نظر سے اگر انکسین سر اسر تامل خوا کہا خاتون سی یان وفات اعزاجا بجاسی اسکے لاو کہ فی شک اسطی کی ہی نا برانی مرگے اندہ ہو سب</p>	<p>وہی سوسو سحر کی گنگی ہی اسید شوق کو افرایشین ہین سودی کو تہا کسین راننگا اگر موجد خطہ ہر سربا اویسکا پہریان درج سخن ہو فروع مہر نے عالم کو گویا کہ تہزادی کو دہیان لایا تو للمان باب سی ویا بعد جوڑ کہ اپنی اقربا کا کیا ہوا حال پہر اسکی بعد جب وقت نکلیا کسی ناسی کی اپنی کمانے نوبن دن جاو گنگا محبوب ناچا سنادار فی جب یہ قصہ سارا سنی ہی مہنی اسکی سکباتی کہا ہم ہی چلیں گے اسکی ہمراہ یہ سنکر شہ فی سر جہدم ٹھیا تعلق سی فراغت جبکہ پاتے سنا ذکر گذشتہ وہ جو چوٹیا اکٹا جگامی چالیں جانی یہ حکم شاہ سن جلاو خوشو پر غل ہر طرف دستور جاو</p>	<p>ہیں ب غبت ترواشی وہی مصروف جاٹھا بدھی دریغ نہ کی پیا شین ہین وگر نہ کیا عجب گرجاننگی تو بہر آغاز پرتے کمانی تسلخی بخش گوش انجمن ہو نظر آیا نگاہوں کو سویرا ہوا سایہ ہر آنے چمن کا کہا افسوس میں احف فرستو رہا ہر اک سی غافل میں عمار فلک مہر فی چہرہ چسپا کہ یوں چندی بسری رنگ کہ تا مضطر نہ وہ روح بیمار کیا او کی پدر سی یوں شا یہ ہی شید آروی یار جانے بلاسی جسقدر دشوار ہو رہا فرز نخل طائر کو نہ پایا بغل مین دلربا کی نیند آتی وہ بولی شاہ سندوس ٹوا مع دستور نقل میں آتین لی آیا کہینچ کہ اون سب کو کیا کہ جسکی منضی ستی لم ہی گا</p>

سرای مثل آیا سبب تہ دار	جس بی ہود کیلنا دیکھی وہ دیدار	یہ شہرت سنگی درمی جہان	کوئی غلطو ظاہر کوئی پریشان
ہوا انہوہ خلق الیسا کہ ہر سو	ہوا ہی جاہر مسکتی تا بہ پہلو	اوسی میں ک جواں شوح	بظاہر ہر طرح سردارہ ہوش
قرب دار آیا اور یہ بولا	کہانی ستور عالی کب نہی ہوا	کہ تو بیوجہ ہوا نڈا کش در	رہی گردن پر میر خشرک
وہ ہرم میں ہون یاں شل کا	کہ ہوا باعث ہوا اس مدعا	مجھی لچلی پیش شاہ عاد	جو ہوا سالن کو کوئی شکل
وہ سیر زوجہ میں قافل ہون	نہیں شک میں اوسو	یہ وہ مرد جوان جب تک حال	اٹھا پہلو سی اک پر کس سال
ہوا گویا کہ امی دستور سلطان	غلط کہتا ہی یہ مرد پریشان	میں اس قصیر کا بانی ہون	مری گردن چھو بیات تک
سو مجھ کو داری تو کرسکدوش	کہ از خود قلب میں آہیں جو	بہت گذری یہ ابی جوا	مناسب بحد سی ہوا
نہیں بزاریش کے خواہش کوئی	تمنا ہی ہمیں جام اجل ہم	لہذا خود کیا اگاہ کردار	نہ کہہ خالی جڑا ہاں جلد ہار
ہوا حیران دست و معطر	کہا اوپر کیوں انسا ہی ہم	یقین آنا نہیں یہ تو ہوا	عمل میں آئے جسے ایسی سید
عبت بیہودہ کیوں کہتا ہی تو	گر ہی تو اسیر رنج تقدیر	یہ سنگ پر وہ پہلا مرد طار	اٹھا بولا کہ چپ کیا ہی گفتار
کہا دستور ای صاحب جاہ	سرفصدہ سی میں کرنا ہون گاہ	یہ میل خسروہ ٹپی تھی اسکی	ہوئی جب گفتار ای اوس
ہوا پر دانه رخسار روشن	سمجھتا تھا نہایت پاکد امن	یہ اتنا کہہ کی باوہر نہ ہو	کہ لوگوں کی کیا یہ رات ہو
نہیں شب صبح کا آغاز آیا	راست ۲۱۱		نہ اب تک خشم پر یار آیا
اندھیرا ہو گیا ساقی نظر میں	خوش بیداری پر زخم گلہ میں	ہجوم کیف سی کچھ در کم تھا	رتقی پر نہ یون سوزا الم تھا
نکلتے تھی زبانی کلمہ شوق	طبیعت کو تھی حاصل کثرت	کہ اتنی میں جاتے ایک آتے	وہ صورت کیف کی بہر کچھ
اودا سی چہاگی لب پر ہر	پکار کر ہسی بولا قلب مضطر	کہ لاپائیدہ گل رنگ لب پر	کہ اٹھری جس کیف مستور
زبان سی ہیجود کی لفظ کلیر	مضامین و مطلب کے خبر میں	یہ سنگ لب سبک تھی مجبور و ناچار	تجھی تکلیف دی ہی جاگید
تمنا ہی حق الفت ادا کر	چمکتا سا پلا اک جام ہر کر	سرد افرا ہوتا ہمید مضمون	زبان سی نکلی ہر لفظ گلگون
معانی حسن بتیابی و کما تین	اشاری شوق یون ملک تو	کہ جب پتائیہ شب بہر چکا تو	کہا یا صبح فی ہر حسن فرخو
شہ مشتاق صورا دشت پہو	وہی جھگڑا سنا او طائر و کا	کہ وہ کہتی ہیں شہزادی سنگر	کہا مان سی کوئی طرح بہتر
توقف کیجی وان پوچھ یون	توہر اسکا جو اصناف و ان	یہ سنگ پر کہا مان پد سے	کہ یون ایما ہوا نور نظر سی
پدر بولا کہ جو ہوا تو کی مرضی	خلاف او نہیں طاق کسکی	غرض جسوقت آیا وہ نوان	ہوا شہزادہ رخصت گشت
افرا رخت پٹھا اور نہوینجا	وہیں جس جا کہ تھی وہ را	نظر آیا چوروی یار او کو	باز جان ہو گیا دیدار او کو

کہا جوتے تھے تھوڑا دوس پرستی مری غم بہت پہنا حق رحم آیا بہرائی اشک گلگون چشم تیر رکھنا زانو پہ سر دیا بعد جو تر	کہ کیوں جی دلی جانتے تھوڑی قلق گھر چوٹنی کا کیوں اٹھایا دیوتین اوٹھی محبت کے جگر میں بیوی بسا مال احتساب میں	عجب ہی کس طرح گھمسی چٹا یہ کھکھہر بیوی قربان جانان گری کیا بخش کما کر زمین پر گلاب و کیوڑا چڑکا جبکہ تہ	یہاں آئی سی مطلب نہاں پہری نامہ دیر با حال پریشان اٹھانہ زارہ بتیاب مضطر تو کچھ کچھ پیش میں آئی وہ دہ
نظر اٹھی تو پایا اوسکو گریان لبٹ کر ہر دم وہ خوب لڑو اڑا پر طارنا قصہ کھکھڑ لی آمو جو دھو جو کچھ کہ کھانا	کہا دلدار سی صدق مری جان و فوراً شک فی خضار دیوت نہ تھا ایک نقطہ بھی شجر پر کہ بیداری کا اب کم ہی زمانہ	میں لچی بیوی زاری کس لہجہ کہ اتنی میں خواہیں چند تیر پہر اسوی محل شاہ جہاندار وہ لاتی خاصہ تھنے اوسکو کھانا	بھوم بھکاری کس لی ہی سو گلزار اون دونوں کو لڑا کہا بانو سی امی میری دلدار ہوا غلطو کچھ آرام پایا
اوسیم سورا ہنزدیک خان کہ اوس مرد جوان نے جسنایا جدا اک نقطہ ہی وس نہوا ہوتی اک بڑی سیر اوس سپرا	کہ مینی پاکدامن اوسکو پایا فراق چند ساعت میں بھی روا محبت کا رہا میں دسکی شیدا مصیبت میں بچندی گرفتار	فروغ حسن پر صدر رہا میں غرض کاٹی اوسی صورت اوتار بدی ناگاہ قسمت دکھائی دو آئین مینی کین ہر ویشی	کہ ہی اسطور اوس نقشہ کا باز بجائ و دل ہوا اوس پر لڑا کہ بی اوسکی نہ تھا آرام دہ طبیعت در پیری بی کی آئے
وہ کیا یعنی ہوا کچھ اوسکو آرا وہ اچھی بیوی تھی سوسو جہا کہ ہواک سب گریں اوسکو کھانا بہت بتیاب تھے ان فقہ نکرنا	پہر اوسکی بعد راحت نہوا بڑی سرعت سے کو چوٹیں گزرا پہر اہمیت اون گلگون مضطر کہ خالی ہاتھ میری پاس آئے	مگر خاطر کو ہی یہ بات مرغوب مرد جان جانب بازار جابلہ تشفی دی کہ تم ٹھہرو کوئی دم بھوا مجبور آخر گھر کو آیا	پس از مدت بر آیا مدعاجب مگر خاطر کو ہی یہ بات مرغوب مرد جان جانب بازار جابلہ تشفی دی کہ تم ٹھہرو کوئی دم
دکانیں جابجا دیکھیں ابر کہا بی بی بی کیوں سب لڑے کہیں اوسکا پتا پایا نہ اصلا نہ بولی منہ کچھ محبت کی بات	کہ خالی ہاتھ میری پاس آئے بہت حیران ہوں آخر دوا فقط اتنا کہا ہیہات ہیہات بخوبی جانتی ہوں اسرار	کہا مینی کہ دھونڈا آج دن ہر یہ سنتی ہی بیوی بی جو پریم ہمارا دیہان تھو کچھ نہیں ہے سنی جب مینی سرخ افزا تیر	یہاں آئی سی مطلب نہاں پہری نامہ دیر با حال پریشان اٹھانہ زارہ بتیاب مضطر تو کچھ کچھ پیش میں آئی وہ دہ
بہانی میں سمجھتی ہوں تھنا سحر کو اٹھ سب غم تیر لی گاہ شاہی میں تیر سینہ ملک جاتو پوچھی نہ آئے	کہا اک غبان فی کیوں مضطر سفر ہی دور کا ہشیا جانا یہاں آئی سی مطلب نہاں پہری نامہ دیر با حال پریشان	کہا دلدار سی صدق مری جان و فوراً شک فی خضار دیوت نہ تھا ایک نقطہ بھی شجر پر کہ بیداری کا اب کم ہی زمانہ	بھوم بھکاری کس لی ہی سو گلزار اون دونوں کو لڑا کہا بانو سی امی میری دلدار ہوا غلطو کچھ آرام پایا

ہی آغاز تہا بانو کی لب پر	اگر وعدہ ہو گیا شب کا برابر	اٹھا اور نئی مہ سی سلطان چا	ہر اک فی اپنی بی کی
شباب جوش ہی لاکھ تو سنا	راست ۲۱۲		
ہوای می سی خاطر ہی پریشاں	خدا را کچھ تو احسان کو چو حسن	کہاں تک خطر اب ہو گئی	کہاں تک بفراری کا یہ
ابھی تک ض مطلب فصل کتب	ابھی تک زو محو اب تہی	مگر حدی جو اب کا دشمن ل	کہ نہ سی بات تک فی ہر
زبان کسکو ہوتی ہی صورت برگ	نظر کی سانی ہی صورت برگ	نہیں کہہ سکتی جو عالم ہی بنا	عجائب کشش میں مہر
مقام جسم ہی کرد شگری	کہ جاتی چند دم غم کی سیر	سب کو تہ میں ہی ہوگی مفر	بہا شوق دل سپر ہو گئے
سو تو ہی بہت نکر ہو گئے جام	ملا سیکے کہ خفتی جی کو آرام	زمین ماعت ہو مخرج سے	صدای واہ نکلا غم سے
زبان جس قصص کا لطف آوہا	کہاں رنگ اس طرح لاتی	کہ جب خسار شمع می سحر	زمین پر گردشیں کہیں نظر
اٹھا سلطان ہو اسیا صحرا	نظر آیا وہ چڑا طارون کا	سنا یوں ایک سچی ایک کتا	نہیں کیساں کالی حال
سنا ہی بہا وہ باقی کافشا	کہ بدلی ہو رہی شکل زمانہ	کہ جب بیٹھا وہ شہزادہ پری	اوی گلشن میں یکراہ پری
پر کی اک مصاحب پس	صراحی بادہ گلگون کی لائے	بہر اک جام اور بون بان	پلاؤ شاہراہ دیکو تم اس
کہ تاریخ گذشتہ جی سی کم ہو	سرور عیش افزا چند دم ہو	طبیعت جوش تہائی پر	و فور ذوق کیفیت دکھا
ہنسے وہ اور کمالی ہی مہیا	اسی پی سیری خاطر سی قربا	یہ میر بات میں اک بار سنا	فر اچکھ دیکھ تو کیسا فر
پیشہ نرادی تی وہ جام لبر	پہر اک ساغر میں بہر کا بد	پر کی منہ سی اونی ہی ہلایا	محبت کا جو اسکو جوش
تو ساغر کی لپٹی دل راسی	ہوتی ہمدوشن ربا و فاسی	و فو کیف سی ہو دو ہو ہو	رہی اسپہن سے فو ہو
خواہشیں گشتیں شام کی باہم	کہ دیکھا او رہی کچھ اوزکا عالم	ہنسیں دو چار ہر چو تہا	لگی او نہیں کہنے ایک باس
کہا جی حیف قوم پر زاد	رہی انسان کا خاطر خاطر	وہ بولی بھکوان تو لسی کیا	خدا بہتری مالک انجام
وہ امین بن میں کیوں لکھا	جو ہوں مولیٰ قدرت کے اشار	یہ کہہ ملازرا کہ شہزادہ	کوئی خاصہ کوئی کچھ اور لایا
غذا سی خجی بخت پاچا شاہ	کہا خانوں سی آو سو و ہمار	پہر اپنی وقت پر شہ ہو کی ہلا	کہا قصہ بیان کر او واد
وہ بولی یوں کن کہانی ہر	کہ دل میں وہ جوتی کیفیت	نشان نہ سی مالی کی سوتی	میں ہو چکا بانہ الہی ہوا
فی شکل سی درسیب کتن	گستاخم کچھ ہو خاطر کو سکیر	ریال کن یاقینوں جی ہر	پہر اپنی جگہ گریزی او نہیں
گئی وہ بعد ہو چکا ہو خانہ	کہا بی بی سی گشت رافشا	سنا جو سنی او نہ ہو	خوشی سی دستاں میں
اومیں گستا بہت اسی ہو	کہا خالق کے لکھا شکل	بھٹن و شوق مجھی ہو	طبیعت مہر ہی احتیاط

ہواریج سفر دل سی فراموش کیمی کن کا زمانہ ہو چکا رہا تو دیکھا مینی اک رنگی تہکار مین سوچا اسنی کیونکر ٹپٹ نظارہ فضل تو اسکی نہیں ہے کہ اک عرصی دلین جستجو ہے تجسس کے کہا نسلی لاتی ہو تم یہ تحفہ اپنی معشوقہ سی پایا کہ بعد از دوپہر کہا نا جو کہا جو پوچھا دلربا سی باقی کیونکر کہا مینی کہ اک ان سین ہر نو بجی پر شمس کیا مطلب ہے نہ محفل ہی نہ وہ سلطان ہو پلا ساقی وہ جو کچھ ہو سون ترقی زاہبی کچھ احسان سرور بادہ سی کچھ سدا اونہین لفظوں پیدا ہون سناتین خوش مین باجمانی اٹھا پر شاہ اپنی حسب کہ دیکھیں آج کیا ناگوش گلی بنی سکائی پر بھینٹ پکارا اک کنیزانی کہا جا سرفراز جب تک نہیں آیا	پیر سی نصیحت چیمین نئی جوت کہ دیہان اوسکا نہ تھا خاطر اسیر دام شہوت چیست طرا مگر یہ بانسری شاید آیا یہ تحفہ سی کہن کا یا نہیں ہے علی اک سبب کی سی آرزو کسی ملک رسی کیا آتی ہو تم مجی نے رنج ہی یہ بات آیا فدا لیا زبان رخصت آیا وہ بولی بعد مدت میر شوہر اجازت تو ندی لیکن کہا ہو جو دنی تکلیف استفسار پکار	پیر کی بعد مین اٹھا دانیسی اوسی کہو لا چھا پا فرش ہر لیسی ہاتھوں مین آبدار سیب بلایا مینی اوسکو اور چھپا اگر وہ اور ہی ممکن تو لاؤ مگر تقدیر سی اب تک نہ پایا وہ رنگی میری باتوں پر نہ تھا گیا تھا اوسکی گھر بر ملا ہو اگر چلنے پر طیار جسد م انہین ہی بانسری سی لایا اٹھا یا سیب کیا کہ کو خوشدل یہ نہیں کہ بیان کرتی تو خا راست	کہ تھا دلو تعلق اب کا مینی اوسی پر لپٹ کر لا جو پسو چلا آتا ہی فی تکلیف آسب کہ تمنی سیت پایا ہی کس جا نہین لہو محبو ہی سیت او نشان تک ہی نہ اسکا ہاتھ کہا یہ سیت ہی نہ کو مرغوب بہشت کی نہیں تاج کی بات یہ تیون سبب کی مینی باجم ابھی ہی منتر لک جاک آیا وہ تھا آغاز یہ انجام کامل کہ شب گذری ہوا عالم گرگون نظر آتی لگا کچھ اور سی جوک نہ کہ محروم لطف پیش کی سی کہ نکلی بات منہ سی کہیت نہیں اوسی آغاز باقی کا بیان ہو کہا رعدا پر ہو گھر سے چھپا اٹھا دانیسی نور کو کب مگر دلین ہو دیا چند سوا کہ اوسکا قول وہ ہمراز کر ہوئی سیدار لیکن دوشین دو ہوئی ہر جام مینی سی محفل اگر مین لاسکا اوسکو نہ
--	--	---	---

اگر آب کچھ اجازت یا فوگامین	تو اکدن سائے اونکو لاؤنگامین	سنا جسد کم پرتی فرسانہ	کہا ستر و نین ہی وہ زمانہ
کرین فختار اپنی فصل پرپون	جواب سکا تمہیں کچھ بدولت	کوئی تدبیر سوچوں گے کسی و	اگر فزون شو گشت سوز
یہ کہہ کر سو رہی بہر دو بواہم	کہ اتنی مین بہا شست تی کم	نگاہوں سی اٹھی قرقان کی طہر	ہوا وٹ کی ٹھنڈی ستر
فلک خیل کو کب نہ پایا	خزانہ صبح نوشوخی پر پایا	صد امراغ سحر نی وی گدہ	ہوئی تابندہ شہر و شست
خواصین آیتن اپنی حسب و	اٹھانہ تراوہ دلدار معنہ	کیا حمام بدلی عمدہ پوشاک	کہ ورت ہامی جسمی گہو پر
ادب شہزادہ بھی اک برق نگہ	رہا قرقان حسن شان دلبر	پیری بولی اگر مہو خاصہ طیار	تو آتی جلد عرصہ اب ہی شہوار
سخن دلچسپ تھا طار سن کر	اڑا بہر نخل سی بتیاب و مضطر	ادب سلطان کی سوی قضا	فدا کہا کہ جو سو یا حسین پایا
اٹھا کچھ دم مین بولا آپر ز	کہ وہ قصہ باقی ہی ہی یا	وہ بولی مان و ہر دین و طار	بیان کرتا ہی پنا حال دبا
کہ آخر شکی محکو عنط آیا	بلبیت کو جو قابو مین نہ پایا	تو مینی وہ دکان کی بند پناچا	بہر کہہ کر طیف خونہ و خوشا
کو دلین خیال کست رہے آتا	کہ دیکھیں کیا بلا ہی چرخ لا	نہرا افسوس دنیا بیوفا	مقام پنج ہی جامی غائب
نہیں بہر یقین کرنا کسی پر	خصوصاً مکرزن انداکر	یہ اپنی خدمت و راویہ پیر	بہلا کیا جی س جہنگی کرد
یہ آتشا جوش لفتا در سوا	عوض مین و سکی یہ کلیف بجا	آئی کیا ہوا اس بد گہر کو	کیا برباد ناق اپنی کمر کو
نہ سمجھی نہی دلین ہر انجام	کہ یہ راحت بگاری گی مرا کا	غرض لعنت بی ان و کارا	خدا یا مہر دی انکی دہن پر
یہی کہتا ہوا کہتا تھا ہر گام	کہاں عنط سی لغزش تین	قدم کہتا تھا پرتا تھا کہیں	تہہ تا تھا یہ یک لحظہ مین
اسی صورت آ یا تاج نہ	ہوئی تیرا جل کی زن تشا	کہلا دروازہ پا اڈل مین چا	کہہ نکلتے زنگی وہ مین تھا
ابھی گہری نکل کر وہ گیا ہی	اسی سی وایہ دروازہ ٹہری	قریب ن جو آئی مینی پوچھا	کہو جی حال خاطر کا ہی کیا
وہ بولی تا تو انی کچھ سو	کہوں کیا صورت دل میری	نظر سببوں پہ کی مینی جو کیا	تو دو پانی نہ دیکھا اور نہ ہار
جو پوچھا تیرا سبب کہاں	وہ بولی محکو اپنی فکر جان	بلجانی یہاں سی ہو گیا	ابھی تو دیکھتی تھی مین بدین
تمہیں سبب کچھ پیش کر	یہاں ہی زندگی کا حال بزم	یہ سنکر پیش کشی جو کیا	نظر مین چھا گیا اوسد و طہر
کہا دل فی کہہ نہی چو خیر نہ	تاہل کس ہے ہو جلد خونہ ریز	غرض پیر چہری و سکی گل پر	کٹی ہر ہر برگ گردن برابر
بہر اسکی بعد کا ٹی ساری اعضا	نہ آتہ اسپ ہی غصہ کچھ	لیٹا ایک چادر مین کہہ چند	کہ اتنی مین وہ پہلا میر فرزند
بہت بتیاب ہو کر رہ رہا تھا	نہ تھا معلوم اوسکو سرچ کیا	غرض وہ لاش مین رہا پنا	ڈبو کر اپنی گہر کی سمت آیا
تو اوسد و اب کی سی کہا تو	کہ اسی فرزند کیوں چھوڑ	مسیب کی تیر کی مینی	بقا قربان شہر جان بابا

مزنی برائی جسمم یہ کہانی نظاری ہو چکی مفضل کی ساق	توشب فی ندر کی اپنی جوانی	ہوئی خاموشی نو صبح چکے	ٹی اوس رات کو نصفت حکم
<p>تمنا نہیں سارا صوب ہو لباب تازہ پیدا ہو دہرین فسانہ نازگی دی داستان میں فلک فی ہر کیا سکھو گشتا کہ غاصی کی طلب لکے کی کر نہ کیوں وارز کی تم سائے میں کر اک سہرا نہ کرے اگر سنایا نگاہیں خشم البتال سنو پری سکر ہوئی بتیاب و مضر خبر مقتول کی شاید ہوئی ہے رہو پوشیدہ دیکھو حال ہو گستاخ و سکا گدیرا پہنچا کہ ثابت نہ کوئی بہرین تھا وہ بولی شکی تم دیکھو اسی خوا خبر ساری فروغی ہو چکی ہو کہ ہر جان صاحب کے خدا قریب با تو دلشاد آیا رہی شب کہ تو جاگا اچھا بیان کرنا ہی بیسی جو پو اوہ لایمیں اس جاکسیلتا گما گنتی کہانی تو نے پایا</p>			
<p>فقط اتنی کہ جس سے ترگو ہو نری بختی مری طرز سخن میں زبان فی پروتی یوں بیان میں وہی صحرا وہی سلطان ہی جا صد او با شہر اوچی دی ہی یہ اتنی دیر میں اچھ ان لائیں ہیں کا اکی ہی تخت آیا یہی کہتی ہیں وہ روز اروز کہا ای شاعر وہی ہی یہ بہر اوسی کی جستجو جی فی کی ہی سنو تم میری اوسکی قال ہو کشید و تم ہو قالب میں کر اگر دیکھی کی یان کچھ نہیں تھا کہ ہی بچپن سی تم کو لطف فرخو تھیں امان تھما رو چکی پدر کا ڈرنہ کچھ خوف خدا مکان و تبرہم کو آباد پایا بچار اور کو ای مری ماہ کہرونا کس لمی مطلوب تھا خبر مطلق نہ تھی دیگا یہ انداز کہانی میرا بابا ہے لایا</p>			
<p>زبان سکھئی ہوئی قانون آ سرور کف سی نگین میں گلگون سبب چکا خالی ختم شب مدھما تر فی ہر یوں اٹھا کر خوان سر پر لائیں گنا کلام قمر فرستے زبان پر فروکش میں ہاوسن رہ دین سمجھ میں کچھ نہیں آتا یہ ایما کہ تم چپ کر ہو کچھ دیر نہیں بلا بیشک فلک آتی گا کوئی یہ لکھ کر اوسکو جری میں چسپا پری لکھ کر چلی لینے بہن کو جب آوہ قریب ہی ہیں کہ دکھائی گا فلک کچھ اور تمکو اوہ رو تیا و قبہ مقتول ہو پو شیدہ طرک لکھی یہ جا فراغت شدنی کی کہانی ہو سنا کچھ حال افسانہ ہی کہو نہ وہ بولا ایک حبشی سخت بدشا مری ماتو نہیں تھا کہ خوشبک مری مان ناتوان ہی وہا</p>			
<p>اٹھا جام اتو دی جو کچھ ہوا لب نہ مردہ گلگونی دکھاتے میں ہیگی ہوئی الفاظ و مضون سحر آئی اپنا جام طلب خواصون سنا جسمم ہر یوں پری بولی ہوا اتن زمانا بغل میں شانرا وہ تھا برابر بظاہر کچھ مکدر سی ہیں جی ہیں کہ اس تکرار سی ہی مدھاکیا نہیں معلوم کیا پیشتر کی ہسا نہیں راحم اب پانی گا کوئی بشکل ماہاری میں آیا بگاڑا خوب لطف انہیں کو کہا کچھ لطف دیکھی س مجھ کے بگاڑا شوق نے بیٹور ٹکو پہر اسکی بعد وہ دلدار مقتول پہر انا چاگر شاہ جوان سال ہوا انم پہلوی بانوی محرم وہ بولی وہ جوان حال اثر بشکل فیصل اک تصور تھا وہ اوسکو دیکھ کر ہی میں اٹھا نہی قدر ہم چلی و سکھو</p>			

بیرای سبب دل چاہتا ہوتا	کہا باہمی دوستی حال ہی کا	وہ اس بنداد میں پہنچا گیا	کہیں پتی سبب کی خوشبو
پھر اگر گرسناورنی جبال	وہ بولی رنج سلی وکیل محل	کہیں ٹھونڈا اور اگر سجا ہوا	کرم ہی شوق میں لپکتا
گیا پہر پاپ میرا بستر کو	کیا گو کونسی ظاہر مدح کو	بمشکل تین سبب یہ پانی	خوشی سی آج امان پاس
کہا سبب دل جو گزرتا تو	ہوئی تخطوط اپنی دلین	رکھی چادر پہ نینوں نیکی	پرتی میں بند ہو چکا کار
گیا میں پنی مان کی پاجن ہم	تو دیکھا صحت کے حالت ہی ہم	لیی کروٹ پری پری ہوش	خیال دین و دنیا فیل ہوش
اوسے اس حال میں جو پایا	اٹھا اک سبب وازی پر آیا	رہا صرف بار بہا ہون کے	یہاں بیٹھا ہون کے پروا ہونے
یہ سنکسب رنگی فی اٹھایا	میں لپٹا اوکی دلین غلطی	اٹھا کر محکوم دی ٹپکا زمین پر	میں جیسی رو رہا ہون غلط
نہیں معلوم جتنی ہو گیا کیا	میں میں چوٹ کے ہی دھڑکا	یہ میرا حال گزرا اسی مراب	کوئی تدبیر اسکی کیجیے آپ
سنا ہون جبکہ بی کی زبانی	تو آیا دلین قصہ جانفشانی	بہت رویا بہت بیٹھا خیرا	مگر محبوب کو اپنے پنا
نڈرتے کیا وہ حال اتر	کہ چار امرگ سے پائیدتر	خیال عصمت اوسکا آج آیا	بتاؤں کیا قلع کیا اٹھایا
جہاں تماشہ کی نگاہیں نہ	فقط رونوی سی دل ہوتا تھا	یہی ہر دم خیال آتا تھا محکوم	کہ اپنا ستر و تن سی جو
اسی حالت میں مضطرب و عیب	تر شمع زابر ابر چشم پر	گر اسین خاک پر چلا کی فسور	دھاک ہون بل سی پاپو
لب بانو برابری سخن ریز	کہ شب بہا کی لسان حشر	نمود صبح نو کا شور پایا	بہر اک سامان محفل سی رہا
راست ۲۱۵			
سردار اکھو میں آؤں گد جا	بیلا شوق دل کا خوب جا	خمون نہ سی پکی لال جو	کہیں پتی سبب کی خوشبو
صد قفل کی مینا سنی گان	اہل کرنا لب تین لگی ارمان	سوس کے قہقی ہون سوزا	کہیں پتی سبب کی خوشبو
لحاظ تو ہی بیباکیان ہون	یہ لفظ چند بالائی زبان ہون	فدا می جو جس جان و ایمان	بلاسی گر کہیں کا فرستان
صدائی خذہ کی قسم ہے	یہ سامان چند ساعت چو ہم	سہو خاق کے لیے وقفہ نگراب	کہا لب چکا ہی جو مطلب
تمنا کہ یہی کچھ بیان کر	سین ہم پر طبیعت کو جو کر	سو یوں آواز مطلب ہی	کہ چپ تار شب کا سہا
او داسی پر کہانی کا دل یا	سخن خاموش پایا جبکہ پایا	نہ بات ہی محفل ہی سلطان	فقط تہا صبح کا اکھو میں
اوسیم شاہی گورا سنگایا	غلام خاص ہوئی پر چو لایا	سولہ و سپہ پوا ہو چکا	اوسے جا جو کہی مرغوب
سنا طر کا پیرا خاز اسطور	کہ بولی وہ پیر یوں لکین غور	کہ یہستان مجھ فرین ہے	بتاؤں میرا ہم نشین ہے
سنا کس سے تم اوسکا ہم تو لو	میں اہجان دگی جلد لو	مجھی کم سپہ کا سبب	سین کی خبر تو کیا

کیا کیا ہی بد چھکونی کا لوہو نہ لگ گیا کماؤں سے ہوا عوض کبک مجھ ہی لی رہی ہو یہ سنتی ہی بہن کو کہ راج کہا او سنی کہ تو میری بہن مجھ معلوم کیا پیش کو اتی یہی ہی اول و آخر سب کا سنایت جلد بانو یا سلطان جگایا اپنی خاتون کو شہزادہ کجب لڑکی فی غش میں چھپا خطا میری ہی کیا قصیدہ سو تم لداؤ نہی کچھ نہ کہنا انہیں بتا بیوں کے تڑپا وہ پہر آتو یاں سب کچھ ہی غرض مٹی طبیعت کو سنبھلا خیر بینی کو دختر پاس آنا خدا را جلد ای پیاری بنی کہ نہیں معلوم کیا آفت و گنا بہائی کر کی او سکوتا تھا نہیں قابو میں میر دل پہی تری تاخیر سی بیتاب نہون یہ لفظ اوس پر چھید سنا وہ دھارین مار کر دیا بہر	مجھ ہی ہو نہ ہی تعذیر دیکھا یہ اپنی دل کی بات ہی اہ جی دا نصیب شمنان کیا ہی کتو میں جھوٹوں کو چو کہ کچھ لی اتی قبر پر اور دلی کی آہ کہا انا ٹہری صدی اٹھاتی سوا اسکی اگر پوچھو کہوں کیا ہوا خوابیدہ لیکر دل لٹپلا کہا پیاری اٹھو ہی کثرت دن تور و ناور ہی کثرت سی آیا اونہیں مطلق نہیں سکے بہتری مری سر کی قسم خاموشی سبزہ پر مجھی غش غش آیا وگرنہ رایگان رنج و بکا ہی گیا خاطر سی گم وہ راگ لا مجھ غلین و مضطر لبک پیا یہ آہ فدا کیوں لب پر رہا غضب سی چین پر پانہ پانے وہ جب کہتا تو میں کہتا تھا کہا انو میں کیا ای تیر سیر طبیعت کو تسلی خاک و نمین تو پر فرط قلع سلی کثرت یا پہر آخر پر وانی سخت مضطر	مری مادر کے ہیں غاسوس سہو بہن ٹکونہ ایسا جانتی تھی کوئی خواجہ ایشان آج کیا بتا وہ بتائی کا دفن کہاں ہے بہن کو کہو کیونکر فضل کے پہر اسکے بعد ٹی چند ساعت اڑا تر سنا کہ اتنی باتیں اوسی معمول پر پہل گئی انگہ سنا وہ پہر ہو کیا حال و سکا لگا کہنی کہ ابامیری امان کہ بیٹا لیکیا ہی سبب پانے کہا جسم کہ اوس فرزندنی لیا مگر دل فی کہا یہ غم ہی بیکار نہیں ملتی کہی تقدیر کی بات فراموش ہو گیا تھا تازین کہا کیا حال ہی امیری دلدار میں سوچا آج ہی میں کیا حال اسی تجویر میں خاں موش تہا فراموش ہوئی اتنی تو دہوش وہ بولا اسی حرف فرزند آہ فراموش تیری بی بی کا بی حال وہ اٹھ کر جلد و آگہ میں آیا مری نہ دیکھ آیا اور پوچھا	اجلی و سہی کچھ انیا ہی قابو پہلشتہ سی بدل سین تاتہ کہ جسکا کہ نہیں جوش سوا اگر کس جا ہی گلشن کہا ہے کہا او سنی کہ مرضی تھی خدا ہوئی اسن لیتے حاصل غنا ملین کہ اتنی کی سلطان گونا کہ محدود سوسی بزم تھی انگہ وہ بولی اب وہ ہی طرح کہتا نہیں ہرگز خفا ہوئی شایا خدا جانی کہیں وہ کیا باز تو پر اوس دم ہوا عالم و گونا کہا تک میں مصیبت سے رکا بشر سوچا کری گواک نئی گنا کہ اس صحر میں وہ تھی جکی دختر مناسب کہ بیوں میں خبردار سنی گا جبکہ پیر کین سال نہ کہ سکتا تھا عرض دعا میں ابھی میں عقل کی باتیں فراموش خدا کی واسطی کہ چھو آگاہ وہ ہی کس شکل پرخت جوار تو دختر کا تپا مطبق نہ پایا کہ ای فرزند کہ ٹی ہوئی کیا
--	--	--	---

بہت چاہا مکی کچھ اور گفتار	نہیں ہو جو تو مسدود ہو غفلت	بہت چاہا مکی کچھ اور گفتار
کوئی دم میں اذان ہو پیر سے	راست ۲۱۶	کوئی دم میں اذان ہو پیر سے
ترقی آتشا ہو کشت و ذوق	دل پر مودہ شادابی دکھائی	ترقی آتشا ہو کشت و ذوق
مذی فرصت کسی کو سو گھر	ملین لب لب لب جام سے	مذی فرصت کسی کو سو گھر
خزون پر یون بیان طلب است	شباب بخود ای کو غن سے	خزون پر یون بیان طلب است
صد اک اہ کی ٹکلی زبان سے	ہٹا صحن فلک سے خیل کو	صد اک اہ کی ٹکلی زبان سے
بڑی بٹیا ہون کے خوش حال	پہرین مایوس عشاقوں کی آہ	بڑی بٹیا ہون کے خوش حال
کہا میں صبح ہے یا جلوتہ یا	گھر لشکوں کی در اسن پاتے	کہا میں صبح ہے یا جلوتہ یا
ارایا شہ نے مثل مرصع	نہ جسکو چو کی تکلیف دار ک	ارایا شہ نے مثل مرصع
بیان کرتا ہی کوئی راز طائر	کہ جسکا دیکھتے شوق دل بہتا	بیان کرتا ہی کوئی راز طائر
وہ صد کہ کیا ہوا آخر چو	تو اوس تہمید سمجھا وہ طور	وہ صد کہ کیا ہوا آخر چو
نئی ٹیٹنگ کی جیٹنی طور	نہیں شاید خدا تہمید ہی عقل	نئی ٹیٹنگ کی جیٹنی طور
بتایا طائر کچھ اور سامان	جو اپنا حال مطلب کیجئے	بتایا طائر کچھ اور سامان
نہیں آتا سچے میں میر جگہ	لحد کو دو نکالو لاش تیر	نہیں آتا سچے میں میر جگہ
نہ تھرو چنے ساعت جلوتہ	نہ بولا اتنی جملت ہی نہ پاتے	نہ تھرو چنے ساعت جلوتہ
توقف ایک لمحہ ہی نہیں ہو	زبان پر کو ہر اس طرح آیا	توقف ایک لمحہ ہی نہیں ہو
انہیں سودا ہوا بتیں پڑتے	بجائے لانا تم چم کم زہار	انہیں سودا ہوا بتیں پڑتے
ہیں دیکھو نہیں بہتے نہ جگہ	لگی گئی کہ تیرا سب ہی تیر	ہیں دیکھو نہیں بہتے نہ جگہ
نہایت جلد اس کی گھر کو آیا	نہ آگ کی کچھ سنا یا حال تیر	نہایت جلد اس کی گھر کو آیا
کہ سلطان سی کو مینوں کا	جب آکچہ کی پر جلوتہ ماہ	کہ سلطان سی کو مینوں کا
کہا خاتون سی بی اہ جی	یہ صورت کوئی لحظہ کوئی تم	کہا خاتون سی بی اہ جی
وہ بولی سننی اسی سلطان عادل	کہاں تھا چاند اب کیو وہاں	وہ بولی سننی اسی سلطان عادل
محبت بسکڑے کو ہی تہی	کہ جب سیر کیا دیکھ لینی حال	محبت بسکڑے کو ہی تہی
	بیان کرتا ہی یون وہ جوان	

گر آغش کما کی ہر جو پیش آیا	تو پاس بیٹھی اوسنے بلایا	شریک غم ہوا میرا بعد جوش	رہا اسوقت تک سنی غم و غم
کراہتی مین سناج اک نیا شو	دکھایا اور پی اس چرخ فی دو	وہ کیا ہن آپ ہی منھ و لب	اجل ہی شائق دست گر پیا
اسی اندوہ مین مین یا نکلیا	لحاظ مدعا پسٹا اٹھایا	جو گزری تھی کچی آکسی ہوا	فقط اتنی لمبی تابو کچھ نصف
مناسب ہے کہ شکل دار و دیکھ	کہ اپنی زینت سے نیزا مین ہوں	سنی دستوں کی جب سب کھانا	تو بولا وای تیری نو جوانی
پہرا و سکو جلد لایا شاہ پاس	کہا موجود ہی مجرم صید پاس	سنا افسانہ سلطان نے مکر	کہا جا فکر اوس جہشی کی آپ
نہایت جلد لاکر نہ تاخیر	وگرنہ پیر ہنگام پانہ زنجیر	ہتی حکیم پتہ قیدی کی	نہ مہلت ایدم زنجیر دی گی
پہرا دستور افسردہ و ہانسی	کہا مین ڈونڈ لاؤنگا کلتی	کہاں جہشی کہاں مین پیسو	نہیں قابو ہرا چلنے کا صلا
خدا بھائی کہاں ہی وہ گدہ بڑ	ستم اس شاہ کو مد نظر ہے	کہ مجھ کو حکم دینا ہی خیر	اوسی لاور نہ تو ہو گا گنہ گار
اسی اندوہ مین دل جو بکڑا	تو رو یا مسقدر دریا بہا	مگر ناچار خوف حکم سلطان	رہا دو روز تک سو پریشاں
کوئی کوچہ نہ چھوڑا جستجوی	خبر ہوا کہ کوٹھی گفتگو سے	غریزہ واقربا ہی ڈوری ہو	مگر پیا کسی نے ہی نہ قابو
ہو واجب تیسرون کا کچھ خانہ	تو اوسن ستورنی طاس کھارنا	کہ آج انجام پیر ہو گا لب	نہیں سننی کا کچھ ہی شاہ ہزار
سو بہت ہی کہ سب صحت کو تاز	غریزہ واقربا تشریف لائیں	اجبا ہی ہوں سار جمع کجا	کہ ہر کل ہجہ کہاں او پیر جگہ
یہ باتیں کر ہی تھی ہجوم شاہ	کہ کلمہ آٹھی تو پیر شیشہ نہ تھا	فروغ مہر کا جلوہ تھا ہر سو	آٹھی بس کہ کی اوس محفل ہائی
اٹھانہ سی حجاب شیشہ سا	راست ۲۱۷		کہ چکی آفتاب شیشہ سا
ہوای شوق جو کی تھی ہی	ہوں نگر تیان سی کی رہی	لحاظ آرزو پیر ہی کہے پر	برستی ہن مگر مطلب کے ہی
ترپتی ہی جو برق بقراری	اٹھاتا ہی ابرا شکبار	لب ساتویں بوسون کہ پیر	نہ خوف حق نہ پردای عسرا
امید جام مین خاطری بتیا	تمنا چاہتی ہی کیف کا خوا	فرج بادہ اچھا ہو تو بہرا	کہ اعلیٰ جوشش طبع معل
زبان معروف عرض لستہ	اوسی قصی کا آگی یون بیان	کہ جب شب نے حجاب پنا آٹھا	فروغ صبح بتیانی پر آیا
نظر کی گردشیں کین سکولار	چمک نی لکھار عارض یار	اٹھا سلطان طرف صحر اکیا	پہرا و بس طائر کو گویا اونی پایا
کہ وہ اسطور کہتا ہی فسانہ	نما اوسنی جب کوئی بہتا	ہن بولی پری سی قبر کو د	نمانوں کی نمانوں کی جو کچھ ہو
پری بولی کھیر ہر گز نہوگا	نہیں سن کی کیا مین تیرا	بڑی جب یہاں خوب تکرار	ہوئی اوسکی ہن مجبور و ناچار
شکا کر سخت اپنا جلد ڈری	کہ لہر زنجیر خا طرتیں وہ	گئی مان پاس گذر استبایا	اوسی رنج و غضب کا خوش آ
کہا لاو بہلا بخت سیدم	وزاد کینین تو چلک و اٹکا کا	ہوئی ہا ہی وہ لی بی کو ہر	زبان پر نفیس تھی ناواہ

یہاں آئی ہری شہزادی پاس	کہا بھان جان لانا دوسرا	برای چند دنہ جا یہاں سی	کہ آفت آئی کی اب سامان سی
اگر جیتی رہی صحت دکھانا	نہیں تو فاتحہ پڑے کونا	مگر صد توین سے نکل جا	مری مان آہوگی جلد مل جا
یہ کھراک ہری کے اوکی ہلو	وہ او سکولی چلی دانسی نیہ	آنا اقرعہ لے میں جو کیا	تو بولا شہزادہ اہی غلط
اگر آئی یہاں سے اوکی در	چہا گوئی بھی تم کس طرح پر	وہ بولی دھال و کایاں نہیں	یہ باہر اوکی حد سی سرسبز
وہ آئی کی نہیں برگر بی سجا	ذرا دیکھو خدا کی ہی کیا	ادھر اسکو کیا فرصت پہنچو	پہر اسکی بعد بہا یا بیجانی
کہ کدو کا کالی لاشل دسکی	اوسی صورت سی خوں لودھ	سنگا کرگاہی ہوئی ساری	کہ تا کوئی نہ پہچانے ہو کیا
پہر او سکودھی کفن گار اکین	کہ اس منی میں آمان بھی نہ	کیستی کستی کیستے میں جو	تو وہ طارو ہی پہونگ لا یا
کہ سنا بہرا شاخ بھر سے	چہا سلطان شائق نظری	یہ اپنی فخر میں پہونچا شہزادی	ہوئی ہر امر سے جب کیا
تو بانو ساتھ دم بہر سور ہاشا	کیا دل فی اوسی آخر کو آگاہ	کہ شب اب کم رہی بیدار ہو	جو کچھ کہنا ہو بانو سی کو تم
غرض جاگا پکارا ای مریجان	کہ وہ کیا ہی اوس قصہ کا	وہ بولی وہ وزیر نیک کردا	غریزون کو بلا کر کی گشتا
کہ مل لوان کل خصت بھی	فصا دیگی ہم آغوشی عدم	یہ سنتی ہی ہو اکہرام ہر با	عجب ماتم ہا اوس گھر بیجا
بدرود و سنج ساری ات گذر	اسی اندو میں بہر ات گذری	سحر کو اٹھ کی دستور مطہر	غریز و اقربا سی ملے با ہم
باسیرا جیل بٹیا لب باہم	کہ وکین بہت کیا کو تابی انجام	کہ انی میں عصاب در آ یا	کہا چلی کہ ہی شہ فی بلایا
اٹھا دستور اتر باہم پر سے	مگر بہتی تھی آنسو چشم تر سے	بڑا ہمراہ او سکی سخت خطر	کہ انی میں بہا راضی مقدر
کوئی دایہ لپی اک طفل دستو	کہ تھی دید پر لڑکی کو منظور	لی آئی ساسنی در تہو لڑا	کہ او فرزند میں فرولای دہر
وہ لڑکا دوڑ کر لپٹا پدر سی	کہا بابا بچاؤ اپنے گھر سے	یہ سن دستور دیا اور ہی تو	کہا فرزند چون سلطان کا ستو
ٹہر سکتا نہیں جانا ہی بیشک	سببیت اک نئی پانا ہی بیشک	نہیں ممکن کہ اوسی تقدیر	کوئی دم بہر ہی کیلور انجام
خدا کو سونپتا ہوں بچک فرزند	رکی خالق ہدیشہ شاد و خرم	یہ کھرا تہہ پہیر او سکی تن	تو زیر پرچن اک شہر مدو
نظر آئی لڑکے اور پوچھا	کہ ای فرزند اس کرتی میں بڑ	وہ بولا سبب آمان سی پایا	نہیں معلوم کیونکہ تہہ
پسنتی ہی ہندو ستونی اٹھو	کہا دلین نظر آ یا نیبا	کہا فرزند بچ کہ حال اسکا	کہاں تھاکس کجش کوکون
وہ پہر بولا کہ امانی دیا ہے	مجھی ثابت نہیں کس لپو	کیا وہ لپک لپک گریں و شور	کہا لی لی سی کہین شہر
کہو یہ سبب پایا کس طرح پر	وہ بولی وہ غلام شوق و تہر	لی تیا ہی کہین ہی لپو کو بچا	اوستی پوچھی یہ لڑکی کیا
بلا یا بہر ستفا و دم	وہ جب آ یا کما سن اسی کو	میں اسکو کو بچا لایا نہیں	جو ستفا رہا شہر شہزاد

کیا ہی اکو خالق فی دستور یہی الفاظ تھی بانو کی لب ہجوم شوق ہی ترسانہ سا شہر دم ہر چین کی اور اک ہٹا صافی سبکی نہ کو ہر سبویں گرنہ نشینہ تھا یہاں نشہ کہہ سکے تین ملا ب سی کہہ مریں استغ کہ جب دشت جہاں چہاں نویں صبح فی شاد کی دل نہایت جلد برگشت آیا نہایت غمیطی او سکویا وہ بولی یہ بحد ہی و سکی تیا وہ بولی لاش کو کو دو دو نظر آجا جلا یا سب تن و سکا کہ تحقیقات اسکی سوچ جیت غرض درنی مٹی کو کیا قید پلا تین خواہیں تین چہاں وہ سب کین گرک شوق و پہر اصحر اسی سلطان پانگہ بہم ٹپی کہا بان لاؤ کہنا اٹا از خود وہ سلطان چاں وہ ان دستور کہتا ہی دستور	سو آپ نصاف سے لیش دستور کہ وہ شب چہکے انگوٹھی راست ۲۱۸ کہ خاطر کو ہوتی تکلیف آرام بتائی ہو کو دیکھا یا نہیں بول بہت عرصہ ہوا جو کچھ بولا بلاسی دن گذر جای کہ بورت ترشح ریز اطہار بیان ہو فرکش نہی ایک ضرور کا تیر مسافر کو ہوتی تکلیف نزل کشید چند دم میں شست پایا ہوتی حاضر دین خوف آیا گر ثابت نہیں تھا کیا وہ ہیا نہیں یہ بات بعد از مرگ تیر کہا ما فی مین بھی یہ جگر یہ بدنامی حقیقت میں جتنو کہا اس کہ نہ نکلی کوتی امید کہا اونی کرو اب ہما گاہ ہوتی آمادہ تفتیر گرفتار یہ سنتی ہی خبر بانوی خوشن گہری بھری نہ تھا افزون کہا یونی ہاں آ او فادار سنیں کپ سکوا و گہری یہ دیر بال تھا بچا تو بچا نہ وہ مخمل وہ مخمل کی اسبا راست ۲۱۸ سرور کیٹ ہی انگوٹھی خالی خارج آرزو راحت طلبی تردو سا ہی سارا بچن مین سواٹھہ او مہراں جت واک لب غار کمولی فکر مضمون کمی سی عمر کی ٹھیکہ زخم وہی سلطان دل شست تیا ساکتا ہی طاہر اس طرح کہا تیر برادر وہ چھا زاد کہا کو داسکو میں کیوں گیا نہاں او سنی جب کہو دمی گاہ لی آتی لاش گہر سکود کہانی اعزاج سنیں حال سارا بری حالت وہ محبوب ستم کہ آغاز اسکا کیا انجام کیا ہی زبان سی کہی طاہر یہ فسانہ باشقبال دوری اور لائے کہ خاصہ کہانی سوی بانو شاہ بیان کہ طرح ہی وہ تھا کہ میں جاتا تھا اک سنی نگاہ	نہا کیا اسمین کی تقصیر کیا ہوتی خاموش خاتون شاد طبیعت جوش پر ہی جانتا نہیں باقی وہ چہری کی بچا توقف اسقدر کیوں کیا سب کہ غفلت کیوں کیا اطہار تیر پیالہ بہر پڑا سخم جت کا کر خبر فسانہ باقی کی بون و اڑی مانند گرد باد صبر کہ چوستا تھا قصہ طائر کا کہ جب آپری کی پاس اور مواکس وجہ سی نگاہیں نہاں یہ مرنابی سب کیوں کر ہوا تو وہ راز نہاں سب ہوا قرار انجام کو یہ بات باقی تو کیا کیا کچہ رنگی وہ اشیا نہیں تکلیف اک خط ہی تیر پڑا ہی یہ غضب ہمہ ہوا ہوا اوس نخل بالاسے لائے دل سلطان ہی راحت تھا کیا شب کی فی احسن گاہ وہ بولی یونے رنگی کی زبا نہیں معلوم تھی کس شمع کے
---	---	---

دوان دو تین لڑکی مینی دیکھی	کرده اوسرا چہ پانہم کہلیتی تھی	اونہین مین سیٹ کیا ایک اکرا	سہوا اوسوقت سیر لڑکی سیر
کہ یہ فی فصل سبب آیا کہ تھی	کہا دل فی کدھی ریاسے	مین وس لڑکی پاس خر کو کیا	نہایت لطیف پوچھا یہی کیا
وہ بولی سیر مان ہی بسکہ بجا	نہین ہی اوسکو مطلق تار بشار	مری باسی و سنی یون کہتا	کہ لا تو سبب تم ڈھونڈو کسی حال
بہت جی چاہتا ہی روز و سوار	کہا توں سبب گھوٹا پرکار	سو میری ہنچے ڈھونڈا ہر گ	کسی صورت نہ پایا جبکہ قابو
تو پوچھا باغبانوں پاس ہر جا	وہ بولی سبب ان وزون ہوگا	ہونا چاہیہ پرتیا و بلانے	کہا حال وس علیل نہا لے
وہ بولی زندگی بی سبب شوار	جہانسی ہو سکی لا کر نہ کرار	غرض پوچھا پیر لڑکی کے پاؤ	کلی وس پیری کیفیت یا
سنا یا حال مادر اوسکو سارا	کیا اوسرا غبان فی یون اشار	کہ یانسی بالسر کا تو سف کر	دوان اک باغ شاہی ہی ہر
زانی کی سبب شیا و ان مہر جو	ہمیشہ ہی اوسپر سبب محو	دوان جاتا ہی حاجت مند خدم	مقرر کہ نہ کچھ ہوتا ہے خرم
عجب کیا تو ہی و انسی شادا	یقینی باغ سی اک سبب پاتے	یہ سنتی ہی پیر پوچھا جو بجا	کہا کچھ یوں سی حال اپنا
انہین جسم گیا حال بد پر	دی یہ تین سبب وس کیا	کئی غفی رہا بخ سستین	پہر آخر کو جب یا اپنی گہر
کہا حال سبب تن کسیر	کہ تھی اچھی گرفت دیر تیری	اکر اس شکل سی تہ آتی ہن	نہین پوچھا طبیعت کو کہ
ایلی و سنی بہت مخطوط ہو کر	رکی بستر ہم عارض کی برابر	پیر کچھ دیر سر پر چوٹا	ایسا چہ کہ اسی سنی ستا
مین پوچھا پیرتی پر تھکے باو پاس	تو دیکھی وس پہ کچھ کیفیت یہ	کہ انکھن ہند کچھ بر کو نہیں ہو	تماہ اس بات نہا ہن وادہ
یہ سبب انہین ہی میرا نہ آیا	اوسی مادر کی بستر سی اٹھیا	سنی جسہ کہ کہ وس کی تھی	طبیعت کی کت وادہ
اوسنی می لات مینی رہینیا	یہی خاطر کو خوش آیا فرینا	وہا لڑکی اک اسکو جلد پیا	کہ اوسکی کتنی ہن خد فرینا
حضور خاص تھے مجھے لیا مول	اوسیدم محکوم اوسکا سبب دیا	وہ بانو کہ رہی تھی یون فسانہ	کہ آیا نہ صفت شب کا زمانہ
بہوتی خاموش خاتون قار			اٹھا سلطان اوس مغل
راست ۲۱۹			
کہا ساتی جمال آفتاب نے	کہ خاطر جاہتی ہی بی حجاب نے	لب مینا سی سچا ارغوانی	جو حاصل ہو بہا زندگان
کھوی شرم کی آوازین ہنا جلد	کوئی بریز سا اک جام لاجلد	کہ آواز سخن کا ہے زمانہ	زبان پر اس طرح ہی ہر
کہ جب خسار شب نے نگہ لا	نظر آئی لگا چہ سحر کا	مزاج مہرین گرمی سستی	فرغت شاہی کا سوک
بڑا داشت معین کو وہ سلطان	سنا طائر نیا کہتا ہی سالان	کہ جب پوچھتین پرک خد	بہوتی اوس رز کی کتنی طیار
کہا ان پیری کی آتی آپ	او بہ ترش لہف اپنی لاتی آپ	مین شہما مین حال کا کہو	جو کہ رہی نہ اوس پیر
غرض ان کو پیری لگتی ساتہ	کہا اک شہر طہی مورا بہتر	جو میری شکر کی کار بی بہا	تو لبتہ کہتا و ان بودہ سالان

وہ بولی ہی مٹی منظر یہ بات سنا ان تہی تھکین بہرہ تو ہی کو بلا کر کے یہ نکار وہ بولی میں تین ہوں مطلق گاہ جہ کی گردن گری مائی قدم پہ نیا گے گری بہرہ بیکو کہ اسی بیٹی نہ گہر سب خط اڑا طرہ کہتے کہتے تہی نگاہ فراغت پاتی سویا شاہ عا وہ بولی کہ چکا جال کہ جس تیری جان بخشی نظر بو کو فرمای شہ او سکوا دوان میں کہ غرض حسد اوسے اوس طغر نادان شہ اویست اس غصہ بیتی اسی اندرہ میں رستور خط کہ مجرم منی با پستی سب درازد سبکہ مگر چارہ نہا بڑی حیرت تہی جس حار خط کس ہو کوئی گرفتار کہ کیا اس غلام مدگر کو سنا دستور تی جب حکم لیا نہایت حیرت افزا سی اگنا	کہ گندا کس طرح ساریہ جنجال رہی و نوجوان دسی فراموش کہ سچا کس طرف کو تونی وہا نہ لولان بہرہ وفان مجہر سد زیادہ برق تہا قلب مضطر نہایت جلد کہیں عدم کو ڈرائی کو اشارہ یہ فقط ہے محل کی خبر و شائق تی لی کہا شب ہو تی جس وقت جا کہ یہ ترکیب میری سطر خدا ہی جا کیا تقدیر بائی تری قصیر ہی میر خطا کیا اسیر زمین بہرہ خط کو کہ ہی خدا کا ڈرہ مطلق ہی میں اہ کہ اسد حکم ہی فیات اٹھا بلا اوس مرد زنگی کو براب رہی خزان بہرہ شہ کا اقبال جو گندہ تہا زبان پر آو آیا کہا ناحق ہوا دستور پانال نہیں ہی جا سائش یہ نہا سراوی واری تہا خلق خوشتر تو لولا واقعی نہا یون نہی ہا سنا تہا شخص سادق نہا	بڑی مشکل سی اونی قول لیکر پس از لفظ کوچہ سکا رگاب لا کہ جس بی سب سکا کیا حن حب و سن ورنی مجر کو بلایا کہا اور سی رخصت تہی ہریم یہ سکا شک ادہ کی بہرہ بلا جانی تری یہ بات کیا ہی نہایت جلد بانو پاس آیا اٹھا سلطان کہا بانو ہی بچان سنا دستور بولا کہ صد میں بچا تہا ہون چکوتیش سلطان گردین بہت ناراض دستور اسی کو ہی پر جو گندہ رجا ہی اوس ہر اک خون بیک کی کیا طو بس لیکہ دیکہائی اور گنا پکر گنا تہا لایا پیش سلطان یہ کہہ زنگی ہی بولا بان بان کہ تہی سکا جہاں تہی جہت ہلاک اوس سلطان تہا خاطر رشتان غرض دستور دانا کو بلایا نہیں ہی رجم کی شایان نہایت مگر ای شہ محلی ک نقل ہی یاد نہایت کہ پہلی باو سچین عذر	کہا وہ حال جو کہ تہا سراسر طبیعت کا جو غم شہ سبک بدلا کہلا مجر بچا سب ہضمون تہا ک لڑہ سا اور تن میں اب سن نیا میں ہوں کو کو خط سخن تسکین خاطر کی سنا یقینی لغو سارا مدعا ہے سب سبب طرب و جوڈ کہو ہی کس طرح تھکی سامان تری قصیر کی کو تی نہا سنا پراو سکوت جہاں ہی بیان کہ دیکہا کوچہ عجب نیا کا دستور نہ جہم کو کسی صورت ذرا ہی کہ جب کا سار عالم میں ہوا شور بظاہر یہ صہیت بہت سخت کہا شہ ہی تہی قسمت کے جانا وہ قصہ سب کا ہی کس طرح ہوا سلطان ہی قصی سی خبر کہ اس نیا کا ہی کہ طرف سامان زبان شاہ پرا سطر آیا عقوت چاہی اسکی رخت یقین ہی گشتیں آپ سکوت ہوا کہا تہی ہوں فاکس کے اور ہی و
---	--	---	---

اگرشایان آفرینش بود و حال	تو او سدوم به غلام نوید با فعال	سزای داری پانی ربانے	کری تا عمر دلی جبه سلسلے
ایہی باقی تھی کچ بانو کی تفریر	مٹی جو دیر ہی و شبنم کی تصویر	بجایہ ہر نوید صبح کا کوس	ہوئی خاموشی تو شاہ پادشہ
زمر و گون ہلاک جام ساقی	راست ۲۲		کہ دین عیال جان نعام
سرور بادہ سی خوشی گر دل	تو پیر آسان ہی ہر کار مشکل	ہجوم شوق فی تکلیف و ہجر	یہ اسد ہائیں بود بک
لیا ظاہر و زہمت طلبے	تنہا بر ہی ہر بی سب ہی	حراج کی صد کا جی شکار	نظر کو صنعت یعنی دہی خا
کہان ہی قفل مینا سنا جلد	مین صد جا کی مینا سی لڑا	وہیں سلی یک شمع خوب ایر	کہ حسین ہوشرب روح تیر
لیبی ہمراہ آتا دین دعا ہم	کہین شہر طوطی کچا دھم	چکاتین بار احسان سرانہ	لکھ دین نام می پر سب گرا
پتیل و پتیل سخت خیر کا	لکھتیں غارت طلب ہر بار	زبان پر آتیں لفظ طرب	سنا تیں یوں کانی عشرت تیر
کہ جب عید شہر چکال	ہوئی خورشید کو تکلیف نہ	نظر آئی لگانو جہان تاب	تعلق فی دکاتی اپنی سب
خدا یو دشت پیا دشت آیا	بہت مشتاق بہر گشت آیا	بہر کچہ دیر ہر جانب شمشاد	بہر آخری ومان و سوط
جہان طوطی خانی تھی فسانہ	طبیعت ہوئی حیرت کا نشانہ	سنا کر ہی وہ طائر یہ آغاز	کہ تھی کو کیا دور نے چٹ
کہا مطلق نہ گڑھ چین ہر جان	کنجی تیں سب طرک ارمان	غرض ٹنڈا ہو او سکا گلیا	گر سوچی کہ تھی ہر بار ہو
مقرر دی کہ تکلیف بھر	کہ ولین گنتی ہی اسکی اک کد	تہل سی کہا سو کر کہ دور	مروعدہ ہی اب آیا بریر
مین کیا صورت کہا دلی گلی	سینہ لنگی ہلاک طرح جی	جب تیگا جلی سات کا پان	کہا دیر ہی ظاہر میرا ان
خلاف خاندان لا عمل مین	مناسبت کہ جان و لک کل تیز	تو او سدوم صہرہ ہر جسم معلوم	یقینی دیکھ ایسا ملک ہو
سنی بیٹی سی ماور فی جہا	تو بولی دم زالی ہی ہی است	سحر کوین کوونکی اسکی تیر	اگر ہم شہر تیری ہی تیر
تو کوئی شکل ایسی ہی پیش	کہ ہر جانیگی جس طلب کے کین	بہر صورت تشفی دی ہر کو	کہ نہ جنت نہ جوی اسکی جی
کہ تھی تھی کہ شوہر اسکا آیا	پر فی اپنی بیٹی کو بلایا	گئی تسلیم کو پوچھا وہ سب	کہا دنی بد سلی ہی خوشتر
مرض تہا ہائی کو او سکا ہو	ظاہر تو نہ کہ فرودہ تھی وہ	مگر تہا نہیں معلوم کیا	ہو پوچھا ہی کا صدمہ ہو
یہین طائر فی پیر روکا بانگو	کہا لگی نہ لفظ داستان کو	پیرا شہ لگی سو با قرب بانو	کہ اس عرضی مین لا شہ
اٹھا سلطان جگایا دلیر باکو	کہا ظاہر کرد او سکا عاکو	کہ جب کاکل رہا باقی اشار	نہیں تھی کہا وہ حال سارا
وہ بولی ایک شاہ باو فاما	جہا نہیں نام او سکا پار سانا	نہایت نیک بخت افاد خلق	جسم و با موت عدل گستر
رعیت کو وہ کہتا تھا کرام	زمین مصر کا تہا شاہ دہی	نہایت قدر دان اہل سخن	طبیعت مین خدایک نیک

وزیر او سکودیا تاج کی لہسا	کر او سکاد کر نو انسان سی کیا	نہارون طوطی کی لطف مددرا	سہرا کی فکر راحت و سکون
اوجی ستور فرزند تہی دو	نہایت خواہد ست اور خوشو	سب مرون بین برابر تو بدست	بہت مخطوط و خم انہی لکھ
یڑمی کامل یڑمی ستاد فرز	تردوسی جہان کی پاکداسن	اطاعت سی پکڑ او نکو تہاکام	خامز و زہ میں مصروف شام
ہراک سی نیکیا تیرا و نکو	عوض غیرون کی انداز سہنا	جہان میں باب سی م او نکا	شہا امیز او نکا حق میں مضمون
پڑمی نام شمس الدین محمد	نہ تہی دلمین کسی سی بخشن کد	جو تہا خود او سک دہ ہی نیکیا	جہان میں و سک نور الدین علام
بہم دونوں تہاک بطاکا	جدابہوئی کسیدم کو مشک	قضار الکیدن دستور بچاہ	کہ تہا از لہجہ اداں حق آگاہ
یوایہار ایسا جان گذرا	زمانی میں رہا اک شور بیا	سناجین کما چیک اسی دا	کہاں ایسا امیر شای سی
فرغت پائی حبیبیوں کو	ہوئی منوں سلطان کرم	بلایا اور دیا حالت بدستو	ہوئی وہ دونوں بی شکستو
کیا انا و ملک شہر کو خوب	ہوئی سلطان کو دونوں کو	بڑی خاطر پڑی تہی بڑی	زیادہ تر پڑی نام پاتے
ملک لسی رہا مفتون و شیدا	ہوئی کام اس طرح کی انہی	برای سہ جاتا تہا اگر شاہ	تو لیتا ایک کو او میں سی پہلو
یہی معہر تہا اوس شاہ کا	غرض ہوئی تہی دونوں بہر	کسیدن دونوں بہا جب آتے	تو کمانا کہا کی لہجہ لطف آتہا
بڑی تہا نے چو کی لہ	مری دلمین نیا یا ہی مضمون	ارادہ ہی اوسی سی کون تہ	جواب سک اسیدم جو ہو
سناجب چو بہا سی یہ آغاز	کہا ارشاد وہ ہی کو نسا	بجالاتون بجان دل سید	ابھی فرماتی بان اسی مکرم
یہ باتیں کہ تہی شہ کی خانو	کہ کیفیت شہ کی دگرگون	جمال وضع بانوئی جو دیکھا	کہا شہ سی کیسے کل یہ قصا
و کما می کا در اویدار سا	راست ۲۱۱		نہیں بہاتی بہین تکرار سا
کہاں تہاک رز و کی ناز تہا	سوال جا تم کب کیون لائز	کہ خاطر منظر ہے چیں دل	زبان بات ہی کرنی ہی مشکل
ہجوم بقرری ہی غلش پر	تہا کہ ہی ہی مای ساغر	فرج حوصلہ ادا ہو ہے	عجب عالم بیان پیدا ہوا
کہ ہر خطہ آلتی ہی طلبیت	نہیں دم بہر سہل سی	خدا را اٹھ نہایت جلدی	کہ اب ہی زندگی کی کیفیت
کوئی لہر ز ساد می کی ساغر	پتین و چار گونٹا و سکی	کہ لب تر ہون گلو بگی کو تو	زبان ہی کلین کچ لفظ تہیم
سچہ میں آسماح کی کوئی	مضامین کو مہوئی سی قات	ادامی مدعا ہون نظم کی ساتہ	پڑی دامن میں طلب کے یون
کہ جب ہکا ہوا احسان شہ کا	گیا وہ بار سلطان طلب کا	اشی محفل جاہم شہنشاہ	بجز سلطان کچ ہی نہ باقی
ذریعہ صبح سی دشمن تہا	بڑا ہر دشت کو سلطان	پہنچی ہی نظر آتے وہ طہ	سنا دہ اکیٹن کرنا ہی ظاہر
کہ پڑی سی پکڑ سکے حال	کہ آتہ میں خاطر میں خجال	بلایا او سکی کا کو اپنی نزدیک	کہا یہ قصہ ہی موسی نہلی ریک

بل جاتی کہیں جی کا	نہیں تکلیف دینی و سکو منظور	کہ نور چشم ہوگی دل پر نشان	میں استفسار میں ہوں سخت حیر
سوم چاہم چو ہوتا ہو میں ہو	یہ لاش مردہ تفویض نہیں ہو	نہ کہنا کچھ اوسے زہار زہار	وہ ان باتوں سے تھی کسبند خیر
پیری کی مانی وہ لاش اٹھایا	یدیر ہلکی گھر سے باہر آیا	بجالاتوگی میں سسٹا نہ برباد	کہا زوج بی بہتری جوار شاد
بلایا اپنی بیٹی کو یہ کہہ کر آیا	سوم چاہم سی فارغ ہو گیا	کہ جسکا ذکر نامکمل بیان میں	کیا دفن و سکو اک کچ نہاں میں
بہت آزدہ ہی تھی تھی میرا	نہ شرمنا میں بھی حال تیرا	یہاں شہنا ہی یا تو کہ میں ہوں	کہا اب سچ بتا جو سچی پوچھو
کسی کا بھی نہ مطلق پاس آیا	کہ توئی دل کبھی کو لگا یا	نہیں تو کینچھی جھگو دار	مگر یوں جوش لغت سی ناچا
کہ پکا شک کے جا آگاہہ سی	یہ لکھ خوب و فی حدی ذوق	کہ ہوئی آج تفویض نہیں تو	باسی مگر تھی کہیں تو
خطا پر مہر کی یوں گرم جو	کہ اس قصہ پر یہ پردہ جو	لگی کہنی نہ ہے احسان	اٹھی بیٹی ہوئی قربان ماور
طبیعت نے نہایت غلطایا	شہنشاہ خاتون پاس آیا	فرار نخل سی کی جلد پرواز	اسی چاہو کر طائر فی آغاز
کہا بانوسی با ان راحت جان	کوئی دم سو با جا کا چو سلطان	پہر آخوند فی اپنا کیا جو تر	رہا کچھ خطہ بانوسی ہم خوش
رکے اندھا دھال آباد	تھیں شک ہی میرا شاہ	کہ مہنی دل تمہارا خوب تولا	وہ جوئی اب بڑا ہاتھی یہ بولا
جدا جی جن سی ک لفظ ہی شکر	کہ ہم دو رہا ہیں الیمین کد	طبیعت نے عجیب جھگڑا بھیجا	مری بہاتی بھی یہ دہان کیا
بہم سامان شادی لطف ہو	اونہیں دلوں کیم و کتھو	بزرگ قوم خوش اور خوش	سو ہوں ایسی کو نہیں بھی
یہ اک شہر کی منتظر نظر ہو	پس قریب وہ دونوں دہو	نہ آئی ایک کے بھی چین سوا	اوسے شہر کو جائیں بیوان
مجھی دی دختر کزہ نو	تمہاری گھر تین کا ہوسا	خدا فرزند کی صورت دکھاتے	ولادت کا زمانہ جبکہ آتے
طبیعت و جانب حکم مرا	پہر اسکی اعجب وقت شہر	برابر تاکہ اون دونوں میں	یہ دونوں صورتیں ہی لکھن ہو
بجاسی یا کہ بیجا عا	کہ وہ میں نہیں منظور کیا	کہ پائی شہر تین عالی نہاد	تو ہم کو دین ہم و لو کی شاد
طبیعت راستی پتیری پا	کہا بہر اوس بڑا بہاتی فی ہا	بجالاتو گا دل میں غم آزاد	وہ بولا خوب در بہتری شاد
ارادہ اوسکو یہ ان لفظ میرا	اب سدوم اک خیال تازہ یا	خدا فاقم رکے تیرا مانا	کہا جو بی اوسکو تو فی مانا
نہ ذلت پائی دان و دہر	خلاف اسکی نہ آئی پھر ملز	دکھائی وہ گہری جسد کم	کہ اک اقرار نامہ ہی ہو تحریر
ریال بیشتر تھیں میں	کنیز تین اچھی قابل کار	کہ جسمیں گئے ہوں تین تحریر	وہ پھنسون یعنی ایک گیر
کہ تیری طبیعت خوب خرم	زان عقد دوا ہے ہو کو	یہ سب چیزیں ہیں پہلی فرما	نہ ارو و نہ اس سہوں کم
مجھی زیبا ہی یہ تھیں لیا	یہ جھگو چاہی ہی ہو کھو دنیا	کہا یہی خلاف عقل تحریر	سنی بہاتی کی جب بہاتی تحریر

سوالی بات فرمائی ہو بہائی	کسی کی کیا تمہیں سنا خدائی	غرض ہونی لگی آپس میں تکرار	رہی رد و بدل پر دونوں طیار
بڑا بہائی ہوا آرزوہ چین	کہا الفت نہیں ہے کسی میں	غلط سمجھا یہ جو کہہ بیٹے سمجھا	بڑا ہوا اس خیال و آرزو کا
ہوئی خاموشی نو لکھی بہائی	راست ۲۲۲		کہ نور صبح تھی باقی تھی رات
نہاروں ہو چکی احسان سنا	پہر اپنی اور میں قربان سنا	وہی پہلی جو دی تھی تیرا سنا	بشکل فکر کامل سر بسر سنا
اوسمیں کا کوئی سنا عطا کر	نوازش معنائی سے بلا کر	کہ جسکی فیض میں سخن ہو	خوش و مخطوط ساری سخن ہو
وہی پہلا سنا دلو جو خوش تھے	خیال مطلب ہیوش تھے	وہی فیض مان سوراخ دل	وہی پھر قصہ باقی ہو کامل
وہی لفظ و معانی پر ہم پہون	انہیں جگر و دل پہون	کہ جب غارت شب خرواہا جلد	بسان قصہ شاعر گویا جلد
ظہور صبح فی استرجایا	قدم لہنی فلک کی مہر آیا	بڑا سلطان ہوا اس صحران	مگر ہر سوا شاری تھی نظر
کہ وہیوں کو خوشی کون نگہ کر	کہا تا ہی فلک کیا حسن تیرا	ہر جس جیسٹرف پایا سنا	کیا خانی کو اپنی شاہ فی با
کیزی فضل سکا مہری سلا	یہی آبا و شہر ملک و صحر	پہر اسکی بعد اپو بجا و سلا	جہان تازہ تعلق طبع کو تازا
سنا افسانہ طائر کہہ رہا ہے	کہ اس دنیا میں بہا مان تیا	سن کہائی اٹھی وہ مان جو	کہا بی ساری و خود در قصہ بیو
بہا جو کہ پاسبان باز آو	خیال شوق کا جہنم لائو	قسم کہ تا کہ زمین غنہ و قصیر	لی اسکی غز پر کوی عمدہ تحریر
کہ ہر ایسی خطا مجھی نہو گے	کسی پر یہ جفا مجھی نہو گے	وہ بولی جہنم الکان تخطو	خلافت حکم کیا میری مقدور
ہنسی ماہر گلے اوسکو لگا	زمانہ دوسرے دن کا جب آیا	تو بول اپنی بی بی از بہر	نہایت جلد ہر گلے اوسکو لگا
کسی مہنی کہا کچھ دلین سمجھی	صاحب تیر جو تیرا تھے	وہ اب اس قوم نامانی تھے	تری ہر راز و مطلب تھی گاہ
رقم کر نشانہ دوی کوئی آیا	مجھی ہی مہنی کا اوسکی آرا	جب تیرا وہ تو سمجھا کہ گہرا	وہاں ساتھ لایا ہر شکر اپنا
لکھی تیرا پردہ اک نامہ سطور	کہ ای شاہ زمانہ کجیو غور	بقصد جنگ میں لایا ہون لشکر	نہ سمجھو ہون کسی صورت میں
اگر کچھ جو صلہ سے باہر آو	مجھی پہلی نبی جرات کچھ کہا	سوال اسکی نہا ہی پہی کور	بچشم طفت و احسان اگر غور
تو آوٹن شاہ ہر قدم پوسر	رہی باقی نہ ہر دلین کچھ نہو	ساتھ گئے وہ نامہ پر محکو	کہو لگی اونشی میں سمجھو کچھ
بلا لواتو کو پوچھو مدعا سب	کہ معلوم ہوا اٹھا مطلب	یہ بائیں سن ہا تھا شاہ باہو	کہ وہ طائر اڑا وانی اچھا جو
کہ اپنی شاہ عالیجاہ آیا	دل بانو کو بید شاد پایا	ہوا خلوت گزین کچھ از غذا	بر آتی حوصلہ ہر مدعا کی
پہر اسکی بعد بہتر پروہا لیا	رہا جب کہ زمانہ عمر شگ	تو سلطان خود ہوا امیر گاہ	بکار اپنی خاتون کو کہ اوہا
پہر لگی کیا ہوا حال برادر	وہ بولی وہ طائر اپنی مکر	نہایت طیش میں لایا قصہ	ہوئی بہائی کی الفت سب تر

که شادی تنوگی ای برادر	مجمعی تکلیف وی توئی سراسر	یک لک اور جابر سورما وہ	گر کتنی کتنی دراندر ساهوادہ
مگر تیرا سپنے دل میں سوچا	کہ وقت صبح کسی شہ سی قضا	غرض آخر موتی باقی کی کجیت	ہوتی بہائی کی بہائی سخی تاتا
بڑی فی یون کامین شہ کا جہگہ	حسن و خسر و حال کیونگا	مزا و تو تو نگا جگہ کو مستر	نہو تا حوصلہ اور دن کا مجھ
یہ لکھو تو ہو پوچھا پیش سلطان	رہا بہ نظر سر در گریان	نہایت اسکی بہینے قلع تہا	سرا بانگ جسم و چہرہ فتنہا
یہ کساتانہ دونگا بہائی کاستہ	بلاسی گونہ دولت آئی اب ہاتہ	نکل جاؤں کسی جانب تو نہر	کہ بہائی ہو گیا مجھے مکدہ
منگا یا ایک خچہ او سکولہ	رز و سیم و جواہر یہ قدر تہا	ہوا پیر جلد اوس جاسی وٹا	نبالہ ناک غم کا نشانہ
فلک کی کاوشوں ہی بچہ تہا	نعین لین کسی صورت کتہا	چلا جاتا تہا پویش رز وین	نئی شہر و مکان جہتوین
کہ اتنی میں یہ چرخ کینہ پرور	کہ ہی ہو جو یہی سب کدور	پتی ایذا سلسلے نہ ہو کی طیار	کیا بچو کو اسکی سخت بیمار
یہ عالم دیکھ رو یا سیکھے پر	ہوا اندھ عاشق و لہین قسطن	کہا یا رب تیری تقدیر پائے	کہ نوبت پاؤں چلنی کی آگ
میری مالک بس اب مجھ کو کم	کوئی لحظہ تو یہ تکلیف کم کر	کمال بقراری سی جو روپا	تو دامن نسوون خوش ہوپا
یک ایک جہت حق کی کیا جوڑ	ہوا پیدا سوار نیزہ بروں	پکارا بھری گھوڑی بہ چہرہ	اگر تو فتن اور بہت خدا کو
خلیفہ اوسنی جانا اوسکا در	کہا صاحب ہو تم خانہ آباد	یہ لکھ جلد اوس گھوڑی لپا	طلیعت نظر اسے چہرہ پاپا
سوار اوسکولی آیا یا لہین	آمار الا کی اک چپی سخی میں	یہ اتر اور کہا منہوں ہو ایز	کہ از حد عاجز و مجبور تہا میں
وہاں سی پہ چلا وہ سکولہ بازار	کہ تا دہنڈی کسی جاو طیار	سکونت کا ٹھکانا ہاتہ آئی	تو اوس دم بقراری لگی جائے
یہ کتنی کتنی خاتون نی جو دیکھا	تو یا یا اور ہی کیونکے گشت گبا	سحر کی نورنی رو کا زبان کو	کہ کسا موت و بانوئی بیاگو
خوش قسمت کہ ساتی ذی کثر			پیشینگی ہی جہانک ہم میرا دم
راست			
آہی ہر ہی سمیٹانہ آباد	ہر اک مشتاق جام بادہ	الہی کثرت می روز افزون	دل زاہد درد و زاور بخون
ہمیشہ تیرش ساغ مبارک	لقا طر بادہ کا گھر گھر مبارک	ہمیں بلی ک ملی جام لباب	کہ تا راحت سی گذری فراز
ہم جو کھین رونق بخش جان پہ	سخن لذت فرامی داستان	معانی لطف گلونی کہاتین	مضامین نور و سلی ز تہا میں
مزاج دعا گستاخ ہو جا	وہی شوخی زبان پر ناز و فرا	وہی آغاز شکی گفتگو سے	وہی مطالب ہو پیا گفتگو
کہ بعضی قصہ باقی تہو سے	مزا دی اس طرح لہلہا تفریر	کہ جب بالا شہر زلف شہب	سحر کی اپنی کیفیت کتنی
ہوتی برگشتہ تاریکی تہا تیر	زمین کو صبح کی بہائی بخیر	نظر سلطان کو یہ ناناں آج	نہایت جلد اسکی پناہ لیا
بڑا پیر جانب صحرانہ نشوون	خیال افسانی کا خاطر سوچو	ہو پیا ہر کتا سب طائر	پری چہرہ ہو پیا بات نکلا

کہا ہی ان کی اجازت طر حیر	کہا نامہ بطر زخوب و بہتر	بلا کر اک خواص با ادب کو	کہا لیا اسی ہمراز خوش غو
اوستی دی اور لا دو کو ہمراہ	نہایت جلد کرنا جب کو گاہ	یہ سنتی ہی اری وہ صاحبان	پہنچا لوں کیا پہر و سنہ آغا
کہ لوہہ نامہ اور سچو مری ستا	اٹھو شہزادی کا لوہا نہ بیاتہ	پڑنا جب نامہ وہ ہمراز اول	چلی دانسی لی ہمراہ دنگل
بہنا کر وہ سپہ شہزادہ کیلائے	پری فی یہ خبر جسم کہ پاتے	کہا مادر سی جا کر حال سارا	اٹھی وہ اور کیا اوسکو تارا
کہ خاطر یہ جان کی کہ مری جان	کہ تاراضی ہو کچھ قلب پریشان	گئی وہ دلہا سی کی ملاقات	کسی مائی سہمائی اوسکو ہر بات
رہا شہزادہ اکدن روز آفتاب	ہوئی ہر طور پر غلط مطلب	تنتائیں جو دلی تھیں بر تین	بہت کچھ احسین فرقت تیز
پری کی آنکھ در پردہ چو کیا	ہوئی دینگی شہزاد کی شیدا	کہا مین بلا سی گولشہر سے	مگر خوشی آسا جلوہ گر ہے
غرض جب صبح کا آیا زمانہ	پری بولی کہ اب ہوتی رونا	نہایت جلد اپنی گھر کو جاؤ	کہا ہی جس طرح اوسطور آؤ
وہی ہمراز اول لی اری جلد	کہ ہر آغاز مطلب میں ہی جلد	قریب گوش تھی لفظ فسانہ	کہ طائر پر ہوا اول فسانہ
ادب سلطان بھی سو قطر آیا	کہا بانوسی خاصہ کچھ بکایا	وہ بولی کہ تھی کچھ پی جیو	بجگم شاہ فضل رب موجود
قداسی پانی فرصت شاہ	رخ شہ جبکہ شہنم فی بگویا	تو اٹھ تی ہی کہا سنہ کہ بچان	کہو بانی کا افسانہ اسی سنہ
وہ بولی یوں ہی آغاز فسانہ	کہ وہ بیچارہ حیرت کا نشانہ	سکان کو دہنڈتا تھا شہزاد کو تیز	پریشان تھا اوسکی جستجو تیز
کہا کہ نجات بدنی و دہگناٹ	فلک نے اور ہی کچھ رنگ لا	قضار ابا نس کا تھا جو دستور	بہت روزوں سے اوسکا تھا دستور
کہا تاسیر کرنے پہ پیسہ کو	گلی کوچی سی تا مخطوطان ہو	سواری کا ہوا بہر سمت چڑا	سنا اسنی کسی جایہ بھی ٹہرا
بیان کرنا ہی وہ آیا جو دستور	جسکی تسلیم کو انسان بدستور	ہر اک پر کی نہایت مہربانی	نظر تی جو اوسکی قدر دانی
تو میں ہی دوڑ کر نہرو کیا	زمین چومی ادب سے چربکایا	ہوا راضی بدل دستور دانا	کہا مجسی یہیں ہی کیا ٹھکانا
کہا مینی نہیں مگر ہونے دستور	مگر محکمو ہوئی کچھ شیر طور	اعز اسی خلق دل فی اٹھایا	کوئی لحظہ نہ جب آرام پایا
تو میں نکلا تی تسکین خاطر	جو کچھ گذری خدا پر ہی خاطر	ارادہ ہی کسی گھر کو بخاؤں	جہاں نشیب و بین کی رام پاؤں
اسی صورت کی ٹولن پڑتی	نئی لوگوں سی ہو ہر دم ملاقات	نئی شکلیں نئے ملکوتی دیکھوں	جیوں جیتکے سے ایسا ہی مضبوط
سنی دستور جسم کہانی	کہا محبی زراہ مہربانی	کہ ای فرزند کیا تیرا سن سارا	ابھی سلی سقد تکلیف مال
ٹہر کچھ دن بسر حسن و جات	رہیوں کے یہاں کی کراتات	کہ تارنج اعز ابو فراموش	بہر تین راحت و آرام ہو
اگر جی چاہی میری ساتھ آؤ	میسری جو کچھ راحت اٹھاتو	سنا جب مینی یہ ارشاد دستور	ہوئی ہمراہ ہی دستور
دانسی شام کو ہر آہ	یتی مسکن نقش قضا	وہاں تک خاطر دستور کہیں	وطن کی راحتیں ہی محبت ہو

سحر سی شام تک لطف مدام	مسیا هر طرح کا عیش و نرس	غرض که وزوه دست و پا	که جولایا تما جگوا بی بهرام
زبان تشب و بی نزدیکی	زبان بر روی لفظ چند لایا	که ای فرزند من پیر کینال	مطیع حکم چون تیر خیرال
بھی اک فکر ہی در پیش نرس	گذرتی ہی او سمیٹا رلی قات	یک لک پر ہوئی خاموش تو	که تشباتی نہتی تدا اور نہ
ہر اک سو صبح کا نالور و غن	راست ۲۲		خدا دیتی ہی مرغانی نرس
زمانہ اور ہی لا اتو ساقے	اگر نہ خمر کی تہ میں درو با	دم پیارگی ہی کچھ کرم کر	می دنیا و ساغر بہر بسم کر
ملاسنہ سی کہ سگی حروف طلب	نظر آنکو کوئی عیش کے شب	تلاطم آرزو کی جی سی کم ہون	فقط ہون چند ساغر اور نیم ہون
بین بیالی پیر پالابی نال	زبان ہوا آشنای لذت تل	ہجوم کیف اغوشن ہی سخن کو	قری شریعت کی حاصل ہو کر
فراج بخودی منون می ہو	سر و شوق میں بیدار ہو	کہ جب گیسوی شب گنگ	بشاپورہ کلا جہرہ سحر کا
کہا سلطان نے چلی جانب و	کوئی دم و بچی رہوار کوشت	غرض گھوڑیہ پٹیا شاہ کا	ہجوم شوق سینا پیر ہی
جدیر سی آمد و شد روکتے	اجازت ہر سحر ہو تی سچی	کہ سینی جل کی طائر کا فضا	اگر آرام دی کچھ دم زمانہ
دلی تی دو پر چو شاہ آیا	فرار غل اون دونو کو پایا	سنا طائر یہ کہتا ہی بعد جزو	کہ خوشاہ زادہ صاحب شہر
اتر کر تخت سی کجی میں لای	تو گوگون نی برابر غل مچایا	کہ آیشاہ کا پور جو ان سال	سبارک یہ چراغ دولت و
خبر پایپ فی جسد یہ پالی	تو گو یا فرخ مانہ تن میں آئے	غریزہ واقربا جو شے برابر	گلی مل کی روائی خوب و
رہا تادیر یہ بہت گامہ پیا	کہ کوئی چوستا تا سر کوئی پا	کیا مادر فی او سکونیب مست	ہوئی خطوط و خرم دلین بعد
کہا ہو جلد آب گرم طیار	نہانی گامتہ میراد لدار	طعام عمدہ ہو اگر کرب لایا	پہر اوس ہمار کو اونی بلایا
بہت شست فتنہ اد کی مادر	گلی کہتی کہ میں شہان تہر	سلامت تم مری ہی کو تین	زہی قسمت غریبوں میں تیر
اسل حسان کا خوش گریز کیا	سوا اسکی میں ہر وقت پیدا	وہ بولی آب کیا کرتی شہاد	خدا صاحب کہی خانہ آباد
میں لو ٹدی ہون نہیں تہیر	جو کہی آپ ہی حسان تیرا	اسی صورت کی باتیں آج تیر	دعا میں صاحب نئی بہرین
پہر اسکی بعد شہنشاہ نہایا	بدل پوشاک ان کی پاس لایا	لایا پایپ ہی ہر روز روال	ہوئی محتاج دولت و خوشحال
سبارک باد کی پیدا ہوئی و ہوم	رہی قرآن و محتاج و ہوم	غریزہ خوشی سب شحال شاد	مسیا عیش کی ہرست سلمان
یہ لفظ چند سلطان کو سن کر	ہر اطاعتی سنا برابر	شہ عالی ہم فی دیکر شام	کیا رخ سوی خانہ بہر آرام
نہایت جلد پہنچا جو سلطان	اٹھی بانو کما میں شہ قبان	منکا کہ کچھ غذا شہ کما کی شہ	نکر بانو کو یون سہما کی سپا
کہ مجھ وقت میرا ہے جگانا	خیال برنج خاطر میں ملانا	سہوا ایسا ہی جاگا شاہ باہون	کہا بانو سی مان مشتاق تیر

وہ بولی پر وہ دستور کی سال	ہوا بچے کہتی تھا کجا حال	تو اس مہمان فی غرض کجا	خوشا قسمت بخت تقدیر میری
جہ چکو قابل ارشاد سمجھے	ہوا خواہ دل ناشاد سمجھے	کراپ گئی آگاہ اوس سی	کہ جسکی وجہ سی دکھو قلع ہی
کہا دستوری ہی ایک ہر	نہایت خواہ صورت ماہ بیکر	میں اوسکو جان ہی بہ جائے	بجایا سب اسکا نامتو
بہ از فرزند ہی مجھو وہ دستر	سمجھا ہون آو جان کی لہو	ارادہ تھا کسی سی کتھا ہو	کہ حاصل پی جی کا مذہاب ہو
کوئی اس امر کی قابل نہایا	ارادہ تا عمل میں پر نہ آیا	ہوئی فرزند شہ جولا تا	تو بہتر آئی مینی تیری بیت
نہایت شستہ و رفتہ نہایا	محبت کا ہی پہلو در میان	سراسر قاعدہ دان ہر طرح	لطیفہ سنجہ و از خاکستہ پر
سوں کی شکیل دل فی تھا	کہ ہو پراگر اسکو گورا	تو بہتر اور مناسب رہ جائے	جہا نہیں پیشتر ایسا ہو
سو جیسی تیرے صنی ہو بیان	بہر اپنی نجات کالہ تھان	سنا دستور کا جسد مہایا	تو مینی فکر کی اور دل سی چاہا
کہ اس دم کہی کیا دستورات	نہیں کہ غدر کرنی کی گہایت	کہا دل فی کہو مجھو ہی منظور	کہ مہون جانب نیاسی مجبور
مسافر مہون ٹھکانا ہی لہو	کسی یا نہا کسی وانکا سفری	ادب و ست بستہ مینی ستو	ہوا استادہ اور بولا کہ منظور
سنا دستوری جیل ہیر	تو ہنسکر لوں کہا احسان	نہ کہہ نہا کہ حالت ہی پریشان	مہیا ہو گئی کل ملکستان
کہ رنگ اپنی جاد دستور تجھو	بدل یہ ہو چکا منظور مجھو	کہو کا شاہ سی سبیل تیرا	بڑھیکا داسن اقبال شیرا
جو کہ تیرن ہی سر دولت دیا	تجھی لکھ دو گامی نو خوشنیا	بہت سی بلع مینی ضرورت گار	دینی جا بجا ہر سونہان
یہ سب قرآن میں تیر کرنگا	لای جوجی سب تجھو دو گام	سنا کہ تیری کیا خاتون	کہا شہ سی صحر کا اب مضمون
نہیں ہی شہ کی کل گتا	راست ۲۲۵		کشتوری جو دولت زندگانی
تو تھ کیوں جگاسانی گتا	کہ ہوں مشتاق حسن ثانی	اندیل اتنی کہ سن کلی زبان	لبالہ کی مینی شکی زبان سی
فرج آرزو مستی دگتا	طلوع کیفت ہستی دگتا	ہو کو تھیں سہو کی ندین	رہیں برسوں فراسوی ندین
جگاتی قفل دنیا کی آواز	دہن ہو خواہش غنیمت با	وہیں بتیا بیان برین سخن	وہی مضمون کہوں انجمن
کہ جب وس رات کا بکا ہو	سیاسی فی دکھایا اور تنگ	جمال شمع سی رونق ہوئی تو	بڑا کینوسی شمع پر صبح کا نور
شعاع مہر کی گہرا زمین کو	بڑا سلطان شائق ہیر زمین	جہاں طائر سی طائر ہم تھا	وہ صحرابی بہار صحن چین تھا
سنا شہنی کہ یوں گتا ہوا	کہ جب شہ نے دخل کیا باز	تو وہ شہزادہ مان باس یا	کہا تھا جو کئی سب سنایا
وہ بولی باک تیری خبروں	جواب اسکا جو کہ پڑھو پڑو	وہ بولا بان اسنا سب کہیں	پیام غیری کیوں چپ چپ
کہا بہتر تھی پہلو سے ماو	سنایا سب پر کو حال دیر	کہ یوں تقدیر ہی بکلا تیر	کہو مینی سی چکر کتھا تیر

سناو سنی کہا کیا اس سی ہتر	اگر انسان چری بیونی ہسر	کہو کا اسکی مین تدبیر کلب	برائے یکا نہایت جلد طلب
غرض کوس سحر کی جب بکھو	اٹھا بستر سی بر دشاو مغموم	تازین پڑہ کی سلطان ہر آیا	سر تسنیم عالم نے چنگا یا
فرار تخت بیٹھا شاہ عادل	گیا یا پوس کو دستور باذل	کہا سلطان لشکر بیوی طیا	بجلا امر والدہ جاحبہ دار
زمین چومی تیر بادستور زیبا	کہا اوس حکم سی لوگوں کو آگاہ	ہوئی طیار مردان دلاور	بشکل ابریز آداوہ لشکر
صدادی لگی کر گیت ہرسو	بہادر جم گتی ہیلو بہر سلو	صفین طیار رستہ چوکی عو	اجل حاضر مگر سرد گر بیان
کہ اتنی مین وہ دستور فاو	حضور شد گیا اور کی تیکر	کہ حسب الحکم سب خیر ہی لشکر	اجازت ہو عبد کبر جاتین ہسر
اٹھا سلطان لبیا بیسی کو ہلہ	وہی سہراز جوتی خوب گاہ	لی آتی ساتھ اپنی وکھ مین	پر کی باپک تہا جسطرف گہر
صدادی کوس جنگی فی جویار	کہا کچھ پاس بانون فی خیر	کہ اک سلطان بڑا قوم شکر	قریب یا ہی رخ کر کی دگر
تہا بچام سخن پورا ہوا تھا	سرا غار پر یہ مدعا تھا	کہ اوس طارتی کولی بالاز	راہل کی طرح پوشیدہ ہزار
اوس عالم مین سلطان گیار	وہی سامان احت خیر یا یا	وہی چری و وہی چلین ہی دو	وہی عیش طرکے ہر طرف گیار
تہا کتا حور بکچہ در سلطان	کہ اتنی مین پکارا اک گہبان	کہ سونی والو جاگورات کم ہر	یہ صبت کوتی ساعت دھم
صداپونچی جوتا گوش شہنشاہ	اٹھا بولا کہ آغوشیت ماہ	سنا ہکو کہانی کا پیر تہاز	کہا کسطرح ہی کیفیت تر
وہ بولی ابہ مہمان جو ہال	بیان کرتا ہی یوں قبال حال	کہ وقت صبح جب رشید چکا	کہا نافشہ جہان گیشین کم
اٹھا دستور گہری باہر آیا	تہا اسباب شادی کا شکار	کہا سب ستون یوں ہنٹو	کہ رسم عقد دخر سی بیون ہسر
یہاں باہم بہن جابا غیار	رہی عشرت کا ہر سو گم ہار	ہوا ایسا ہی جب مان محفل	بہم تہی کیجا یاران محفل
کہ مینی دست بستہ پیش ستور	بیان کی اک کہانی حسب دستور	کہ اب تک پکوی نیچہ چپا یا	جو دہین تہا نہیں ہاں لک
اگر اسوقت کہ پوہا ہی آواز	سناتی ہی زبان کیفیت راز	وہ کیا یعنی مین کسا بیون	سنین سب مہربان حارو
پدر میرا ہی تہا دستور دیجا	رقیص مصر مین ہر طرح آگا	بشکل مہر روشن چار سو	نہیں مین کسک کٹکھو ہی
مین بیون فرزند خرابی پدرا	پتہ سچائی مین میری گہرا	بڑا بہان ہی اک میرا ہی شہ	جہا نہیں نام رکھا ہی بد
سوا اسکی سناو و سرحال	جسی گذرا ہمینا او اک سال	وہ یعنی پدرنی جب دھکا	تو بڑی شکل اپنی مدھاک
مگر سلطان جو تہا والدی مانو	بلا یا ہکو اور بولا ہر افسوس	کہ ملک مہر کا مین بیون ہزار	تہا ایپ تہا دستور ہر کار
ترقی خواہ تہا وہ سار گہرا	گہکسان تہا ہاری باہم دور کا	بڑی احت کانی اوسنی تاش	جہاں تہا ہی او کی لک
سوا اسکا پاس کچھ دکنو مٹو	ارادہ ہی کرین ہم چکھو دستور	سحر کوکل در دولت پر زنا	جہاں تہا ہی او کی لک

یقینی ہوگی خلعت سی فرزند وزارت پر پہنوتی نسو بیجم بہت راضی ہو اس سلطان کا کہ شب کی کوسں حلق کا بچا نگاہ مہربانی اور ساقے فرما کر اسہو اس پر گفتگو کا کہ جسکی میم میں سستی کی ہو سو وہی دس قم حق کی ہو انشاری کر ہی ہیں دیر یار یقینی ہی ہیں تیرا تین سیر خصوصاً وہ جو باقی ہی کہاتے گئی اگر انہی اپنی بزم دا یہ ہر پیر نزل مقصود کو شاہ کہ طائر کہہ رہا ہی وہ خبر دار یہ سنتی ہی وہ شاہ جن قصید تو یہ حکم جب پہنچی اگر سو ارادہ تھا کہ ہو اس میں پکا جو حکم اب اسے وہ کرنا کوئی سردار یوں کر نہیں ملتا سنا اسنی کہتا ہوں یہ بات محل کی سمت پہ خوشدل آیا نہیں حال خراج اچھا ملتا برابر شاہ کی موتی وہ کھانا	گنہی کی ہر طرح پر صورت راز حضور ہی اپنی بخشی شہنی چرخ پدرسی ہی خزون پی پیکر جا رست ۲۲۶ کہ پر اسناد ہی ہی طور ساقے سہارا ٹوٹتا ہے آبرو کا پوشش کی سی پیدا جستجو ہے نیکتا ہی برابر سنہ کہلا ہے کہ آو ہوش یک بزم دیدار بدلجای مزاج قلب بیتاب کہ جیسٹون ہی آغاز جو کہا ساقی سی سب غراٹا کہا گوری سی لی تو خوشکے کہا تا حسنی اک شاہ جامدا اٹھا مضطرب وقی دنیا و اموت چلی بہر سمت سی مردان جا گرایا وسطرف سی یک رولر ابھی بہتر نہیں حد سی گذرنا ابھی بہتر نہیں تکلیف پیکار سمجھ لگی سحر کو ہو گئی رات نیا سامان محفل اسنی پایا اسی ہی خواب غفلت کے گورا کہ اس شب انداز حق جا	سنا جب یہ تو دو نو بانی ہمراہ بہم کرنی لگی ہر طور کے کام ابھی بانو کی لب پر یہ سخن ہوتا وہی قصد طلب ہی گرم راز امیدیں لگدگاتی ہیں کہ ٹام اوس پی تی ہیں مذاق کون لبالغ رہی ہیں شیشہ جام مگر بھوک ہی پاس حکم تیرا تری رحمت منوں کہ مہو کہ جب پورا ہوا انجام شہ کا فلک فی بارش نوری سحر یہ نخل آکی ٹہرا شاہ دیباہ بقصد جنگ آیا ہی ادھر کو کہا کیا اجا ہی جاے لشکر کہ وہ عفریت سی ہی کچہ زیادہ کہا ٹھرا وہی نامہ گیا ہے سنا اوس قم جن جبکہ حیاں جواب نامہ پر جو حکم آتے یہی کہہ کر اڑا طائر کسی سو کہا بانو سی آو سور میں ہم یہ فرما کر ہوا غافل ہا ہوش کہا ساقی فی جا کو سونی دلو	گئی دربار شاہی میں بیکار دیا براتہ کو خوب انجام فسانہ متصل نیب دہن ہوتا نہ پر کنگھون فی وہ سامان پاتا ہوس کرتی ہی ہاتھ گنہگار طبیعت رہی ہی لی و نیام امنتی ہیں مرون و منہم کمری ہیں گرد اکثر صاحب نام بلاسی گو ہی آکا ہونین مذہب فسانی چند نقول فیض قلم ہوں ارادہ کہٹ گیا حسین طلب مرادین گنتین ہر ہر نظر کے ہوا اس طرح افسانی سی آگاہ مبارک دنی سہما ہی سفر کو اسیدم قتل ہو سبکا برابر ہوئی صورتیں اگر ایسا دہ اوس پر سپ حصول مدعا کہا مالک سی اپنی امی شہ قبال تو صلح و جنگ بہر ترکیب پاتا پہر اصحا سی بہر سلطان خوشخو کہ خاطر گشت کرنی سی ہی ہر ادھر بانو کا تھا وہ نیند کا جو کوئی دم زندگی کا خطا اٹھا
--	---	---	---

یہ سنتی ہی ہوا بیدار سلطان	آٹھایا اپنی بالوں کو کہا بان	وہ بولی اب ہر مہمان آن	کہ جو تہا تیل کی فٹ سخت
بیان کرتا ہی پہلو لائیں سطور	کہ ہم دو بہا توں کا جیٹا دور	کہی وہ کام پر پتا کہی مین	کہی وہ غنشین ہستا کہی تیز
توسب خلقت ہوئی تھوڑا تو	دعا توں سی کیا شخص نے یاد	قضا را الکیدن میرا برادر	کہ تہا مجھی بہ صورت وہ تیر
لگا کہنی مجھی کچہ آرزو ہے	بہت عرس سی و سکی چو ہے	اگر تم ہی تشریف سیمین بہتر	کہا مینی کہو کہی ہے برادر
بیان جب وشی کی مینی نماز	بہم نکرا کا آما زمانا	خوش پیدا ہوئی آخر نکرا	کہ بہا کا چو نکرا اپنا مکان
سنا دستو شب فتنہ حال	کہا صد آفرین پور جو حال	پہر اسکی بعد وہ دستور باہوش	لگا کہنی غریزون سی بعد چوڑ
کہ تم سب صاحب محفل ہو	مجھی کمر کی پریش ہی ہستم	کہ شاہ مصر کا دستور دینا	مراہانی تہا خلق اوں کی گاہ
وہ اک فرزند کہتا تھا جوان	نہایت با کہاں صاحب قبول	کئی وشی ابھی نک کی کشاد	کہ تہی وشی بہت عالی نہاد
یہاں خط لکھ کی میری پانہج	کہ وہ دختر ہماری اور یہیٹا	مصدقہ یوں تو راضی ہوڑتا	بشرطے کرنے لاؤ کچہ بہانہ
سے چکا کہنی تم سب کو لایا	کہا تہا جو وہ مطلب لایا	پہر سیمین جو کو لاؤ عمل مین	جواب سکا رقم ہو ج کل تیز
یہ سنکر سب بولی ہاں سبار	نہ لانا چاہی اسیمین را شک	مناسبے مناسبے ہی ہج	نہایت خوب طرز دہا ہی
یہ پوچھا چچن تہا گوش دستو	کہا خوش ہو کی تہا محلو ہی	بہت کثرت سی شیر شکر گاہ	ہوئی تقسیم اون سبکو چوڑ
پہر کی بعد قاضی کو لایا +	پڑا بعد اوسنی اور تال لایا	کہ یہ تہادی سیالک تہا قیامت	رہین دولت و اسن را سب
ابھی بانو نہ فرصت کر چکی تھی	کہ بدلی اور ہی کچہ کل شکے	صدادی طائر وں بہر خبر ہو	سحر چکی اٹھی لوگوں کی بہتر
بڑا بہر چو صلہ ساقی خبر دار	رات ۲۲۷		مناسبے کہ ہو سنا کی نکرا
سوال شوق پورا کر ہمارا	کہ ہی کچہ اور خاطر کا اشد	صراحی کی طون غیب کی	نظر جو بان ہی ساغر کی ہنسی
لامنہ سی خدا را بادہ پاک	کہ تہا دیکھیں بہار صحن فلک	نشیب خاک سی گبر گیا دل	نمائیں ہوتیل طرح سار
ہجوم کیف کی غنیزین بہترین	ارادی مستیاں پنی کہان	زینل التجا جو لب شوق	دریغائے پڑ گوش ذوق
تینین و چار جام شہویم	صوابے عازا لید کو دین ہم	سرو می مین کہیں پہر گاہ	بامید عطا و تدر وں
مزاج ساعین راضی الیہ	کہ پہلی اس سی تہا مخطوط	وہی طرز سخن بندش مین	وہی مضمون یوں معر تہا
کہ جب پیوند شب گرا رہیں	لڑیں کہیں جمال حسین	فروع مہر کی گرمی دکھائی	مزاج شاہ مین یہ بات
کہ سیر سیرۂ شاداب کہیں	آہن مین و طائر وکی بہر چر	غرض ہو چکا گویا فو کو پایا	فرا آخاز کا شہ تہا
سنا کہتا ہی طائر حال کل کا	چو کہتی کہتی کچہ باقی رہا تہا	کہ بان تو جیک کہ در ہو گیا بند	دلان نامہ یہ پوچھا از رہ بند

کرمین قوم لشکر کا ہوش منتہا عدالت کا بھی شہرہ بھی ہو بقصد دعا یا ہوں سجا ہماری پاس اک لمحہ کو آو زبان پر آئیں نہانی ہمارے خوشی ہی ہو غصت کہ کوئی تاز کہا دستور سی جا پیش سلطان طبیعت چاہتی ہی مہربانی پہر سلطان جلد او سہرے وہ لاتی نشینی کہا یا سو بھر کہا پیاری سناہ اپنی باتیں کہ بعد از عقد و رسم دنیوی بجایا ایوسی دم امر دستور کیا دستور فی انکس محمی سپا کہ وہ دستور عالیجاہ انکس نہیں باقی رہا پردہ کسی طور کہو بہائی سی بخش کا سبب بڑا نادان تھا بہائی تھارا وہ کیا سوچا پھر جسے تکرار سنی تھی شمع چلی کی کچھ ارشاد کہا مینی جیسا ہوتا ہی ارشاد ہنسا دستور شکر قول ہوا سبب کیا ہی جو دولہا بانی آیا	مری تیغ و سپر سبب ہیں گاہ وہی منظور ہی جو سبب منظور نہیں ہی درویش کوئی چکر نہی چاہی وہیں پہلو ملاو خزنی پسین باتیں اسٹان غریب و اقرا آرام یا تین موسیٰ کا در بیان کز غرت و بدل ہی خواہش لطف دبا ملا اپنی انیس جبین سی ہوئی بھو اب کیجا سادہ کہ شب کو سوچتی ہی او گیتیں کہا دستور فی محمی مطلب پہن پوشاک اٹھیا دستور فدا ہوئی لگی نوکر محسار نرسندی آہیں ٹھا پور خلافت اسین نہیں لیکن غور بہلا ہو جیہ سرخ و غنیمت کیا کہا و سنی و ہم پر دہندہ سہا نہ مینی ہی کیا او سکھو خبر سوا دم ہو ہو وہ اگتی یاد نہ بولا مین دے خانہ یاد کہا جاو قریب یا سوریا مقرر کچھ نہ کچھ نہ اٹھایا	جہان مین نام ہی ملیر افکن محبت وستی اخلاص و رط اگر مہمان نوازی کا ہو کچھ پاس کہ با ہم ہم مین تم مین ہو ملاقات پہر کی بعد جو کچھ کوئی بات زیادہ اس سی لکنا ہی یاد بیان کرنا کہ ہی شوق ملاقات وہ طائر کہ چکا جب سقد حال کہا قرآن آو پاس ایجان دم بیداری سلطان جو آیا وہ بولی اب وہ نور الدین یاد کہ اب تم پر نہا و بدو پوشاک جواب کی پھر آئیں کشدیان مین جا بٹھا سو دب نشین کہا اب تم ہوئی زندمیر سوا دم ہو چھا ہون وہ کہا مینی مفصل ہی ہو حال نہیں انسان کا یون ہوا کہ اس عقل و فراست پر آیا غلطیہ گر نہ مین ہوتا فسانہ وطن چھوڑا اسی پر انفاکی کوئی ہم پھر خوشد اسن ہی بنا جیت اٹھا مین انسی کیا	نہارون کو سہا کی شکی دشمن عطا بخش کر مین ان سبب ہی تو میر گز تم نہ لانا دین و سوا لبس راحت مین ہی لطف ہی بجالاتین بدل بی رنج آفات سوا ہا ہون سی خامہ و قنادہ تصور ہی ہی خاطر کو ذرات اڑا اس نخل سی چھوڑا چنار کہو کہانا ہی حاضر ہی کہاں تو انکس جلد ہو کھسکا یا بیان اسطور پر کرتا ہی رودا کہا ماسور ہو طبع طرباک انہیں پہنا ہوا دل او سر نہ تھی خاطر مین نیکی کوئی کہ دل و جان ملی ہو نہ میر کہ اخفائیں جسکی مینی کی گات سنا جسم کہ اسن و جوان کسی حسب طلب مینی گات جناب مین ہی تجویز والا بدلتا ہی نئی صورت زمانہ سو دیکھی کی یون قدرت کی نہائی او کی خاطر مین و سوا محل مین کے مینی کے دیدار
--	--	--	---

لیں زلسلہ و سیم چست رہا ہم	خامین تین بلوین ای کرم	اب و س غلوت لایں چایر	ری شکیں کبر شہر ہند لایں
یہ کہ جنبش تکی بانو کی لب نے	کہ رخصت چاہی و س محفل شہ	را باقی تہ وان سانی نہ شیشا	ہو احسن سحر کا شور پدا
میں صد کیوں ہو موقوف بہا	راست ۲۲۸		کبھی ہسی ہی تھی سانی ملاقات
وہی ہم ہیں جو منظور نظر تھی	وہی ہم ہیں جواز خود بخیر تھے	وہی ہم ہیں بچو پی تی تھی بھر	وہی ہم ہیں نہ تھاکوئی کبھی غم
وہی ہم ہیں کہ لطف بی ساری	سدا کرتا تھا اپنی چارہ سار	وہی ہم ہیں کہ اب ہیں تل جا	زبان پر قطرہ می کا نہیں نام
لگا ہیں تاک بہ ہیں سکونیا	نہیں ہی روبرو ملک وی تیا	بغل میں تیر کرتا ہی وہ آرام	لکھوں مضطرب ہو رہا شوق کا
سوک تیک غفلتیں ٹی رکچہ خدا	نہ کہ محروم عرض مدعا سی	بہت تاخیر کی لانا ہو بڑی	کہ نفیس کیف مطلب کی جبر
مضامین ہیگیا جانیں ستیو تھو	پڑی شہرت جہان کیستہ تھو	کہ ہی پر کیف اک فساد فدا	بیان کرتا ہی او کو خصوصیات
کہ جب وٹھار میں سٹی امن شب	ہوئی نظروں سی نہاں شیم	سحر کا نور مشعل ابر برسا	جسکی طاعت میں ہو گئے تیا
آہا ساہاں صحر اکا شتار	نظاری لگا سامان مت شاق	پہر چاروں طرف لیکن آہا	اوسے جا رہا جہان طار کو پایا
زمین پر شاہ زیر خست شہیا	باہن امید و کیسین سنتی ہری	غرض بولا وہ بعد از ساعت	کہ دستور معنی شاد و ترسند
حضور شاہ جن آیا بعد شوق	دیا نامہ پڑا اوسنی ہی بادو	کہا شہر وہ ناگہ میری لایا	خوشی سی اپنی زوجہ کو سنایا
کہا اوسنی کہ بہتری ملاقات	کو تم کوچ یا نسے آج کی رات	لی آو سہما اہ کو اپنی گریہ	کمی خاطر میں ہوا وکی نہ ہم
کہا دن فکر سامان میں ہمارا	کیا جیشا م فی اپنا اشارا	لیا دستور حاضر شدہ فی ہمارہ	کہا میں جسطرف ہو کو بتا
قریب نصف شب استوار	بشکل نگہت باوہ باص	خبر سلطان سلطان جو پائی	تو استقبال کی گرو شل رہا
ادھر سی بلو دھری کچہ برادہ	ہوئی مصروف لفظ التجادہ	یہ بولا کی بڑی بندہ نوازی	وہ بولا اپنی کی چارہ سار
بہم اوٹنی لگی لطف ملاقات	کہ اس صبر میں آو دوسری رات	لیی مہمان کو نشہ ہمراہ آیا	جہان رہتا تھا خود سلطان کو لایا
ہوئی سامان دعوت بہر طرہ	کہل عیش و طرب کی بہر طرہ	یہ ہنگامہ رہا آہا احسن راہ	کہ جو عیش و عشرت تھی وہ وہ شاہ
پہر اس کے بعد وقت خلوت آیا	نشہ مہمان فی مطلب کچہ سنایا	یہ قصہ کہہ رہا تھا وہ برابر	کہ بولا دوسرے لطافت کر سنگر
یہاں سی کل سنیں گے ہم کہانی	کہ ہی درپیش کار زندگی	آرشی وہ دونو کہہ کو شاہ آیا	کوئی دم سور یا آرام پایا
آہا کہ دیر میں پہر وہ بدستور	کہا بانوسی اپنی یوں ہی منظور	کہ پرسی ہی وہی باقی کہانی	کہ تاحاصل ہو لطف زندگی
وہ بولی اب وہ نور الدین نا	خواص کو کہہ ہوا ہمراہ دلشا	بیان کرتا ہی ہو بچا اک کھانیز	کہ ایسا خوب کہم ہو گا جہانیز
وہان میرے دو لہن احت فرا	کہوں کیا کیو عجیب لہجہ چا	سحر تک کی فیران آہا اوقات	بڑی آرام سی آخر ہوئی رات

پہان کتب تہا بہا جان را اوسے دن آتشے سے کی اپنی شاگ ارادہ تہا کہ چکیف کم ہو نہ پریشان ہو کی پوچھا ہر کسی سے بلائی آدمی نیچے براک سو ہوا اچار بیٹھا گریہیں بارہج اسی حالتیں گزری تو نہیں چہنی کی اوسکی عالم میں ہو اوسیدن آگے بی بی ہی ناگہ گرداسکی چہنی کی خوشیاں رکمانانی بدرالدین حسن حضور شاہ لایا او کہ مالون مری جاس فریزی پانی ہدم کہ ناگہ رات فی آغاز بدلا	شریک اسکی ہی اور اک تھیہ لی زوجہ بعد عالی نہادی کسی صورت سی دفعہ رنج و غم پہر آخر کو کہا یوں اپنی جی سی کہ ڈھونڈو کس طرف ہو نہ چاہو کہا لوگوں سی دونگا دولت و شرف بکہ بدلی کچھ نہ خاطر کی قہنی رہا کوئی نہ مال و زر سی محروم جناور مذخوش و غیرت ماہ بلو و شہر اور ملکوں سے مہمان بہت اچھا ہوا آغاز و انجام کہ اسی سلطان سے خاطر میں رہی تہا بلوین کوئی عنہم	وہ کیا یعنی برا بہائی نہی سکا مگر تہا بہائی کی بخشش کا کم دہیا بہت گریہ کی اوسکی گہر پر آیا کہ وہ کمر نہیں ہرین جا والی بی بی اور بی بی ہرست ڈھونڈا تہائی گاتھا جو کتے اوسکا ہوئی بی بی سی لڑکی الکیا وہ چوٹا بہائی تہا جو بالسرک وزیر باخود فی حبس حال ہوا ایسا ہی تہا سیاد کیسا پہر اسکی بعد مستور فیجا ہوا میں پڑا وہ میرا داماد ہنوز افسانہ بربط تھی وہ خالو	کہ بے حال اسکی قبل گذرا سجھتا تھا خفا و سکوت پر گرا وہاں اوسکا تپا تک ہی نہ پایا کئی ہی تو نہیں پہر آئی وہ نشان اوسکا کس جی نہ ہر تپا کہ وہ بہائی نہ تہا میرا جگر تہا حسین آگے جو دیکھی ہو شیدا سدا مشغول تہا کٹ حاین کہا دامادی اوصاف اقبال کہ سب جو تھی حسی اقبال لیبی داماد کو اک روز میرا کہ دنیا کی قہنی ہی سی یاد ارادہ تہا کچھ اور مضمون ہوئی خاموش بانو دیکھ تہا
راست ۳۲۹			
محبت ہو تو لاساتی کوئی جا غریبوں پر کرم بھی نہیں چکا وہ بیج والا خم حذرا فری بی بی کی پہر چوسین باہ کلیں خندہ می سی کریم لباس صبح فی عالم کو ڈھانکا سہنسی معشوق کہا کر پانہم اوسی صحر میں پہر تشریف لایا تو یہ سلطان ہوا آرزو چین	سنا کرتی تھی تیری بخشش عام مگر انکار بان اچھا نہیں کہ اب عالم درگولن ہی ہمارا اتھاتین کیف بندوں کے آرام ترشح پانی یوں ذوق فرام کہا ہر راز مخفی اس جہان کا کسی ارمان عاشق فی فراہم اوسی طاہر کو گویا اوسنی پایا کہ شہد کیا پیری اور آدمی پر	مصیبت و سکون آشنا ہو اگر کوئی ربا محروم طلب طبیعت چاہتی ہی خوش تہا بہار بخودی کی رنگ جم تہا کہ جب تقدیر شے رنگ لا لٹ خضار کو پانی نہ دہو یا فرج شاہ میں رخت جو آتے کہ وہ کہتا ہی جب شاہ ہما بجز انکار کچھ چاہا نہیں ہی	کہ بے حال اسکی قبل گذرا سجھتا تھا خفا و سکوت پر گرا وہاں اوسکا تپا تک ہی نہ پایا کئی ہی تو نہیں پہر آئی وہ نشان اوسکا کس جی نہ ہر تپا کہ وہ بہائی نہ تہا میرا جگر تہا حسین آگے جو دیکھی ہو شیدا سدا مشغول تہا کٹ حاین کہا دامادی اوصاف اقبال کہ سب جو تھی حسی اقبال لیبی داماد کو اک روز میرا کہ دنیا کی قہنی ہی سی یاد ارادہ تہا کچھ اور مضمون ہوئی خاموش بانو دیکھ تہا کہ بچہ عمر پر فضل حسن ہو تو کیا کچھو کھینگی بند رہا تہا ہی کہ ہو بادہ پرستے زمانی کی خیال سرخ و غم تہا تہا تو نے اپنا گنگ بدلا کہ ورت کا تعلق جی سی کویا عنان اس پر ہر سیر اٹھائی زبان سی کہ کچھ خاطر کی راہ کہ ورت اقبال یہ ایا نہیں

کتابی شاه یہ کیا دیوان آیا	طبیعت فی غلط مطلب سجایا	پری اور آدمی سی و مٹا کیا	زبان پر آپ لستہ در کیا
کبھی ایسی ہوتی ہی شہ دار	عجبت ہی دلو اس میں بقرار	سوا اسکی ہو جو کچ اور شاہ	بجالاتون ابھی میں ہر شہ دار
سنا جیشہ مہمان نے پایا	کہا سیر زمین ہی تول عجب	شرف ہی آدمی کو قوم جن پر	میں تمسی مری میں کم کوئی عجب
ملکہ پاپا بوس کا کرتی ہیں مان	شرف کیا قوم جن کو پیش لسان	اگر نمبر و فزان چن میں	تو بجا آپ کی ساری خلق ہر
اجی کس وجہ سی کرتی ہوگا	نہیں ارشاد خالق سی خبر دا	بزرگی نکو ہی ہا کو تم پر	ہوئی تہن چین چین کیوں او
اٹھو ہی شاہ بانوسی کو حال	کہیں جو کچ وہ انشاہ خوش حال	کرین ہم تم بدل منظور او	تو وقت ایک نظر ہی نہ ہر
مری خاطر ان کا بجا وہا	انہیں پیروں بانسی وہا	زبان مصروف ہے عرض ہر	مرا دیتا تا اف نہ وہن ہر
کہا کہ طائر اف نہ پروان	اڑاگی ہوا طاہر نہ کچہ راز	وہی شاہ گہ میں اسوا	دل خاتون کو کچہ سجائی ہو
بر ہی شب کم تو جا گا اور کمان	کہا بالونی شاہ پران	ہوئی جیشہ سی یوں سخن	کہ ہی دلو مری یہ بات منظور
کہ میری جا کر یہ کام سدا	اگر ہو شاہ کا ہی کچہ اشار	سنا سلطان مانی عرض دستور	کہا منظور جو نکو ہی منظور
ملاو اما کو خلعت او سیدم	کیی سب کام سلطان کچہ	وزیر سابق اپنی گہ میں آیا	قدم اپنا نہ ہر در سے ہوا
یہی دامانی اسطور کی کام	کہ جسکا اک زانی میں ہوا نام	جہان راضی بدل منظور	خسر ہر وقت ان باتوں پر
اسی صورت پر جب گذر	وہ بدرالدین حسن پو خوش حال	ہوا چوتی برس میں قدم	عروج عمری پہلانی دکان
قضا را و سکا نا تا جو دستور	قضائی اور بدلا او سکا دستور	کیا سخن میں سی و سکو ہر	ہوا غم سی جہان سکو فراد
نظر داماد کو آیا جو نہ حال	کیا ن تون تون تم سی پال	فراغت پانی جب کچہ کفن سے	کہا اس طرح او سی انجمن سے
کہ اب ناحق ہی لطف زندگا	بڑی پر غم ہی دنیا کہانے	یہا نسی جلد چلی یہی منظور	کہ دامنگیر ہر رخ دستور
یہی کہ کہ کی وہ درت تو	ہمیشہ غم میں تم میں کوتا	پس ز چندی جلا و سکو ہوا	تو استادون کو ہر فن کی بلایا
کہا تعلیم ہو نہ زند میرا	کہ مجھ کو کاوش غم فی ہی گہرا	ہوئی مصروف کامل تعلیم	سکھائی ہر طرح تعلیم تسلیم
بہر کہ فن اپنی موقع پتیا	زمانی کا بہت کچہ و سکو آیا	خبر او سکی پدر نے جیت پتیا	کہ ہر فن کی نہایت اسکو پتیا
بہت خوش شکو مال و ز دنیا	پہر او سکو شاہ کی تہ میں لایا	دکانی سب کمال و سکو پتیا	ہوا سلطان کچہ ہی کی طور کا
بڑی تعریف کچہ چا سجا	سنی قصہ کیا یہی خوش قبال	پدنی او سپ اپنی جان خدا	خدا سی جو نفیست میں عا
کہ یارب مجھ ہی بہر ہو یہ فرزند	اسی کہنا ہمیشہ شاد و خوش	جو غم ہو اسکی بدلی مجھ کو دینا	بکڑوہ جسم اس کے کچہ نہ لینا
غرض سب کچہ گئی ہی کئی سال	جوانی کی قریب یہ وہ خوش حال	تو ہماری بدنی او سکی پتیا	غرض رام کی تکلیف آتا

کئی دن میں ہوا مجھ پر لپٹا	کہ تم تقدیر کو منظور حبیب	دین لبریز مطلب تھا کہ آگاہ	جوں ملکات ہم کی رات فی راہ
ہوئی خاموشی اجاب سلطان	راست بہ ۲		نہ فضل تھی نہ با تو تھی سہلا
اوپر ہی ساقیا چاہی کر دل	کہ یہ مشتاق می سوخت لیس	صریح کی صدائی جو تا گوش	تو خواہش فی کیا عالم فرست
نہیں یا عرض شوق ہوا	تہنائی دکھائی اور ہی راہ	عنایت کر دم بیجاگی ہی	ہوس کے جوش کے آوارگی ہی
وہ مینا رنگ سا غزلد کر	کہان پہنچم اگر کچھ ہو گئی دیر	ٹپک خم کی ستا جی ہر جا	ہجوم پاس خاطر سی گذر جا
اسیدین کیف کی ٹہنڈا کیز	خزادی جوش مستی وقت شکل	دماغ حوصلہ رفعت پر آتی	ارادہ خامہ ہاتھوں میں آتا
لکھی فسانہ باقی کی مضمون	کہانی رنگ بی یون در گون	کہ آخر شب فی چاہی ہو فقا	فراق بزم کی پہر نویت آ
اسید صبح نونی دل کئی شاد	آہی بستر سی اپنی خاطر آ	وہی سلطان جوتما شتا	بڑا پہونچا اوسی جانب وچا
فرار نخل طائر اوسنی بانی	وہی افسانہ تالین ن دکھائی	کہ خورشاد مہمان فی کما شاہ	کر واس حال سی بانو کو آگاہ
ہونا بچار آٹھا اوس جاسط	کہا چین کی جو کچھ مہمان	بجا انا مناسب ہی ہر طور	نہ اوسمیں چاہی تجو نیز اور خور
محل میں اکی زوجہ کو بلایا	کہا سلطان کا تالین و سکی یا	سنا یا اشتیاق کتنا آئے	کہ یون اوسکی تنہا سہنی بانی
وہ بولی سکی ہر جو کچھ منظور	وہی بہتر وہی اچھا ہی دستور	کہا سلطان چن چن ہون پوشتا	کہان قوم پری اور جہلم کشتا
بہلا کسطور صورت اس کی ہو	جواب ورون کو کیا تم کا د	غزیر و اقربا سب ہو گئی بزم	رہی گا اونکی طعنہ کا سدا غم
نہیں جی ماننا سرگز چار	طبیعت کر رہی ہی یون شاد	کہ بعد انکار کی ہو شاہ خنک	احل لائی نیا اس ملک میں
کہا زوجہ فی ہان کیچھ بچا	مگر یہ حوصلہ بالکل بڑا ہے	جوا فی اپنی کہ اوس سہویت	کہون میں وکیا سپہا ہشتا
چاری قوم سی فسان بہن	کوئی کیا ہو سکی اونکی برابر	خدا ہی فی شرف او کو دیا	کسی کو گفتگو پر اسمیں کیا ہی
مری نزدیک تو بہتر ہی آتا	غزیر وں کو کر دم اپنی آگاہ	کہو اونی کہ اسکی کیا ہی تدبیر	تعلق کرتی ہی انسانا نقد
پہر اوسکی بعد ٹھہرا کوئی روز	مہیا ہو ہی بزم رونق افروز	بلا قاضی کو کر دو عقد خستر	ہی ہر طرح ہے ایسا کھتر
فقط اتنا کہا اور کی جو پروا	تو بہ طائر نظر آئے وہ راز	شد اپنی کہ میں بانو پاس یا	کوئی دم سو ریا آرم پایا
رہی شب کم تو جا کا شاہ شتا	کہا خاتون سی تباہی شتا	وہ بولی اب ہ نور الدین	بلا فرزند کوئی دوستے تکرار
کہا اسی میر جان میں بھائی	برای چند لفظ بیان ہو	نہیں دنیا ہی تھا کھر کیا	بدلتا ہی سدایان نگ جی کا
کوئی مخطوط ہوتا ہی جو کچھ	تو برسوں برابر کاوش غم	وزیر و شاہ سب اسمیں ناچار	ہر اک کیوا سطلی تدبیر دشوار
زمان مرگ دنی ہو کہ اعلیٰ	نہیں رہتا کبھی کو کیا	وہی دو گر کفن و گونہ کجا	سوا اسکی نہ دولت اور نہ آدا

عزیز و اقربا سب سی جد آئے	فقط کچھ لحد سی آشنائی	یہ سب سالانہ چور کھتا ہوا	نہیں ہر جا کوئی اور کد
سوا سی فز نداب بر سفر ہی	کیسی کی شرم ہی ہر وقت دیکھ	نہیں معلوم کیا کچھ پیش آئے	جہاں لطف جو صورت کد
اوسی حالتیں رہنا تا قیامت	عنایت ہو میرا ملاست	تمہاری واسطی کی تھی مجھ کو	نیا ہی اوسی حملت و القید
جہاں ہمسی چٹا اور ہم جہاں	چلی افسوس ہی لیکر گیا	مگر باتیں کئی ہیں لین اہم	سناؤں نکر کہنا با دہرم
کہ بعد از رک میری تم نہ رونا	نہ اس خسار کو اشکوئی نہ بنا	نہ کرنا رنج و غم سی چاک آہ	تم اسل نیا سی رہنا پاک آہ
مزیحان سب ہی یہاں ڈرتے	برابر خاک میں نہ کو ہر پرتے	سو ہو جسم فراق روح کا	چہاں خاک مجھ کو زیر آہ
تو اس کا غم کو اپنی پاس کہنا	نہ ہرگز دلین کچھ دسو اس کہنا	دم فرصت اسی پر نہاں بجا	کہ اکثر اسمین ہیں حالات نہاں
خصوصاً یہ حال کٹختائی	کہ کی تقدیر تی یوں بہر سائے	ولادت کا تمہارے روز اور سال	زمانی کی بکھیری اور چال
سوا اسکی ہی یہ تو خوب معلوم	رہا میں بہا کی خدمت محرم	وہ بہا جسکا شمشل لکھتا ہوں	خدا ہی ہر طرح بخشا ہی ہوں
جدا اوس ہو اس جا جو آیا	تو یہ آغاز اور انجام پایا	اب اسمین در کچھ کہنا ہی بجا	سو بھولی کہ ہو تم آپ بہتیا
لیا فز ندائی کا خد پر سے	مگر اک آہ کی درد جگر سے	ہو اتانیک کہ غم میں مانتے	بنا دل تیرا تم کا نشانہ
کہا میں سنبھلاؤ گا ارشاد	کری گی گراہل مجھ کو نہ برباد	لب بانوسی تھی یہ لفظ پیدا	شہہ دیجاہ تما مضمون پیدا

راست ۳۳۷

کہ شب فی المکہ طلب ہے چرا	کہ پہری مستی مطلب کا بیگم	کتنی شب مہر عالتاب چمکا	لیا اندھیری رستہ حرم کا
میں صد صبح کی ساتی چلام	طبیعت نے تعلق او پایا	اعظا میں و آن دلی ہوگا	بھوتی رخصت طلب ہے قراؤ
مزاج آرزو گر سے مرپایا	کہ عرض دعا میں کچھ اثر ہو	زبان ہی لفظ مطلب کے خبر ہو	مضامین اس قدر داسر ہو
سو دمی باقی سب کو جھپٹے ہو	ہو اتحاد حسن صبح کا نام	اٹھا سلطان گیا پہر چاہتا	کیی اطراف کی ہو گشت
کہ جب شب گئی آہ بچی بچا	تو وہ طار اوسی صورت قصدا	بیان کرتا تھا یوں غذا اپنا	سنا تا وہ باتے راز اپنا
جب یا نخل کی نیچی وہ دی ہو	کہ بہتر اور مناسب ہے یہ قبل	اٹھا اور مہمان کی پاس آیا	اوسی مشتاق مطلب ہے پایا
کہ جب با نوسی شو بہر سنا حال	مگر اک شرط ہی با چند دستور	وہ یہ اپنی عزیز و نکو ملائیں	تمہاری عرض تاکوں کی تاک
کہا بانوی خانہ کو ہے منظور	تو بہر البتہ نکلی گی کوئی راہ	ابھی چمک تھیں یہ صبر بہتر	طبیعت پر ہی کو بدن نہتر
اگر انکی اجازت پائیں شاہ	بدل ہی مجھ کو یہ تجویز غروب	بلائی لوگ خط بھی لک سو	بھوتی حاضر عزیز و خواہش خود
کہا سلطان مہمان بہت ہجو	کہا سلطان سار حال اپنا	سنا یا یوں ہی خواہش ہوا	اب سمجھی تھیں ہوی صنی

کہ سب قربانی ان مبارک	نہ اس میں چھپا تھا اور شک	جواب بصواب اوسنی جو پانا	تو سلطان اپنی بالواس آیا
کہ سب اقرار ارضی ہیں پاک	کہ بعد و چاروں میں عقد دختر	کہ وہ ملک جو بہتر ہو معلوم	وہ بولی شاہ پر جانی نہ محروم
کہ وہ سامان شادی ہو وہی طہار	بسم آراستہ بیوں کو و بازار	غرض سلطان نے سلطان کو بلا	زبان پر مطلب منظور آیا
ادامی شک میں وہ شاہ مہار	ہو معروف با صد شوق آرا	کہا ہوتا ہوں میں خفت بہ	مٹکاؤں خست شادنا مکان
یہ لکھ کر دین ایشاہ مہار	کیا سامان شادی کا فراوان	ادھر اوشا ہجرت ہی بدستو	فرہم کر کی سب سناپ دو
بلا یا شاہ نو کو با صد ارمان	کیا یہ عقد دختر کا اوسی آن	کسی دن میں جو زمین تھیں کبر	کہوں کیا کیا نہ ہر اردن دو لہن
سنا کر طرہ خوشحال یہ حال	آرا اوس جاسی سید کر چہا	کہ آرا شاہ سویا پیش خلق تون	ہو ابیدار جب بولا یہ ہمنون
کہ ای جان ان کو اب دیکھا	جو کل چھوڑتی بیٹی کی زبانی	وہ بولی کہ چکا جسم وہ فر	کہ ہوں ارشاد و الای میں سر
اجل سی پانچا فرصت گزرتی	بجلاؤ نگاہ حکم بدین	یہ سنگی پو و سکا دلین خوش تھا	کہ گاہ صحت فی اعضا کو گہرا
غش آرا ہو گئی اعضا کتن سرد	بڑا فرزند کی دلین جو کچر درد	تو رو یا وای بابا ککے کیا	ہوئی ماتم سراوہ صحن و دیوار
ہو واجب غل تو جو نکال پے کا	کہا فرزند سی اپنی کو بیٹا	ابھی سی بھوک کیوں رو ہو بیٹا	کی تھی سہنی کیا کھانا شاری
ادھر آؤ سنو دو چار باتیں	بہت کچھ کاٹنی ہیں نگاہ تین	بلا کر پاس سچا یا کہ فرزند	قریب مرگ کر تہوں تھیں
نکڑا دوستی تم ہر کسی سے	الگ رہنا ہمیشہ اپنی جی سی	نکڑا نظم کے بنیاد اعتان	نکھنا ہر کسی سے قلب راز
انہیں دوستی کی کوئی قایل	نہیں یہ بات ہوگی سکھو صا	کوئی جس طرح پاوگی ولیسا	بجز نیکی بدی کہ نہ مصلہ
سوا اسکی نکھنا وہ کسی بات	کہ صہیں ہو نہ است کے کوئی گستا	نہ پناہی کہ وہ کرتی ہی بیٹو	جہاں کام ہوتی ہیں فراموش
کفایت کیجیو ہر امر میں خوب	کہ یہ بات بہتر اور عروب	اگر ہو جاوگی مقلد امریجان	تو نہنگی کین خاطر کی نہ اران
مگر وہ بچل حسین شرم آتی	جہاں میں ناتوان ہیں نام پ	حذر اوس سے ہی کرنا سی آل	کہ تباہی رہی اسن ہر بین نام
بس پس میں کہ چکا فرزند خو	خلاف اسکی مگر نا ہو جو قابو	یہ کہتی کہتی پہر و سکون غش یا	اجل فی جلد اک سنا عر پلایا
ہو اتن فرقت جان سکد شر	گتی کیا راوس فرزند کیوت	آرائی خاک پر اپن کیا چاک	ہو امنون جو و ظلم فلاک
عزیز و قربانی غش چایا	زمین کیا آسمان سر پر ٹھایا	گر فرزند غش کا کر زمین پر	بشکل برق تر پالاب مضطر
پہر اسکی بعد جسم ہو تر تریا	تو لاشہ باپ کا اپنے اٹھیا	غزیرا دستہ با ہر گریان	صد آتشی سی دل پریشان
غرض خارج ہوا جسم وہ فر	تو سوچا پانی کی تھی بجی	عمل اوس پر بھی لازم ہی کرنا	اوس کی چاہی اسجام ہر نا
اگر تیرا قربانیت ہو سب	چہا دن سنا ہی انکو ملی شج	بہان نکست کی بانوی خوش تو	نہ بولی کچھ کہ باقی کچھ نہ تھی رات

پڑی محفل کی سمان جھنڈ	راست ۲۲۲	نظر آئی لکھ جوی سحر
غفلت دوستی سانی کمان	کہ اپوچین تمنائیں بون	دہن ششاق ہی لاکھ جام
اسید وعدہ سی گہر گیار دل	وڑا کام آہاری وقت کل	بجالا آج تو ایسی اقرار
تقاضا ہے سوال آرزوی	کمان باقی لحاظ آبرو ہے	سناخم کی ٹپک قرآن تیر
خصوصاً یہ محبت کا گنہگار	اسیر ششاق حسن دیدار	ہوای جام بین دم بہر پناہ
سو کتب تک بہت طائفہ سی	جو رکھا ہی لب خم کی برابر	کہ جوش شوقیں تری ہی ہے
ہوا افسانہ شب جب فراموش	معدائی گجر کی تابن گوش	وہ دہند لاپس ہٹائیں نظر
بہوتی خلق خدا صرف بکار	کیا مہر فلک فی کرم بازار	عرق آئی لگی لوح چین پر
کمان سلطان صواد دوست بتا	ہوا سیاح صحن ملک سب	پس ز گردش نخل اگی بٹھا
وہ ایشمین بیاک تی تھی بون	کہ بعد از عقد بدلا اور آواز	وہ سلطان دی تھی پٹی
کبھی پتہ خدائی صحن داماد	کبھی زو جہی کمان آفرین	صلاح خوب دہتی توئی بچا
دیکر کسکو آتی ہیں یہ انداز	کہ ہی یہ سرسی پاک مجمع	غرض اس حال میں وقت شبا
گیا دولہ دواں کچھ پس پرچہ	گلی ہونی لگی بہر وار گوش	کہ سہنی رنج بنیابی اٹھاتی
تمہاری واسطہ بسل رہی ہیں	سحر سی شام تھیل ہی ہیں	مری مادی کی یہ مہربانی
ہوتی اونکی تہیہ ملاقات	وگرہ میں کمان تھی اور یہ بات	انہیں کی فکر تے ٹکولایا
انہیں نے پردہ پوش لاش کی کی	وگرہ افر باکو دشمنی تے	نہیں معلوم کیا کرتی وہ بجا
خدا کا شکر پر تم ہی ملی ہم	نہو یار جہ آئی اب کسی دم	یہ لکھ پر ہوتی باہم ہم آغوش
سنا طائر یہ اتحاد فسانہ	تڑا اوس نخل سی تانبوروں	شہر ششاق سومی خانہ آیا
گلی بانو کی بی سویا لاش	مگر افسانہ سنتی کا جو تہذیب	تو اپنی وقت پر شہر ہو کی بیدار
بین صدق جاگ کہ باقی کمان	وہ بون ہی راوی کی نر پناہ	کہ بدالدین حسن ہ پور دستور
راہ پاسبان اندر زہر دگر	دگر دگر دستور پر دستور گرا	عزیز واقفہ باخطوط و نشان
یہ کہہ بانوئی سارا قصہ حال	بدلدی اسطر خط صورت حال	کہ نور الدین وزیر بیک بنام
تو بدالدین حسن قزندار	بہشتی بہر راگہر میں بٹھا	بہشتی رنج و غم بہشتی گرا

کبریا سدا سیر در گریبان	نجات آتیا پی سیم سلطان	اوس کی سوک کین تھی دوتا	کرتا تھا کسی سی وہ ملاقات
کہ یون ہی دین اوسکی بات	خیر سلطان فی جب کو لسی پات	کہ خاطر گوریا اک طور پر طور	اسی صورت سی گزری چوڑا
تمام اسباب خانہ اوسکا بنو	مقرر ہو گیا ہی کچھ اوشی خط	جہاں ہو بطرح بدو جلد اولا	ہو ارنجیدہ فرمایا کہ بان جات
کہ نکلا تھا وہ گہری حسب دستور	تقدار اک غلام پور دستور	کہ تکر لائیں جلد اوسکو گوتا	یہ سنتی ہی چلی مزان جرار
وہ بولی اسطر حکا مدعا ہے	بہت گہرا کی پوچھا حال کیا ہے	نظر آئی جو اوسکو یہ جفا جو	برای کار جانا تھا کہ سو
کہا اسکی بتا تدبیر کچھ اب	سادستوری فرزند کی جب	غذاب شاہ کا قصہ سنایا	یہ دور اور نہایت جلد آیا
پتا کہ کا بخوبی پاس چکین	کہا اوسنی وہ سب سے پاس چکین	ویا یون کے برون خانہ میں ہو	جو اسراں وزر کچھ ساتھی لو
کہ تہا بطور پری فہم و شیا	عرض وہ پور دانشمند و طار	مصیبت چند خط کی اٹھاتا	مری نزدیک جلد آئی جاتیر
شعاع آفتاب سے وہ روشن	لفظ اک شست و سر و کفایت	جہاں انسان حیوان گزرتا	چھپا داس کے سنہ اک سمیت
کہ تا کچھ لطف اٹھائی طبع برہم	گیا یہ اوسین اور ٹہر کوئی دم	بڑی رفعت پہ نقشہ باہم درگا	اوسی جام قبرہ اسکی بدرگا
رہا اوس کے لائق سیر خوش اختر	گزر اوسکا دیوا اوس مقبرہ	بجارت پیشہ مرد بہتر اینجا	فضارا اک یہودی صاحب نام
کہاں ہی کس طرف سے امین آئے	کہ نہ نشتر لطف شب لانی ہیں آئے	کہا اوسنی زہی احسان تقدیر	یہودی جانا تھا حال تفریر
کسی انسان اٹھا ساں مغل	جمال صبح فی ٹھنڈی کین ل	کہ آخر ہو گیا اوس شب کا آغا	ابھی تہا بربان بانو یہ راز
کہ بہر شیشہ میں ڈالا در دہانے	راست ۳۳۳		نئی رسم محبت سی یہ ساتی
سو آیا میں لطف قدر آئے	ہمین تھی کچھ اسید مہربانے	بہلا نکلی کہنے کا مدعا کیا	وہی کی جسکا کہ کچھ دیر تہا
طبیعت کس لیے جو غضب ہے	بتا اس بخل کا کوئی سبب ہے	نہیں معلوم کیا خاطر میں آئے	خلاف بہت ساین کیا آج
کہ دم بہری یہ دور جاہم دنیا	خدا کی واسطی یون تونہ ہیر جا	مگر نمایان صفت اب نہیں	ارادی پست کیون ہوئی آج
تہا شکل مطلق یون دکھائی	مزان گفتگو خوشی پر آئے	کہ عرض مدعا ہو انجمن میں	کوئی قطرہ ہمارے دین میں
یہی بڑا نگہدہ جو تحلیف دیدار	اٹھی اسیری پہلو ہو بیدار	نگاہیں مل گئیں حسن سحر	کہ نہ شب کی گزری جتنا سحر
کہ کہیں ملکی دولت واسن جا	کہا سلطان نے لا واس چاک	تمنا تین کچھ اپنا رنگ تین	زبانیں برسہ آغاز آئیں
بیان کے فسانہ طارون کا	تہا نخل آکی ہو چھا تھا گرد دینا	اوسی صحرالی اک سمت کو	جب آیا وہ بڑا شاہ فلک جاہ
ہوئی مصروف احت کچھ جو	کہ طار کہہ راہی بعد تاخیر	تو یون آئے سیر بین لفظ و سخن	گوش پوش جیشہ فی شہ
مقابل دکنی نور بدر کامل	بہم لشی ہوئی ستوشی غافل	نزد دہی دما نہ کی فراغت	تو شہزادہ سپہی تہا ہم خوش

اسی ناگفتہ تھی ساری کمانے	کہ رخصت ہو گئی شب کی چوڑی	میل تو دیوئی مطلب سے نہ ملتا	سحر فی یامو مطلب کی قمر بکرا
تالاب سی وہ جسکی آرزو ہر	راست ۲۴۴		
لب دنیا بھکوتا جام ہو سیر	لگا ہو میں جہان ہی اتنا اندیر	خیال جوش مستی جوش پر ہے	بڑی عرصی کساتی جستیو ہی
صراحی کی طرف اکھیں نہ پھرتا	ایچیدین جا بجا بسمل ٹپڑی	تہنا شائق نشور سبوت ہے	بڑی مدت سی طعنہ ہونیس پر
نہ کہہ دیا کو پیاری نہ پیر کو	کہ تہنہ بدین فر اگر گری ہو پیر	کوئی قطرہ ہو نہ میں چا رہیز	کہ جبکہ عند لب خاطر تیز
زوال حوصلہ ہوئی پیانی	جو تالاب ریزش پیمانہ آتی	دہن تر دیور بان ڈٹنے کوئی	لکھیں تاسرگزشت شوق تہا
نتی تکلیف مطلب سے سخن کو	اٹھی ہر لطف سارا بچن کو	مرادی بیقراری مدعا کے	ترقی پانی دولت التھب کے
مصناین میں حاصل لذت	فسانہ سرفرازی پاتی اسطور	کہ جب بیاخام شگ ڈینگلا	نظر آبا زین کارنگ بدلا
ذرا پہیلی چکنے رسحر کے	لڑی عاشق فی باندھی شک کے	گچر کاشور آیا تالاب گوشت	ہوئی کار زمانہ دوش بردوز
مزاج شاہ میں سستی جو آ	عنان اسب سو دشت لٹکا	وہیں پہونچا قریب نخل سلطان	جہان تھی دو نو طائر داستان
سناوسل ایک اسطور آغا	کہ بہائی وای بر تقدیر ساز	نظر نہادی کو آیا جو وہ گہ	توسل کی طرح تھپڑہ مضطر
پہر جب منہ تو یا یا تازہ دلدار	کہا تم کون ہو بولی گنہ کار	کہا تکلیف کیوں دیکھا اسی	کہا دل فی منما بین کرون کیا
کہا انجام کیا ہی اسکا منظر	کہا خاطر ہی ہر وقت مسر	کہا عاشق اگر تو ہم مرجان	تو پیر کو کسی ہی شکل حسان
کہ مجھی بے سبب گھر چڑایا	نہ اصلاح کی خاطر میں آیا	کہا یہ ہی تو گھر ہی آپ ہی کا	سب تکلیف کا ہمیں بان کیا
کوئی شب کبھی اسیا ہی رام	کہ تہا تین غویوں کے ہی کچر کا	کہا بہتر گر دلین ہوا ننگ	دکھایا اور ہی تقدیر فی رنگ
پیری فی اٹھ کی سارا گھر سوار	خواصوں گیا با ہم اشارا	کہ ہو پیر تکلف خاصہ طیار	جو راحت پامی قلابہ دلدار
کہا نہ تروسی ای روح مشتاق	یہ چپ ہنا تو لبیل طر کو ہی	زبان کہو لو خوشی اب کہا	اٹھو اس جاسی آؤ تو ہاتھ
خفا ہو تہمیں نمایان ہیکر	یہ عاصی قابل حسان ہیکر	اٹھا طر شجر سی کہ کمر لڑ	کہ تریا و انسی اپنی شاہ جہاز
محل میں نیک سلطان کو چر	کہ اس سر میں شنبہ گہر کم	جگایا شوق فی غفلت سے نکو	پکارا اپنی خاتون کو خنبر لو
کوئی لحظہ میں ہو صبح آغاز	سناؤ گر سنا نہ ہو تہمیں راز	وہ بولی لی چکا جبے وہ فز	تو تاجر ہی ہوا خاطر میں خر
کہا اب التماس نہ ہی و	مناسب ذرا او میں ہو غور	وہ یعنی کہ ہوں کچھ لفظ غیر	ہوئی حبس طور پر اسوقت تقریر
کہ تا وقت ضرورت کام نہ	تال بل وینا کچھ نہ لائیں	کہا بہتر لکھا افت لڑ نامہ	ٹامی پر جب آیا کارخانہ
یہودی کو دیار اضی ہوا	حقیقت میں عقیدہ نہ تھا	بیلی زبا خیر وہ مرد ہو	کہ جسکی دلین رخصت کی

<p>لنگر لگی کہ جہان بھونک میں اور وہ رخصت ہوئی اپنی لگو آیا دروں متبہہ آیا جو کبار ذرا ٹھہرا پھر وہ وہاں سے چلی آئی تھی تاثری زمین پر پراسکی بعد بولاجن بعد جو پڑا سوتا ہی پاس اک قبر کی بہت نزدیک ہی چندان کی غرض وہیں پہنچ کر ساتھ آیا کہ جس جہن پر دونوں ہوں نظر سی پھر گرجیں وہ گذرا بہت مشتاق ہیں کہ یہ فسانہ آٹھا اوس جسم سامان موجود کہ ہر سی بوی سی آہی ساقے مکدر ہی بوخ آئینہ دل + اوس حسرت کے پہنچنی میں جا اگر کہی تو ترک آبرو ہے دم عرض سخن سی ہاں کرم کہ جہن بیدار شیبک و بیکلا ردای نورنی ڈھانکا زمین کو فراز خنسل پر طائر کو پایا الکسا بولا کہ ای کیتای عالم کہ جو مضمی ہو ہوا وین</p>	<p>نہیں معلوم کیا جو پیش کا دو اسی تھی نیند سو کر لطف آٹھایا ہوا میساختہ شیدا سے دیار ہوا پاؤس سقف آسمان قوس س جن کی آئی وہ تڑ کہ دیکھا اک تماشا ارگتی ہوش خدا اوس کو زیادہ خوبیاں و عجائب سبک ہیں و طرفہ قریب مقبرہ حب و سکولایا حقیقت میں ہر غن کی جان بیان اوس کا زبان ہو سکی گا کہ فرصت کا رہا اب کم زمانہ</p>	<p>کہا دستور کی سیٹھنی بہتر قصدا ایک جن گذرا اور دگر کہا جہن ملک ہی پاکر انسان آرائی تخت اپنا اک پری کہا جن فی ہن آئیں کماں کوئی انسان بشکل مسروشن ذرا تم ہی چلو دیکھو اوسی حق کہا اوسنی چلو دیکھو تے کیا ہو تو اوسنی غور اوسکی حسن پر مگر ایسا ہی اک مضمون نیا و سنی گرتو کوئی حال اسد بیان جب چکی بانو یہ آواز</p>
<p>۲۳۵ رات</p>		
<p>نہیں کہہ سکتی ہر چہ آرزوی آٹھاتی ہیں اوسی امید باز زمین صبر پال ہو س ہے غرض ناچار لاہر زب سا جام نگار سن پانی کہ حال زمانہ نظر شائق ہوئی تو سر کے بڑا سلطان سو با حسین کہ جب دس شانہ دیتی دیکھا مجی گری اجازت دو تو جان بجالاتون بل پر میر دلخواہ</p>	<p>طبیعت بکھوڑتی ہی ساقی وہی خاطر کو ہی دیش شکر سر خم سجدہ گاہ مدعا ہے یہ کہنی میں عذاب آرزو ہے کہ مضمون کہری سنی زبان مزاج شوق کا رہی بیکلا قدم کستی لگی اپنی جبین کو فسانہ اس طرح تا گوش آیا اگر ان کو کہیں اک بات اسد مائی توئی لفظ لفظ لکڑ</p>	<p>پہرہ لگ کر کسی فرصت ہو نہ ہستہ کہ اوسنی دیکھتا نظر فدای صنعت خالق دل جان کہ تھا منظور عالم کا اوسی دو وہ بولی اوس طرف سی درد ہجوم خواب سی لی منہ پر باز یقینی طبع کو ہوگا وہ فریب بشر ایسا طرفہ ماجرا ہے کہا بی شک نہیں کیا کہ کہہیں سنی کی قابل و سنی کہا جن تہن صد تری ہم تو چکی صبح کی اوس شب باز رہا سلطان فقط یا فضل مجب اوسی مطلب کے ہی کو شہ وہی مقصد وہی حاجت کا مگر کیا کہنی کیا اپنا پس ہی کہ ہو حکیم بتیالی سی آٹھا سنائی شوق یوں با فسانہ اجازت رات نی چاہی ملا کہ دم میں دشت بندہ کر دل میر طوف ہی سنی بیک وہاں ٹھہرون پہرہ کی آواز بڑی دونوں لوٹن چلا</p>

سناوستی گما یکب ہی متلو	بہت اچھی کمی اسی چشم بد دور	کہاں قسمت جو خوشوق ہو	برائی دھائی وصل ہو
طبیعت کب یہ کرتی ہی گوا	کہ کسی ہو کو تے خطہ کنا	اجی ٹہرے پیو دو چار ساغر	سب کچھ نقش خانہ انپاہ گہر
کوئی و تم لیٹے آرام آتی	نہیں معلوم قسمت کیا دگما	کہا پر شانیرادی کی کہ ایجاں	نہیں بہتر خلافت عرض میں
مری گہرین ترود سیکو ہوگا	خدا جانی کہ اوکو ہو گیا کیا	عروس نوکہ محسی ہم غل تھی	ضیا بخش لب لبام و محل تھی
وہ جسد غم غفلتوں ہو کی بید	غضب لاتیگا میری رخ دید	بیا کہ رام ہوگا ساری گہرین	اندھیر اجپا تیکا ہر نظر میں
سوا اس سہی یہ بہتر چند کم کو	مری اونکی جو صورت دید ہو	تو کہ و انسی ہر آدن جو اسجا	رہون فرمان برا شادی سیر
سنا کر یہ پڑا تے فرد خواہ	اڑا تے ہر اسوی محل شاہ	بلایا اسنی بانو کو کہ آو	اگر موجود ہو خاصہ تولاو
مراغت باکی لیا شاہ جیہ	کہ اتنی میں کیا اوسن فی اگا	کہ میرا وقت خصت اب چوگو	زمان گردش مطلب جی گو
اٹھا گہر کے بانو کو پکارا	اٹھو دل چاہتا ہی یوں	تمہاری منہ پڑتی کوئی با	کہ اب انجام میں ٹھوڑی ہر آ
وہ جاگی اور کہا اوسنی کہ اٹھو	ہن اوسن یو کی کرتی ہی گاہ	کہ شاہ صر کا ہی الکت ستر	اوسنی دی محنی دختر غریب
برس آنیس کا یا میں کاسن	شباب عمر ہی کچھ اور جی ان	جہان میں ہر طرف شہرچی	عجب عالم ہی سیر و سکو کنا
سنا جب صر کی سلطان نے حال	کہا کہ نیابی اس حسرت کیا	کہ اوس کے عقد ہو جای بھارا	بھی خاطر کو ہی ہر دم گوارا
بلایا اور کہا دستور ذی جاہ	مری دل کو ہوتی ہی کتنی چا	وہ ہر کر محب کو تو داماد اپنا	سمجھ اک بندہ آزاد اپنا
ہو بولا یہ ہوگا محب کو منطو	کہ میں اس میں ہوں سخت مجبور	مرا بہاتی تھا نور الدین جن	ہنایت خوبصورت نیک نام
بدستوری وہ تھا با ہم فرات	بجوبی آپ پر ہی شکست راز	کہ وہ آرزو ہو کر یا نسی ہر چا	بسو بانسرا ہی اوسکا شہر
وزیر بانسرا سے پائی دختر	ہوا انجام اوسکا خوش ہتر	ہوا دستور کچھ دن بعد اوسکا	زمانی فی دکھا یا رنگ کیا کیا
سنا ہی منی اب و سنی تو تھا	اسی صورت پڑی مرضی خدا	مگر فرزند ہی اک اوسکی خود	رہی ہر لحظہ اوسپر فضل ہو
سوا و سکی ساتھ ہوئی سکی	کہ حاصل ہی ہم عالی تھا	یہی قرار بہاتی سے ہوا تھا	منفصل سطر جہاں میرا
سنا جب شاہ فی انکار دستور	طبیعت کار با باقی نہ دستور	کہا تو فی نما مہر کہ کنا	اودیت ہی تیری قسمت میں
اجازت کجا کہ کو اسی دم	درا تو دیکھ کیا کرتی ہیں اہم	یہ کہ آیا بلایا شہرے لکھ	کہا وہ اک غلام نوید شہر
یہاں حاضر ہوا ہوا و شاہ	وہ دختر جسکو ہی عا نہاد	وہ آیا جلد او سے دولہا	درا شہر کو خیال اسکا نہ آیا
کہا ان جا کہ اچھا دوست	یہ کیا دلو ہو ہی سیر منطو	عرض نوشہ بنالائی تھی اوسکو	غضب میں تھا ہر دو
سوچنے دیکھ کر محو قلی ہی	مرا دل کیا جگر ہی بلا شہر	سخن بانو کی لب پر تھا کوفہ	ہوتی آخر لبشک حرف اب

اسرار	است	اسرار
تری صدقہ می کیسی تھی ساقی	از شک ہی نہیں کہوں میں با	سحر کی ہر آگاہی کہہ میں خواہ
طبیعت پیسہ پر ہے	ترقی کچھ مزاج شوق پائے	کہ کہیں سوا کا ہر لب بام
دکھائی لطف ترکیب مضامین	ان الفاظ بخشین مثل تین	تنہا کا سو مینا سمنہ ہو
شرف پیدا کری سلطان خان	بایں اس طرح افسانہ راز	ہر اک مصرع بنی ابرو کی لہ
چہی سستی ہوئی ظاہر ہو سک	اُری طائر گری صحرائیں ہو	سحر کی اور ہی سادہ کما
مزاج شاہ پر گری پر آیا	ہوئی شوق فی صحراد کھایا	چمک رشیدی بخشی مگر
کہ طائر کہ رہا ہی وہ پر نواز	ہوئی منت سی شہر کو ہٹا	تو افسانہ ہوا لون دار و ہوش
ہمارے چوٹ لفت پر نہیں د	اوسے محشوق کا ایشک پی	خدا ہی رحم سی پالانہ دلے
مقرر کچھ نہ کچھ جادو کیا ہے	کہ اس رجز تمہاری دلیں جا	مکول یعنی کی ہی گات آؤ
کہا شہر اوی تی یہ سب بجای	حقیقت میں بہتر تھی کیا	کہ سب کا اس قدر ہی شوق ہوا
میں خست خواہ ہر فرغ غم	پد کی یاد میں محو الم ہوں	کہ جسکی واسطی ہی شکیلا
پری بولی کہ ہم سب تھی یز	فریب سے ہلاکت ناتی ہیں	مجھ کی جی برستی شوق کیست
ابھی چند رہو کہ گرتی کوں	فریب شوق میں ہم گھوڑ	کبھی کر دین کوں ہم نشا
وہ بولی چند ساعت تہی خبر	موافق حکم کی سب ہی خبر	کہا کہنا ابھی تک کیوں آیا
لی آساتے ابھی گانی والدین	ساتھ میں کچھ کہ جس طرح	کہنا افسانہ خاطر ہونہ وار
پری فی ہر کی اک پیاز سیر	کہا پیاری پیو کرتی بد کوں	کہ تھا اس وقت کا یوں فریا
یہ طلب کیے کی طائر پر نوا	اُڑا اوس نخل سی ہونچا کھو	منہ سے سب آئیں ہے
تخلیج کے آچا اوستی آرام	کہ آ اسی مری باؤ گھام	کہ دلیں آرزو کو پوچھو
یہ فرما کہ ہوا خواہیدہ سلطان	اتھا جس دم کہ خاتون تھان	پیشی ہی شب دل کنز جا
وہ بولی دیونی جیبت نہ حال	کہ ہی دستور اب پروردہ قبا	کہ حسین ہیں جیبت ہی از
کہا اوستی پری کی ہی ہر جا	نہیں گذرا ہی میری طلب	غضب کا قمر کا ہی سہا
وہ لڑکی ساتھ اسکی عہد	پہر لڑکی جو خدا صوفی دگما	کہ جو سوا ہی ہر پری پناہ
		مری دلیں ہی اتنی ہی گات

کراوس باچی غلام بیجا کو نجات بین نراوسکی فرزند وہ بولی میں بہر صورت بیوگ لیا آغوش میں فرزند دست ہو ابیدار غل سی پور دست ارادہ تھا کہ اگر کوئی شو یہ کہہ ایک مشعل باغین د برای عقد دخترین قدم ل غرض سب سہو کی پور ستو صدادی ساز شادی فی ل دیا انعام گانی والیوں کو سہوئی خاموشی نواں ہند تیری احسان سہوئی ساگر پی پیمانہ لب سیریزم وہی دنیا بیان ہرین لیں جگا ہن اور کرتی ہن سہو چنگا سا کوئی دی خیر ق زبان ہی راز پوشیدہ تھا لباس فقرتی پہنا سہو آٹھا سلطان بر اسیر عالم کہ وہ کتا ہی حبس دی ک بڑی منت سب بولی وہ پ ابھی اتنی ہنوتہ نہ لگ زبان عقد اوس جاسی اٹھا خدا اس قہر بیجا سے بیج نکاوشوق سی اسکی کوئی را آرا کر لگیاد انسی بہت دور تو دیکھا اوسنی اک مجمع بتی دو کہ اتنی میں وہ جن پاس کی کما سن سہی یوں تدبیر کی لکھی ہن برابر مرد اور زن ہو اسہراہ نوشہ کی دست سبا کہاد کا تھا شور در در ایا لکھ فی سب طرح خوش راست ۲۳۳	اور اسکی سنا کر دو عقد اوسکا کہا سچ بیسی سی تم ہی دوستا آٹھا یہ سکی جن او پاس آیا اوسی لاکھ گریہ میں اوتا میں دین صلیوت دل کی لہو لگا کئی کہ چپ ہ کہ نہ کنا کہ تو اس نازہ نوشہ کی ہو یہ تیلی زسکی لی جو جو کہ گاتین بڑا دولہ لبوی بزم بکار یہ ہر الدین حسن فرزند نہ تھا انجام مطلب لب یا کہ شیشہ خیم حراحی ساغر و جام مگر اسپی ہی حاجت کم نہیں ہوای می کی امید میں برقی ہم ارادی چاہتی ہن بیقرار آہر کہستان پیوند تین کہ جب لٹی لگا رنگ سب لب رخسار دیکر ہو گئی صفا جب آتی دوپہر صحرا میں آیا کہا اوسنی پیور و نہ لگا کوئی نقطہ تو سے اپنا لگا اجی ہم ہی تو تین شاق بیو کیا خاتون فی ترک مطلب بشکل ماہ چکی روی شہ اوسی طائر کو گویا اوسنی پایا کہ رنج زوجہ سی بیو شہ میں صدقی دو کٹیو کی پاس نہ کرنی جاسی الفت فراموش	کراوس باچی غلام بیجا کو نجات بین نراوسکی فرزند وہ بولی میں بہر صورت بیوگ لیا آغوش میں فرزند دست ہو ابیدار غل سی پور دست ارادہ تھا کہ اگر کوئی شو یہ کہہ ایک مشعل باغین د برای عقد دخترین قدم ل غرض سب سہو کی پور ستو صدادی ساز شادی فی ل دیا انعام گانی والیوں کو سہوئی خاموشی نواں ہند تیری احسان سہوئی ساگر پی پیمانہ لب سیریزم وہی دنیا بیان ہرین لیں جگا ہن اور کرتی ہن سہو چنگا سا کوئی دی خیر ق زبان ہی راز پوشیدہ تھا لباس فقرتی پہنا سہو آٹھا سلطان بر اسیر عالم کہ وہ کتا ہی حبس دی ک بڑی منت سب بولی وہ پ ابھی اتنی ہنوتہ نہ لگ
--	--	---

نہیں کہ اجنبی اجنبی تھا	کہا مانو کہ مانو خمدارا	یہ لنگر گڑی اوسکی قدم پر	پاشترادی فی خاطر سی
گردلین وہی تصویر جانان	اوسی مشوق کا ہر وقت ارمان	پہر اسکی بعد خاں جیکہ آیا	ہست کم شانہ اوسکی
پری بولی کہ پیاری سو تو کو	تمہیں ہیکہ جلدین خیمت کی	لیا تاہ اوچہ کپٹ میں دھاک	عجب رت محبت فی دانا
ارادہ تھا کہ ہوئی پردگی خوب	گردلہ کو پایہ مرغوب	کہا شترادی فی شہر نی راول	تو یہ مطلب آنا کیا ہی مشکل
بپاس خاطر عاشق لپٹ کر	کوئی دم سو رہا شترادہ مضطر	سحر کو اٹھ کی پہر پولا پرستی	کہو راضی ہو تین شہر پستی
تمنا ہر طرح دلکی برائے	عوض تکلیف کی راحت لگتا	کہا یہ مدعا طہر فی جدم	اڑی اوس نخل سی پرنو
وہ سلطان ہی پہر آیا محل میں	ہوا خوابیدہ بانو کی نفل میں	قریب ختم شب جاگائے شہر	کہا مانو سی بان اصحاب
وہ بولی اب وہ دولہ لوگ	جو تھی اپنی طرح پر کچھ کی جگ	قریب خانہ محفل جوائے	تو وہ روگی گئی جانی بنانی
معین تھی صاحبہ دار اکثر	کمری تھی پادبان ہر سو	وہ بولی ایک دولہ اور چاہی	جو میں شایان بزم نیک
وہ ہون محفل نشین قیہ تیز	قدم ہرگز نہ اوس جانب بٹیرا	یہ بدرالدین حسن بک دادا	مگر کچھ رنڈیان باسا زولان
گیتیرن و سچ مچ گانی کو	نوبدرالدین حسن کو دیکھ کر	وہ بولیں انکو اتنی دو تم سجا	ہماری ساتھ میں سو چوہا
یہ لکھ اوسکو اپنی جاہ لاتین	وہاں سی پہر و س گیتیرن	وہاں نوشاہ اول کا گذر تھا	دولمن کی حال سچی ہاں تھا
کہ اتنی میں خواہیں چند	دولمن کی واسطی پوشاک تیز	اوسی پہنا کی دولہ کو جو	ہو تین رنجیدہ اور بولیں
یہ گڑا نوشتہ آئی ہی کہاں	بلا برسی ہی کیسی سماں سی	اجی ایسی دولمن جسکا لڑ	غضب تھی کہ حد و حد
یہ لکھ سب ایسا غل مجاہا	کہ قابو میں کسی فی دل نہ پایا	یہاں سو قوف آخر کو وہ گانا	بنا و شست اسار اٹھانا
کہ اتنی میں ہوئی فرما جب کم	پہر تین وہ خواہیں باہم	دیا را کو بدرالدین حسن	بہت تعریف کی سی خبر
وہ تین میں جگ تین سلیم	کہا بی شک و تم شایان خطیم	پہر ایسی میں گویا وہ	کہ ہوا میں کرنا چاہی خود
یہ صاحبہ شایان دولمن	یہی لائق ہی رسم انجمن کے	پہر آخر جاکی چوری سات آواز	عروسی نہ کو پہنائی آیتن
بیکانی کا پہنائی اتاری	کیکی پہر چند اچھیں اٹھار	اور میں ہو تین اکثر ہی	ہر اک فی اپنی اپنی طرح کی
وہ گڑا نوشتہ سب تھا تین	نہیں معلوم کیا کہ تھا کتا	کہ اتنی میں غصہ میں گیتیرن	کیا تھا دولمن کو صطرب
گیتیرن آیتن اوس اور چاہی	کہا پوشاک شہرانی ہوا	دولمن فی اوسکو پہنا چاہی	بڑا خاطر میں پہر کچھ
بدرالدین حسن اور حاضر	بہم بیسی وہیں اگر برابر	کہ اوس پہلی فی گورادو کو	کہا غلط غصہ میں بولیں
پہر کئی کئی بلا کیوں ہی	قدم کسو واسطی پانچا جانا	جیل آٹھ یا تین شہر ناں جٹا	بنا کیتیری جی میں حاجی

راست ۳۳۸

ہوتی خاموشی نوشتہ

مگر رفتی نہ سنہ سہی بنی بس کے

رہی میخانہ و ہر ساغر آباد

بہی ہستی میں بہر شیشہ ابل کے

تمنا بہر شریک مدعا ہی

کہ بہر ہیکل ذرا فک سرخندہ

اداسو اس طرح فیض بانی

بہوتی پیدا اسبار کباد آخان

سنا کرتا ہی وہ اس طرح ظاہر

بہار دل بہا کس طرح بنو

مصیبت ہر طرح کی بیان ہو

سہی رنج جدا لی خوف آفات

نہ نکلی مقصد خاطر کی کچھ راہ

تصدق ہو کی بولی کون تم

نہ نکلا آج تک کوئی بھی مطلب

مرا تقدیر سی شاید کہ ماتہ

یقینی باپی راحت کچھ نہ کچھ

بہر صورت فرا دل فی اٹھایا

کہا خاتون سی ہاں آج

طبیعت میں غصہ ہو گیا

یہ بہت باتنگا خود درنا

تری قربان میں تو میرے

لگا غرائی تا مطلب ہو گیا

ہزاروں صورتیں لکھیں

اگلی تاکہ ہی عالم کے بنیاد

سب و ملکین لکھ جام جہلی

قلم بس عرض مطلب کے یہ

سودی پیاری کوئی گہ ساغر

مرا باتو نہیں دی باقی کہانی

کہلا جسم فلک سی مہر کارانہ

کہ پہنچا دست میں پتھر طائر

وہ بولی نکوانی یار کی مایہ

چلو آگج سی تنہا رہو

رہا دن بہر جب تی دو پہر آت

اسی صدوت پہ گزری و سکوت

گزارا و سکا ہوا دیکھا جوا

چشمی خوش و غمزہ و فر باب

تو البتہ تمہاری بات بن جا

خوشی و سکی کر و کر وہ ہو

بہت مشتاق سوی خانہ آیا

جگایا وقت پر اٹھا شہنشاہ

وہ بدر الدین حسن کو دیکھا لاک

کہا اسے ذرا تھر و تم اس جا

بیان کرنا کہ میں ہوں تیرا شو

نچکاہ تیر سی کبری گو گورا

پی سو جام اس سال کے صدقے

اداسی شکریہ کو کر سکین ہم

ترقی پر رہی بادہ پرستے

بنی ہر کام اگر فضل خدا ہو

کہ انگوٹھیں بہرین غفلت کے لرا

سخن ہو تیر مطلب کا نشانہ

سحر کی پہر گئی بہر سودا ہا

نہ گذر اٹھا بہت ایسا زمانہ

کہ راحت تمنی باپی اپی جی

ہمیں دشمن تم اپنا جاتی ہو

ہو تقدیر سی شہزادہ ناشا

اکھلا اپنی تنہائی سے ڈرتا

کہ اگر سیر کرنی وانہ آتے

کہ یوں ایسا ہو تقدیر بد کا

کہا جو میں کمون ہو و سکا

پری عاشق تم و سکی گھبرا

اڑا و انسی بہر اٹھا خوش حال

رہی خاتون شہ شہ کے کہان

قریب و جہ جو پہنچا ہوتا

پری و رجن جب کیا عالم

نہ لانا کوئی و لکھ و وسوار

نہایت سرخ آئین تخت ہم

جب بالطف طلعت فسانہ

مری ساقی ترقی حسان صدقے

رہی راحت ہمیں حاصل کیم

اگلی تاکہ ہی خاطر میں سستی

زبان زدوں کے مصروف دعا ہو

اشاری ہر کچھ پر چوسو لکھا

بشکل ابر تر برسی فسانہ

کہ جسد ہم نصف شہ شہ کی

بڑا بہر شاہ مشتاق فسانہ

کہ جب شہزادی پوچھا پوچھ

جو کتنی میں نہیں ہاں ہی ہو

یہ کہہ کر اٹھ گئی و انسی بڑا

نہ تھا کوئی کہ جس سی بات کرنا

کسی ناک کفر نو پری کے

کہا سب حال شہزادی فی

کیا افسوس شہ شہ کے چال

وہ بولا کہ کیا اوسنی میر جان

وہ طائر کہ چکا جسد کم کر چال

غذا اگامی ہوا و اسیدہ سلطان

وہ بولی نوشتہ اول و گہرا

کہا جاکہ گہرا یا یہ اوسدم

پہر اسکی بعد جا اپنی دولہا

یہ کہہ کر چلنا اگرا اوسدم

گلابی فی کبری خوب ہی جا ہوا چینی پروس خلوت طیار ارادہ تھا کہ لی اک سمیت کڑہ صد اس طرح آتی او کی تار نہ لایا دلین پی خوف اصلا یہاں کا ہسٹاں دلین لانا کہ جان کر جا بگی تن سی کنا لب یوار کے لایا پیر ہی اوس چ سی تا ہوا تو پیر ہنسی بولی زہی حسن مقدر کہ پہلا صبح کا بہرست فسون ہوتی خاموشی تو تھا جو کجا کہ راحت آشنا ہو طبع منور و کما فی لطف تو مطلب کیا ارامی اس طرح دلی ادا ہو و کما یا صبح فی کچھ حسن خاص اگر غلط ہو کچھ قلب دلبر نہیں بن آتی مجھ کو تو پیہر نہ فرصت ہو مگر خاطر کسی کہو گی میں پرستی جکی رات کہ جو حسن تنہا کی تھی و غضب دہشت کر ہی بکار آشنا نہ راہ وای بیدار	نکالین منہ باتین قمر آئینہ و کما یا غلط کا ہر طور پر زور لگا و کرائی اور ہوا لہبت سا تو غش کما کر گر افوشہ و جی بہت کچھ ہو چکی خدمت کلا وہ بولا مجھ کو بہ نام محمود پہر ارہ منہ پر کی اپنا دامن قریب و س گلابی کی آئینہ نہ لانا او نہ کر دلیں کچھ غور طبیعت خوش نہیں طریز مناسب کرو کچھ مجھ کو آگاہ	نکالین منہ باتین قمر آئینہ و کما یا غلط کا ہر طور پر زور لگا و کرائی اور ہوا لہبت سا تو غش کما کر گر افوشہ و جی بہت کچھ ہو چکی خدمت کلا وہ بولا مجھ کو بہ نام محمود پہر ارہ منہ پر کی اپنا دامن قریب و س گلابی کی آئینہ نہ لانا او نہ کر دلیں کچھ غور طبیعت خوش نہیں طریز مناسب کرو کچھ مجھ کو آگاہ	نکالین منہ باتین قمر آئینہ و کما یا غلط کا ہر طور پر زور لگا و کرائی اور ہوا لہبت سا تو غش کما کر گر افوشہ و جی بہت کچھ ہو چکی خدمت کلا وہ بولا مجھ کو بہ نام محمود پہر ارہ منہ پر کی اپنا دامن قریب و س گلابی کی آئینہ نہ لانا او نہ کر دلیں کچھ غور طبیعت خوش نہیں طریز مناسب کرو کچھ مجھ کو آگاہ
راست ۳۳۹			
مری ساقی فدای لطف جان طبیعت کیف بہیم ہی ہر جا سخن دی لذت فند کر نہ نکلی بہر زبان شوق کی بات تو اوس ظاہر کو گویا اوسنی پایا ہوس خاطر کی نیک انجام پاتے پیری سی جا کی کما بر نام گوارا کر نہ اب تکلیف مہمان کہ او نکو ہی تمہارا دبستان نہیں ہی دل مراد و سنا مقرر یا تھی چلی سمین چو سچو	مری ساقی فدای لطف جان طبیعت کیف بہیم ہی ہر جا سخن دی لذت فند کر نہ نکلی بہر زبان شوق کی بات تو اوس ظاہر کو گویا اوسنی پایا ہوس خاطر کی نیک انجام پاتے پیری سی جا کی کما بر نام گوارا کر نہ اب تکلیف مہمان کہ او نکو ہی تمہارا دبستان نہیں ہی دل مراد و سنا مقرر یا تھی چلی سمین چو سچو	مری ساقی فدای لطف جان طبیعت کیف بہیم ہی ہر جا سخن دی لذت فند کر نہ نکلی بہر زبان شوق کی بات تو اوس ظاہر کو گویا اوسنی پایا ہوس خاطر کی نیک انجام پاتے پیری سی جا کی کما بر نام گوارا کر نہ اب تکلیف مہمان کہ او نکو ہی تمہارا دبستان نہیں ہی دل مراد و سنا مقرر یا تھی چلی سمین چو سچو	مری ساقی فدای لطف جان طبیعت کیف بہیم ہی ہر جا سخن دی لذت فند کر نہ نکلی بہر زبان شوق کی بات تو اوس ظاہر کو گویا اوسنی پایا ہوس خاطر کی نیک انجام پاتے پیری سی جا کی کما بر نام گوارا کر نہ اب تکلیف مہمان کہ او نکو ہی تمہارا دبستان نہیں ہی دل مراد و سنا مقرر یا تھی چلی سمین چو سچو

عوض راحت کے دینی پسین آؤں	وہ گوہر ساری نایا کا صحن	کہ شہ ہی بہت کم میاں کا	عجب دستور دیکھا مہنی یاں
پری پائل کی بولی یار کی	گرگی مدون کا لطف برباد	دہوان پیدا ہوا سوز جگر سی	یہ اکبر شاکستہ چشم تری
کہا پھر شانہ زادی فی لصد جوڑ	کہ محکودین دنیا میں فراموش	ذرا دیکھو تو اپنی بخت کے رنگ	رہی سی اس قدر کیوں کی سو
کہا اک طوسی یہ محکود لکھ دو	کہا یاد یار سابق گر کسی ہو	نہیں تھی کسی دم چشم پر آب	مری نصیب تیرا دل ہی سیتا
کہا شہزادی حاضر ہوں لکھ دو	مگر دم لینی کی فرصت مجھی د	تائی جسم گوہر سو طرح غم	تو جو چاہوں نہ زادن لکھ دو
بسیوی قصر پیرا شہ فی ہوا	وہ آپہنچا قریب خانہ کبار	کہ پیر سلطان فی طائر کو بنایا	نہ تھا انجام پر آب نہ آیا
بر غبت کہا کی سو یا چند دم	طبیعت سی ہوا آخر کو آگاہ	کیا ایما طامع عسجدہ آیا	اگر کہ جلدی بانو کو بلایا
کہا بانوسی بان کوہ اسی شاہ	وہ ہندالین حسن بولاکرائی	غنیمت ہی یہ جتنا ہی زاتہ	کرب شب کم ہی سنی رضا
تسخیر شاہ نے اتھا کیا ہوتا	کہ میری سناہ سپی او سکوا سجا	نہ ہر آہیں دل پر دردی ستر	ترا شو بہر ہون میں غیر تہا
فقط اک بات تھی تو کچھ نغم کر	نہایت خوب ہی تیرا مقدر	وگرنہ وہ کہاں تیری مقابل	کہا دستور کو دولت ہو حاصل
مجھی امید کب تھی بخت نہ	کہ فرصت پاؤں کے بغض و حسد	کہا یہ لطف حاصل ہی خدا د	دولت سنکر ہوئی دل میں شاد
یہ اکبر سور ہی وہ غیت ماہ	لیٹ کر شوہر تانی کی ہمراہ	طبیعت ہری اس وقت ستر	ہزاروں تشکر احسان خدا د
پراسکی بعد چن او سکوی ہمیشہ	لگی کرتی تھی آپس میں تدبیر	برسی راحت بڑی آرام پائے	فری و صل کے قس کے کو آئی
کہیں ایسا نہ ہو جو جای سید	کہ آتی دعائیں فرق یکبار	مگر چکی نہ کہنا کچھ زبان سی	کہ لینی لی چلو اسکو یہاں
بیل زچندی ہو جس دم کہ سید	تو دیکھا انکو مسجد میں یکبار	ٹایا ایک جاپر او سکور پوڑ	لیا ہمیشہ چن پر ہر باغ و بہار
دشمن اوس شہر کو کتنی تھی آ	یہ اوسمین جا پڑا مجبور و حیران	کہاں مسی کہاں میں و جا	ہوا مضطر کہ یاب تہر ہی کیا
کہا تو کون ہی آیا کہاں سی	یہ لولا اپنی گہری اور مکان	تو پایا اسکو مضطر اور برہم	وہاں کہنی والی آئی جسم د
ہوا تھا عقد شکو اک و سنا	رہا صبح مانہ او سکامری تا	وہی میرا ٹھکانا اور جا ہی	کہا گہر تیرا بولانا رہی
کہ گہر چوٹا ہوئی زوجہ کتار	نہیں آتی سمجھ میں ہر اشارہ	کیس دتس نے دالی لڑج کل	مجھی حیرت ہی میں تاتھا غافل
یہ دیوانہ ہی ہوشل سکھو پڑا	بہلا اب کتھن ایسا کہیں	کہا لازم ہی کرنی اسکی تدبیر	سنی لوگون فی ساری آتھر
خلاف عقل ہی ہر بات اسکے	نہیں آتی سمجھ میں گات اسکے	فقط اک شب میں جگر لکڑا	کہ جو ہو بانسہ میں وہ یہاں
ہنوز آغاز مطلب تھا زبان یہ	کہ بانو چپ ہوئی اور گھر مضطر	اوسی میں ابھی مکھیاں آ	کہا لوگون فی شہ کے خواہ کیا
سحر کا جلوہ گر نور حسین ہی		راستہ نیم ۲	

بہت کچھ کر زوہن میں فرم	ہجوم شوق کی مستی ہی ہر	پلا تو ہی اگر سوچ میں باقی	برستاری شباب عمر سانی
سنی جی قتل مینا کے اوڑ	دہن لعید صاعرین رہی با	کڑائی گوش تک پر شورستی	ارادی چارتی ہین جی پرستی
نظر آجا حال صبح مطلب	کہ جب آٹھارین سی سناپ	اوا اس طرح رسم داستان ہو	لب مشتاق ہیگین ترزبان ہو
سناٹا رہا جان کر تپے	نہ نکل آکے ہر یکا پار پٹھا	بہت کچھ کچکچا جب دروازہ	بڑا صحر کو شاہ دشت مشتاق
کوئی جن تھا وہ پہونچا لڑا	پیری فی جلد اک کاغذ شکار	کہ ہی منظور جو ہو حکم لبر	کہ جب راضی ہوا شہزادہ اسیر
تو پاؤں وہ تھر جیس ہوا	اگر اب زوجہ اول کی پٹو	کہ ہی محکوم ہر صورت منظور	لکھا اقرار نامہ حسب دستور
میران آرام کا آواز مانہ	ہوا وہ او طرف جسد مٹو	یہ اوس چند و قچی میں کسکو	دیا اک جن کو اور بولی کہ جلد
ارادی ہر طرح مطلب آ	گلی مگر مری وصل کے پانی	کھلی ہر گرہ ہر دھار کے	پیری فی اوس پہ جان افدا
دکھنا وہ جلد حسن آفتابی	پیری بولی کہ ہاں آگلابی	طبیعت سچ بتیابی سہی آزاد	سحر کو دو تو اٹھی خرم و شاد
کہا کہ پون لین کس کا نہت احسان	پیری بولی کہ لی پی او میر جان	پیری شہزادی کے کرکنا بتر	خواصین دور کر لی آسین سحر
ہجوم کیفیت کی جھوکی سہی آ	پہر اپنی لجا دوسکو ہی ملائی	لگا وہ پنی جام بادہ با ذوق	مغر عن خاطر سہی شہزادہ لشکر
کہ دین آمد تو ہی اور شہی کے	یہ کہہ کر جا کی شہزادی سہی لٹپی	درا دی اوستہ رخسار دو چار	کہا سستی میں میں تو رانی لبر
بچا اٹھی فدا می لطف معبود	ہوتی سالان شب کو ہی جو مو	تو نہ اوسنی تناسی نہ پیرا	اوس ہی جوش لذت فی گہوار
کہا اسی دخت سلطان گاہ شہی	یہ کہتی تھی کہ آیا اک خبہ دار	دیکھ کر نے یہ صورت کے مطلب	عجب راحت سہی گذری دراز
کوئی زنجیر ہی لاتی ہی اجا	سو وہ بتیاں بآتی ہی سجا	کہ تو اور ایک انسان ہی فرام	خیر باقی تری ماور فی جسد
کہا شہزادی سہی وقت بیداد	یہ سنٹی ہی ہوتی مضطر پیر	کہیں چپ ہر گرا سہی جاتو	مناسب قدم یا نہ لے تاتو
سنگا یا خاصہ کہا یا لطف آٹھا	پہر سلطان قریب بانو آٹھا	کہ طائر اڑ گیا طائر ہوتی تمام	نذیکی تھی سخن فی مشکل انجام
مناسب کہ ہو کچھ ارادہ کوڑ	کہا خاتون سہی آجان کوں ہر	کہ جاگشاہ آتی جام و ساقی	پہر ہر ہی کہ تھی رات باقی
نجانا سچ کسی فی اوسکا جہا	کہ بدر الدین حسن کہ چکا جال	پہنیں پہر شروع داستان	سہی جلی رات راوی کا بیان
ہمیشہ گرم رہتا اوسکا بازہ	وہاں تھا ایک جلوہ کار	گلی کوچہ ہر اک آباد پایا	تو وہ اوس جاسی سوسو شہر آیا
اگرچہ وہ نہ تھا درنی کی خدایا	وہاں کی لوگ سہتی ہر سال	اوسی جہرگی میں تہکٹا وہ	رئیس قوم قضا قون میں
کہ اتنا مضطرب کیوں ہو گیا	امان ملی وی اوسکو اور پونا	پریشان حال مضطر محنت	جب و سکی پاس پہونچا اور
قضا فی دفعاً اوسکو جو پیرا	وزیر بالہ سر تھا باپ سیرا	پیر کا نام ہی بہت شہر	وہ پالا میں پیراں کی زبرد

گیا آغوشِ بدفنِ سینِ بآرام	راہِ سینِ شومیِ مستیِ ناکام	لعلِ زنجیری و باکِ شادِ بکام	ہوا خواہی کیجیو کوئی سرور
کیا اسبابِ ضبطِ اوئی لرز	اسیری کوہری بھیجی سنگ	مین اوئی خوفِ سیلی کا دھم	سہم برسا فرزا آسمان سے
پدر کی مہتری میں جبکہ یا	تو دو شب تک بانِ آرام پایا	کھلی جب تک نہ دیکھا اک شام	نہیں دیکھا ابھی تک مٹی جا
وہ کیا یعنی گریہ میں جو	بہم ہن اکھاٹ انسانِ محدود	کسی لڑکی کا ہی سامانِ شام	بہت سے لوگ ہیں مہاشا د
ہوا آخر اوس سی عقد میرا	لہر کی شبِ نظرِ آبا سورا	تو پایا ایکو مسجد کی نزدیک	ہوئی وہ صبحِ پیشِ خیمِ تاریک
نہ سمجھا میں کہ یہ کیا ساتھ	طلمس فراتِ تمام احوال دیکھا	کہا جس سی نہانی اوسنی اکٹ	وہ بولا خواب کی ہیں غلات
کسی فی محکو دہوانہ بنایا	مر مطلقِ اوس نے پایا	یہ میرا حال ہی میری دہو	نکر احسان و لطفِ اسد فرما
مہصبتِ یا فہم پہر نہ ہوں	بہ شکلِ برقِ مضطربِ پی	سہارا تیری دامن کا جو پایا	بامید ترجمِ یان تک آیا د
سنا حلوائی فی جبِ حال سا	کیا آرام لینے کو اشارا	کہا اچانک نہیں میری ولاد	بہت مٹی ہی مٹی کا نہ برباد
ارادہ ہی بناؤں محکو فرزند	کہ تا خاطرِ بواسِ حیرتِ بند	بشرطی ہو تجھی ہی گریہ منظور	تو البتہ رہی کچھ طبعِ مسرور
کہا اسی خوشا تقدیرِ صفا	میسر آئی گریہ کو یہ سامان	بہین آغاز فی انجام پایا	نہ پہر مانو کی لب پر جوئی
وہ شبِ مثلِ میہ شوقِ گد	رات ۲۴۱		براک کی بزمِ میں ذوقِ گداز
ہووس ہوتا بیان کرتی ہی	تری قربان وی کی جامِ با	ساتین ناکہ روٹی دلو کو پریم	پیسین دو جاگنوٹا سوتیکم
تمنا سی کہیں لے اش کہرا	کہ شکی می ہوا تر لبِ سبوحا	صراحی کی جھلک جامِ تے	مراد شوق فی صورتِ دکھا
شعاعِ بادہ سی کہیں زور	مزی مستی کی دین کیفیت	و فو کیف سی یلکین چہک چٹا	گمان بیدار ہونے کے پہر تین
آنہیں بہوشیوں کی آج بڑ	تو ہوا یہ قصصِ نازِ اردو تر	کہ جب برسہا شب ہوا کم	بڑ یا محفل سی اسبابِ فرام
نویہ صبح کی پیدا ہوئی شود	بڑ یا ہر دشت کو سلطانِ وسط	وہی گہور اوہی صواہر ہی جا	وہی آغازِ نوا و نوا طاسوان کا
کہ جب شہر اوس بولی پزیرا	کہ میری جان کیا وقتِ بیدار	وہ گہرا لاکہ تنہا میں پریرا	برابر آئی اور کچھ کی جادو
کتنی اک ماش شہر اوس کی ہا	ہوئی پہر آپ و سچ کنارا	وہ طائرین گیارہ افقِ سر	رہی مطلق عقل و عیشی
کہا میرا سے اپنی کہ لجا	کتوان ہی وہ جواندہ اوسیز	دکھا یا نختِ بنی یان تو طیر	اب و سپر لطفِ سننا چل اوس
کہ ناگہ اوسکی مان گجو کیار	تو دہو بندہ اوسنی چار بیکار	تمنا ہی تپا پتے نہ پایا	پہر آخو کو یہ ولین اوسکی آیا
کہ پوچھا چاہی کس جی ہی دختر	چھپا کس جاوہ انسانِ دختر	خواصون کو بلا کر جستو کے	انہوں فی اس طرح گشتگو کی
کہ ہم مطلق نہیں آگاہ ہر	یہاں انسان سی گیارہ دکار	مگر سوتی ہیں و سچا نب پزیرا	کتنی دن سی طلیف کیجی ہی

یہ شکر آتی دختر با پس مادر	طبیعت قمر ز خاطر مکر	کہا اٹھ کس من میں گن گنار	کہا اپنا ہمین تو حسن دیدار
اٹھی دختر گری مانی مست دم پہ	خفا ہو کر کہا ای ننگ ماؤ	سناتا جھکو بد اظہار مینی	سنو پاپا صاحب زار مینی
اگر جان اپنی ہی کچھ دم بچائے	تو کہہ گدڑی ہو ساری کہائے	میں سیکھیں چکے بیوں جان	ارادہ اور ہی سہیل بچا
کہ اسلخیمین تو ہو گدڑا	رہی تا عمر حسنہ دن لنگار	نہ پائی غصلی ک لخط ہی تو	نہ ہو ممکن کہی راحت کا پہلو
وہ بولی کچھ سمجھ کر بات کہیے	مری انجام سی غافل فریے	میں کچھ لخط کی بیوں جان	طبیعت کا ہی عالم اور میرا
یہ مطلب تو نہ ہو پنا تھا بچا	کہ طارنی لیا دم بہ نہ آرام	آرا اوس نخل سی منہ لنگر	پہر اساطان لبشوق غافل
کیا بانوی خانہ کو سرفراز	محب کے کلمہ باہر گراز	لیٹ کر نصیب تک خوشی	زمانہ دیر تک غفلت کیوں
نہو اسید ارجہ دم شاہ دیجا	جگا با اپنی خاتون کو کماؤ	کہاں ہی شمع باقی کہانی	وہ بولی یوں افسون با
کہ یہ قمر ز عکوائی بنا جب	برائی بہ طرح خاطر کی طلب	حسن فرزند حوائی ہو انام	ملی دلخواہ سب آغاز و انجام
یہاں اب قلم فی رخ کیا	نتی تمہید کا حاصل ہو اور	کہ یعنی وہ عروس الصدف	اٹھی بستر سی لیکن تیرے
سپا یا اپنی شوہر کو جو اس دم	تو دل اوسکا ہوا نیز رو بہم	مکر رہی کہ او سکا پ آیا	اٹھی اور اپنا سر سنی جہا
بجالاتی ادب کے رسم سیم	قدم چوی او اطر فطیم	پدنی حال پوچھا عرض پوچھ	نظاہر میری قسمت کچھ پوچھ
کہ وہ کٹر جسی بھی تھی شوہر	نہ تھا وہ اصل میں گزیر بزر	مفراوس رہا حاصل تک	نہ اس میں جاتی گا پ کچھ
مرا شوہر ہی ک تو خور گل نام	بیان او کیا اپنا یا انجام	ہو اسے عقد شکو سائے میر	ترا آغاز ہی اسباب میر
ابھی کتنا گیا شاید کہیں	عجب کیا ہی جو بیٹیا ہو پڑی	پدر حیرت میں آیا سکی یہا	کہا دین کہ اس میں گئی گنا
وہ گہر کر برون در خواہا	تو اوس کٹر کو وند ہا وئی پا	کہہ اتھار کی بہل ستادہ جا	قریب اس کی گیا اور نس کر
کہ کیا جا رہی کچھ جان کر	ہو گیون حال تیرا ایسا تر	اکلی وئی کہانی جن کی سار	کہ تھی اوس میں جو شاید
غضب میں آو سنی یوں جا	عجب رست گدڑا میرا جبال	کہا دستور جا ہی عجب	نہیں معلوم جن کی غصبت
سیر کسے کیا پیر اوسکو کیا	ہو اکٹر اوبانسی جلد قرار	نہ ٹھرا وان گیا پیش شہنشاہ	کیا بہ حال سی سلطان اکا
اوس ہی شکی حیرانی کی گہرا	ہنسنا منہ سمٹ گہری کی گہرا	پہر اپنا پیش دختر گہرین دستور	کہا سچ کہتی تھی اسی غیبت
بیان کی تونی جوش کے کہتے	ہوئی معلوم کڑی کی زبان	تا بہر وہ ترا شوہر کہاں ہی	نہیں آیکسی جا کیا نہاں ہی
وہ بولی میں شوہر دم کہ پیر	نہ دیکھا اوسکا اس دم کہ پیر	یہ کڑی اور کڑی ہرین سیر	نہیں میں آپ کرتی تھی
غرض دستورنی پوشاک کچھ	تو شایان زارت ہو ہو تھی	اٹھی بانو نہ دیکھی رات	بڑی سامان پیر چہرہ

راست ۲۴۲

مزی کی: یی گزندی کشتی	ارادی اور کچھ خاطر میں آئے	سرم دم سرکہ اسپرین آریزیر	کمان ہی لادو کچھ جاکر
ایسی ہی کیوں سپو ساغر	میں کرتے پری کو بجاسے	دین سی خندہ پریم ہوا غا	ہم اپنی حوصلہ کی لطف لیا
پہلین و چارم تہی ہون جا	کہہ لیں اس سے ہی گزری ہنچے	غدا قتل مینا ہوس ہو	اکھا تین مستیوں کی دسبہ
آہر تین سہ و اکنو میں آ	کہ قربان شہاب گرم دیدار	زبان چکی مزی پرین سخن	سیر نہ دہن پروای غس ہو
وہنی الفاظ کلین منہ سی ہار	آہن چا طری عرض کو کچھ	لکھین فسانہ باسے برابر	حصول مدعا ہوا جن سی
کہ یعنی شورخسین آنا گوش	لباس ماتی شب فی ادا	نقاب ہر اٹھائی آسمان فی	بر سجا تین مضامین اسطر جہر
کہ چکا صبح کا جسد ستار	عجب کیا کوئی لحظہ طبع نشود	عرض ہو چکا اور چا جلد سلطان	کہا خاطر میں سلطان آنا
کہ چلی جانب صحرائ آباد	کہ اوس تپری کی آہ کی نفوس	وہی رنجہ جولائی تہی ہمار	بیک ساعت بیک لحظہ صند
سنا کہتا ہی طائر راز اسطور	کہا لی آہ ہمان سی بس خبر	نیچھی پر کے سرگز دیکھتا تو	جری ہی ہو چکی تھی خوب گاہ
وہ داری پانویں ختر کی کیا	کہ کہتی تھی ہر لحظہ زبان سے	کہ ہی ہی میری بیٹی کو یہ رنجہ	ہزار افسوس میں آری وہی
یہ کہہ کر ملی تھی اوسکو واپس	کہ میری ماہ سی صدر لڑھکایا	برستی تھی لشکر ابراستہ	کہہتی تھی کچھ الفاظ دلجو
یہ کیا اس قسمت بد کہا	یہ تہمت اور کی سر پر ہونگے	اسی صورت سی آتی تابہ خانہ	تما کوئی دستہ کا بہانہ
کہ کہہ چکر ہا تجھ کو کون گے	کہ تا ابد انہایت ہو چنچی کو	پر اسکی بعد آتی پیش نشو	وہ بولا اسقدر تم کیوں مہر
کہا اک خاتین قیام دوس کو	اوس پر قدم اسے جو پایا	تو بیٹھی وسپا اور ہو چنچی باطرا	کہ شاید دل ہو سچ و فکر صاف
نہ کی کچھ بات تخت بہانہ گنا	کہا جہین یہاں کون ہمان	بخس کر تی کرتی رات آتے	کوئی صورت چنچ کی وان نہا
کہ اتنی مین کچھ اتنی بوی انسان	کہ جس سی بغیر سچی ہر آن	بدل یہ قصہ ہنستا نہ جانا	کہا سزا گو گیا اس کی سی کیا
ہوئی خیر ان کہہ کیا ہی سہا	کہ آخر کو یوں لوگوں فی گاہ	کہ شب کہ جاگی سلطان لم	آٹھا وہ اور کہا اسی سر ہمد
وہان سی کہ مرن کر سوز ہا	وہ بولی اسی خدیو صحن فا	پدرنی جبکہ دیکھی ساری پوٹیا	کہا دختر سی یونہی سہا
ساقصہ کہ تھری طبع شستا	کہ سب نے نظر لیس ہی دستور	کہہتی کہتی اک تعویذ پایا	اوس ہانہوں مین حبس نہا
کہ وہ ہی ہی کوئی قرین دستور	کہ اسی فرزند تو ہو نہ دگر	مراہاتی ہی شمس لدین محمد	کہہتا قول کی اوس کے کسی رد
کیا جب اتوا و مین تہا تیر	کہہ رہا شک مین اسٹو	پیر اسکی بعد تیر چوٹا تھا	چو کہ تہا لکھا تہا سہا
یہ خط بہائی کا پیر نا تور ویا	کہا لدین نہیں کوئی سوار	چو تہا منظور دل شمس	مجھی داماد ایسا تہا

ہوا کہ شاہ بھی یہ دیکھو بڑا	کہ میں طرفہ کر اس کی سلا	ہر کی بندہ کر آجا جو دست	تو ہر خطہ ہوا کہ گویہ منظور
کہ کوئی دیکھنے اب شکل دلا	لگی رہی برابر بات دن یاد	کئی دن بعد سب سا گنہ	کیا جھری میں آنکھ کو اکٹھا
دیا قفل اور میں دیکھو کچھ	رہا جو ای ملک صحت آفاق	عروس و سب کچھ چھٹا	جنی لوگا گیا غم دل سی کیا
چٹی کی اور سکے زریر لٹایا	تپا پر باپ کا اوکی نہ پایا	عجب نامانی اوکی نام کہا	نہیں معلوم تھی اس پر کیا
برجستہ ساتھ کدڑی و سکھو	تو نامانی اوی لیا کی فی افور	پڑائی کو تباہا پیش و ستاد	کہا کہ اسبق تو آج سی یا
بہت سلی و ہی لڑکی تھی اچھا	مگر ہر ایک سی ممتاز تہا	نہایت شوخ او طرا و چلا	کسی صورت نہ دیکھ کر کچھ
برابر بات دن سپدا کرتا	کہیں استاد سی اپنی نہ دیتا	غرض کہ درست کی تھی باجم	نہ تھا کچھ کیلنی کی کچھ نہیں غم
کہا استاد فی ہم پاس آو	کہیں جو کہہ عمل میں اپنی لاو	تم اس کی سے پوچھو نام	ذرا کہو تو کیا سی کو مہم
بتائی جب تو پوچھو باک نام	وہ کہیں آپ سے سوچی گا بچا	وہ لڑکی دفعتاً تھی وہاں	لگی کتنے یوں ہی زبان
کہ ای بہائی بتا تو نام اپ	بیان سب میں کرو انجام	وہ بولا نام میرا تو عجب ہے	تمہیں کسوا غر خطیب
کہا اسم بیدار پناہ تو	نہ پڑیہ دور صاحب پناہ تو	نہ تھا ملک کو حاصل حاصل	کہ دیکھا صبح کا سلطان بچا
راستہ ۳۳۴			
ہوئی خاموش بانو دعا	لگی دلی ہی ہی اب تک کچھ	وہی ہی بیکری بر دم فون	اسی اشہی محفل جا بجا
بڑی غفلت میں لیا کچھ	وہی بی ہوشیاں ہیں جس کو	وہی امید انگیر دل سے	نہیں بتایا چونکہ پڑھ کر
وہی کت خیال ہیں رز و	خیالی مہربانی چاہی اب	کوئی لبر زیا سا نہ اٹھالا	وہی رغبت خوشی کی محل
ارادی دیتی ہیں تکیہ و طلب	نہ بان ہو واقف اظہار اس	وفا کی کیفیت سی منور جم ہونا	کہ کہہ ٹھ جائیہ ماہر کا
کہلیں جندہ مستی سی ہر بار	اڑا اوس بچہ شاہ خوش قبا	جمال عجب سی خاطر شہنشاہ	تو اذہ ساز ساز کن کو نام
کہ جب شب گئے کہ نقطہ خا	سنا افسانہ نو طاترون کا	کہ وہ ایک ایک سی کہتا ہوا	بڑی ہر دین یاد و شہادت
ننگا اسب پہو چاسوی چھا	کہ خاطر خود بخود بیان کر	بتا انسان کا جب کچھ نہا	کہ بہائی چاہی تھی کہیں کچھ
کہا تھی ہی عجب سالان تقیر	بلاسی گوہری ہی وسط و	غرض آتی بتایا سنہ سی پھر	تو دینیں بارادہ اوکی
کہ دیکھو کچھ میل صورت شاہ	نہیں انسان مگر ہم کو ادا	کہا تو کون ہی وہ کچھ بولا	تو دیکھا ایک دین سے بڑا
پیشاں چال مضطر شک قتل	خیال میں دنیا میں فرشتہ	کہا کہ پھر ہی اظہار و	پردان کہ ہر طرف ہی تھا
ہونا تہی ہی جا کچھ ہوش	کہا طائر کی پیدا کی کچھ	وہ بولا ایک بولنے کچھ	نہا نہ اور وہ مہم
کہا کون ہی بولا کہ انسان			اشہا لا محضی کچھ

فقس میری ال کر طائر بنایا	نہ میری حال بدرجہ جسم آیا	کئی دن سی دیا دانہ نہ پانی	فقط ہی خشک لعل لنگ
پیری بولی مکان تیرا کماڑ	کما آئی کہ وہ اک استان	کمان تک میں کہوں جہاں	غرض اس جستجو سی لگو کیا
اگر کچھ ہو مجھے کمانا کلاؤ	کوئی اک چرعدانی پاس لاؤ	کہ تائین بجا بگڑی ہو پوٹھ	پیرانی یاد کچھ حال فراموش
پیری فی دانہ انگور شیرین	کلائی اوسکو تا ہو دلو سکین	اوسی کما کر پوٹی خاطر جو پسند	تو بولامین ہوں ک سلطان کا
نظام اوسچا کیر لیر نشان ہی	خمیر زاسر در استان ہی	یہ گدڑی اس طرح کاٹی دینت	کسی اول سی تا آخر ہر اک بات
سنا کر یوں نہ ٹھرا طائر اوسچا	اٹاوانسی پیر شاہ جہاں	گہرا یاسور باز نزدیک خاتون	ہو اجب ات کا کچھ و مضمون
اٹھا سلطان کما خاتون سی بچا	کہو پی کس طرح قصی کا سنا	وہ بولی تی جوڑ کی چند باہم	لگی گئی سینیں اسم پر ہم
وہ بولا باب کا ہی نام مشہور	کہ شمس الدین محمد کا بیون پیر	وہ بولی میں تو ناما بیون تمہارا	غلط ہی لکھا یہ تو اشارا
یہ سنکر وہ ہوا بیتاب و مضطرب	وہاں سی جلد آیا پیش مادر	کہا جو حال گذر تہا زبان سے	کہ تا آگاہ بیون راز تہاں سے
وہ اوسکی مان ہی تی جوایتی	نہ مطلق کہہ سکی احوال اتر	ہوئی خاشوش ٹکائی شکستیم	کہ انہی میں وہ ناما صاحب غم
فریب یا تو دیکھا طفل و مادر	بڑی غرضی سی رو تہیں ابر	نہیں ہی ہوش علم لیا ہو	خدا جانی فلق کس فکر کا ہی
کہا کیوں روتی ہو سیکہ کہو جا	سنایا مانی اوسکی جب و خجال	تو ناما ہی ہوا گریان بعد خجرا	نہ آیا دیر تک مطلق اوسی ہو
پیرا سکی بعد پوچھا پیش سلطان	کہا ہی شاہ بیون مشتاق احسان	کہا شہ فی کہ جہلا و سکویاں	کہا ہی حال میرا اس طرح پر
نہیں دانا در سوا کی پیر سو	بدلتا بیون نیا ہر روز پہلو	مگر سنتا نہیں کوئی مری بات	سمجھتا ہی کہ ہی یہ کوئی گات
سو رخصت چاہتا ہوئے	کہا شہ کہانی بات تیری	سوا اسکی لکھوں پیر و ابر جا	کہ جولا تی پتا اوس نوجوان کا
لی انعام حاجت ہوا و سید	زیادہ اس سے ہی لیکن نہیں کم	اگر حاجت ہوا اس ستور کو	تو لازم ہی بجا لاتا ہر طور
ہوئی ہر سمت تشقی شک کی جا	بڑی ہر شخص اک بقیراری	کہ ڈھونڈیں ملی انعام و زینت	کہ ہر ہی وہ جوان ناز و محبوب
اوسر و ستور ہی کہ حکیم آیا	تو سامان سفر لیا سنگا	کیا ہر وقت حصت پیر سلطان	کہا شہ فی کہ جا خالق نکہاں
لیی ہمراہ بیٹی اور نوا سا	دمشق لیا کمر ہوش و تشدا	لب دریا کی استاد خیمہ	لگا رہی ہوئی آباد سنیم
کہا ہمراہ بیوی کا دم سب	خرید و جسکو جو منظور ہوا	گئی سب لوگ کچھ بجا خرید	زیادہ تر ہوئی آباد و جہا
عجب ہی سیر کرنی و آج یا	تو عمدہ ہر مکان و قصر پایا	وہاں کی لوگوں فی دیکھا جو	تو اسپمیں ہی کہتی تی خوش
کہ اسکی نشان و رشوکت کو	خدا دی روز اقبال فراوان	اسی مطلب میں تیرے حروف خا	کہ صورت ہو گئی شب کے درگزن
فزع صبح بانوئی جو دیکھا	ہو گیا چپ بوکل سینہ کا	لکھا سلطان ہوئے ہر احباب	لکھ ہی محی گر پیری کی لکھ بیتاب

راستی ۲۴۴

قدم محفل سی ساقی کیوں ٹھہرا	بہلا چکا مزار شوق بہکا	دل مشتاق بہر کج رنگ یا
طبیعت کو نہیں ثابت ہوا	ارادی رہ گئی دلین بگر	تعلق ماور دہوندا گفتگو
ہوس کرنی لگی خاطر کو مضطر	شراب لا لہ کون نور نظر ہو	کہ تا قلوبین آتی خاطر سید
جہاں شیشہ لب پیمانہ تر ہو	کلی اس طرح پیراز فسانہ	تسلی بخش ہو مطلب کی بار
زبان پر آئی آغاز نہ	کہ تا آئے نظر طائر کا دیدار	ضیاء کا در کیا خوشنیدی یا
وہ سلطان بہر شہا صحر کو کیا	سجھایا اس طرح کچھ اسکی چو	کہ ظاہر ہی سخن کا یوں نشا
کہ جب حال سکا سب چہاں	نہیں لایم جو وہ ہو خانہ براد	کہ تیشیں غور کی مطلب
دولت اسکی ہی آخر پر نراو	پہرہ میں یہ گہرا پنی آیا	عمل میں لاتی ہر نی نغم اکثر
ٹھہرا تخت پر اسکو آرایا	کوئی آئینہ سان حیران شد	نظر سپہ پڑی وہ چشم پر
تجسس میں لکڑی پی طرح	تو دور میں قند ہو نیکو برادر	فروع حسن ہی خوشنوی
خونخونکی نظر بوجھ جو اس پر	نہایت جلد و خلقت میں	سداک مثنوی بہر دین کھانا
پدر ماور فدا ہونے کو آئی	ہوادل ناوک غم کا نشا	جو گذر اتمہ کیا اونسی شادا
سنا نایاب فی حبب فسانہ	خدا ہی جانی کیا آفت غضب	اگر وہ سوت زندہ ہی رہے
نہیں ممکن کہ وہ اس کا	خبر ہر گہری کی تاک لائی	سدا سنی لگی غم سی جگر چاک
نگہبان شہانہ دی پر بہکا	سنو اب قصہ محسوس مضطر	دولتیں دلہری غم خور آقا
یہاں تو حال گذر اسطرچہ	طبیعت کو مری و سس جو	زبان پر اپنی وہ یہ بات
ماورہ کہ انا ہی شہر بہ	کہا ای بانو دلار می فاق	بلاتی پر ہوا مقصودت پران
پہر اگر اپنی شاہ قصہ مشتاق	تو مطلق تم نہ ناپاس و سدم	مگر سن کہ یہ چننا لفظ پانہ
کہ جب کہیں سو دن در چشم	ریحی دس حکم کی بانو نگہبان	کہ میں مشتاق قصہ طائر کو
کہا بہتر گیا بستر بہ سلطان	نکمرہ جان جان تاخیر اصلا	پکار رات فی بدایا زانہ
آہا یہ سنی سلطان اور بولا	کہ آخر وہ عجب فرزند بہتر	سہ بولی میں شہا شاہ آغاز
بیان راوی کا ہی لب بطرح	طبیعت نے اجازت اسطرچہ	سو شہر و مشق آیا وہ چو
ایک دیکھی جو بدر الدہ	کہ بیشہ و چند دم آرام لی لو	چلو بہر اوجہاں رخ جہاں

بہ سوچا اور کیا کچھ خطہ آرام عجب سی یوں کہا اسی صاحب اگر ارشاد ہو کہانی کو لاؤں پھر سکی بعد اوسنی یہ کہا حال اگر جی چاہو میں بھی ہوں تو جو بیوی ہیں ریتان نہ نہیں ہی بات میری کو قبول کہا اچھا ہی امر علی جو یوں ہے ملی باقی کی اوس خواہ میر کو کہ ایسی چیز ہو ہر دم میر وہ بدر الدین حسن چہیں یہ سوچا ابھی ناگفتہ تھا انجام مطلب نہیں زیا تھی انکا رساقی پہیں اک گونہ کھف کا جو تیر طبیعت تامل عرض سخن ہو گھسا دن ابتو آتی دوسری شب اجازت دینی بان گوشتگو اُبھر کر مدعا جلوی دکھائی اُٹھی سوئی ہوئی بستر کی کہا بڑا سلطان دی ہو اوتشتا اوس قصی کا ہی آغاز انجام کہا بخشتی خطا تیری میر جان نہ نہ تو سن ناغہیں ہرگز خبر دل	وہ بدر الدین حسن مرد خوش رنگ میں اچال سی کرتا یوں گاہ کہاں اپنا اسی صوت دکھاؤں کہ اسی فرزند سی بہت خوش حال کہ میر دلین ہی ک شوق کا جو وہ اپنی کام میں ہیں بگانہ بیان کو قوی مطلب و مقول تو ہی حسان کے دل نہ گھوٹ اٹھائی اوسنی ماتہ اپنی دعا کو کہ دنیا میں نہیں کچھ پس بہتر اگر ہو تاکوئی میری ہی بیٹیا	ہوا مفتون رخسار منور کہ میں کیا ہوں آہ کام میں یہ اتنا کہہ کی وہ لایا سہمائی جہاں ہوں ملتی ہی میں ہے کہا یہ شکی اوس خواہ سرا دکانوں پر نہیں لگتا ہیں کہا یہ سکر اوسنی کی تعریف او سکے وہ لایا اور عجب فی جبکہ کہانے مرا چکا کہا قربان قربان ہو تیل سطور کی باہم جو تیر تولیا اوسکو میں ہر دم باغور	طبیعت میں محبت کی کہا شہابی میز ہی عالم کو مرغ عجب فی اندکی اوس میں کہا کہ دنیا میں نہیں ہوئی تے وی نہ بخشتا لطف تیرے مدعا کہ ہوں تیر علامت کا نشا زیادہ اوس بات دوسری کو تیر شنا بجد زبان پر اوسکی آئے رہا خاطر میں باقی اس ارمان طبیعت میں بڑی نہیں کچھ گشتار فری دنیا کی سوچاتی فراموش کہ بانو چپ ہوئی باقی تیری دعا نکلی زبان سی خاتہ آباد تسلی کوچ فرج آرزو پای مزا دی تاہمیں لطف باقی کہ دن افسانہ باقی کو پہر یاد برائی تا مراد خاطر تیر دکھا یا صبح فی اک تازہ سامان ہوا خوشید ہر نوک میں خزا کہ طائر کہہ رہا ہی اور لکیر مکدر و کیمہ دل میں چشم لیا غضب نہ تو کیا بھی نہ افتاد تو زہنی دل میں کی اوس وقت بول
راست ۲۴۵			
دکھائی گا ہمیں یار ساقی خیال میں دنیا ہو فراموش وہی ہسی سوال تجھ میں ہو ذرا بہر خدا تکلیف مطلب تی ساغر گلون صورت سبکو فسانہ یوں نیا آغاز پائی دکانیں کھل کی چکی خوش بازار کیا طلی چند دم میں صبح فانی بیان کرنا ہی جب چاشم نکرا بہر کبھی اب بیا سامان اگر نہ ہوگی ناحق گونہ نگار	جہکا شیشے کو تا خاطر کو کشتا امید خاطر بتیاب برائے کہ میں صدقی سنا باقی کہانے یہ سکر میں جو ہوں اپنا ارشاد بہت ماتہ سی اوچاں ہم لبر کہ جب ہ شب ہوئی ناگوشا فرازا آسمان سی نور برسا قرب نخل جب یا تو دکھا پری فی اپنی بیٹے کو بلایا کہاں انسان کہاں فم پر زاد اجازت پائی مانسی جبکہ سطر	دکھائی گا ہمیں یار ساقی خیال میں دنیا ہو فراموش وہی ہسی سوال تجھ میں ہو ذرا بہر خدا تکلیف مطلب تی ساغر گلون صورت سبکو فسانہ یوں نیا آغاز پائی دکانیں کھل کی چکی خوش بازار کیا طلی چند دم میں صبح فانی بیان کرنا ہی جب چاشم نکرا بہر کبھی اب بیا سامان اگر نہ ہوگی ناحق گونہ نگار	طبیعت میں محبت کی کہا شہابی میز ہی عالم کو مرغ عجب فی اندکی اوس میں کہا کہ دنیا میں نہیں ہوئی تے وی نہ بخشتا لطف تیرے مدعا کہ ہوں تیر علامت کا نشا زیادہ اوس بات دوسری کو تیر شنا بجد زبان پر اوسکی آئے رہا خاطر میں باقی اس ارمان طبیعت میں بڑی نہیں کچھ گشتار فری دنیا کی سوچاتی فراموش کہ بانو چپ ہوئی باقی تیری دعا نکلی زبان سی خاتہ آباد تسلی کوچ فرج آرزو پای مزا دی تاہمیں لطف باقی کہ دن افسانہ باقی کو پہر یاد برائی تا مراد خاطر تیر دکھا یا صبح فی اک تازہ سامان ہوا خوشید ہر نوک میں خزا کہ طائر کہہ رہا ہی اور لکیر مکدر و کیمہ دل میں چشم لیا غضب نہ تو کیا بھی نہ افتاد تو زہنی دل میں کی اوس وقت بول

راست ۲۴۶

بهری غفلت بین ری سحر	که کثری کوئی لفظ قطب مضطر	دیک شکری سب کوئی ل سحر	نه کنی پائی کوئی بات سحر
خدا را آتوا نه لایبر کی سحر	فری مستی ناز انی دکما تر	نشاب تنو لوج ذوق پائی	رہی باقی نہ جی من لذت
وہی بتیا بیان پیر لاکتین	کہون گذری ہو حال کسی	فران صاحبان حنا تہا	خیال می پرستی دلیق تہا
بیان قصہ بین صروف سحر	سحر کالور برینا آسمان سی	بڑا سلطان سحر صحرای باد	زبان پر راز وہ اسطر
کہ جب کاٹھا بستر جہا	کہ انی مین ہ طار و دلو باہم	پہرتی اور کیا لون اپنا آغا	کہ افسانہ سحر طبع نہ شاد
بزخیل بیہانا کہ لے موم	ابھی مکٹ نگاہوں نہ مانج	کہا اونی کہ اور سنا تہ ناز	سنا ہمارے جی جہوقت پر راز
کہا اوس میر طار کو کما	بتا انسان کا ہی کیونکر تھارا	سنا ہی سطر حیرت پی سب حال	بیان کہ سطر ح گدرا یہ جہا
کہا مینی نہیں مطلق ہو گاہ	قسم کہانی مکر جب کہ وہ	تو از وہ ہوتی صحر کو ہونجی	وہاں اوس یا ولی کی جہا
تو دیکھا اوسین او ایل طار	کہا کیا حال ہی کہ ہسی ظاہر	نہیں معلوم اونی کیا سنا	کہ ان کو آپ کی کچر جسم کیا
نہا یا جلد او سکھ کل انسان	کہا جانی گھر مرد مسلمان	بہا کر تخت پر او سکھو آریا	سنا ہی مینی اپنی گھر وہ کیا
بہت راحت کی تہی ہی قات	فری مین حسن ہر وقت ورا	وہی زوجہ ہی مادر پدر پتر	زمانی سی وہ ہر دم پتر پتر
یہ گدرا جالی رنگ قمر	نہایت غم ہی محکومہ صدر	کوئی تدبیرین آتی نہیں ہی	طبیعت لطف اب پاتھیر
سنا جہا ل یون عش اسکو یا	دل جان فی بڑا صد مٹھا	کہا ہنر کیا تہا مخبی اقرار	دیو ایشک ہمارا وہ گنہگار
کہا اپنا پارہ او سکھ نہ کیر باد	یقینی مین کہ دلی سخت باد	فری جیسی کہ آت کہہ سی گا	مصیبت مین قیامت ریکا
نہ سبھی تہی کہہ احسان دشا	کہا محکوم یون محو صدقا	یہ کہلا و سنی تخت اپنا سنگا	نہایت جلد ان یوا سکھو لایا
آرٹمی و سہا سی سکو تہا	غضب مینہ ہونجی پیش لار	یہ اتنا کہہ کی طار نہ کی بند	نہ بولا کہ پتر اگر شاہ خربنا
محل مین آجنداز کارخانہ	ہوا وہ خواب غفلت کا نشا	رہی جہا ت کم نہ ہو بیدار	پکارا اپنی بانو کو کہ دلدار
ادبیر کان بیان کہ حال تہا	کہ مین گردش مین سدا مچ	وہ بولی مین قدا شاہ ویدار	سنا ہی سطر حیرت پی سب حال
کہ شمشاد مین جہا کی چار	کہا ن زہ ہی و سکی نیک افلا	نہایت جلد او گبر پریا	بہت آراستہ اک قصہ پایا
کہا لوگوں سنی وہ جہا	خبر میری کہ وایا مین جہا	غرض جب سچ وہ حال سال	کیا یون بل خدمت سلی شام
کہا اونی کہ آتین ہی گنتر	کہا نہ راحت ہو کچھ تاب جگور	اجازت پاکی بہا وچ پاس یا	جو گزرتا تھا مفصل سنا یا
عجب کو اور بہو خوش ہوا	وہی مینی کا لقتنا ہو ہوتا	کہا گایا او سکھو جہا ہی سی کیا یا	کہا مین تہا قربان میر دلدار

پہلے چندی و شش درین مگر	تجسس میں جی سچی سوط کج	انکا کہنی کہ چلی بہر مطلب	کہ اوس فرزند کو دیکھو وہیں
وہ بولی خوب تمہی یہی بات	سفر ہو جلد انسی کان آرت	سحر کو سب ہو وان سی روم	بہت گزرا نہ تھا ایسا زمانہ
کہ پرسوی دشق اتی وہ کیا	مقام اوس جا کئی دین یاچا	عجب فی لون کہا خواجہ سرکا	کہ جنبش کچھنی اب اپنی جاسی
برای سیر سوی شہر چلیے	گہری بہر کو توخی سی نکلیے	کہا اوستی کہ بہترین ن ورا	ابھی چلی ہی باقی نہ ارمان
عجب یہ سکی آیا سوی بازار	جہاں سیاب لینی تہی خریدار	سیراک شہی پر نظر کی کچھ خریدا	پہرہ سجاسی بڑا وہ اور کا
وہاں پر لطف دیکھی دہی رنگ	کہا سچی کہ وقت عصر تی رنگ	دکان پر چلی و جل اتی کی	کہ اوس پوچھنا ہی بہر مطلب
ہوا تھا اوسکا سر زخمی مقرر	نہیں معلوم حال ہی کیونکہ	یہ لکھو وہ دکان پر اپنی آیا	اوس مصروف کا خوشی آیا
عجب بولا ذرا ہکو نہ دیکھو	عجبٹ مانوس مطلب قدر ہو	یہ سکار اوستی انکا کہنی انسانی	محبت وہی سپر ولین
لغوی صورت ہوا پڑ و سپیان	کہا ہر آپ پہلی سیری جہاں	ملائی لاکی خوب دیکھو کہلا	عجب کی دل فی لذت و خج
بہت تعریف کی حدی زیا	ہوا وہ شرم سی سر و فتاد	پہر سکی بعد کچھ شربت پلایا	زبان پر لطف اوسکا جیکہ
عجب لاکہ ہوا استاد کامل	سیراک شہی پر تہا می محبوبی ل	ارادہ تھا کسی کچھ اور بانو	کہ بدلات فی عالم سی زانو
سحر چکی اٹھا سامان موجود	راست ۲۴۷		ہوئی اسباب عشرت و انس
فرخا طہرین ساقی اور آیا	ابھی ہمایہ لب سی کیون آیا	خدا کیو اسطی ہم کی کوئی دم	کہیں ہی کہانی تاکہ کچھ ہم
ہجوم شوق میں کچھ و دہش	ہلا ختم تاکہ شکے قطرہ می	لبالب جام ہو آدین تک	و فور جوش پہو انجھ تک
زبان پر تین الفاظ طرب خیر	توقف لی فرج و حشر تیر	تعلق دو جہاں کی سی ہوا	و ہی خاطر میں پہنچا عیالم
کہ جو کلی دہش کوئی آج	کہیں سب معین ہم اسٹیدا	کہ راست نہیں ہی کہ یہ ارشاد	آئی تاقیامت خانہ آباد
یہ سنگدل جو بہر خست ہو	سناوے سطح کچھ لفظ ہو	کہ جب بنجام شکست نظر سی	لہیں آنکھیں اکھان ہو
جمال مہر کی گرمی دکھاتے	دل سلطان میں بہر بہت	کہ سینی آج کیا کہتا ہی طار	قضاہ کس طرح ہوتا ہی
کہ اوس شہر تہنست میں گرا	نظر آیا کہ لون جنبش راز	کہ آخر وہ پری بتیا و مضطر	بیشکل ابر تر یاد دہ تر
مکان یار پر تہری لہجہ دوش	گہر باقی نہ تہی اصلا اوسی ہون	نکھیا لون فی دیکھا اور پکا	کہ دور و اور ہی ان بہن
یہ سکار اوس پر کیو شوش آیا	نہایت جلد تخت اپنا اڑایا	فرز نخل تخت اپنا وہ لاتی	کوئی دم پٹیرہ کر لین جوا
نظر نہ شہر طار تہرین گھر	کہ منظور اوسکو صوت دیکھو	نظر شہر اڑا لیا خرم و شاد	غریہ واقعہ سب خانہ بار
کسی فی ناگمان اوس کو جو دیکھا	تو بولا وہ ہی اسی وہاں کیا	عجب رت کا جلا تر کج دیکھا	کہ خدائی خدائی سی پالا

یہ سنہی ہی ہرگز نہ اویسو	کہ لڑائی آدھے پہلو پہلو	قضا از حجب شہزادہ مبارک	سہوئی اگر اویسی جا کر
نظر ثانی ہی پہچان دے ہی	خبر چھلکی کہ شہزادی نی دی	ہنسی لی کہ باجی آو ہم پس	نہ لاؤ اپنی جبین کوئی دوسرے
تمہارا گہری سچ میں ہر نیراد	عجب کیوں کتی ہوس گکوٹ	محبت سی زمین ہم تم ہی جا	نہ لاؤ فرق جبین کوئی اصلا
یہ سنہوہ آری اوس غالی مضطر	پہر لڑتی تھانہ دی کے برابر	لیٹ کر کچھ پڑ پختل و سکوا	پروں پر اپنی جلد اوسنی ادا یا
فرز تخت لائی اوسکو بیوہ	کئی دم میں ہو غفلت فراموش	کہیں کہیں تو پوچھا کون تو	وہ بولی میں وہی دلدار پہلو
بہت راحت اٹھائی اتیو جو	بجالا ونگی میں ارشاد جو	سنا کر یہ آرا اوس جاسی طائر	ہو اچھے سلطان کو نہ ظاہر
وہ ان سی بہ طرف گئی جو	تو پہر سامان ہی محض کل پایا	خدا کا کہ جو سو یا شاہ دیجاہ	کیا بانوئی آخر اوسکو آگاہ
کراہی سلطان سچے رشتہ کی	اگر جی چاہی سینی قصہ کہم	اٹھائے اور کما ایچا جان بان	بیان کر کس طرح ہی پھرہ سال
وہ بولی بہر محب طرح بولا	زبان سی عقدہ مطلق کلا	کہ کہہ او نہیں جب تک بن نام	یہیں نہیں گئی اگر روز کچھ ہم
مگر ہمراہ تم ہرگز نہ آنا	خدا جان کہ سمجھ کیا زمانہ	خبر نہ آو تو وہ جھگڑا کہیں	غزیرہ افر باطن طعنے سدا بن
کہ رضوانی سی کی ہی آتش	غضب کے کچھ نہ غیرت اوسکو	وہ بولا اب نہ میں جاؤنگا پھر	کیا خوب بنی لاسوقت آگاہ
بہ کہہ بہر عجب تھا وہاں	جلد تعریف کو کرنا زبان سے	نہایت عداوت ہو چھا کان	گہرا دای کی غمی میں نہ دہر
وہ ان موجود تھا کانی کاٹا	کہا اوس کہ کتا تو ہی ہرچا	یہ بولا اٹھنا جگو نہیں ہی	تسائی غذا جھکو نہیں
کہا دادی نے یہ کمالی ملائی	کہیں ہاتھ سی اپنی جانی	کہا بہت اٹھا اوس میں سے حکم	گواہی ملانی یہ نہیں سنے
کہ جیسی ان کو کمالی ہی کا	مر باقی نہا ج اور زبان	کہا دادی سچی یہی بہت خوش	مگر اگوہی ہرگز نہ رغوب
کہ بہتر اس سے دیکھو ہاتھ	وہ لذت آہن ہرگز نہیں پاتے	کہا دادی نی وہ کمالی کمال	وہ بولا ایکٹ ہستی کان پہ
یہ سکر طیش دل و سکی دلین آیا	جو خود سارے رہتا نہ ملایا	کہا تو لی کیا اسکود کان	نہا پائی دین تک ہی دیر
کہ لاتی وان ملائی آخر ایسے	نہیں گذری نظری جو نہ	وہ بولا جہر ہرچی آفت نہایت	سحر سی گھڑی گھٹن نہایت
خبر نہا کو کی آیا اوسمیں	غزیرہ کے طبیعت پانی ہر ہم	سنا یا حال ترسب نی اوسکا	ہو آنزوہ اپنی جبین کی
کہا ناما زامی طفل طوار	ہو اسی خمی یہ کیا امر بکا	بیان کر اپنے اصل حال اپنا	سنا بکو کچھ کہ مع جبال ایسا
وہ بولا اس طرح کمالی ملائی	طبیعت کو نہایت سیر بکا	کہا دادی نی اتیو اوسکو سکوا	عجب جی سی بولا جا ہی لا
وہ اک غلی جی لایا دکان	کہ لائی کاغذ اچھا زبان سی	تو بد الدین جس مان پہلو	جو کہ قصہ کی ہونی تھیں جو
یہ بدر الدین جس ہاتھ کی ہی	جہا کہی وہی صفحہ کی ہی	یکسے لکھی ہر لونی نہ جان	کہ شہر کے سال کو یا دگر کون

راست		بهر کجای سبزی بنک سنا
سپوده کیا بوی جوانی بهی	بنا جام و خراجی لب کج	نه سبزی تکی که سبزی بنک سنا
خدا کی واسطی او نکو آما	و نه شیشی کیا بوی بیک	و نه پانی کمان پیکال خوش
زبان فرش کری کیت سنج	طبیعت مین بوی پیدار و خوش	که لب نیک تی بی غم و فراموش
کمانی کا بیان بوی بون	مضامین حساب جوی و خوش	لعل رنوی نغمه تنهون
فلک سی نور چکا جانب کا	فروغ شمع کی پایا	که جب شیب بوی پیرانه سنا
نظر طائر بوی خوش بول	بنا صحرای کبیر	که اسپ آتی نیلایا و سیر کبیر
و نه لاجب پیرانی خوب کیا	که تنی مین کلا و خوش	سنون بی آج کیا طائر کا آغا
و نه باغ و قصر مین تری نیم	چلو کمر میری لب کیم و سنا	که خنرادی سکی راحت جان
و نه فرش کرم محل جبهه پیرا	نمین باغون کی بون	که دیار و سکین خشت بر
و نه سبلی پیری بون آجا	و نه خم دیکی نین لب سبزی	و نه شیشی بوی لریزی سی
تمهاری واسطی بوی بون	تو بهر انشای سابق بون	اگر تم لی چلو شریف کچه دم
تمهاری زوجه کیا سبزی بهی	نه نکلا کوئی سبی ارمان میرا	تسین مطلق نین کچه سبزی
کوئی مشوق سی بوی بون	جواب نصاف کیم تیرم بون	نگاه غوری و نه کو دیکو
بهت اچانه لون بدلا کونا	همین چهو طائر جوی پایا	و نه بهر طوفان کولون یا
یہ سنگر تانہ رادہ بوی بون	غلطیاتی گتی سبیل تیر	و نه ہی اقرار نامہ پاس میر
که بون تی و نه سورت کونا	ندیکمی چند دم بوی صحبت یا	که انصاف و چرخ سبزی
هوا سن سال گل کیم پیرا	لگی و خشت برنی آسان	که لب کیم پیرا طائر و بان
و نه خاصه آتسویا کیم سلطان	کسین لیسان و نه چاشب کم	غذا لکیم که کار و بون
سیاتین تمین که جا کاشیا	درگون چلی بوی صورت ما	که لب شیب کیم سی آنا و نه
که بوی بون تی بون	عجب ایسی غفلت غفلت	بوی نکلا و سبزی طرب
و نه لایسی طائر سلطان	که بدرالدین حسن محو کنا	و نه شیشی بوی سبزی
اوی کی بون تی بوی و نه	که لب کیم پیرا و نه	بنا خاموش و چین کبیر

اگر وہ الٹی بیچاؤن کی اسد	وہ بولیں مان راہیں مسک	کہا جیسا کہ چنند نوکر	اجازت دی کہ اس کا
کوئی حلوئی بنی و سکوی اتر	نہ مطلق حال پر کچھ کم گمان	یہ خواجہ خوب و سکوا جیسا ہی	کتنی دن سوچا بیچا جیسا ہی
اسی چہرہ لہو اور جلد جاو	نہو عرصہ بہت دم بہرین لاو	یہ سنتی ہی ہری مردان جہاں	وہ خواجہ سادہ لیکن سخت ناچار
پاسی دوڑ کر ہو چکی دکاڑ	ہوا حلوئی او کو دیکھ مضطر	نہو چہا کچھ او نہون لخت حال و سکا	پکڑ حلوئی کو گپڑی سی ماندا
بہت کچھ اوستی کی فریادید	کہ کیا تھ صیرہ میری ہو وہ ارشد	نبولا کوئی او سکوا باندہ لا	قرب خانہ دستور
بٹمایا اک مکان میں مثل شیک	کہا حاضر ہی وہ جسکی طلب تھی	وہ شمشل لدین محمد شمس سلطان	گیا تہا تاکہ کچھ رانہ نہاں
وہ مطلب کہ جسکی آرزو تھی	بہت عرصی سہلی پہنچت تھی	لاوہ فضل حق سی آج مجھ کو	ہوا حاضر ہی تسلیم فرموش
ارادہ ہی کہ لیجاؤن میں ہلہ	فقط یہ کہتی تھیں آیا ہوں آتشا	سناسطان جب فسانہ سا	کیا لوگوں سی اپنی یوں شادا
کہ جو کچھ یہ کمی او سمین مدعو	کسی صورت اسکی عرض نہو	پہرا آخر اجازت یا کی سائل	ہوا کچھ خطہ میں اگر میں خل
خیر پائی کہ حلوئی ہی حاضر	کہا کیا حال گذرا ہو وہ ظاہر	جو گذرا تہا کہا اور او سکوا لے	کہا دستور فی ہی کوئی جائے
محل میں وہ خیر بیچاؤن اسکو	شناسا اسکی صورت کی ہوا جو	عرض مان اور لائی اور باسب	کہا بدشکت آیا آج مطلب
یہ حلوئی تھیں جان و جگر	کہا مادر فی میرا یہ پسیر ہے	وہ شمشل لدین محمد پریر ہولا	کہ یہ کلمہ مکتاب تھم اصلا
ارادہ ہی طبیعت میں مریا	کہیں تم او سکوا کر دنیا نہ فی طور	سنا کر یہ ہوئی خاموش بانو	نہیں تھی رات اٹھی مدھوش بانو
دہی دم بہر پیران اور سائے	راست ۲۴۹		کہ بہر پہلا سا ہلک دور سائے
دہی سپانی دی بہر ہر کے کھکو	کہا وہ او سکوا تری چوین قدم	انہیں بتایا ہوں میں سوئیں مان	زین بہر ہر گری ممنواں حمان
ہو ہی جوش طبیعت سی کینزیم	کہ صدق مہربانے اور کچھ دم	دین شمشل لدین چوین مان	زبان پیدا کری کیفیت مل
لب سفوسی لب گرین برابر	فدائی حسن ہو قلب مضطر	تھنا میں شمس زانہ بہر ہوا	نظر آنکھ نکالے آنکھ کا دھارا
چمک ساغر کی بری تھیں پر	رہی دامن سحر سی شام نہا	اہل جاتین آرا کو دسی کیا بار	سخن پیدا کری اسطر
کہ جب سیر ہوئی دیدار شب	تھکی دست ہوس جس طلب ہے	سحر فی جلوۂ پنہان دکھایا	زمین فی نور کاشان باپا
کلی اشیا جی بہرست بازار	ہوا ہر شخص مطلب کا طلبکار	اٹھا سلطان بہر سیر صرا	کہ تاقصہ فی بہر طاعتوں
پہو چکا وستی یوں آغا دایا	کہ شہزادی فی جہدم یہ نہایا	کہ صد افسوس و خجنگ	چرخ تونی بہر شمشل
پری شمس ہی الفاظ چوچ	گی کہی کہ او مشتاق بہر سوز	نہیں جاتی رہا چوچ	مناسبت کہ تو ہو چوچ پیدا
ہما جی دوستی پر کہ نہیں نہا	کہی جھگڑا ہی باقی ہی رہا	بہت چہا تھا چل و نہا	کہ ان جگہ سسڑی باور نہا

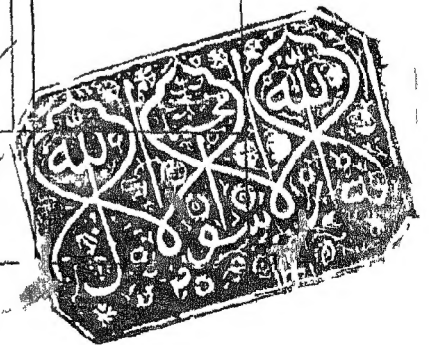
وہ لولا بجو ہوش پناہ میں	تمہیں کیوں گنج مایہ لوش میں	خدا کی واسطی پہلے ہوں نم	ذرا میں دیکھان سب باکو
نہانا اوستی کچھ او سکوار آیا	اوسی جای معین پر وہ آیا	پری بیٹی سکا نہیں لڑکھا	بڑی فستہ تیری داندی
نہ تہا منظور ہو کچھ بھگوانا	کہ تقدیر میں چاہا تو کیریا	ابھی کس کچھ کر مجھی اقرار	ایک لولا گنگا نہ گانم نہما
وہ بولا اسی پر کھنکھن بجو	نہیں ممکن کہ داؤد کی نہیں ہو	وہ ہیں ماہی پھولوں دنگو کو	مری مالک سی محسن سلسر
وہ زوجہ باعث شک و حیا	مری شیدا میری قبلای	اوسی کس طور چور و ککلیا	کبھی مجھی ہوا ہی اور نہوگا
بلاسی جہین جو اتنی نرسد	بجی ہی اسکا بدلا کچھ خدا	مگر کہنا نہ زندہ بھگوان	کہہ پڑا تیروں ہر سو پریشا
لگا اک بارہ ستر گنتر جا	گنتری ہر جو مجھ پر گنتر جا	وہ طائر کچھ یہ آواز سارا	اڑا سلطان سوختہ سدا
محل میں کسے اسوا پیش کو	کہ تیری میں یہ کاش کا فون	چلانی میں منسل گنتری	اتھا گنتری اور بولا اسی
کھان ہاؤسی بولی وہ کہہ کر	کہا کیوں جی کیا نہیں نہ ظاہر	کہ شب کم سی ذرا سنی فشا	وہ بولی ہی ابھی باتے ناتر
بیان کرتی ہوں لیکن چاہی تو	کہ اپنی نیکی ہر دم میں طور	وہ بدرالدین حسن آخر یہ بولا	نہیں معلوم یہ بی باجوا کیا
میری نصیر کیا جو ہوں گرفتار	مجھی بیوہ کیوں دیتی ہوا دار	ہنسدا دستور اور بولا نہ گہرا	ابھی تیری ہی پہنچی نہ گہرا
ملائی تونی بد کیوں بھونستے	خبر اس قدر کی شاید نہیں تہ	وہ بولا جو میری ہو کوئی اشیا	نواہ سکا انتقام کیا ہی ایسا
کہا دستور فی بیشک ہی ہی	نہ لارم بھگوان پوچانی تھی وہ	کہ جسکو کہانی خاطر ہو مگر	عوض میں دسکی بڑی بچ کر
غرض صندوق ال و سنی دنگا	وہی خواجہ ہر جلد او سکولایا	بٹھایا او میں بدرالدین حسن	وہ بولا صبر قسمت سی جو ہو
اوسی صندوق کو اشتر بولا دا	لیا ہر مصر کا اون سب سے رستا	عزیز واقربا دستور و نوکر	چلی اپنی طرح پر وانی کیر
کئی دن میں قرعہ شہر آئے	دبان آتری تھی نفی جاتی	کہا دستور فی حاضر ہو تجار	جب یا وہ کہا سولی ہو طیار
بہا سب سب معلوی بولا	کہ قابل دار کی ہی کون آیا	کہ اور ذرا تو یہ بیکار دار	لنگار و میں ہی اور دن سدا
ملائی میں ندالی ہر چ کانے	یہ اوسکی وجہ ہی پاپا لے	یہ سکرو لین ڈرو سکی جوا یا	تو لب پرانی وہ یہ بات لیا
کے لب ہر دی شل ز سرور	کہ ہوں سوخت میں مجھوڑو	سحر کو جب کڑی بھگوان شہر	تو کیا کیا کہ پلاست دئی تندی
یہ بٹھایا تہا اسی اندوہ و غم میں	نہ تھی اٹنی کی ہی طاقت تہ دھڑ	کہ ناگہر وہی صندوق آیا	پیشور او سکوپر او میں بٹھایا
وہ ان کی آتے قسوتے کیر	کہ دستور فی نزدیک پہلو	گیا نہ کھنکھن تر جلد دستور	کہا سہل نہ تہا پہلی سی تو
وہی مال میں ہر جا طیار	کہ غور میں کچھ بولا	وہیں بیکر عوسی نہ بیکر	نہما دستور ایسی غضبناک
پری شکل سی بہنی اسکا	کسین کیا کس طرح بٹھان	خدا کا شکر کہ ناچاہی اس	کہ بتایا تہا آج مطلب

که پیر شمس کی بولی صورت گزشت	که پیر یون که پیری تھی حال تو	کشتی ایک مجلس خیم شکر	آہنی وہ اور کفر بان پیر کے
کیا یاد تو آوس جاسی کا	۲۵	چکا می جلد پانی میں سائے	اوٹھا اوس پر ہم اسباب سارا
کراتی تائب شیدا کوئی بوند	گلہری شیشہ سی پکا کوئی بوند	چمک جانی سخن کا اور بار بار	اور اسی کیون سچا شکر فی
کمانی تانیاں اس طرح آتے	ہر لہجہ مدعا مستی دکھائیے	قادی پرخن میں پھٹک	زبان تر بودن میں ہزار
اوٹھی داغ پر اکا بارش بند	نگہ بانوں کی اکھیں پوچھیں	ٹی ٹھنڈک توٹھری قلمب	کہ جب پرواز پر اٹل ہوئی
ہوا اسور گھوڑی پچ گشت	اوٹھا سلطان سابق شافق د	تو دیکھا وہ نوون طلسمیں	بحال صبح سخی و شکر چوکر
دوم الفت کسی بھر ہی ہیز	کوئی اہلاد مطلب کہ رہی ہیز	تو پاپا اس طرح سنہ اشار کردہ	جب پہونچا وہی اپنی جگہ
ہوا آخر کو غم سی سر نہادہ	کہ طائر کہہ رہا ہی شانیزادہ	پیری بولی کہ او مردید اطوار	بنو ایک صاحب حال را
مگر یہی غصہ مجھ کی آشی	بہلا کیا جانی کہ تو دل کا	پلاس میں جو حالت ہو کر	کہ گذارت بہت عود کیا
بہت اسوقت تک تیری نہا	سویر نجات فی بان چا	رہی باقی نہ خاطر میں سہا	کہ جی تو جی نہ کیوں کل پر
لباس آدمی تن سلی و تار کا	پڑا نگر ہر اسکی منہ پر بار	اوی کی سی ہوتے فی غلا	کہ کہ کہ کہ کہ کہ کہ
غرض باقی نہیں کہ چہ تیری	کہا جی ج طرف چا ہی ترچہ	خدا جانی بنو کا کتب انسا	ترپ کرین کیا شکل طائر
نیر جو ہی جھگل میل و قا	میں سق لب میں کی ہوا	کیا بعد اوی اونی پیر یہ ظاہر	سوای بہا تیر اونی سہی کو
غلانی دشت میں ہوگا بسیر	کہ باتی کل نہ ہم اتین گی اچھا	خج کیا کر طبیعت گئی سوز	کمانی کہ چکا جب طائر
وہیں ہم ہی رہیں ای برادر	کہا اوس دوسر طائر نی بہتر	کہ جوں کی تمنا ہو براتے	وہاں کے سیرت ہمیں گے چہرہ
کبھی تو یہ بہت ہو گئی کم	نر نہا چاہی مایوس ہر دم	کسی اور بار کا ہی جوش تھا	بہنیں رہنا کسی ایک جا
نہ ہو مضر بدی گو ہو نہ	رشت کو جی جی جی	بدل جانا ہی اگدن حکم تقدیر	سناسی کرین میرت تیر
بہلا کہد شمع سامان نہیں ہر	فلک کے روشن کیساں نہیں	ہوا خاطر شکر رخ طاہر	یہ کھڑا گئی وہ وہ نوون تر
کمان اٹل ترون حسن لہجہ	کہ کل اس شست میں کی ہا	کہا بانوسی بان آہر پیکر	غرض اب اعلیٰ گوشہ مکر
عجب کیا ہی کہ جین آتوئی	غذا کو لگی کہا کسو میں ہم	کہا پیر یون کہ اسی لہر خوش	وہ خاصہ لگا گیا تیرے اوکو
ابھی ہی رات کہی فوج اونی	چلو سو تین کہ سن ہی کمان	رہی کہ بہت کم خالوں	یہ فرما کہ ہوا خاں بدہ سلطان
کہ انکوں کو نظر کیا تیر	پکاری جاگی اسی شاہ والا	کہا بانوسی کہ او غیر	اوٹھا کہ کی شاہ اس جا
وہ بولی اس طرح قصہ ہی	کہ کیا حال ملو گا گدا		

کہ شمس الدین محمد پیر لولا	وہی سامان ہو گیا لکھو میرا	وہی فرشت اور وہی دنیا کی	وہی اشیاء پر کہ ہو گیا لکھو میرا
وہی پردے وہی چلین ونگ	کہ دیکھی سی سو چلی آدمی ننگ	وہی کپڑی عروسی کی ہنگ	وہی ناز و ادا نہ دلم
یہ سب موجود ہوں تجلی و تر	کہ اس میں ہی ہمارا اور مطلب	یہ سنتی ہی وہی آیا عمل میں	یہن کپڑی عروسی کی نفل میں
دولین جگر چکر پٹ میں وہا	خیر و سگی پدرتی جیت پانی	کہ میں سامان شکر سب بنا	ہو اشتاق او یہو نچا قہ
نظر دختر کی دیکھا دلن ہی	وہی پہلی سی شکل انجمن ہی	ہو خوش جلد و انسی باہر	وہی صندوق سرستہ چنگا
کہا کہو لو ہوا حسب وقت وہا	وہ بدرالدین حسن و حسین کلا	کہا کہی ہی بہن بن جلد نوشہ	کہا کہی ہی کہو کہی بکوا کا
بائیں تہد یہ کیوں مہربانی	مگر آیا خیال مت در دانی	خرن پوشاک پہنی و جسم	کہا کہی ہی کہو کہی بکوا کا
اجازت دی کہ جائز محل کے	مگر کہنا قدم اپنا سنہل کے	وہ کہی ہی کہی کہی کہی	کہا کہی ہی کہو کہی بکوا کا
اوی صورت کی شہی بی جا	دولین لٹنی چکر پٹ میں پر	ہو اجیران بیکار دیکتا ہوں	کہی کہی کہی کہی کہی کہی
دولین کو ترود کیوں ہی تو	نہ شہر و قہم یہاں تشریف لاؤ	ترود کیا ہی منہ سی کہی بکوا	کہی کہی کہی کہی کہی کہی
وہ کہی کہی کہی کہی کہی کہی	کہاں میں او کہاں تم کو تیر	راہوں سن سن کہی کہی کہی	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
یکایک پیرو سی سامان پایا	کہ جو نقد پیردنی تہا گنوا یا	دولین ہنس گئی کہی کہی کہی	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
ابھی تو تم پہن کیوں ہی حیران	وہی موجود ہر شے کا سامان	کہی کہی کہی کہی کہی کہی	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
رات ۲۵۱			
آٹھی محفل سی اسباب مہیا	کہ ہیں نصرت ملاصفت ہون	صراحی کی ٹپک سی بہر گنا	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
خدا حافظ او ٹھانیشون کو سا	ستیا بی سب برابر چکھو	ندامت ہی یہی کہی کہی کہی	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
بہت تحلیف دی کیا رنجگو	کہ باقی رہ گیا تھو اساکہ پر	کوئی دم اور یہ سامان کیا	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
گراگ جام آخر اب پلاور	نظر اتین گی ہر دم اور پلاور	مناسبت نہ کرنا خیر مد	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
ہو گانہ ہر ہم اور نہ یہ دور	دکھاتین اور کہی کہی کہی	نہایت تنگ تمہید سخن	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
زمانہ پیرا باقی کی کہانی	سحر چکی ہوا شکر سوا رنگ	نیشکر خزا قبال کیا رہ	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
کہی کہی کہی کہی کہی کہی	کیا دستور سی ایسا کہ جاؤ	وہ ہو نچا اور نہایت جلا	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
کہا کہی کہی کہی کہی کہی	مگر دلین نہایت تماکر	کہ اب طاہر کہان سی چلا	کہا کہی کہی کہی کہی کہی
کہا کہی کہی کہی کہی کہی	اوی صورت کی شہی بی جا	عجب کیا ہی کہی کہی کہی	کہا کہی کہی کہی کہی کہی

اوسے چھوڑی گھر کو اپنی تیر	مزی افسانہ بانو کے پائین	ہوا یہ سچ کر دل میں روا	کہا گوشتی کو اسے چھوڑا
وہ لی آیا اوسے حیران کیا	نظر آیا اکیلا دشت پر خار	پریشانی میں دنگا ہوتی شام	پھر اگر سنی سلطان خوش انجام
کہا بانو سی آؤ سوتین پیار	کہہ برسن لی میں طلب کے اشار	غرض کچھ سچے ہر جا کا سلطان	کہا بانو سی اپنی بان مروتان
وہ بولی ختم ہی شاہا کہانی	مگر کچھ اور سنی خوش بیانی	کہ جب سنی سنی بی بی بی بیات	کہ تو تو نہا ہین مرد خوش آفتاب
نکرو لو اگلی کی بات اسدیم	عجب تھکا تو تر دو اور ہی غم	بتا کس جا رہا تو دس برس تک	خدا کیو اسطی سپودہ مرکت
کہا اوسے جو گزرا تہا برا حال	کہ تہا اسطور پر میرا یہ خیال	سنا جب کسی زوجہ فی قضا	کہا الہیہ طہ فہا جراتا
بشر پر یہ حدیث و تقدیر	نہیں انسان کے کچھ سنین تقصیر	کہا ہر لطف سی لو پاس آؤ	کسی صورت کا شک و شبہ نہ لائے
یہ سنکر وہ قریب زوجہ آیا	فرما ہر طور کا سب بھلا بھلا	ہوتی زوجہ ہی اب دلین راضی	کہا پیری مرا رنجش ہو چکی
مرا دین تہیں جو خاطر میں تیر	تمنا تین بوجہ شکل سی پتیر	غرض سینہ بسینہ رات گزرے	کہا تہی میں صد آتی بگر کے
موزن بول اٹھا اندا کبر	دل عاشق سی نکلی نالہ تر	ہوتی دونوں اجڑا ہوا سنی بار	مگر ایک ایک کا منہ تاق و بار
کہ اس عرصے میں شمس الدین محمد	کہ جسنی دی تھی وہ دھڑکتے قد	بہ استفسار طاب پر آیا	بہت محفوظ و خوش ہو گیا
جو بدر الدین حسن اوسکو دیا	کہا ایہ خبر میرا آپ اس جا	اٹھا انور علی کو کی جھکے کتے	وہ بول تہی کی کیوں سیر کرے
کہا میں ہوں غلام خاص و ستور	نہیں خبر بندگی کچھ اور شرطور	یہ سنکر اوشی چہاتی سی انگایا	یہی اوسے نہایت پیار آیا
پھر اسکی بعد بیٹی وہ لون بگم	کئی گزری ہوتی افسانہ غم	دکائی بہائی کی اپنی نشانی	کہ جسہیں تہا وہ آغاز زبانے
کہا تہا جو کہ نور الدین جرنے	اوسے دیکھا تہا خیل انجمنے	پہر اسکی بعد کچھ ذکر اور آئے	بیان مدعا سی لطف او ہما
ہوتی ہر سب عراجہ کبار	میر سیکو آیا حسن و دبار	لی بیٹی سی مان بیٹا پدر سی	اٹھی باہم ہر مزی فیض نظری
ہوتی محفوظ و خوش رہا خانہ	یہاں تک ہو چکا اور افسانہ	کہا حقیر فیاضی شاہ معلما	بہت دن ہوں میں مستورا
مگر اب تک نہیں کوئی خطا	کہ دلت چھوٹا ہو مدعا کی	کہا قصہ کہ شہ کو رحم آئے	خلاصی مجرم مجبور پایا
کہا شہ کی کہ بخشی سنی تقصیر	مگر قصہ یہ ہو دفتر میں تحریر	وہ چھوٹا اور لکھا لوگوں نے چار	رہا باقی نہ کوئی سچی کا خیال
	قلم میں ہو چکا آغاز و انجام	خدا کا چاہی ہی کہنا تجھی نام	
	لکھا یاں تک سیم پڑھوئے	کہا آگ سی طوطا رام جی تے	

آرٹ لیلہ بند اول شام شہ



12 12 3 2915231

This book was taken from the Library
on the date last stamped. A fine of
1 anna will be charged for each day
the book is kept over time.

URDU STACKS
URDU
URDU

DATE	NO.	DATE	NO.
------	-----	------	-----